

مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (الْقُرْآن)

احمدی دوستو!

تمہیں اسلام بلاتا ہے

حق کے متلاشی احمدی دوستوں کی مکمل خیر خواہی کے پیش نظر
سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی فکر انگیز اور توجہ طلب تحریر

محمدتین خالد

اشرف نیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان

جامع مسجد نیاز، سردار چیل چوک، بلال گنج، لاہور

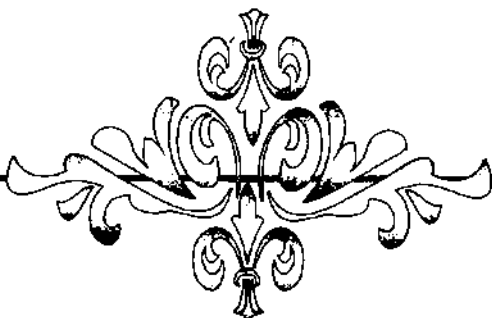
فون: 0300-4241359, 0333-4037803

آپ حضرات صرف اسی نکتہ پر سوچنے پر اکتفا نہ کیجئے کہ مرزا غلام احمد صاحب آپ کے نبی یا مجدد ہیں۔ اس لئے ان کا لکھا ہوا ایک ایک لفظ حرف مقدس ہے بلکہ آپ انتہائی غیر جانبداری، خالی ذہن، شہدے دل اور انصاف کی نظر سے مرزا غلام احمد صاحب کی تعلیمات اور عقائد پر از سر نو غور کریں اور بغیر کسی دباؤ، لالچ، ترغیب اور خوف کے صرف اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق صراطِ مستقیم اختیار کریں۔ خدا نے عقل و شعور اس لیے دیا ہے کہ اسے استعمال کر کے سچ اور جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ اسلام کہتا ہے: "العقل اصل دینی" عقل دین کی جز ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "حکمت کو اخذ کرو تو کچھ حرج نہیں، خواہ وہ کسی بھی ذہن کی پیداوار ہو۔" مزید ارشاد فرمایا: "عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں اور ٹھنڈ سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں۔" قرآن مجید میں ہے: "یقیناً خدا کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ گونگے بہرے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔" اور جو کسی نے ایمان کی روشنی پر چلنے سے انکار کیا، اس کا سارا کارنامہ زندگی ضائع ہو جائے گا اور آخرت میں وہ دیوالیہ ہوگا۔" براہِ کرم جماعت احمدیہ کے عقائد سے صدق نیت کے ساتھ کنارہ کش ہو کر حضور رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن شفاعت میں پناہ کے طلب گار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے منناہوں کی معافی مانگیں۔ شانِ کریمی آپ کے آنسو موتی سمجھ کر جن لے گی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: الحق احق ان یتبع (یونس: 35) مطلب یہ کہ حق ہی اس لائق ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، باطل تو ترک کر دینے ہی کے لائق ہے۔ اسلام ہی وہ سچا دین ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ آپ مسلمانوں کی متاعِ گم شدہ ہیں۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر واپس آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ آپ بد قسمتی سے بھٹک گئے۔ آپ احمدیت کو "اسلام" سمجھ کر اس کے دامِ فریب میں آ گئے۔ لیکن ابھی مہلت ہے اور رحمتِ خداوندی کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ دیکھئے! یہ دنیاوی زندگی نہایت مختصر اور فانی ہے۔ نجانے زندگی کا سفینہ کب ڈوب جائے، موت کا فرشتہ پروانہ لے کر آ جائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ آخرت میں اعمال کی کمی بیشی پر شاید معافی ہو سکتی ہو لیکن غلط عقیدہ کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بقول شخصے "جو شخص سچائی کی حفاظت کے لیے قدم نہیں اٹھاتا، وہ سچائی کا انکار کرتا ہے۔" انسان تمام دنیا کو حاصل کر لے مگر وہ اپنا ایمان ضائع کر دے تو کیا فائدہ؟ ایمان دونوں جہاں میں فلاح و کامرانی کی ضمانت ہے۔ اپنے ایمان کی حفاظت کریں اور باطل عقائد نظریات کی بناء پر اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔ اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ آپ صدق دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر اپنی ہدایت کی دعا مانگیں۔ اس کے حضور کرم کا سمندر غیر محدود ہے۔ ان شاء اللہ اس کی رحمت آپ کو اپنی آغوش میں لے لے گی۔ بشرطیکہ آپ اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کریں۔ طلب اگر صادق ہو تو انسان منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

احمدی دوستو!
تمہیں سلامِ بلاتما ہے





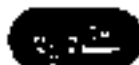
مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ

احمدی دوستو!

تعمیرِ اہلِ اللہِ

حق کے نشاۃِ احمدی دوستوں کی عمل خیر خواہی کے پیش نظر
سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی فکر انگیز اور توجہ طلب تحریر

محمد تقی خالد



انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان

ہاتھ سہرا، نیک مار مارٹل، ٹک، بلڈنگ، ملہارہ

فون: 0300-4241359, 0333-4037803

INTERNATIONAL KHATM-E-NABUNAT MOVEMENT

Street 11-13 Georges Road, Forest Gate London E7 7-UK

Ph: 01814798331



انتساب!

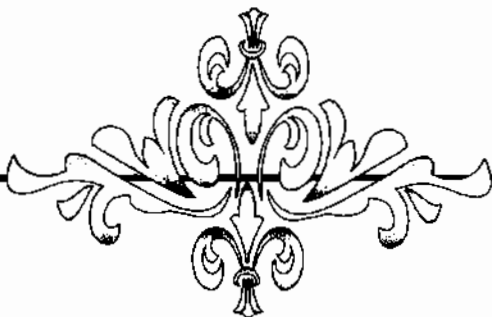
احمدیت میں 50 سال گزارنے والے، جماعت احمدیہ کے انتہائی محرم راز درون خانہ

مکرم و محترم احمد کریم شیخ صاحب (کینیڈا)

کے نام

جو جرات و ہمت کا بلند مینارہ، استقامت و استقلال کا کوہ گراں اور اخلاص و محبت کا پیکر
ہیں۔ انٹرنیٹ پر ان کی شبانہ روز مسلسل اور مخلصانہ کاوشوں سے بے شمار احمدی دوست اپنے
عقائد پر نظر ثانی کر کے اسلام کی آغوش میں آ رہے ہیں۔ اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہوٹے!

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قد



عرض ناشر

آخر میں
ملاحظہ فرمائیں

دعوت و فکر پر مبنی اہم دستاویز

خاکسار سے جب محترم محمد متین خالد نے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ راقم ان کی کتاب کا دیباچہ لکھے تو اک ٹونہ احساس مسرت و انبساط کے ساتھ اپنی کوتاہیوں اور برادر محمد متین خالد کے حسن ظن پر نگاہ گئی تو اپنی کم مائیگی وہ چند ہو گئی اور دل سے دعا نکلی کہ یا اللہ میری یکجیاں کو اپنی رحمت سے دور کر اور مجھے ان نیک لوگوں کے حسن ظن پر پورا اترنے کی توفیق ارزانی فرما، آمین۔

ختم نبوت کے منکرین تو رسول کریم ﷺ کے دور ہی میں پیدا ہو گئے تھے، ان کی سرکوبی کا کام بھی آنحضور ﷺ کے ہاتھوں سے شروع ہو گیا تھا، اس طرح اللہ تعالیٰ نے امت کے لیے ایک مثال قائم کرادی کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد جب بھی کوئی مدعی نبوت سراٹھائے گا، اُمہ کو اس کا سدباب کرنے کے لیے اُٹھ کھڑا ہونا چاہیے۔ آنحضور ﷺ کی احادیث مقدسہ کے مطابق کئی جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوئے اور امت مسلمہ نے ہر محاذ پر ان کا مقابلہ کیا۔ بعض کی نبوت کا سلسلہ دو سو برس سے بھی زیادہ چلا۔ علماء حق کے مسلسل تعاقب اور احتساب کی وجہ سے آج سابقہ جھوٹے مدعیان نبوت کے پیروکاروں کا کہیں نشان بھی نہیں ملتا۔

پچھلی صدی ہجری میں قادیان (بھارت) کے مرزا غلام احمد صاحب نے دعویٰ نبوت کیا۔ پوری امت مسلمہ کو یقین ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ خلاف قرآن و شریعت اور خلاف احادیث مقدسہ ہے۔ یہ یقین بے بنیاد نہیں کیونکہ مرزا صاحب کے مختلف دعویٰ جات سامنے آتے ہی جید علماء کرام، دانشور حضرات اور محققین نے ان کی تحریروں اور ان کی عملی زندگی کا مختلف جہتوں سے جائزہ لے کر یہ فیصلہ دیا۔

آج کی نسل نوی میں سے بھی خدا تعالیٰ نے کئی نوجوانوں کو توفیق دی کہ وہ مرزا صاحب کے دعوؤں اور تحریروں کا تجزیہ اور محاکمہ کریں۔ ستاروں کی طرح روشن ان ناموں کے جھرمٹ میں ایک نام چاند کی طرح چمکتا ہے اور وہ نام ہے محمد متین خالد۔ برادر محترم محمد متین خالد صاحب نے اپنی

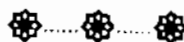
درجنوں تصنیفات میں مرزا صاحب کے دعویٰ و اعمال اور ان کے جانشینوں کے قول اور فعل کے تضادات، مرزا صاحب کی اپنی تحریروں سے انحراف اور تناقض وغیرہ کو جس طرح دلائل اور ثبوت کے ساتھ پیش کیا ہے، ان کا رد کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ محترم متین خالد صاحب کا نام ختم نبوت کے موضوع پر لکھنے والوں میں ایک ثقہ اور محترم نام کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

اس بار انھوں نے نئی جہت سے اُن لوگوں کو بڑے سلیقے قرینے سے مخاطب کیا ہے جو خود کو احمدی کہلاتے ہیں۔ ان کا دعویٰ انداز و دروس و آرزو مندی سے مالا مال ہے۔ یہ حضرات اس کتاب کو ایک بار پڑھ لیں اور اس میں دیے گئے مواد کو پروپیگنڈہ سمجھنے کی بجائے اپنی جماعت کے لٹریچر سے موازنہ کر لیں تو مجھے یقین ہے کہ احمدی کہلانے والے دوست یقیناً سوچیں گے کہ وہ کہاں کھڑے ہیں اور کیوں؟ اس لیے کہ وہ اس کتاب میں دیے گئے حقائق کو برحق پائیں گے۔

میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کتاب کو اُن گنت لوگوں کی رہنمائی کا ذریعہ بنائے اور برادر محترم محمد متین خالد جس خلوص و لگن کے ساتھ دین اسلام اور بالخصوص مسئلہ ختم نبوت پر علمی کام کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو قبول کرے اور اس کے نتیجہ میں نہ صرف ان کو اور ان کے اہل و عیال کو، بلکہ ان کی بے شمار نسلوں کو بھی اپنے فضلوں اور رحمتوں کا وارث بنائے۔ آمین

سہیل باوا

فاضل بنوری ٹاؤن، کراچی
ناظم اعلیٰ، ختم نبوت اکیڈمی
فاریسٹ گیٹ، لندن



دل کی بات

میں یہ بات پورے وثوق اور یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ جماعت احمدیہ میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جنہیں بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے متعلقین کی وہ تحریریں پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا جو عرصہ دراز سے مسلمانوں اور احمدیوں کے درمیان وجہ نزاع ہیں۔ یہ ان کی کم علمی اور سادگی ہے کہ وہ محض چند رٹے رٹائے مخصوص مسائل پر بات کرتے ہیں اور اگر گفتگو کا دھارا بدل جائے تو بے حد پریشان ہو جاتے ہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ پڑھے لکھے احمدی حضرات بالخصوص نوجوانوں کو لطیف دلائل و براہین سے بات سمجھائیں تو وہ نہ صرف اسے قبول کرتے بلکہ مزید تجسس اور تفتیش کا اظہار کرتے ہیں۔

مجھے کئی دفعہ احمدی حضرات سے ان کے عقائد و نظریات پر گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ (بعض دفعہ یہ گفتگو ہلکے ہلکے مناظرے کی شکل اختیار کر لیتی ہے) دوران گفتگو میں نے اخلاق اور شائستگی کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا بلکہ قرآنی آیت ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة و جادلہم بالنہی ہی احسن ہمیشہ میرے پیش نظر رہی۔ اس کے باوجود جب کوئی احمدی دوست میرے دلائل اور ثبوت سے زچ ہو جاتا تو بے اختیار تلخ کلامی پر اتر آتا۔ میں سمجھتا ہوں تلخ کلامی اور دشنام طرازی کمزور استدلال کی دلیل ہے جس میں سب سے پہلے سچائی کا گلا گھونٹا جاتا ہے۔ سقراط نے کہا تھا: ”لا جواب کرنا اچھا ہے اور قائل کرنا اس سے بھی اچھا“ دعوت حق کے جذبہ سے خوش اخلاقی کے ماحول میں پیش کیے گئے دلائل و براہین قاطع کا کوئی جواب نہیں۔ دلیل اور اخلاق کے ہتھیار سے آپ سب کچھ فتح کر سکتے ہیں۔ میں نے یہ کتاب اسی جذبے اور سوچ کے تحت تحریر کی ہے۔ میری شدید خواہش ہے کہ احمدی دوست حق کی تلاش میں بنظر غائر اس کا مطالعہ فرمائیں۔ ان شاء اللہ وہ ان معروضات سے مکمل اتفاق فرمائیں گے۔ شکر ہے

اے اللہ! ہمیں اپنی نافرمانی سے بچا اور ہمارا جینا مرنا اسلام کے لیے اور اسلام پر ہو۔ ہم اس داروقافی سے جائیں تو ایمان سے خالی نہ جائیں، نہ کسی فتنہ کا شکار ہوں اور نہ دین اسلام سے رُوگرداں ہوں۔ (آمین)

محمد متین خالد



مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

زبان ہے دل کی رفیق

حضرت مولانا قاری محمد رفیق مدظلہ 'لاکھوں میں ایک' والی شخصیت کے مالک ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور منکرین ختم نبوت کی سرکوبی کے محاذ پر ان کی گرانقدر خدمات قابل صد ستائش ہیں۔ وہ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان کے مرکزی رابطہ سیکرٹری ہونے کے ساتھ ساتھ شعبہ نشر و اشاعت اور اس کے مجلہ "ماہنامہ انوار ختم نبوت انٹرنیشنل" کے ادارتی و انتظامی امور کی نگرانی بھی کر رہے ہیں۔ جناب قاری محمد رفیق صاحب کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ آپ ہمارے مخدوم، سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی کے دیرینہ ساتھیوں میں سے ہیں۔ حضرت مولانا چنیوٹیؒ جب بھی لاہور تشریف لاتے تو ہمیشہ قاری صاحب کے ہاں قیام فرماتے۔ حضرت مولانا چنیوٹیؒ نے اپنی علالت کے آخری دنوں میں ایک دفعہ بستر مرگ پر جناب قاری صاحب کا ماتھا چوم کر فرمایا تھا: "میرے مشن کو قاری محمد رفیق پورا کرے گا" جناب قاری صاحب جس جذبے، محنت، خلوص، محبت، ذوق، شوق اور عقیدت و احترام کے ساتھ اس عظیم مشن کو جاری و ساری رکھے ہوئے ہیں، یقیناً اس سے حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کی روح مبارک جنت الفردوس میں خوشی سے جھوم رہی ہوگی۔

گذشتہ دنوں ایک پروگرام میں حضرت مولانا قاری محمد رفیق مدظلہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ فضیلت الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ کلمی (امیر مرکزیہ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ) نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور آپ کی نئی کتاب "احمدی دوستو! تمہیں اسلام بلاتا ہے۔" کو بے حد پسند فرماتے ہوئے اس خواہش کا اظہار فرمایا ہے کہ مذکورہ کتاب کو زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے۔ انبساط و شکرگزاری کے جذبات سے میری آنکھوں میں آنسو آگئے کہ اتنی بڑی ہستی نے احقر کے لیے تحسین کے کلمات فرمائے ہیں۔ آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر کلمی کے خلیفہ اجل ہیں۔ تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں شیخ افسیر الحدیث حضرت مولانا عبدالحفیظ کلمی دامت برکاتہم العالیہ کی خدمات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ پوری دنیا کے ممالک میں اس کام کی براہ راست خود نگرانی

کرتے ہیں اور اکثر ممالک کا تبلیغی دورہ بھی فرماتے ہیں۔ حضرت کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ نے ترمذی شریف کی شرح 13 جلدوں میں عربی میں تحریر فرمائی۔ بہر حال میں نے قاری صاحب سے عرض کیا کہ یہ ایک تحریر کی اور دعوتی کتاب ہے جس نے پڑھے لکھے احمدی نوجوانوں میں اپنے مذہب کے خلاف بغاوت پیدا کر دی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے وہ اپنے گھر والوں اور مربی حضرات سے متنازعہ تحریروں پر خوب بحث کر رہے ہیں جس کا خاطر خواہ جواب نہ پا کر عقل سلیم کے حامل نوجوان واپس اسلام کی آغوش میں آ رہے ہیں۔ اس کتاب میں جو بھی خوبی ہے، وہ سب بزرگ اکابرین کی تحریروں اور مشوروں کا نتیجہ ہے اور اس میں جو بھی خرابی ہے، اس کا سزاوار میں خود ہوں۔

کتاب کی افادیت کے پیش نظر حضرت مولانا قاری محمد رفیق مدظلہ سے اپنی نگرانی میں شائع کروا رہے ہیں۔ لہذا اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں نے بزرگوں کے مشورہ سے اس میں مزید ضروری اضافے کیے ہیں تاکہ یہ کتاب زیادہ سے زیادہ موثر اور فائدہ مند ہو سکے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے اگر ایک بھی راہ گم کردہ شخص راہ ہدایت پا جائے تو ہمارے نامہ اعمال میں یہ سب سے بڑی نیکی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور جن دوستوں نے اس کی تیاری کے سلسلے میں کوششیں کیں، انہیں جزائے خیر عطا فرمائے (آمین!)

محمد متین خالد



مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

شکریہ !!!

- حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
- جناب پروفیسر محمد اقبال جاوید صاحب
- جناب یونس الحسنی صاحب
- جناب پروفیسر جمیل احمد عدیل صاحب
- جناب پروفیسر سمیر ملک صاحب
- جناب وقار احمد صاحب
- جناب عامر خورشید صاحب
- جناب مولانا عزیز الرحمن رحمانی صاحب
- حضرت مولانا محمد مغیرہ صاحب
- جناب حافظ عبدالقیوم صاحب
- جناب محمد ناصر صاحب
- جناب محمد ذیشان اقبال صاحب
- جناب عبداللہ صاحب
- جناب عمر شاہ صاحب

کا جنھوں نے اس کتاب کو خوب سے خوب تر بنانے کے لیے نہ صرف بہترین مشوروں سے نوازا بلکہ ہر مرحلہ پر بے حد تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انھیں دنیا و آخرت میں اجر عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ

توجہ فرمائیں!

یہ کتاب خصوصی طور پر احمدی دوستوں کو نہایت اہم تحریروں سے آگاہی اور دعوت اسلام کی بنیاد پر تحریر کی گئی ہے۔ اس لیے دعوتی طرز تحریر نہایت مہذبانہ اور مودبانہ ہے۔ اس سے اگر کسی مسلمان کی دل آزاری ہو تو پیٹنگی معذرت خواہ ہوں۔

اس کتاب میں درج تمام حوالہ جات کو نمبر شمار لگا کر ایک ترتیب سے درج کیا گیا ہے۔

پھر اس کتاب کے آخر میں اسی ترتیب کے ساتھ حوالہ جات کے اصل کتب سے عکس دے دیے گئے ہیں۔

اصل کتابوں کے ٹائٹل کا عکس ہر حوالہ کے ساتھ بار بار دینے کے بجائے صرف ایک دفعہ دیا گیا ہے، اس کے لیے دیکھئے صفحہ نمبر 15 تا 17۔

متعلقہ حوالہ جات کو نمایاں کرنے کے لیے ان کے نیچے آؤٹ لائن لگا دی گئی ہے۔

احمدیہ کتب سے پورے صفحے کا عکس فوٹو دینے سے احمدی حضرات کا یہ اعتراض بھی ختم ہو جاتا ہے کہ ان کی متنازعہ عبارات سیاق و سباق سے ہٹ کر بیان کی جاتی ہیں۔

فہرست ٹائٹل کتب

254	صحیح بخاری شریف	<input type="checkbox"/>
270	صحیح مسلم شریف	<input type="checkbox"/>
300	سنن الدار القطنی	<input type="checkbox"/>
127	ازالہ اوہام (مرزا غلام احمد صاحب)	<input type="checkbox"/>
129	حماتہ البشری (مرزا غلام احمد صاحب)	<input type="checkbox"/>
131	تریاق القلوب (مرزا غلام احمد صاحب)	<input type="checkbox"/>
133	مجموعہ اشتہارات (جلد اول) (مرزا غلام احمد صاحب)	<input type="checkbox"/>
136	مجموعہ اشتہارات (جلد دوم) (مرزا غلام احمد صاحب)	<input type="checkbox"/>
138	تذکرہ، وحی مقدس و مجموعہ الہامات طبع چہارم (مرزا غلام احمد صاحب)	<input type="checkbox"/>
140	دافع البلاء (مرزا غلام احمد صاحب)	<input type="checkbox"/>
142	اسلامی قربانی (قاضی یار محمد صاحب)	<input type="checkbox"/>
144	ایک غلطی کا ازالہ (مرزا غلام احمد صاحب)	<input type="checkbox"/>
147	حقیقت الوحی (مرزا غلام احمد صاحب)	<input type="checkbox"/>
150	ریویو آف ریپلیجز، کلمتہ الفصل (مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)	<input type="checkbox"/>
162	سیرت المہدی (جلد دوم) (مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)	<input type="checkbox"/>
164	اربعین (مرزا غلام احمد صاحب)	<input type="checkbox"/>
175	سیرت المہدی (حصہ سوئم) (مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)	<input type="checkbox"/>
178	سیرت المہدی (جلد اول) (مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)	<input type="checkbox"/>

- 187 نسیم دعوت (مرزا غلام احمد صاحب)
- 195 مکتوبات احمدیہ (جلد پنجم نمبر 3) (مرزا غلام احمد صاحب)
- 197 مکتوبات احمدیہ (جلد پنجم نمبر 2) (مرزا غلام احمد صاحب)
- 199 چشمہ معرفت (مرزا غلام احمد صاحب)
- 201 انجام آتھم (مرزا غلام احمد صاحب)
- 204 ملفوظات (جلد چہارم) (مرزا غلام احمد صاحب)
- 206 کشتی نوح (مرزا غلام احمد صاحب)
- 208 سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب (مرزا غلام احمد صاحب)
- 210 تذکرۃ الشہادتین (مرزا غلام احمد صاحب)
- 213 چشمہ مسیحی (مرزا غلام احمد صاحب)
- 215 براہین احمدیہ (مرزا غلام احمد صاحب)
- 217 تحفہ قیصریہ (مرزا غلام احمد صاحب)
- 219 کشف الغطاء (مرزا غلام احمد صاحب)
- 222 اعجاز احمدی (مرزا غلام احمد صاحب)
- 224 نزول المسیح (مرزا غلام احمد صاحب)
- 229 ملفوظات (جلد اول) (مرزا غلام احمد صاحب)
- 232 قول الحق (مرزا بشیر الدین محمود صاحب)
- 239 حقیقت المہدی (مرزا غلام احمد صاحب)
- 241 حقیقت الرویاء (مرزا بشیر الدین محمود صاحب)
- 245 احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟ (مرزا غلام احمد صاحب)
- 256 مکتوبات احمدیہ جلد ششم حصہ اول (مرزا غلام احمد صاحب)
- 275 نور الحق (مرزا غلام احمد صاحب)
- 277 مواہب الرحمن (مرزا غلام احمد صاحب)
- 280 براہین احمدیہ پنجم (مرزا غلام احمد صاحب)
- 282 تحفہ گولڈویہ (مرزا غلام احمد صاحب)

- 287 اتمام الحجہ (مرزا غلام احمد صاحب)
- 290 ملفوظات (جلد 8) (مرزا غلام احمد صاحب)
- 292 الہدیٰ (مرزا غلام احمد صاحب)
- 295 غسل مصفیٰ (مرزا خدا بخش صاحب)
- 312 آئینہ صداقت (مرزا بشیر الدین محمود صاحب)
- 314 انوار خلافت (مرزا بشیر الدین محمود صاحب)
- 318 پیغام صلح (از مرزا غلام احمد صاحب)
- 322 ایام صلح (از مرزا غلام احمد صاحب)
- 324 کتاب البریہ (مرزا غلام احمد صاحب)
- 327 آریہ دھرم (مرزا غلام احمد صاحب)
- 329 شہادت القرآن (مرزا غلام احمد صاحب)
- 331 تحفہ النودہ (مرزا غلام احمد صاحب)
- 337 مجموعہ اشتہارات (جلد سوئم) (مرزا غلام احمد صاحب)
- 341 ملفوظات (جلد 9) (مرزا غلام احمد صاحب)
- 350 ست پنجن (مرزا غلام احمد صاحب)
- 366 آئینہ کمالات اسلام (مرزا غلام احمد صاحب)
- 368 انوار اسلام (مرزا غلام احمد صاحب)
- 388 قادیان کے آریہ اور ہم (مرزا غلام احمد صاحب)
- 402 دعوت الامیر (مرزا بشیر الدین محمود صاحب)
- 426 ستارہ قیصرہ (مرزا غلام احمد صاحب)
- 444 The Supreme Court Monthly Review-August, 1993





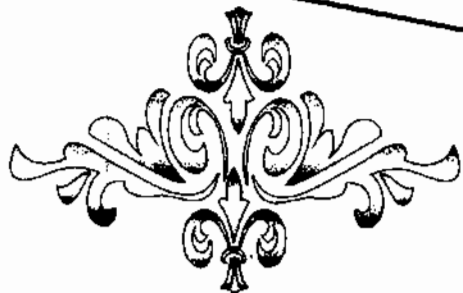
پھول بغیر کانٹے کے نہیں ہوتا۔ آپ کتنا ہی نیک کام کیوں نہ کریں،
نکتہ چینی اپنی نیش زنی سے باز نہیں آتے۔

حاسد حسد کی آگ میں ہر دم جلا کرے
وہ شمع کیا، جسے روشن خدا کرے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com



احمدی دوستو!
تہہ میں سلام لانا ہے



اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "الدين النصيحة" یعنی دین نصیحت (بھلائی) ہی کا نام ہے۔ دوسروں کی خیر خواہی اور بھلائی چاہنے کا دوسرا نام نصیحت ہے۔ دعوتِ دین سے متعلق اللہ تعالیٰ کے تمام برحق حضرات انبیاء علیہم السلام یوں فرماتے تھے:

ابلغکم رسلت ربی وانصح لکم (اعراف: 62)

(ترجمہ): میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی چاہتا ہوں۔ انسانیت کا سب سے بڑا خیر خواہ وہ ہے جو ان میں ہدایت تقسیم کرنے والا اور انہیں گمراہی سے بچانے کی فکر کرنے والا ہو۔ ہر انسان کی بھلائی اس میں ہے کہ وہ خیر کثیر کا وارث، خسرانِ مبین سے بچتا اور صراطِ مستقیم پر گامزن ہو۔ بابِ العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول زریں ہے: "یہ نہ دیکھو کون کہتا ہے بلکہ یہ دیکھو کہ کیا کہتا ہے۔" ان مبارک اقوال کی روشنی میں، میں احمدی دوستوں کی خدمت میں نہایت خلوص، ہمدردی اور دردِ دوسوز مندی کے ساتھ چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ ان معروضات پر وہ انتہائی غیر جانبداری اور شہدے دل کے ساتھ غور و فکر فرمائیں گے۔

احمدی دوستو!

ایمان مذہبی زندگی کی وہ اساس اور بنیاد ہے جس پر تمام عقائد اور اعمال کی بلند قامت عمارت کھڑی ہے۔ ایمان جاننے نہیں، ماننے کا نام ہے جس کی تصدیق قلب، زبان اور اعمال کریں، تبھی ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔ ایمان کی چنگلی اور اس پر خاتمہ ہی ایک مسلمان کا اصل اثاثہ، اصل

میراث اور اصل سرمایہ ہے۔ یہی وہ عظیم نعمت ہے جس سے ایمان اور کفر کے راستے جدا جدا ہو جاتے ہیں۔ مومن اپنے ایمان کی بدولت جنت میں کبھی نہ کبھی ضرور داخل ہو جائے گا جبکہ ایمان سے محروم کو یہ نعمت عظمیٰ حاصل نہیں ہو سکتی۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”انسان میں شرم و حیا ایمان سے پیدا ہوتا ہے اور ایمان کا نتیجہ جنت ہے۔“ ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”خطاب کے بیٹے! جاؤ، لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ جنت میں صرف ایمان والے ہی داخل ہوں گے۔“

یاد رکھیے! ایمان ایک ایسی چیز ہے جو نہ کسی دکان سے ملتا ہے نہ جاگیر سے حاصل ہوتا ہے نہ حکومت سے ملتا ہے نہ منصب یا عہدہ سے۔ ایمان اگر دولت سے ملتا تو قارون بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ خدائی سے ملتا تو نمرود بے ایمان نہ ہوتا۔ اگر یہ طاقت سے ملتا تو فرعون بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ رشتہ داری سے ملتا تو نوح کا بیٹا بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ سرداری سے ملتا تو ابوجہل بے ایمان نہ ہوتا۔ اگر یہ خونی رشتہ سے ملتا تو ابولہب بے ایمان نہ ہوتا۔ ایمان محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی بے حد اہمیت اور قدر و قیمت ہے۔ لہذا ہر شخص کو اس کی حفاظت اپنی جان سے بڑھ کر کرنی چاہیے کیونکہ یہی تو شد آخرت ہے۔

ایمان اور ہدایت کائنات کی سب سے بڑی نعمت اور دولت ہے جس کے مقابلے میں دنیا کی ہر چیز بیچ ہے۔ یہ متاع عزیز جسے نصیب ہو جائے، وہ دنیا کا خوش قسمت ترین شخص کہلاتا ہے۔ اگر خدا نخواستہ لاعلمی، کوتاہی، لاپرواہی، ضد یا ہٹ دھرمی کی وجہ سے یہ گرانقدر دولت خطرے میں پڑ جائے یا ضائع ہو جائے تو کسی حیل و حجت اور تاویل کے بغیر فوراً اس کی تلافی کی فکر میں لگ جانا چاہیے کہ ناپائیدار زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، کب یہ ختم ہو جائے۔ اللہ کی رحمت کا سچا امیدوار وہی ہے جو ایک حقیقت پسند کاشتکار کی طرح ایمان خالص کا بیج اپنے قلب کی سرزمین میں بوئے اور اس کی حفاظت کرے۔ اگر کوئی مسلمان کسی بھی وجہ سے راہ ہدایت سے بھٹک جائے تو ایمان ایک ایسا مینارہ نور ہے جس کی روشنی میں وہ واپس صراط مستقیم پر آ جاتا ہے۔ اس کی پیشانی سے شرمندگی اور ندامت کے قطرے ٹپکنے لگتے ہیں جس سے اس کے دل کی جلا مزید بڑھ جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے غلط عقائد پر اڑا رہے، من گھڑت تاویلات سے اسے صحیح ثابت کرنے کی باغیانہ کوشش کرتا رہے اور اپنے شکوک پر بے جا اصرار کرتا رہے تو پھر ایمان معدوم ہو جاتا ہے اور گمراہی اس کا مقدر ہو کر رہتی ہے۔ دیدہ و دانستہ اپنے غلط عقائد پر جے رہنا اور اس پر تاویلات کے پردے ڈالتے رہنا دانشمندی نہیں، جہالت

ہے۔ اعمال کی کمی کے بارے میں روزِ محشر یہ قوی امید رکھی جاسکتی ہے کہ اس کو تابی پر اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و رحمت سے درگزر کا معاملہ فرماتے ہوئے معاف فرمادیں (ان شاء اللہ تعالیٰ) لیکن محرومی ایمان ایک ایسی بدبختی ہے کہ جس کی کوئی معافی نہیں۔ جس طرح ماں کے پیٹ سے کوئی معذور بچہ پیدا ہو تو دنیا بھر کے بڑے سے بڑے ڈاکٹر اسے ٹھیک نہیں کر سکتے۔ بالکل اسی طرح ایمان کی دولت سے محروم کوئی شخص روزِ قیامت معافی کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

ختمِ نبوتِ اسلام کی اساس اور اہم ترین بنیادی عقیدہ ہے۔ دینِ اسلام کی پوری عمارت اس عقیدہ پر کھڑی ہے۔ یہ ایک ایسا احساسِ عقیدہ ہے کہ اس میں شکوک و شبہات کا ذرا سا بھی رخسہ پیدا ہو جائے تو ایک مسلمان نہ صرف اپنی متاعِ ایمان کھو بیٹھتا ہے بلکہ وہ حضرت محمد ﷺ کی امت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ ایمان و ہدایت محض نبی کریم ﷺ کو سچا جاننے کا نام نہیں بلکہ آپ ﷺ کو صادق و مصدوق سمجھنے اور آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کو آخری تسلیم کرنا ایمان و ہدایت کی بنیاد ہے۔ قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات مبارکہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی تقریباً دو سو دس احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اس سے انکار یقیناً کفر و ارتداد ہے جس سے کوئی تاویل نہیں بچا سکتی۔ صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک امتِ مسلمہ کا اس پر اجماع ہے۔ عقیدہ ختمِ نبوت کا منکر وہی شخص ہو سکتا ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ایمان نہ رکھتا ہو، کیونکہ اگر یہ شخص آپ ﷺ کی رسالت کا قائل ہوتا تو جن چیزوں کی آپ نے خبر دی ہے، ان میں آپ کو سچا سمجھتا۔ جن دلائل اور طریق تو اتر سے آپ ﷺ کی رسالت، نبوت اور دعوت ہمارے لیے ثابت ہوئی ہے، ٹھیک اسی درجہ کے تو اتر سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہ ہوگا اور جس شخص کو اس ختمِ نبوت میں شک ہو، اسے خود رسالتِ محمدی ﷺ میں بھی شک ہوگا۔ گزشتہ تیرہ صدیوں کے مجددین (جن کے ناموں پر ہم اور آپ متفق ہیں) حضور نبی کریم ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت (ظلی، بروزی، تشریحی، غیر تشریحی وغیرہ وغیرہ) کو بند سمجھتے ہیں۔ ان میں کوئی ایک بزرگ بھی ایسا نہیں جو اجرائے نبوت کا قائل، یا امتِ مسلمہ کے اس متفقہ عقیدہ کے خلاف اپنا علیحدہ موقف رکھتا ہو۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کے بارے میں فرمایا:

إِنَّ أُمَّتِي لَا تَجْتَمِعُ عَلَى ضَلَالَةٍ فَاِذَا رَأَيْتُمْ اخْتِلَافًا فَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ.

(ابن ماجہ)

”میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ پس اگر تم اختلاف دیکھو تو تم پر سوادِ اعظم کے

ساتھ رہنا لازم ہے۔“

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي أَوْ قَالَ أُمَّةً مُحَمَّدٍ عَلَى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللَّهُ عَلَى الْجَمَاعَةِ
وَمَنْ شَدَّ شَدُّ إِلَى النَّارِ. (ترمذی)

”بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور (سن لو کہ) جماعت

(اجتماعی وحدت) پر اللہ تعالیٰ (کی حفاظت) کا ہاتھ ہے اور جو کوئی اس سے جدا ہوگا وہ دوزخ میں جا

گرے گا۔“

لہذا امت مسلمہ بحیثیت مجموعی بے دین اور گمراہ نہیں ہو سکتی۔

شروع میں جب جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد صاحب ایک عالم اور مناظر

کی حیثیت سے منظر عام پر آئے تو اس وقت وہ ختم نبوت کے قائل تھے اور عام مسلمانوں کی

طرح حضور نبی کریم ﷺ کو آخری نبی مانتے تھے۔ اس سلسلہ میں مرزا صاحب کی مندرجہ ذیل

تحریریں قابل توجہ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

(1) ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله و خاتم النبیین“

(الاحزاب: 40) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول

اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔“

(ازالہ اوہام ص 614 روحانی خزائن نمبر 3 ص 431، از مرزا غلام احمد صاحب) (نکس صفحہ 128 پر)

(2) ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله و خاتم النبیین“ (یعنی

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ ہاں وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کو ختم

کرنے والے ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ فضل اور رحم کرنے والے رب نے ہمارے نبی کا

نام بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء رکھا اور آنحضرتؐ نے لاتبی بعدی سے طالبوں کے لیے

بیان واضح سے اس کی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور اگر ہم آنحضرتؐ کے بعد

کسی نبی کے ظہور کو جائز قرار دیں تو ہم وحی نبوت کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد اس کا

کھلنا جائز قرار دیں گے جو بالبداہت باطل ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر مخفی نہیں اور

ہمارے رسولؐ کے بعد کوئی نبی آئیے سکتا ہے جبکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی ہے اور اللہ نے آپ کے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا۔“

(حماتۃ البشری ص 34 مندرجہ روحانی خزائن نمبر 7 ص 200، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 130 پر)
 (3) ”میرے ساتھ (جزواں) ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد میں اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔“

(تربیاق القلوب ص 351 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 479 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 132 پر)
 مرزا صاحب کے مذکورہ بیان سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ ان کے نزدیک آخر کے معنی ”سب سے آخر میں آنے والا، جس کے بعد کوئی دوسرا نہ ہو“ ہی تھے۔

(4) ”میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر، بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے، ان سب باتوں کو مانتا ہوں، جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صلی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ پر ختم ہوگئی۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول ص 230 تا 231، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 134 پر)
 (5) ”ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔“

(مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 297 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 137 پر)
 مسلمانان عالم کا حضور نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر اجماع اور عقیدہ جہاد، 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد اسلام دشمن طاقتوں بالخصوص انگریزوں کے لیے سوہان روح بنا ہوا تھا اور ہے۔ ان کی شدید خواہش تھی اور ہے کہ کسی طرح کوئی ایسا اہتمام ہو جائے کہ مسلمانوں کے دل سے حضور نبی کریم ﷺ کی محبت و عقیدت اور جہاد کی روح دونوں ختم ہو جائیں، اب چونکہ ایک نبی کے حکم میں ترمیم و ترمیم دوسرے نبی کے ذریعے ہی سے ہوتی ہے۔ اس لیے برطانیہ ہی کی شہ پر جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد صاحب نے پہلے خود کو عیسائیت اور ہندو مخالف مناظر کی حیثیت سے متعارف کروایا اور مسلمانوں کی جذباتی اور نفسیاتی ہمدردیاں حاصل کیں۔ پھر مرزا صاحب مجدد، محدث، امتی نبی، ظلی نبی،

بروزی نبی، مثل مسیح اور مسیح موعود کا دعویٰ کرتے ہوئے انجام کار باقاعدہ امر و نہی کے حامل ایک صاحب شریعت نبی ہونے کے ادعا تک جا پہنچے۔ یعنی باقاعدہ نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کیا حتیٰ کہ اعلان کیا کہ وہ خود ”محمد رسول اللہ“ ہیں (نعوذ باللہ) جماعت احمدیہ کے ذمہ داران بڑی ہوشیاری کے ساتھ مرزا غلام احمد صاحب کی ان تصانیف سے منتخب اقتباسات شائع کر کے لوگوں کو درغلاتے ہیں جو ان کے دعویٰ نبوت سے پہلے کی لکھی ہوئی ہیں۔ مرزا صاحب اور ان کے رفقاء کی کتب میں بعض ایسی روح فرسا تحریریں ہیں جو عقائد کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان تحریروں کو پڑھ کر کلیجہ پھٹنے کو آتا، دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا، آنکھیں خون کے آنسو روتیں، سینہ چھلنی ہوتا، ہاتھ پاؤں شل ہوتے، روح میں زہر آلود نشتر چبھتے اور دماغ مفلوج ہوتا محسوس ہوتا ہے۔ آئیے جو مصل دل کے ساتھ ان دل آزار تحریروں پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

مرزا صاحب اللہ تعالیٰ کے متعلق لکھتے ہیں:

(6) ”ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ خدا قادیان میں نازل ہوگا اپنے وعدہ کے موافق۔“
(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم ص 358، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 139 پر)

مزید کہا:

(7) ”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“
(دافع البلاء، ص 11 مندرجہ روحانی خزائن ج 18 ص 231 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 141 پر)
اس کا مطلب یہ ہوا کہ سچے خدا کی نشانی صرف یہ ہے کہ اس نے مرزا صاحب کو قادیان میں رسول بنا کر بھیجا ہے اور اگر مرزا صاحب رسول نہیں ہیں تو پھر خدا کی سچائی مشکوک ہے۔ (نعوذ باللہ)
مرزا صاحب کے ایک عقیدت مند مرید اپنی کتاب میں مرزا صاحب کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

(8) ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے۔“

(اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر 34 صفحہ نمبر 12 از قاضی یار محمد) (عکس صفحہ 143 پر)

مرزا صاحب نے اپنی کئی تحریروں میں حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں نہایت توہین آمیز خیالات کا اظہار کیا جو ایک عام اور بے عمل مسلمان کے لیے بھی ناقابل برداشت ہے۔ مفکر پاکستان حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

” (مرزا غلام احمد صاحب نے) بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔ بعد میں (جماعت احمدیہ سے میری) یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی، جب میں نے تحریک (احمدیہ) کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ درخت جڑ سے نہیں، پھل سے پچھانا جاتا ہے۔“

(علامہ اقبالؒ کا خط، سن رائز کے جواب میں، مطبوعہ حرف اقبال از لطیف احمد شیرانی ص 123)

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ خود ”محمد رسول اللہ“ ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کا اپنا بیان ہے:

(9) ” پھر اسی کتاب میں اسی مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 207، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 145 پر) وہ مزید لکھتے ہیں:

(10) ”میں بارہا ہتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و آخرین منہم لما یلحقوہم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرتؐ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرتؐ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ کل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص 8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 212، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 146 پر) ایک اور موقع پر لکھتے ہیں:

(11) ”میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسمعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں، ابن مریم ہوں، میں محمد ﷺ ہوں۔“

(تتمہ حقیقت الوحی ص 85 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 521، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 148 پر) مرزا صاحب نے اپنے متعلق مزید لکھا:

(12) ”منم مسیح زمان و منم کلیم خدا منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد“

”یعنی میں مسیح زماں ہوں، میں کلیم خدا، یعنی موسیٰ ہوں، میں محمد ہوں، میں احمد مجتبیٰ ہوں۔“
 (تریاق القلوب ص 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 134، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 149 پر)
 مرزا غلام احمد صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے نے مرزا صاحب کے اس
 دعویٰ کو کہ وہ ”محمد رسول اللہ“ ہیں، بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ اپنی کتاب ”کلمۃ الفصل“
 میں بیان کیا ہے۔ احمدی دوستوں سے التماس ہے کہ وہ ان حوالہ جات کو بنظر غائر پڑھیں اور یہ
 کتاب کسی بھی احمدیہ لائبریری سے حاصل کر کے اس کا خالی الذہن ہو کر ضرور مطالعہ کریں، آپ خود
 بخود اس نتیجے پر پہنچ جائیں گے کہ مرزا صاحب نے نہ صرف خود ”محمد رسول اللہ“ ہونے کا دعویٰ کیا
 ہے بلکہ یہ بات بڑی شدت کے ساتھ جماعت احمدیہ کے بنیادی عقائد میں بھی شامل کی ہے۔ کوئی
 احمدی دوست اس عقیدہ سے لاعلم یا بے خبر ہے، تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ مندرجہ ذیل تحریریں پڑھ لینے
 کے بعد اس عقیدہ کے بارے میں کسی احمدی کو اب مزید کسی شک کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے۔ مرزا
 بشیر احمد صاحب ایم اے لکھتے ہیں:

(13) ”اور چونکہ مشابہت نامہ کی وجہ سے مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) اور نبی کریمؐ میں کوئی
 دوئی باقی نہیں کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں جیسا کہ خود مسیح
 موعود نے فرمایا کہ صار وجودی و وجودہ (دیکھو خطبہ الہامیہ صفحہ 171) اور حدیث
 میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مسیح موعود (مرزا صاحب) میری قبر میں دفن
 کیا جائے گا جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں یعنی مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی
 کریمؐ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا
 تاکہ اشاعت اسلام کا کام پورا کرے اور ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین
 الحق لیظہرہ علی الدین کلہ کے فرمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت
 کر کے اسلام کو دنیا کے کونوں تک پہنچا دے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک
 رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمدؐ کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے
 جو اس نے آخرین منهم لم یلحقوا بہم میں فرمایا تھا۔“

(کلمۃ الفصل ص 104، 105، از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 151 پر)

چونکہ مسلمان حضرت محمد ﷺ کے قادیان میں دوبارہ آنے کے قائل نہیں اور مرزا غلام احمد
 کو ”محمد رسول اللہ“ تسلیم نہیں کرتے، اس لیے احمدیوں کے نزدیک وہ نئے کلمہ کے منکر ہونے کی

وجہ سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے لکھتے ہیں:

(14) ”اب معاملہ صاف ہے، اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے، کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو۔“
(کلمۃ الفصل ص 146-147 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ 153 پر)

پھر مزید بڑھتے ہوئے لکھتے ہیں:

(15) ”ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے ہیں، کسی کو بہت، کسی کو کم۔ مگر مسیح موعود کو تو توب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔“

(کلمۃ الفصل ص 113، از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 155 پر)

احمدی دوست کہتے ہیں کہ جب وہ کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں تو اس میں لفظ ”محمد“ سے ان کی مراد محمد عربی ﷺ ہی ہوتے ہیں۔ یہ احمدی دوستوں کی سادگی اور اپنے عقائد سے غالباً لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ احمدیہ عقیدہ کے مطابق کلمہ طیبہ میں لفظ ”محمد“ سے مراد ”مرزا غلام احمد“ ہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ خود ”محمد رسول اللہ“ ہیں۔ احمدیوں کا یہی عقیدہ مسلمانوں کے لیے سوہان روح بنا ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے! مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے اس سلسلہ میں مزید کیا فرماتے ہیں؟

(16) ”ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی کریم

سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے کہ صار و جودی وجودہ نیز من فرق بینی و بین المصطفیٰ لما عرفنی و ماری اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منہم سے ظاہر ہے۔“ پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے

لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔“

(کلمۃ الفصل ص 158 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 156 پر)

مرزا صاحب کے ایک عقیدت مند اور نہایت مخلص احمدی قاضی ظہور الدین اکمل نے

مذکورہ بالا عقیدہ کو شاعری میں ڈھالا۔ ملاحظہ فرمائیں:

(17) ”انام اپنا عزیزو اس زماں میں

غلام احمد ہوا دارالاماں میں

غلام احمد ہے عرش رب اکرم

مکان اس کا ہے گویا لا مکان میں

غلام احمد رسول اللہ ہے برحق

شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں

محمد ﷺ پھر اتر آئے ہیں ہم میں

اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں

محمد ﷺ دیکھنے ہوں جس نے اکمل

غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں“

(اخبار بدر قادیان 25 اکتوبر 1906ء) (عکس صفحہ 157 پر)

جب اس لٹریچر تصیدہ پر اعتراض ہوا تو احمدیہ قیادت نے جلتی پرتیل کے مصداق جواب دیا:

(18) ”وہ اس نطم کا ایک حصہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں پڑھی گئی

اور خوشخط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور اسے اپنے ساتھ اندر لے

گئے۔ پھر یہ نطم اخبار بدر 25 اکتوبر 1906ء میں چھپی اور شائع ہوئی..... اور حضرت مسیح

موعود علیہ السلام کا شرف سماعت حاصل کرنے اور جزاکم اللہ تعالیٰ کا صلہ پانے اور اس

قطعے کو اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا تھا کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی

کنزوری ایماں و قلت عرفاں کا ثبوت دیتا۔“

(اخبار روزنامہ ”الفضل“ 23 اگست 1944ء ص 4) (عکس صفحہ 158 پر)

مرزا صاحب کے صاحبزادے اور احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود،

مرزا غلام احمد صاحب کا رتبہ نبی کریم ﷺ سے بھی بڑھ کر بتاتے ہیں۔ ان کے یہ الفاظ غور سے ملاحظہ فرمائیں اور خود سوچیں کہ آپ کہاں کھڑے ہیں؟ لکھتے ہیں:

(19) ”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“

(مرزا بشیر الدین محمود کی ڈائری، اخبار الفضل قادیان نمبر 5 جلد 17، 10 جولائی 1922ء) (عکس صفحہ 159 پر) مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(20) ”مجھ کو اپنی نسبت یہ الہام ہوا:

خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھاوے اور آفاق میں تیرے نام کی خوب چمک دکھاوے۔ آسمان سے کئی تخت اترے مگر سب سے اونچا تیرا تخت بچھایا گیا۔“

(تذکرہ مجموعہ دہلی والہامات طبع چہارم ص 282 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 160 پر) مرزا غلام احمد صاحب اپنے ایک مکتوب میں حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں توہین کرتے ہوئے بڑی دیدہ دلیری سے لکھتے ہیں:

(21) ”آنحضرتؐ اور آپ کے اصحاب..... عیسائیوں کے ہاتھ کاغذ کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔“

(مرزا غلام احمد صاحب کا مکتوب، اخبار الفضل قادیان 22 فروری 1924ء) (عکس صفحہ 161 پر) مرزا بشیر احمد ایم اے مرزا صاحب کی مشہور سوانح حیات ”سیرۃ المہدی“ میں ایک اہم واقعہ لکھتے ہیں:

(22) ”حافظ محمد ابراہیم صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ 1903ء کا واقعہ ہے کہ میں ایک دن مسجد مبارک کے پاس والے کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم تشریف لائے اور اندر سے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) بھی تشریف لے آئے اور تھوڑی دیر میں مولوی محمد احسن صاحب امر وی بھی آگئے، اور آتے ہی حضرت مسیح موعود سے حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول کے خلاف بعض باتیں بطور شکایت بیان کرنے لگے۔ اس پر مولوی عبدالکریم صاحب کو جوش آ گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دو کی ایک دوسرے کے خلاف آوازیں بلند ہو گئیں اور آواز کمرے سے باہر جانے لگی۔ اس پر حضرت

اقدس نے فرمایا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (یعنی اے مومنو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز کے سامنے بلند نہ کیا کرو) اس حکم کے سنتے ہی مولوی عبدالکریم

صاحب تو فوراً خاموش ہو گئے اور مولوی محمد احسن صاحب تھوڑی دیر تک آہستہ آہستہ اپنا جوش نکالتے رہے اور حضرت اقدس وہاں سے اٹھ کر ظہر کی نماز کے واسطے مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔“

(سیرت المہدی جلد دوم ص 30 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 163 پر)
اہل علم جانتے ہیں کہ اس واقعہ میں مذکور آیت قرآنی حضور نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی جو ہمیں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کے آداب سکھاتی ہے۔ جبکہ یہ آیت غیر ضروری انداز میں مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی شخصیت پر چسپاں کی۔

مرزا صاحب اپنے اوپر نازل ہونے والی وحی کے بارے میں لکھتے ہیں:

(23) ”مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔“

(اربعین نمبر 4 ص 112 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 454 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 165 پر)
مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیات قرآنی، وحی کی صورت میں دوبارہ ان پر نازل کی ہیں۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ یہ آیات قرآنی صرف اور صرف نبی کریم ﷺ ہی کے لیے مخصوص ہیں۔ مرزا صاحب کا اصرار ہے کہ چونکہ وہ خود ”محمد رسول اللہ“ ہیں، اس لیے اب وہی ان آیات کے مصداق ہیں۔ انہوں نے بعض آیات میں تحریف بھی کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

(24) ”انا اعطیناک الکوثر۔ فصل لربک و النحر۔ ان شانک ہو الا بتر“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 235 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 166 پر)
(25) ”ورفعناک لک ذکرک“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 236 طبع چہارم، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 167 پر)
(26) ”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہره علی الدین کلہ“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 538 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 168 پر)
(27) ”انا ارسلناہ شاہدا و مبشرا و نذیرا کصیب من السماء فیہ ظلمات و رعد

و برق کل شیء تحت قدمیہ۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 119 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 169 پر)
(28) ”وداعیا الی اللہ و سراجا منیرا“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 541 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 170 پر)

(29) ”تبت يدا ابي لهب وتب“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 546 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 171 پر)

(30) ”قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 547 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 172 پر)

(31) ”وما ارسلنک الا رحمة للعالمین“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 547 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 172 پر)

(32) ”انا انزلناه قریباً من القادیان. وبالحق انزلناه و بالحق نزل. صدق الله و

رسوله. و كان امر الله مفعولاً“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 549 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 173 پر)

ان آیات کے علاوہ مرزا صاحب نے درج ذیل حدیث قدسی کو بھی اپنی طرف منسوب کیا۔

(33) ”لولاک لما خلقت الافلاک“

(ترجمہ) اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 525 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 174 پر)

مرزا صاحب کا اعترافی بیان ہے:

”ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا ہے اور پھر کہتا

ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے جو مجھ کو ہوئی ہے۔ ایسا بد ذات انسان تو کتوں اور سؤروں اور بندروں سے

بدتر ہوتا ہے۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ ج 1 ص 126 مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 292 از مرزا غلام احمد صاحب)

بقول حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی:

”احمدی دوستوں کو سوچنا چاہیے کہ کیا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے لے کر مرزا صاحب

کی آمد سے پہلے تک تیرہ صدیوں کے مسلمانوں کے یہی عقائد تھے جو مرزا غلام احمد صاحب اور ان کی

جماعت کے اکابر کے حوالے سے اوپر درج کیے گئے ہیں؟ بہت معمولی سی بات ہے جس کے سمجھنے کے

لیے بہت فہم و فکر کی ضرورت نہیں کہ کیا حضرات ابو بکر و عمر و عثمان و علی (رضوان اللہ علیہم) بھی یہ عقیدہ

رکھتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ دوبارہ قادیان میں مبعوث ہوں گے؟ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ میں

سے کسی سے یہ عقیدہ منقول ہے؟ کیا تابعین اور ائمہ دین میں سے کوئی اس کا قائل تھا؟

احمدی دوست، اگر صرف اسی سوال پر عقل و انصاف سے غور کریں تو انھیں یہ احساس ہوگا

کہ مرزا غلام احمد صاحب ان عقائد کو اپنا کر ”سبیل المؤمنین“ پر قائم نہیں رہے۔ ادھر قرآن کریم کا

اعلان ہے کہ ”جو شخص رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے اور ”سمیل المؤمنین“ کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر چل نکلے تو دنیا میں وہ جو کچھ کرتا ہے، ہم اسے کرنے دیں گے اور اسے جہنم میں داخل کریں گے۔“ اس لیے مرزا صاحب کے تمام عقیدت مندوں سے گزارش کروں گا کہ اگر انھوں نے واقعی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضامندی کی خاطر مرزا صاحب کا دامن پکڑا ہے جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے تو مرزا غلام احمد صاحب کے عقائد و نظریات معلوم ہو جانے کے بعد ان پر یہ بات واضح ہو گئی ہوگی کہ انھوں نے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی رضامندی کے لیے جو راستہ اختیار کیا ہے۔ وہ کعبہ کو نہیں بلکہ کسی اور ہی طرف کو جاتا ہے وہ ”سمیل المؤمنین“ (اہل ایمان کا راستہ) نہیں، بلکہ یہ اہل ایمان کے راستے سے الٹی سمت کو جاتا ہے۔ دوسری بات جس پر انہیں غور کرنا چاہیے، یہ ہے کہ مرزا صاحب کا یہ عقیدہ کہ وہ عین محمد ہے۔ عقل و دانش کی میزان میں کیا وزن رکھتا ہے؟ اگر مرزا غلام احمد، عین محمد ہے تو سوال پیدا ہوگا کہ:

- 1- مرزا غلام مرتضیٰ کے نطفہ سے کون پیدا ہوا؟
 - 2- چراغ بی بی کے پیٹ میں کون تھا؟
 - 3- جنت بی بی کس کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی؟
 - 4- بچپن میں چڑیوں کا شکار کون کرتا تھا؟
 - 5- گل علیشاہ کی شاگردی کس نے کی تھی؟
 - 6- سیالکوٹ کچہری میں گورنمنٹ برطانیہ کا نوکر کون تھا؟
 - 7- انگریزی عدالتوں میں ”مرجاہ جز“ (یعنی مرزا حاضر!) کی آوازیں کس کو دی جاتی تھیں؟
 - 8- قانون انگریزی کی تیاری کس نے کی، اور اس میں فیمل کون ہوا؟
 - 9- محترمہ حرمت بی بی کو طلاق کس نے دی؟
 - 10- مرزا سلطان احمد اور فضل احمد کو عاق کس نے کیا؟
 - 11- محترمہ محمدی بیگم کا اسیر زلف کون ہوا؟
 - 12- اس سے نکاح کی پیشینگوئی کس نے کی؟
 - 13- اس پیش گوئی کو اپنے صدق و کذب کا معیار کس نے ٹھہرایا؟
 - 14- اور پھر اس سے وصل میں ناکام کون مرا؟
 - 15- نصرت جہاں بیگم کا شوہر کون تھا؟
 - 16- مرزا محمود، شریف احمد، بشیر احمد کا باپ کون تھا؟
- اور دوسری طرف اگر مرزا غلام احمد اور حضرت محمد ﷺ ایک ہی ذات کے دو نام ہیں تو حضرت ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہما کا داماد کون تھا؟

- 2- حضرت عائشہؓ و حفصہؓ کا شوہر کون تھا؟
- 3- حضرت عثمانؓ اور علیؓ کس کے داماد تھے؟
- 4- حضرت فاطمہؓ، زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ کس کی صاحبزادیاں تھیں؟
- 5- حسنؓ و حسینؓ کس کے نواسے تھے؟
- 6- بدر و حنین کے معرکے کس نے سر کیے؟
- 7- شب معراج میں انبیاء، کرام کا امام کون تھا؟
- 8- قیصر و کسریٰ کی گردنیں کس کے غلاموں کے سامنے جھکیں؟..... وغیرہ وغیرہ

کیا پہلے سوالوں کے جواب میں ”محمد رسول اللہ ﷺ“ کا اور دوسرے سوالوں کے جواب میں مرزا غلام احمد کا نام لے سکتے ہو؟ ”محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں، اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں“ کے ترانے گانے والے ہمارے بھٹکے ہوئے دوستو! خدا کے لیے ذرا سوچو کہ تم نے ”محمد رسول اللہ“ کو قادیان میں دوبارہ اتار کر محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا انصاف کیا؟ اللہ نے عقل و فہم تمہیں بھی عطا فرمائی ہے، مرزا صاحب کے دعوے میں محمد ہونے کو عقل و خرد کی ترازو میں تولو اور دیکھو! تم نے کس کا تاج کس کے سر پر رکھ دیا ہے؟ کس کی دولت کس کے حوالہ کر دی ہے، آخر پرانے ”محمد رسول اللہ“ میں معاذ اللہ تمہیں کیا نقص نظر آیا تھا کہ تم نے اس سے بڑھ کر شان والا ”محمد رسول اللہ“ قادیان میں اتار لیا؟

احمدی دوستوں کو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ مرزا غلام احمد صاحب پوری زندگی جسمانی اور دماغی بیماریوں کا شکار رہے۔ اس صورت حال میں ان کا یہ دعویٰ ”میں محمد رسول اللہ ہوں“ نہایت گستاخانہ اور دل آزار ہے۔ نہ معلوم اس کی آڑ میں وہ دوسری قوموں کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟ مرزا صاحب کو لاحق چند پیچیدہ امراض کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

(34) مائی اوپیا (سیرت المہدی ج 3 ص 119 از مرزا بشیر احمد ایم اے)
(عکس ص 176 پر)

(35) دل و دماغ سخت کمزور (تریاق القلوب ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 203 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 177 پر)

(36) ذیابیطس (تریاق القلوب ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 203 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 177 پر)

- (37) دوران سر (تریاق القلوب ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 203 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 177 پر)
- (38) تشنج قلب (تریاق القلوب ص 75 خزائن مندرجہ روحانی ص 203 ج 15 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 177 پر)
- (39) حالت مردی کا عدم (تریاق القلوب ص 75 روحانی خزائن ج 15 ص 203 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 177 پر)
- (40) تشنج اعصاب (سیرۃ المہدی ج 1 ص 17 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 179 پر)
- (41) خارش (سیرت المہدی ج 3 ص 53 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 180 پر)
- (42) دق (تریاق القلوب ص 74 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 202 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 181 پر)
- (43) سل (سیرت المہدی ج 1 ص 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 182 پر)
- (44) ہسٹیریا (سیرت المہدی ج 2 ص 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 183 پر)
- (45) مراق (سیرت المہدی ج 2 ص 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 183 پر)
- (46) دورے (سیرت المہدی ج 1 ص 28 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 184 پر)
- (47) غشی (سیرت المہدی ج 1 ص 17 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 185 پر)
- (48) سوسودنہ پیشاب (اربعین نمبر 4 ضمیمہ ص 4 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 471 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 186 پر)

- (49) کثرت اسہال (نسیم دعوت ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 348، 349 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 187 پر)
- (50) قونج زجیری (سیرت المہدی ج 1 ص 221، 222 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 190 پر)
- (51) لکنت (سیرت المہدی ج 2 ص 25 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 192 پر)
- (52) دانتوں کو کیڑا (سیرت المہدی ج 2 ص 125 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 193 پر)
- (53) شدید درد سر جس کا آخری نتیجہ مرگی (حقیقت الوحی ص 376 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 376 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 194 پر)
- (54) حافظہ بہت خراب (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر سوم ص 21) (عکس صفحہ 196 پر)
- (55) سرعت ازال، سستی نامردی (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر 2 ص 14) (عکس صفحہ 198 پر)
- انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کے خاص منتخب کردہ نمائندے ہوتے ہیں۔ وہ لاتعداد عظمتوں کے امین اور حامل ہوتے ہیں۔ معصومیت ان کے لوازم میں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتے ہیں۔ ان کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی بھی ایک مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتی ہے۔ اس سلسلہ میں خود مرزا صاحب کا بیان ہے:
- (56) ”اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے..... کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الہی۔“
- (چشمہ معرفت ص 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 ص 390 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 200 پر)
- اس کے باوجود مرزا صاحب کی خود تردیدی (Self-contradiction) ملاحظہ کیجیے کہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بڑی جسارت اور دیدہ دلیری سے لکھتے ہیں:
- (57) ”آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں

آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لیے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔“

(انجام آتھم ص 7 مندرجہ روحانی خزائن نمبر 11 ص 291 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 202 پر)

(58) ”آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی، ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا، اپنے نفس کو جذبات سے نہیں روک سکتے تھے، مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔“

(انجام آتھم احاشیہ صفحہ 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 289 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 203 پر)

(59) ”مسیح تو خود کنجریوں سے تیل ملواتا رہا۔ اگر استغفار کرتے تو یہ حالت نہ ہوتی..... مفتی محمد صادق صاحب جو کتاب سنایا کرتے ہیں جس میں مشیعہ عورت کا اور مشیعہ یہودی عاشق سلومی کا ذکر ہے کہ وہ عورت سلومی مشیعہ کو چھوڑ کر یسوع کے شاگردوں میں جا ملی۔ اس لیے اس مشیعہ نے یہ سارا منصوبہ صلیب کا بنایا۔ گویا ایک عورت کے واقعہ نے ان کی صلیب تک نوبت پہنچائی..... ان کے نزدیک زیادہ شادیاں کرنا گناہ ہے مگر ایک بازاری عورت عطر ملتی ہے، تیل بالوں کو لگاتی ہے، بالوں میں کنگھی کرتی ہے اور یہ مہنت کی طرح بیٹھے ہوئے مزے سے سب کرواتے جاتے ہیں..... ان کو کنجریوں سے کیا تعلق تھا۔ اور اگر کہو کہ اس کنجری نے توبہ کی تھی تو کنجری کی توبہ کا اعتبار کیا۔ ایک طرف توبہ کرتی ہیں۔ ایک طرف پھر موڑھے پر بازار میں جا بیٹھتی ہیں..... پھر شراب کو دیکھو کہ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اس کی تخم ریزی مسیح نے کی۔“

(ملفوظات ج 4 ص 88 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 205 پر)

مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

(60) ”یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ

علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔“

(کشتی نوح | حاشیہ | ص 73 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 71 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 207 پر)

(61) ”سچ ہے عیسائی باش ہر چہ خواہی بلکن۔“ سور کو حرام ٹھہرانے میں توریت میں کیا کیا

تاکیدیں تھیں، یہاں تک کہ اس کا چھوٹا بھی حرام تھا اور صاف لکھا تھا کہ اس کی حرمت ابدی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اس سور کو بھی نہیں چھوڑا جو تمام نبیوں کی نظر میں نفرتی تھا۔

یسوع کا شرابی کبابی ہونا تو خیر ہم نے مان لیا مگر کیا اس نے کبھی سو رہی کھایا تھا۔“

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ص 47 مندرجہ روحانی خزائن ج 12 ص 373 از مرزا غلام احمد)

(عکس صفحہ 209 پر)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا صاحب کی مذکورہ بالا توہین آمیز عبارات کے

بارے میں احمدی مبلغین کا کہنا ہے کہ یہ عبارات انجیل سے لی گئیں ہیں جبکہ مرزا صاحب انجیل و

توریت کے بارے میں لکھتے ہیں:

(62) ”میں اس جگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا کیونکہ توریت اور انجیل تحریف کرنے

والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرف و مبدل ہو گئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام

نہیں کہہ سکتے۔“

(تذکرہ الشہادتین ص 3 مندرجہ روحانی خزائن ج 20 ص 4 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 211 پر)

(63) ”سچ تو یہ بات ہے کہ وہ کتابیں آنحضرت ﷺ کے زمانہ تک رومی کی طرح ہو چکی تھیں

اور بہت جھوٹ اُن میں ملائے گئے تھے جیسا کہ کئی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ

وہ کتابیں محرف مبدل ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہیں چنانچہ اس واقعہ پر اس زمانہ

میں بڑے بڑے محقق انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے۔“

(چشمہ معرفت ص 255 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 266 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 212 پر)

مرزا صاحب مزید اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(64) ”ہمارے قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے

نکلا ہے، وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کیے ہیں۔“

(چشمہ مسیحی ص 4 مندرجہ روحانی خزائن ج 20 ص 336 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 214 پر) مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی اور رسول ہیں، اُن سے ہرگز توقع نہ تھی کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایسی عامیانہ زبان استعمال کرتے۔ میرا ذاتی خیال ہے مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محض اس لیے کردار کشی کی ہے کہ وہ ان کی بلند پایہ شخصیت کو مسخ کر کے آنے والے مسیح کے طور پر اپنی جگہ بنانا چاہتے تھے تاکہ عامۃ الناس حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متنفر ہو کر ان کی آمد ثانی کو بھول جائیں اور انہیں (یعنی مرزا صاحب کو) مسیح موعود تسلیم کر لیں۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا صاحب خود کو مثیل مسیح بھی کہتے ہیں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح۔ اس ضمن میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(65) ”اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رُو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے، اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے، گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔“

(براہین احمدیہ ج 1 ص 499 مندرجہ روحانی خزائن ج 1 ص 593 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 216 پر) (66) ”میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔“

(تحدہ قیصریہ ص 21 مندرجہ روحانی خزائن ج 12 ص 273 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 218 پر) (67) ”خدا نے میرا نام مسیح موعود رکھا، یعنی ایک شخص جو عیسیٰ مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہم رنگ ہے۔“

(کشف الغطاء ص 16 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 192 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 220 پر) مرزا صاحب کے ان مذکورہ بالا دعوؤں کے باعث سوال پیدا ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنی تحریروں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جن نازیبا اور غیر اخلاقی الزامات کی بوچھاڑ کی ہے، کیا وہ خود اس کی زد میں نہیں آتے؟

اہل بیتؑ عظام نہایت اعلیٰ نسب، امت کے سب سے بہتر، برتر، برگزیدہ اور پاکباز لوگوں میں شامل ہیں۔ ان کے حق میں قرآن کریم کی کئی آیات نازل ہوئیں اور کئی احادیث نبویہ ان کی شان میں وارد ہوئیں۔ وہ اطیب و اطہر شجرہ نبویؑ کی مقدس شاخیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہر آلائش

سے محفوظ فرمایا۔ اسلام کی سر بلندی کے لیے ان کی خدمات، تاریخ کا نیر تاباں ہے۔ وہ سب مسلمانوں کے احترام، توقیر اور ان کی محبت کے لائق اور مستحق ہیں۔ ہر مسلمان اہل بیتؑ سے محبت اپنے لیے سرمایہ حیات سمجھتا ہے۔ لیکن مرزا صاحب اہل بیت کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں؟ ملاحظہ فرمائیں:

نواسہ رسول ﷺ، شہید کربلا حضرت امام حسینؑ کے بارے میں مرزا صاحب کا ارشاد ہے:

(68) ”اے عیسائی مشنریو! اب رہنا مسیح مت کہو، اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے، اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسینؑ تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسینؑ سے بڑھ کر ہے۔“

(دافع البلاء ص 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 233 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 221 پر)

حضرت امام حسینؑ عالی مقام کے بارے میں بے حد غیر محتاط زبان استعمال کرتے ہوئے

مزید لکھا:

(69) ”تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا اور صرف حسین ہے کیا تو انکار کرتا ہے؟ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس (ذکر حسینؑ) گوہ کا ڈھیر ہے۔“

(اعجاز احمدی ص 82 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 194 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 223 پر)

(70) ”کربلا نیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم“

(ترجمہ) ”میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔ سو (100) حسینؑ ہر دقت میری جیب

میں ہیں۔“

(نزول المسح ص 101 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 477 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 225 پر)

مرزا صاحب کے صاحبزادے اور احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود،

مرزا صاحب کے مندرجہ بالا شعر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(71) ”شہادت کا یہی مفہوم ہے جس کو مد نظر رکھ کر حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب)

نے فرمایا۔

کربلا نیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

میرے گریبان میں سو حسینؑ ہیں۔ لوگ اس کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے فرمایا ہے میں سو حسینؑ کے برابر ہوں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اس کا یہ مفہوم ہے کہ سو حسینؑ کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔ وہ شخص جو اہل دنیا کی فکروں میں گھلا جاتا ہے، جو ایسے وقت میں کھڑا ہوتا ہے، جبکہ ہر طرف تاریکی اور ظلمت پھیلی ہوئی ہے اور اسلام کا نام مٹ رہا ہے۔ وہ دن رات دنیا کا غم کھاتا ہوا اسلام کو قائم کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی قربانی سو حسینؑ کے برابر نہ تھی۔ پس یہ تو ادنیٰ سوال ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) امام حسینؑ کے برابر تھے یا ادنیٰ۔ حضرت امام حسینؑ ولی تھے۔ مگر ان کو وہ غم اور صدمہ کس طرح پہنچ سکتا تھا، جو اسلام کو متاثر دیکھ کر حضرت مسیح موعود کو ہوا۔ حضرت امام حسینؑ اس وقت ہوئے جبکہ لاکھوں اولیاء موجود تھے، اسلام اپنی شان و شوکت میں تھا۔ ایسی حالت میں ان کو وہ غم کہاں ہو سکتا تھا، جو اس شخص کو ہوا، جو ایسے ہی حالات میں مبعوث ہوا جن حالات میں خود محمدؐ کی بعثت ہوئی تھی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت امام حسین کی شہادت رسول کریم کی شہادت سے بڑی تھی؟ نہیں۔ اس لیے کہ جو غم اور تکلیف آپ کو اسلام کے لیے اٹھانی پڑی، وہ حضرت امام حسین کو نہیں اٹھانی پڑی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کی شہادت بھی بہت بڑھی ہوئی تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے گھر پر بیٹھے رہے۔ پھر کس طرح امام حسینؑ سے بڑھ گئے۔ میں کہتا ہوں کہ کیا محمدؐ اسی طرح فوت ہوئے۔ جس طرح امام حسین فوت ہوئے تھے۔ نہیں۔ مگر کوئی ہے جو کہے محمدؐ کی قربانی حضرت امام حسین کی قربانی سے کم تھی۔ محمدؐ کی ایک ایک سیکنڈ کی قربانی حضرت امام حسینؑ کی ساری عمر کی قربانی سے بڑھ کر تھی۔ پس جس طرح محمدؐ کی قربانی بڑی تھی اسی طرح وہ شخص جو انہیں حالات میں کھڑا ہوگا جن میں محمدؐ کھڑے ہوئے، اس کی قربانی بھی بہت بڑھ کر ہوگی۔ اسی لیے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے کہا ہے:

کر بلائیت سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

”کہ مجھ پر تو ہر لمحہ سو سو کر بلائی مصیبتیں گزرتی ہیں اور میں تو ہر گھڑی کر بلائی سیر کر رہا ہوں۔“

(خطبہ مرزا بشیر الدین محمود، روزنامہ الفضل قادیان شمارہ نمبر 80 جلد نمبر 26، 13 جنوری 1926ء)

(عکس صفحہ 226 پر)

مرزا صاحب مزید لکھتے ہیں:

(72) ” اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔“

(اعجاز احمدی ص 77 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 181 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 227 پر)

(73) ” اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔“

(اعجاز احمدی ص 81 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 193 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 228 پر)

خلیفہ راشد حضرت علیؑ کے بارے میں مرزا صاحب کہتے ہیں۔

(74) ” پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے۔ اس کو

چھوڑتے ہو اور مردہ علیؑ کو تلاش کرتے ہو۔“

(ملفوظات جلد اول ص 400 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 230 پر)

آبروئے کائنات، خاتون جنت، جگر گوشہ رسول، سیدہ طاہرہ، حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی عظمت و شان سے کون واقف نہیں۔ کتب صحاح میں حضرت بتولؑ کے بے شمار فضائل و محاسن موجود ہیں۔ آپ کی جلالت شان اور مقام معصومیت کے متعلق سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے وسط عرش سے منادی، ندا کرے گا کہ اے اہل محشر! اپنے سروں کو جھکا دو اور اپنی آنکھوں کو بند کر لو کہ فاطمہؑ بنت محمد ﷺ پل صراط سے گزر جائے۔ اس وقت ستر ہزار حوریں ان کے ہمراہ بجلی کی طرح پل صراط سے گزر جائیں گی۔“ مگر مرزا صاحب آپ کے بارے نہایت دل آزار تحریر لکھتے ہیں:

(75) ” حضرت فاطمہؑ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس

میں سے ہوں۔“

(ایک غلطی کا ازالہ (حاشیہ) ص 11 پہلا ایڈیشن از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 231 پر)

مرزا صاحب کے صاحبزادے اور جماعت احمدیہ کے خلیفہ مرزا بشیر الدین صاحب نے

لفظ ”سید“ کی تعریف کرتے ہوئے لکھا:

(76) ” (اب) جو سید کہلاتا ہے اس کی یہ سیادت باطل ہو جائے گی۔ اب وہی سید ہوگا جو حضرت

سیح موعود (مرزا صاحب) کی اتباع میں داخل ہوگا۔ اب پرانا رشتہ کام نہیں آئے گا۔“

(قول الحق ص 32 مندرجہ انوار العلوم ج 8 ص 80 از مرزا بشیر الدین محمود) (عکس صفحہ 233 پر)

مرزا صاحب نے قرآن مجید میں لفظی تحریف کرتے ہوئے کہا:

(77) ”انا انزلناه قریباً من القادیان“

اس کی تفسیر یہ ہے کہ انا انزلناه قریباً من دمشق بطرف شرقی عند المنارة البيضاء کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 59 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 234 پر) مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے قرآن مجید کے بارے میں جماعت احمدیہ کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(78) ”ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ اسی لیے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہ (مرزا غلام احمد) کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپ پر قرآن شریف اتارا جاوے۔“

(کلمۃ الفصل از مرزا بشیر احمد ایم اے ص 173) (عکس صفحہ 235 پر)

قرآن مجید کے بارے میں مرزا صاحب نے کہا:

(79) ”قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 548 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 236 پر)

(80) ”میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر، اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔“

(ہیئتہ الوحی ص 220 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 220 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 237 پر)

مرزا صاحب نے ایک کشف میں دیکھا کہ قادیان کا نام قرآن مجید میں درج ہے۔ مرزا صاحب چونکہ نبوت و رسالت کے دعویدار ہیں، اس لیے ان کے کشف پر شک نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن کیا کیجیے مسلمانوں کے قرآن میں قادیان کا ذکر نہیں ہے۔ مرزا صاحب کا کشف ملاحظہ فرمائیں:

(81) ”اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم میرزا غلام قادر میرے

قریب بیٹھ کر باواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ انا انزلناه قریباً من القادیان تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ

کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو، لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔

مکہ اور مدینہ اور قادیان۔“

(ازالہ اوہام (حاشیہ) حصہ اول ص 77 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 140 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 238 پر)

کیا احمدی دوست بتا سکتے ہیں کہ قرآن مجید کی کس سورت یا رکوع میں یہ آیت موجود ہے جس میں قادیان کا نام درج ہے؟ احمدی دوست کہتے ہیں کہ یہ کشف ہے۔ ظاہر ہے کہ نبی کا کشف اور خواب وحی ہوتا ہے جبکہ مرزا صاحب کشف کے بارے میں کہتے ہیں۔

(82) ”وہ کامل کشف جس کو قرآن شریف میں اظہار علی الغیب سے تعبیر کیا گیا ہے جو دائرہ کی طرح پورے علم پر مشتمل ہوتا ہے۔ وہ ہر ایک کو عطا نہیں کیا جاتا صرف برگزیدوں کو دیا جاتا ہے اور ناقصوں کا کشف اور الہام ناقص ہوتا ہے جو بالآخر ان کو بہت شرمندہ کرتا ہے۔“

(حقیقت الہدی ص 16 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 442 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 240 پر)

اگر مرزا صاحب کا مذکورہ بالا کشف سچ ہے تو قرآن مجید میں یہ آیت موجود نہیں ہے اور اگر یہ کشف جھوٹ ہے تو ظاہر ہے کہ جھوٹا آدمی نبی نہیں ہو سکتا۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے بارے میں مرزا بشیر الدین محمود صاحب کے خیالات ملاحظہ فرمائیں:

(83) ”حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے، اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے، مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا، وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔“

(ہقیقۃ الروایاء ص 46 از مرزا بشیر الدین محمود) (عکس صفحہ 242 پر)

احمدی دوستوں کی اکثریت مرزا صاحب کی ان دل آزار اور قابل اعتراض تحریروں

سے بے خبر اور لاعلم ہے جو انہوں نے اسلام اور اس کی مقدس شخصیات کے متعلق کہیں۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ تحریریں بعض احمدیوں سے جان بوجھ کر چھپائی جاتی ہیں۔ جماعت احمدیہ کی بنیادی کتابیں ایک عرصہ دراز سے ناپید ہیں اور ایک خاص مصلحت کے تحت انہیں شائع نہیں کیا جا رہا۔ یہ وہ کتابیں ہیں جن میں اسلام، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، صحابہ کرامؓ، اہل بیتؓ قرآن و حدیث، مقدس شخصیات اور اکابرین امت کا نہ صرف تمسخر اڑایا گیا ہے بلکہ طعن و تشنیع اور تضحیک و تحقیر کا کوئی پہلو بھی نہیں چھوڑا گیا۔ ان کتابوں میں ایسی دل آزار تحریریں ہیں جن کو پڑھنا اور سنانا تو درکنار، صرف ان کے تصور سے ہی کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ان کتابوں میں خصوصی طور پر ”ایک غلطی کا ازالہ“ از مرزا غلام احمد ”تذکرہ یعنی وحی مقدس و مجموعہ الہامات حضرت مسیح موعود (احمدیوں کا اصل قرآن)“ از مرزا غلام احمد ”کلمۃ الفصل“ از مرزا بشیر احمد ایم اے (مرزا غلام احمد کے صاحبزادے) ”سیرت المہدی“ (مرزا غلام احمد کی سوانح اور حالات زندگی) از مرزا بشیر احمد ایم اے ”انوار خلافت“ از مرزا بشیر الدین محمود احمد (مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادے اور احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ) ”ہیئۃ النبوة“ از مرزا بشیر الدین محمود ”ہیئۃ الروایہ“ از مرزا بشیر الدین محمود ”آئینہ صداقت“ از مرزا بشیر الدین محمود ”اسلامی قربانی“ از قاضی یار محمد ”خطوط امام بنام غلام“ از حکیم محمد حسین قریشی ”البشری“ مؤلفہ محمد منظور الہی، مکتوبات احمدیہ مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانی، ”مکاشفات“ مؤلفہ محمد منظور الہی، ”ذکر حبیب“ از مفتی محمد صادق اور ”تذکرہ المہدی“ از پیر سراج الحق شامل ہیں۔

انصاف اور اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ احمدی دوست ان اشتعال انگیز اور جذبات میں آگ لگا دینے والی کتابوں کا دفاع کرنے کے بجائے ان سے اپنی برأت کا اعلان کریں۔ یاد رہے کہ ان کتابوں کے مصنفین نے ختم نبوت کے قلعہ میں نقب زنی کے جرم کا ارتکاب سیاسی و معاشی مجبور یوں اور شاید سماجی و سرکاری مفادات کے حصول کے لیے کیا۔ سامراجی اور استعماری حکمرانوں کے ایماء پر لکھی گئی ان کتابوں اور ان کی تعلیمات کو حریت فکر کا علیبر دار ایک بھی آزاد شہری تحسین کی نگاہ سے دیکھنے کا جرم نہیں کر سکتا۔ میرا دعویٰ ہے کہ اگر یہ کتب دوبارہ شائع ہو کر کم از کم احمدیوں ہی میں تقسیم ہو جائیں تو آدھے سے زیادہ احمدی اپنے مذہب سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیں، اور مجھے پورا یقین ہے کہ احمدیہ قیادت کسی بھی قیمت پر اپنی مذکورہ کتب کبھی شائع نہیں کرے گی۔

بے شمار احمدی ایسے ہیں جو اپنی جماعت (احمدیہ) کے ساتھ نہایت مخلص اور اپنے

عقائد پر سختی سے ڈٹے ہوئے ہیں۔ وہ دن رات جماعت کی ترقی و تبلیغ میں مصروف رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ کئی طرح کی مشکلات سے بھی گزرتے ہیں مگر المیہ یہ ہے ان میں شاید ہی کوئی ایسا احمدی ہو جس نے بانی جماعت سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب کی تمام کتب کا مطالعہ کیا ہو۔ ورنہ اکثریت تو ان کے نام بھی نہیں جانتی۔ بہت کم ایسے احمدی دوست ہوں گے جنہوں نے مرزا صاحب کی زیادہ سے زیادہ 5 یا 10 کتابیں مکمل پڑھی ہوں۔ مرزا صاحب کی تصانیف کی تعداد تقریباً 84 ہے۔ مکتوبات، ملفوظات اور مجموعہ اشتہارات وغیرہ ان کے علاوہ ہیں۔ اس طرح مرزا صاحب کی کتب کی تعداد 100 کے قریب بنتی ہے۔ مجھے درجنوں فاضل احمدی دوستوں سے تبادلہ خیال اور مباحثہ کے کئی مواقع میسر آئے، ان میں پڑھے لکھے نوجوان اور معقول مشاہرہ پانے والے مرہبی حضرات بھی شامل ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ ایک بھی ایسا احمدی دوست نہیں تھا جس نے مرزا صاحب کی تمام کتب پڑھی ہوں۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک ایسے مخلص احمدی حضرات کا ایمان مشکوک ہے۔ مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے اپنے والد صاحب کی مستند سوانح عمری ”سیرت المہدی“ میں یہ روایت درج کرتے ہیں:

(84) ”مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ حضرت (مرزا صاحب) فرمایا کرتے

تھے کہ ہمارے آدمیوں کو چاہیے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں۔ اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اس کے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔“

(سیرت المہدی از مرزا بشیر احمد ایم اے جلد دوم ص 78) (عکس صفحہ 243 پر)

امت مسلمہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہر اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی تشریحی، غیر تشریحی، ظلی یا بروزی وغیرہ کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ہیں۔ وہ آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہیں۔ قرب قیامت وہ دوبارہ اس دنیا میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ حضرت امام مہدی اس امت میں حضور نبی کریم کی اولاد سے پیدا ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو وہ موجود ہوں گے۔

وفات مسیح کا مسئلہ ہر احمدی کا پسندیدہ موضوع ہے۔ ہر احمدی دوست کی یہ دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ دوسروں سے اپنی گفتگو یا بحث کا آغاز اسی موضوع سے کرے۔ لیکن مرزا صاحب کے نزدیک اس موضوع کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ وہ نہ تو اسے ایمان کا کوئی جز سمجھتے ہیں۔ نہ اسے دین

اسلام کے ارکان میں سے کوئی رکن۔ بلکہ کہتے ہیں کہ اس کا حقیقت اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر کوئی حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکھتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ عقیدہ حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اہمیت و ضرورت کے بارے مرزا صاحب کی چند اہم تحریریں ملاحظہ فرمائیں:

(85) ”اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی، اُس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔“

(ازالہ اوہام ص 140 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 171 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 244 پر) اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:

□ عقیدہ نزول مسیح ہمارے ایمانیات کی جز نہیں ہے۔

□ یہ مسئلہ دین کے ارکان میں سے کوئی رکن نہیں ہے۔

□ یہ ایک پیش گوئی ہے، اس کا حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

□ اس کے بیان نہ کرنے سے اسلام ناقص نہیں ہوتا اور بیان کرنے سے کامل نہیں ہوتا۔

(86) ”کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے

اس کے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل

نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز روزہ اور زکوٰۃ اور حج وہی ہیں۔ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ

بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے، اگر

مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک

شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی اور ایک بڑا شور مچا کیا جاتا۔ یہ

غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ

بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی۔ اور کئی خواص اور اولیا اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا۔ اگر یہ کوئی ایسا

اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔“

(احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے، صفحہ 3 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 246 پر)

اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:

□ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ آنحضرت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد پھیل گیا تھا۔

□ کئی خواص، اولیاء اور اہل اللہ کا یہی عقیدہ تھا۔

□ یہ کوئی ایسا اہم امر نہیں ہے جس کا ازالہ خدا تعالیٰ نے ضروری سمجھا ہو۔

(87) ”اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت

عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں، صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی

نبیوں سے بھی بعض پیش گوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔“

(حقیقت الوحی حاشیہ ص 30 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 32 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 247 پر)

اس حوالہ سے جو امور واضح ہوئے، وہ یہ ہیں:

□ نزول عیسیٰ کے معتقد پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

□ یہ محض اجتہادی خطا ہے اور اس قسم کی خطا اسرائیلی نبیوں سے بھی ہوتی رہی۔

(88) ”ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے

پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔“

(ملفوظات احمدیہ، ج 2 ص 72 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 248 پر)

اس حوالہ سے یہ واضح ہوا:

□ احمدی حضرات کی غرض یہ نہیں ہونی چاہیے کہ وفات و حیات مسیح پر مباحثہ و جھگڑے کریں۔

□ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔

احمدی حضرات کے نزدیک جب یہ مسئلہ ان کے ایمانیات کی جز نہیں ہے..... جب یہ

دین کے رکنوں میں سے رکن نہیں..... جب اسلام کی حقیقت سے اس کا کچھ تعلق نہیں..... جب اس

کے بیان کرنے یا نہ کرنے سے اسلام میں کچھ فرق نہیں پڑتا..... جب یہ مسئلہ حضور نبی کریم ﷺ کے

زمانہ کے بعد جلد ہی پھیل گیا تھا..... جب یہ عقیدہ خواص کا تھا، اولیاء کا تھا، اہل اللہ کا تھا اور جب یہ

کوئی خاص امر نہیں ہے..... جب اس کا ازالہ خدا نے ضروری نہیں سمجھا..... جب اس کا عقیدہ رکھنے

والے پر کوئی گناہ نہیں..... جب یہ محض اجتہادی غلطی ہے..... جب اس قسم کی خطا میں سابقہ انبیاء

سے بھی ہوتی رہیں..... جب آپ کی غرض اس پر مباحثہ کرنے کی نہیں..... اور جب یہ ادنیٰ سی بات

ہے تو اس مسئلہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت و اہمیت باقی نہ رہی۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ تو قتل کیا گیا اور نہ ہی صلیب دیا گیا۔
قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وما قتلوه و ماصلبوه ولكن شبه لهم (النساء: 157)

بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قرب قیامت دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ جبکہ احمدیوں کا عقیدہ اس کے برعکس ہے۔ احمدی دوستوں کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔ اب جس عیسیٰ یا مسیح نے دوبارہ دنیا میں آنا تھا، وہ مرزا غلام احمد صاحب کی صورت میں آچکے ہیں۔ جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر رفع اور پھر قرب قیامت زمین پر نزول کا تعلق ہے، قرآن مجید میں ہے:

هو الذي ارسل رسوله بالهدى و دين الحق (توبه: 33)

ترجمہ: ”وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔“

آیت بالا سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول دنیا پر استدلال کرتے ہوئے مرزا صاحب رقم طراز ہیں:

(89) ”هو الذي ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله. یہ آیت جسمانی اور سیاست منگی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ مندرجہ روحانی خزائن ج 1 ص 593 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 249 پر)

اس تحریر سے صاف معلوم ہو گیا کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کی دلیل محکم ہے کیونکہ نزول اسی وقت ہوگا جب رفع پہلے سے ثابت اور واقع ہو چکا ہو۔

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

عسى ربكم ان يرحمكم وان عدتم عدنا (بنی اسرائیل: 8)

ترجمہ: ”عجب نہیں کہ تمہارا رب تم پر رحم فرمائے اور اگر تم پھرو ہی کرو گے تو ہم بھی پھرو ہی

کریں گے۔“

اس آیت کے تحت مرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

(90) ”یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح علیہ السلام کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفیق اور نرمی اور لطف و احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے..... اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لیے شدت اور عصف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے۔“

(براہین احمدیہ حصہ چہارم مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 ص 601، 602 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 251 پر)

اس جگہ مرزا صاحب نے مسیح موعود کے لیے آیت موصوفہ سے یہ بات بتائی کہ وہ باسیاست یعنی ظاہری حکومت کے ساتھ آئیں گے۔ مگر جب مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ خود کیا تو باوجود سیاست اور حکومت حاصل نہ ہونے کے آپ نے اس آیت کو اپنے ہی حق میں چسپاں کر لیا۔ وہ بیان ایسا لطیف ہے کہ میں احمدی حضرات سے اس کو بغور پڑھنے کے لیے پرزور درخواست کرتا ہوں۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

(91) ”چونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ اس لیے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی شبہ گزرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا، وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لیے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لیے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا۔ جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے۔ پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت ﷺ ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہو لے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ

ہے هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ. یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو اس لیے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔“

(چشمہ معرفت ص 82، 83 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 90، 91 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 252 پر)

اس عبارت کی تشریح یہ ہے کہ بقول مرزا صاحب زمانہ محمدی کی ابتداء، رسالت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ سے ہوئی پھر وہی زمانہ متمدن ہو کر مسیح موعود کے زمانہ تک ایک ہی رہا۔ اس زمانہ کے ایک سرے پر آنحضرت ﷺ ہیں تو دوسرے سرے پر مسیح موعود (مرزا صاحب) ہیں۔ زمانہ محمدی سے اسلام شروع ہو کر زمانہ مسیح موعود میں تکمیل کو پہنچ جائے گی۔ یعنی دنیا کی کل قومیں مسلمان ہو کر ایک واحد اسلامی قوم (مسلمان) بن جائے گی چونکہ یہ سب کام مسیح موعود کی معرفت ہوگا۔ اس لیے آیت هو الذی ارسل مسیح موعود (مرزا صاحب) کے حق میں چسپاں ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا مسیح موعود (مرزا صاحب) کے زمانہ میں یہ نتیجہ پیدا ہو گیا؟ بہتر ترتیب غور کرنے کے لیے ہم مسیح موعود (مرزا صاحب) کے گھر سے چلتے ہیں۔

کیا چھوٹی سی بستی قادیان کے کل ہندو، سکھ، آریہ وغیرہ مسلمان ہو گئے؟ کیا قادیان کے ضلع گورداسپور کے کل غیر مسلم اسلام میں آ گئے؟ کیا پنجاب کے کل منکرین اسلام، قائل اسلام بن گئے؟ کیا ہندوستان میں اسلامی وحدت پیدا ہو گئی؟ ہندوستان سے باہر چلیں تو کیا انگلستان، فرانس، جرمنی، وغیرہ اسلام قبول کر گئے؟ کیا افریقہ اور امریکہ کے سب لوگ مسلمان ہو گئے؟ اگر سب سوالوں کا جواب ہاں میں ہے تو ہمارا یقین ہونا چاہیے کہ مرزا صاحب مسیح موعود ہیں اور اگر ان سوالوں کا جواب نفی میں ہے تو احمدی دوستو! خدا کے لیے غور کر کے بتاؤ کہ مرزا صاحب کون ہیں؟ ہمیں افسوس ہے کہ مرزا صاحب اپنے اس فرض کی ادائیگی میں قاصر رہے۔

(92) عن سعيد بن المسيب عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلا

فيكسر الصليب و يقتل الخنزير و يضع الحرب و يفيض المال حتى لا يقبله احد حتى تكون السجدة الواحدة خيرا من الدنيا و ما فيها ثم يقول ابو هريرة و اقرؤا ان شئتم وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته و يوم القيمة يكون عليهم شهيداه (صحیح بخاری ص 490 ج 1) (عکس صفحہ 255 پر)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، بے شک قریب ہے کہ تم میں عیسیٰ بن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ یعنی شریعت محمدیہ کے مطابق فیصلہ کریں گے اور وہ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جنگ کو ختم کر دیں گے اور مال کی اتنی بہتات کر دیں گے کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا اور (اس وقت) ایک سجدہ دنیا و ما فیہا سے بہتر ہو جائے گا۔ یعنی عبادت کا ذوق اور شوق دلوں میں اس درجہ پیدا ہو جائے گا کہ ایک سجدہ روئے زمین کی دولت سے زیادہ بہتر معلوم ہوگا۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ کہتے تھے کہ (اس کی تائید کے لیے) چاہو تو یہ آیت پڑھ لو وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته و يوم القيمة يكون عليهم شهيداه یعنی کوئی شخص اہل کتاب میں سے نہ ہوگا مگر یہ کہ وہ ضرور بالضرور حضرت عیسیٰ کی وفات سے پہلے حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئے گا اور قیامت کے دن وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ان پر شاہد ہوں گے۔“

خلاصہ یہ کہ حضرت مسیح کے زمانہ میں تمام یہود اور نصاریٰ اسلام میں داخل ہو جائیں گے جبکہ مرزا صاحب کے دور میں ایسا نہیں ہوا۔ چنانچہ اس متفق علیہ حدیث کی بناء پر تو آپ نے دیکھ لیا کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔ اب یہ دیکھئے کہ مرزا صاحب اپنے صریح اقرار اور قول کے بموجب بھی مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔

قاضی نذر حسین ایڈیٹر اخبار قتل بجنور کے نام ایک خط میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

(93) (میرا کام جس کے لیے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ) میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دوں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے اور وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔“ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہیے تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر

سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ والسلام! فقط: غلام احمد“

(اخبار ”بدر“ قادیان نمبر 29 جلد 2-19 جولائی 1906ء ص 4، مکتوبات احمدیہ ج 6 ص

(162) (عکس صفحہ 257 پر)

مرزا صاحب کے اس اعلان کی مزید تائید ان کی مندرجہ ذیل تحریر سے بھی ہوتی ہے۔

(94) ”میں کامل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جب تک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں مقرر

ہے، پوری نہ ہو، اس دنیا سے اٹھایا نہ جاؤں گا کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل نہیں جاتے

اور اس کا ارادہ رک نہیں سکتا۔“

(حقیقت الوحی (حاشیہ) ص 427، 428 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 427، 428 از مرزا غلام

احمد صاحب) (عکس صفحہ 258 پر)

پھر اس عبارت کے شروع میں یہ بھی ہے:

(95) ”میرا یہ اعلان صرف میری اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔“

(حقیقت الوحی (حاشیہ) ص 418، 419 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 418، 419، از مرزا غلام احمد)

(عکس صفحہ 260 پر)

بے شک یہ اعلان من جانب اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کی حقیقت کھولنے کے

لیے واضح اور صریح اعلان ان کی زبان اور قلم سے کرایا ہے تاکہ مسلمان عموماً اور احمدی حضرات خصوصاً

مرزا صاحب کے صدق اور کذب کو مرزا صاحب کے قول کے بموجب بھی جانچ لیں۔ مرزا صاحب

دنیا سے چلے گئے اور دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ تمثیل پرستی کا ستون ٹوٹا تو کیا، اپنی جگہ سے

بھی نہ ہلا۔ اسلام کو کوئی غلبہ نہ ہوا بلکہ اس کے برعکس عیسائیوں کو ترقی اور عروج ہوا اور اسلامی حکومتیں

ختم ہوئیں اور جہاں جہاں مسلمان تھے، وہ نصاریٰ کے محکوم اور تختہ جوڑو بن گئے۔ مرزا صاحب اپنے

مشن میں کہاں تک کامیاب ہوئے؟ یہ داستان روز نامہ الفضل کی زبانی سنئے! اخبار لکھتا ہے:

”کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت ہندوستان میں عیسائیوں کے 137 مشن کام کر رہے

ہیں۔ یعنی ہیڈ مشن۔ ان کی برانچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، ہیڈ مشن میں اٹھارہ سو سے زائد پادری

کام کر رہے ہیں۔ 403 ہسپتال ہیں، جن میں 500 ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔ 43 پریس ہیں اور تقریباً

100 اخبارات مختلف زبانوں میں چھپتے ہیں۔ 51 کالج 617 ہائی اسکول اور 61 ٹریننگ کالج ہیں۔

ان میں ساٹھ ہزار طالب علم تعلیم پاتے ہیں۔ مکتی فوج میں 308 یورپین اور 2886 ہندوستانی مناد کام

کرتے ہیں۔ اس کے ماتحت 507 پرائمری اسکول ہیں، جن میں 18675 طالب علم پڑھتے ہیں۔ 18 بستیاں اور گیارہ اخبارات ان کے اپنے ہیں، اس فوج کے مختلف اداروں کے ضمن میں 3290 آدمیوں کی پرورش ہو رہی ہے اور ان سب کی کوششوں اور قربانیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ کہا جاتا ہے روزانہ 224 مختلف مذاہب کے آدمی ہندوستان میں عیسائی ہو رہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں مسلمان کیا کر رہے ہیں وہ تو اس کام کو شاید قابل توجہ بھی نہیں سمجھتے، احمدی جماعت کو سوچنا چاہیے کہ عیسائی مشنریوں کے اس قدر وسیع جال کے مقابلہ میں اس کی مساعی کی حیثیت کیا ہے۔ ہندوستان بھر میں ہمارے دو درجن مبلغ ہیں اور وہ بھی جن مشکلات میں کام کر رہے ہیں، انھیں ہم لوگ خوب جانتے ہیں۔

(روزنامہ افضل قادیان مورخہ 19 جون 1941ء ص 5)

افضل کی یہ شہادت مرزا صاحب کی وفات سے 33 سال بعد کی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ نہ مرزا صاحب کے دعوے سے عیسائیت کا کچھ بگڑا، نہ تثلیث کے بجائے توحید پھیلی، نہ عیسائیت کے پھیلاؤ کو روکنے میں انھیں کامیابی ہوئی، اس لیے ان کی یہ بات سچی نکلی: ”اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں..... اور اگر کچھ نہ ہو اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔“

مرزا صاحب اعتراف کرتے ہیں:

(96) ”اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر بکثرت پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گی اور رستگاری ترقی کرے گی۔“

(ایام الصلح ص 136 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 381 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 262 پر) اس عبارت میں مرزا صاحب نزول مسیح کی 3 علامتیں بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان پر اتفاق ہو گیا ہے۔ آپ صرف پہلی علامت کو ہی لے لیں۔ دنیا بھر میں جس قدر اسلام پھیلا تھا، مرزا صاحب کی تشریف آوری سے وہ نیست و نابود ہو گیا۔ سیاست ملکی کے عالمگیر غلبہ کا تو نشان بھی نہیں پایا گیا۔ کوئی باطل دین ہلاک نہیں ہوا۔ لہذا اسلام مٹ گیا۔ مرزا صاحب کے آنے سے سابقہ مسلمان یعنی پوری دنیا کے کروڑوں مسلمان بجز چند لاکھ کے، کافر ہو گئے۔ کیونکہ مرزا صاحب کا فتویٰ ہے:

(97) ”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم ص 519 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 263 پر) احمدی دوستوں کو غور کرنا چاہیے کہ کونسی نئی دنیا ہے جہاں مرزا صاحب نے اسلام پھیلا یا؟

کون سے باطل دین کو مرزا صاحب نے ہلاک کیا؟ مرزا صاحب، مسیح موعود کی حیثیت سے جو علامت اور جو کام خود بیان کر رہے ہیں، وہ ان میں بالکل نہیں پائی گئی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کی آمد پر قوموں کا اتحاد و اتفاق کیا ہوتا، خود جماعت احمدیہ میں ایسا اختلاف ہوا کہ بہت تھوڑے عرصہ میں وہ دو تین گروہوں میں بٹ کر رہ گئے اور ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ منافرت اور عداوت علیحدہ ہے۔ (دیکھئے رودادِ مباحثہ راولپنڈی)

مرزا صاحب اپنی کتاب ”انجامِ آتھم“ میں لکھتے ہیں:

(98) ”اگر ان سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں

نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مرجانا ضروری ہے، یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے، یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کر لوں گا۔“

(انجامِ آتھم (ضمیمہ) ص 30 تا 35 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 314 تا 319 از مرزا غلام احمد صاحب)

(عکس صفحہ 264 پر)

مرزا صاحب کی یہ تحریر غالباً جنوری 1897ء کی ہے، گویا سچا ہونے کی صورت میں مرزا صاحب کو 1903ء تک یہ سارے کارنامے انجام دینے تھے اور اگر وہ یہ شرط پوری نہ کر سکیں تو انھوں نے اپنے آپ کو جھوٹا سمجھ لینے کی قسم کھا رکھی تھی۔ سات سال کے عرصے میں مرزا صاحب نے جن کارناموں کا وعدہ کیا تھا، وہ ان سے ظاہر نہ ہو سکے۔ نتیجہ ان تحریروں سے آپ خود اخذ کر لیں۔ میں مختصر عرض کیے دیتا ہوں۔

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں ان کے ذریعہ سے تمام ادیان باطلہ ہلاک ہو جائیں گے اور دین اسلام کو ایسا غلبہ ہوگا کہ دنیا کی تمام قومیں ایک ہو جائیں گی۔ یعنی سب مسلمان ہو کر ایک قوم کہلائے گی۔ اس پر خوب نظر رہے کہ ان اقوال میں صرف ایک دین، عیسائیت یا موسوی کے نیست و نابود کرنے کا دعویٰ نہیں کرتے بلکہ تمام باطل دینوں کے نیست و نابود کرنے کا دعویٰ ہے اور اس کی ابتدائی حالت یہ بیان کرتے ہیں کہ ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے گا۔ یعنی اسلام سے کوئی خارج نہ ہوگا بلکہ ہر طرف سے غیر مسلم اس میں داخل ہوں

گئے۔ یہ دعویٰ غالباً 1897ء کا ہے۔ اس کے بعد دس برس سے زیادہ مرزا صاحب زندہ رہے۔ مئی 1908ء میں ان کا انتقال ہے۔ اب انھیں مسیح موعود ماننے والے فرمائیں کہ مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ مگر جو کام اس کا بیان کیا تھا یا اس کی ابتدائی حالت لکھی تھی کہ ہر طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے گا، کیا اس کا وجود پایا گیا؟ اس بیان کے بعد خاص دین عیسوی کی نسبت کہتے ہیں کہ ”عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کر لوں گا۔“ اس جملہ سے یہ بھی بخوبی ثابت ہے کہ مذکورہ امور ان کے وقت میں ظاہر ہوں گے۔ پہلے تمام ادیان باطلہ کے فنا ہونے کا لکھا تھا۔ اس میں عیسائی مذہب کا فنا ہونا بھی آ گیا تھا۔ مگر اس کے بعد خاص طور پر اس کا ذکر کرنا اس غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اکثر دنیا پر اس کا غلبہ ہے۔ اس لیے یہ دعویٰ کیا گیا کہ مسیح موعود کی وہ شان ہے کہ دنیا کے تمام بادشاہ ان کے آگے سر تلوں ہو جائیں گے۔ یعنی اسلام لا کر مسیح موعود کے مطیع ہوں گے۔ آخری جملہ بھی اسی مطلب کا موند ہے۔ ”دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے“ کا مطلب یہی ہوگا کہ اس سے پہلے دنیا کفر سے بھری تھی۔ اب مرزا صاحب کی وجہ سے اسلام سے بھر جائے گی۔ اس علانیہ اور روشن دعوے کے بعد قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر مسیح موعود کی مذکورہ علامات کا ظہور میرے ذریعہ سے نہ ہو تو میں اپنے آپ کو جھوٹا سمجھ لوں گا۔ اس قسم کے بعد مرزا صاحب گیارہ برس سے زیادہ زندہ رہے اور انھوں نے اپنی آنکھوں سے خوب دیکھا کہ جو علامتیں مسیح موعود کی انھوں نے خود بیان کی تھیں، وہ ان میں نہیں پائی گئیں۔ چنانچہ انھیں اپنے دعوے سے دست بردار ہو جانا چاہیے تھا۔ مگر افسوس کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ آخر تک اپنے دعوے پر قائم رہے۔

احمدی دوستو! ہم جانتے ہیں کہ آپ لوگ مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتے ہیں تو اس لیے نہیں کہ کسی دنیاوی بادشاہ کا حکم ہے بلکہ اس لیے ان کو مسیح موعود مانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جس مسیح موعود کے آنے کی پیشگوئی فرمائی تھی، مرزا غلام احمد صاحب اس کے مصداق ہیں، چونکہ آپ محض رسول اللہ ﷺ کے حکم سے مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ اس لیے ہم آپ دوستوں کو ایک مختصر مگر اہم بات کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ امید ہے آپ دل سے غور فرمائیں گے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔

(99) ”عن النبی ﷺ قال والذی نفسی بیدہ لیہلن ابن مریم بفتح الروحاء حاجا او معتمراً او لیشنیہما۔“ (صحیح مسلم ج 1 ص 408) (عکس صفحہ 271 پر)

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ بلاشبہ ابن مریم مسیح موعود مقام نوح الروحاء (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام) سے حج یا عمرہ یا ایک ساتھ دونوں کا احرام باندھ کر دونوں فعل ادا کریں گے۔

یہ حدیث صاف اور صریح طور پر بتا رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود کی بڑی بھاری نشانی حج کرنا ہے۔ حج بھی اس تفصیل سے کہ وہ مقام نوح الروحاء سے احرام باندھیں گے۔ مقام مسرت ہے کہ اس حدیث کو مرزا صاحب نے رد نہیں کیا بلکہ اپنے حق میں لیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ہم حج ضرور کریں گے۔ لیکن کب کریں گے؟ اس کا جواب انھوں نے یہ دیا ہے کہ جب ہم دجال کو مسلمان کر کے فارغ ہوں گے۔ چنانچہ مرزا صاحب کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔

(100) ”ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال (پادری لوگ) بھی کفر اور دجل سے باز آ کر طواف بیت اللہ کرے گا کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔“

(ایام الصلح ص 169 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 416، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 272 پر) اس بیان میں مرزا صاحب نے اس حدیث کے ماتحت تسلیم کیا ہے کہ مسیح موعود کو حج کرنا ضروری ہے۔ مگر بوجہ عدم فرصت فراغت تک اس کو ملتوی رکھا ہے۔ پس حدیث نبوی اور مرزا صاحب کی تحریر سے بالاتفاق ثابت ہوا کہ حسب فرمان رسول ﷺ ضروری ہے کہ مسیح موعود حج ضرور کرے گا۔ اس کے حج میں کوئی چیز رکاوٹ نہ ہوگی۔ دجال مسلمان ہو یا نہ ہو، مسیح موعود حج ضرور کرے گا۔

احمدی دوستو! خدا کے لیے غور کرو کہ اتنی بڑی واضح نشانی جس کو رسول اللہ ﷺ نے قسم کھا کر بیان فرمایا ہے، وہ مرزا صاحب میں نہیں پائی گئی۔ یعنی مرزا غلام احمد صاحب نے نوح الروحاء کے مقام سے احرام باندھ کر حج نہیں کیا بلکہ کیا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ انتقال کر گئے۔ پھر وہ مسیح موعود کیسے ہوئے؟ ہم جانتے ہیں کہ احمدی مرئی حضرات آپ کو اس حدیث کی تاویل میں بہت کچھ سکھائیں گے۔ لیکن ہم اس تاویل کے جواب میں آپ کو مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تحریر دوبارہ پڑھنے کی درخواست کریں گے۔ پس احمدی دوستو! میدان محشر کو یاد کر کے ہماری معروضات کو پڑھو اور حق و باطل میں خود تمیز کرو۔

عقیدہ حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تحریروں (دوبارہ ملاحظہ فرمائیں: حوالہ نمبر 89 اور 90) کی موجودگی میں وفات مسیح کے موضوع پر احمدی حضرات کی بحث کی ساری بنیاد ہی منہدم ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں احمدی دوست مختلف

تاویلات کا ہمارا لیتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ یہ باتیں مرزا صاحب نے محض رسمی طور پر تحریر کی ہیں۔ جبکہ یہ بات حق کو تسلیم نہ کرنے کا ایک بہانہ ہے۔ یہ عقیدہ رسمی نہیں بن سکتا، کیونکہ مرزا صاحب نے اس کے ثبوت میں آیات قرآنیہ پیش کی ہیں جس سے ثابت ہوا کہ انہوں نے یہ عقیدہ رسمی طور پر نہیں بلکہ قرآن سے قبول کیا۔ پھر احمدی دوست اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ ”عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام“ مرزا صاحب کی ”اجتہادی غلطی“ ہے۔ یہ بات بھی کتمان حق کے زمرے میں آتی ہے۔ ان تحریروں کو مرزا صاحب کی اجتہادی غلطی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ یہ کتاب ”براہین احمدیہ“ جس میں مرزا صاحب نے اپنا مذکورہ عقیدہ (حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام) بیان کیا ہے۔ بقول مرزا صاحب، حضور نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے۔ آپ ﷺ نے ہی مرزا صاحب کو اس کتاب کا نام ”قطبی“ بتایا۔ یعنی یہ کتاب قطب ستارہ کی طرح مستحکم اور غیر متزلزل ہے جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپے کا اشتہار دیا گیا۔

(101) (دیکھئے براہین احمدیہ مندرجہ روحانی خزائن ج اول ص 275 از مرزا غلام احمد صاحب)

(عکس صفحہ 273 پر)

اگر احمدیوں کے بقول نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رسمی ہے تو نہ یہ کتاب قطبی رہے گی اور نہ اس میں ذکر کردہ باتیں مستحکم اور غیر متزلزل قرار پائیں گی۔ خصوصاً یہ کتاب جب حضور نبی کریم ﷺ نے ملاحظہ فرمائی ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسی سنگین غلطی (عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام) کو آپ نظر انداز فرمادیں جو مرزا صاحب کے نزدیک شرک عظیم ہے۔

(102) (ضمیمہ حقیقت الوحی الاستثناء ص 39 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 660 از مرزا غلام احمد صاحب)

(عکس صفحہ 274 پر)

اگر یہ عقیدہ رکھنا شرک ہے تو خود مرزا صاحب اس فتویٰ کی زد میں آتے ہیں۔ پھر یہ اقرار کرنا پڑے گا کہ مرزا صاحب 1891ء تک (تقریباً 50 سال) حیات عیسیٰ علیہ السلام اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے مشرک تھے اور ظاہر ہے کوئی مشرک ”مسح موعود“ نہیں ہو سکتا۔ جبکہ مرزا صاحب اپنے متعلق لکھتے ہیں:

(103) ”اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لمحہ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر ایک غلط بات سے محفوظ

رکھتا ہے۔“

(نور الحق ص 86 حصہ دوم مندرجہ روحانی خزائن ج 8 ص 272 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 276 پر)

پھر مزید دعویٰ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(104) ”میری ہر بات الہامات پر مبنی ہوتی ہے۔ یعنی میں نے جو کچھ کہا، وہ سب کچھ خدا کے امر سے کہا ہے اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔“

(مواہب الرحمن ص 5 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 221 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 278 پر)
پھر ارشاد فرمایا:

(105) ”یعنی خدا جانتا ہے کہ میں جو کچھ کہتا رہا، وہ وہی کہتا ہوں جو خداوند فرماتا ہے اور میں نے کبھی کوئی ایسی بات نہیں کہی جو خلاف خداوندی ہو اور مخالف خداوندی میری قلم سے کبھی سرزد نہیں ہوتی۔“

(حماتہ البشری ص 10 مندرجہ روحانی خزائن ج 7 ص 186 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 279 پر)
ایک جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(106) ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا محض گپ ہے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص 100 مندرجہ روحانی خزائن ج 262 ص 21 از مرزا غلام احمد صاحب)
(عکس صفحہ 281 پر)

معمولی سی عقل سلیم رکھنے والا ہر شخص یہ جانتا ہے کہ گپ کے معنی جھوٹ کے ہیں اور جھوٹا آدمی مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔

خود مرزا صاحب کا ارشاد ہے:

(107) ”جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔“

(تحفہ گولڈویہ اضمیمہ 1 ص 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 56 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 283 پر)
ایک اور جگہ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(108) ”حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے فائدے کے لیے گھڑا تھا۔“

(حاشیہ حقیقت الوحی ص 29 مندرجہ روحانی خزائن ج 31 ص 22 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 284 پر)
اس فتویٰ کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ خود مرزا صاحب 50 سال تک عیسائی عقائد رکھتے تھے۔

بعض احمدی دوست یہ اعتراض کرتے ہیں کہ شروع شروع میں نبی کریم ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی تو بیت اللہ

کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ لہذا مرزا صاحب نے اگر عقیدہ تبدیل کر لیا تو کیا حرج ہے؟ احمدی دوستوں کی خدمت میں عرض ہے کہ اس سلسلہ میں بیت المقدس کی مثال بالکل غلط اور بے محل ہے۔ بیت المقدس کو قبلہ بنانا حسب ہدایت آیت فہدہم اقتدہ (الانعام: 90) انبیاء سابقین کی سنت پر عمل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ عقائد و ایمانیات میں سے ہے اور عقائد و ایمانیات میں تنسیخ و تبدیلی نہیں ہو سکتی جبکہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا عملیات میں سے ہے جن میں تبدیلی و تنسیخ ہو سکتی ہے۔ پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے جو نمازیں حضور نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کی تھیں، وہ سب کی سب بارگاہ خداوندی میں مقبول ہیں اور بعد میں کسی نے ان نمازوں کو نہیں لوٹایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بارے میں مرزا صاحب کی کئی تضاد بیانات ان کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ موجود ہیں۔

- (109) کبھی فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر کے محلہ خانیاں میں ہے۔
 (دافع البلاء ص 19 مندرجہ روحانی خزائن ج 18 ص 235 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 285 پر)
- (110) اور کبھی کہتے ہیں کہ ان کی قبر فلسطین کے علاقہ گلگیل میں واقع ہے۔
 (ازالہ اوہام ص 473 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 353 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 286 پر)
- (111) کبھی کہا کہ ان کی قبر بلدہ قدس (یروشلم) میں ہے۔
 (اتمام الحجہ ص 27 روحانی خزائن ج 8 ص 299 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 288 پر)
- (112) اور کبھی کہا کہ ان کی قبر بلاد شام میں ہے۔
 (اتمام الحجہ ص 24 روحانی خزائن ج 8 ص 296 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 289 پر)
- احادیث مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے بارے میں کئی نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ مرزا صاحب نے ان نشانیوں کی جو تاویلات کی ہیں، وہ بے حد عجیب ہیں اور دلچسپ بھی۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے تو انہوں نے دوز درنگ کی چادریں پہنی ہوگی۔ (مسند احمد، بخاری و مسلم)
- مرزا صاحب نے اس حدیث کی تاویل یوں کی ہے:

(113) ”دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ سچ آسمان پر سے جب اترے گا تو دوزرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک ادھر کی دھڑکی اور ایک نیچے کی دھڑکی یعنی مرقا اور کثرت بول۔“

(ملفوظات ج 8 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 291 پر)
 ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو مقام ”لد“ پر قتل کریں گے۔ مقام لد فلسطین اسرائیل میں واقع ہے۔ مرزا صاحب نے اس کی تاویل یہ کی کہ ”لد“ سے مراد ”لدھیانہ“ ہے۔

(114) (الہدی ص 97 حاشیہ مندرجہ روحانی خزائن ج 18 ص 341 از مرزا غلام احمد صاحب)
 (عکس صفحہ 292 پر)
 لدھیانہ مشرقی پنجاب بھارت میں واقع ہے۔ اس طرح وہ آسمان سے اترنے کے معنی ماں کے پیٹ سے نکلنا مراد لیتے ہیں۔

۔ ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہئے

اہل اسلام، قرآن کریم، حدیث نبوی ﷺ اور اجماع امت کی بنا پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ تشریف آوری کا عقیدہ رکھتے ہیں، جبکہ خود مرزا صاحب کو اعتراف ہے:
 (115) ”سچ ابن مریم کے آنے کی پیشین گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے جس کو سب نے با اتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشین گوئیاں لکھی گئی ہیں، کوئی پیشین گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تو اتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔“

(ازالہ اوہام ص 557 مندرجہ خزائن ج 3 ص 400 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 294 پر)
 ظاہر ہے کہ جس عقیدہ کو تو اتر کا درجہ حاصل ہو، کوئی ذی شعور مسلمان اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ صحابہ کرامؓ سمیت گذشتہ تمام صدیوں کے تابعین، تبع تابعین، آئمہ اربعہ، مجددین، محدثین، اولیاء کرام اور اکابرین امت اس عقیدہ کو تو اتر اور تسلسل کے ساتھ نقل کرتے آئے ہیں۔ مرزا صاحب کا ایک دعویٰ یہ بھی ہے کہ وہ چودھویں صدی کے ”مجدد“ ہیں۔ اگر مرزا صاحب واقعی مجدد ہیں تو حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں، ان کا عقیدہ گذشتہ تمام صدیوں کے مجددین اسلام (جن کے ناموں کی فہرست پر مرزا صاحب کو بھی مکمل اتفاق ہے۔) کے عقیدہ سے بالکل الٹ اور مختلف ہے اور

اگر بالفرض مرزا صاحب کا عقیدہ (وفات مسیح) درست مان لیا جائے تو پھر گذشتہ تمام صدیوں کے مجددین کا عقیدہ (حیات مسیح) غلط اور باطل قرار پائے گا۔ اب یہ فیصلہ کرنا آپ کے اختیار میں ہے کہ اس معاملہ میں مرزا صاحب کا موقف درست ہے یا گذشتہ صدیوں کے تمام مجددین وغیرہ کا نکتہ نظر۔ (116) (دیکھئے عمل مصفیٰ از مرزا خدا بخش صاحب ص 117 تا 120) (عکس صفحہ 296 پر)

احمدی حضرات مرزا صاحب کے مہدی ہونے کی ایک دلیل یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا: مہدی کی نشانی یہ ہے کہ اس کے زمانہ میں رمضان شریف کے مہینہ میں چاند اور سورج دونوں کو گرہن لگے گا۔ یہ نشان مرزا صاحب پر پورا ہوتا ہے اور اس سے پہلے جب سے زمین و آسمان بنے، یہ کبھی نہیں ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب حدیث نبوی کے مطابق سچے مہدی تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث رسول نہیں بلکہ ضعیف درجے میں امام محمد باقر کا قول ہے جو دارقطنی نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ لہذا اس کو حدیث بنا کر پیش کرنا حضور نبی کریم ﷺ پر بہتان عظیم اور کذب و افتراء ہے۔ امام باقر کا یہ قول سند کے اعتبار سے انتہائی ساقط اور ناقابل اعتبار ہے۔ ملاحظہ ہو:

(117) ”عن عمرو بن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال ان لمہدینا آیتین لم تکنوا منذ خلق اللہ السموات والارض تنکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منه ولم تکنوا منذ خلق اللہ السموات والارض“

(سنن دارقطنی از امام علی بن عمر الدارقطنی جلد اول ص 188، انصار دہلی) (عکس صفحہ 301 پر)

(مفرد الفاظ کا ترجمہ) ”محمد بن علی کہتے ہیں، ان (بیشک) لمہدینا (ہمارے مہدی کے لیے) آیتیں (دو نشانیاں ہیں) لم تکنوا (نہیں ہوئیں ظاہر) منذ (جب سے) خلق السموات والارض (تخلیق ہوئی آسمان و زمین کی) تنکسف القمر (چاند گرہن ہوگا) لاول لیلۃ (پہلی رات) من رمضان (رمضان کی) و (اور) تنکسف الشمس (سورج گرہن ہوگا) فی النصف منه (اس رمضان کے نصف میں) لم تکنوا (نہیں ہوئی ظاہر) منذ (جب سے) خلق اللہ السموات والارض (پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو)“

اب آئیے مفرد الفاظ کے ترجمہ کی مدد سے پوری روایت کا ترجمہ کرتے ہیں۔

”بیشک ہمارے مہدی کی (کے لیے) دونشانیاں ہیں، نہیں ہوںیں وہ (نشانیاں) جب سے تخلیق ہوئی آسمان وزمین کی۔ چاند گرہن ہوگا رمضان کی پہلی رات اور سورج گرہن ہوگا اس (رمضان) کے نصف میں، نہیں ہوئی (ظاہر) وہ نشانیاں جب سے پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو۔“
 قارئین! دارقطنی کی روایت کے مفرد الفاظ کا ترجمہ اور پھر روایت کے مفرد الفاظ کی مدد سے پوری روایت کا ترجمہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا اور مجھے یقین ہے کہ ہمارے کیے ہوئے اس ترجمہ کے ساتھ عربی جاننے والا کوئی شخص قطعاً اختلاف نہیں کر سکتا البتہ اس روایت کا ترجمہ مرزا صاحب نے کیا ہے، وہ ملاحظہ فرمائیں اور ان کی دیانت پر انھیں داد دیں۔

(118) (ترجمہ بقلم مرزا صاحب) ”یعنی ہمارے مہدی کی تائید اور تصدیق کے لیے دونشان مقرر ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کیے گئے وہ دونشان کسی مدعی کے وقت ظہور میں نہیں آئے اور وہ یہ ہیں کہ مہدی کے ادعا کے وقت میں چاند کو اس پہلی رات میں گرہن ہوگا جو اس کے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرہویں رات اور سورج کو اس کے گرہن کے دنوں میں سے اس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس تاریخ کو۔ اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی کے لیے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اُس کے دعویٰ کے وقت میں خسوف کسوف رمضان میں ان تاریخوں میں ہوا ہو۔“

(انجام آتھم ضمیمہ ص 46 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 302 پر)
 قارئین! مرزا صاحب کے ترجمہ کو آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ کیا ہم احمدیہ جماعت کے پڑھے لکھے مربی حضرات سے پوچھ سکتے ہیں کہ خط کشیدہ الفاظ ”کسی مدعی کے وقت، مہدی کے ادعا کے وقت، جو اس کے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرہویں رات، اور سورج کو اس کے گرہن کے دنوں میں سے اس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس تاریخ کو“، روایت دارقطنی کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے۔

قارئین! دارقطنی کی روایت کا جو ہم نے ترجمہ کیا ہے، اس کو اور مرزا صاحب کے کیے ہوئے ترجمہ کو پڑھیں، کس کا ترجمہ درست ہے اور کس کا غلط۔ اور قابل غور بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے پورے علم اور تخیلاتی قوت صرف کر کے یہ ترجمہ کیا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس ترجمہ میں کہیں روایت قطنی کا مفہوم باقی رہ سکتا ہے؟ لا اول لیلة من رمضان کا ترجمہ تیرہویں رات کرنا اور فی النصف منہ کا ترجمہ اٹھائیس تاریخ کرنا کیسے ہو سکتا ہے؟ پھر ظلم یہ کہ اس واضح بددیانتی کے باوجود وہ اپنے دعویٰ اور اس پر غلط رنگ میں پیش کی جانے والی دلیل اور تاویل کے نامانے والے کو

”ظالم، رئیس الدجال کے القابات اور ہزار ہزار لعنت“ کا تحفہ پیش کرتے ہیں۔

(انجام آتھم ضمیمہ ص 46 مندرجہ روحانی خزائن 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب)

بہر حال اس مندرجہ بالا روایت کے الفاظ سے یہ تین باتیں معلوم ہوتی ہیں:

- 1- رمضان کے مہینہ میں رمضان کی پہلی تاریخ کو چاند گرہن لگے گا۔
- 2- رمضان کے نصف میں سورج کو گرہن لگے گا۔
- 3- جب سے زمین و آسمان پیدا کیے گئے ہیں، ایسے دو نشان کبھی نہیں ہوئے۔

بفرض محال اگر اسے محمد باقر کا قول مان بھی لیا جائے تو تب بھی مرزا صاحب مہدی ثابت نہیں ہوتے کیونکہ مرزا صاحب کے زمانے میں رمضان کی جن تاریخوں میں یہ گرہن لگا تھا، وہ اس قول کے مطابق نہیں ہے۔ مرزا صاحب کے زمانے میں، رمضان کی تیرہ (13) تاریخ کو چاند گرہن اور اٹھائیس (28) تاریخ کو سورج گرہن لگا تھا۔ حالانکہ امام باقر کے مذکورہ بالا قول میں یہ بات واضح ہے کہ چاند گرہن رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو لگے گا۔ اور سورج گرہن پندرہ کو لگے گا اور ایسا پہلے کبھی نہ ہوا ہوگا۔ جبکہ مرزا صاحب تیرہ (13) تاریخ کو یکم اور اٹھائیس (28) تاریخ کو پندرہ قرار دینے پر اصرار کرتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے۔

احمدی دوستوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ جب مرزا صاحب نے 1311ھ میں دعویٰ مہدویت کیا تھا، اس وقت کسوف و خسوف کا رمضان المبارک میں اجتماع ہوا تھا اور یہ اجتماع کسوفین صرف اور صرف 1311ھ میں ہی ہوا۔ لہذا یہ بھی مرزا صاحب کی صداقت کی ایک دلیل ہے۔ میرے خیال میں یہ دلیل کم علمی کا نتیجہ یا پھر تجاہل عارفانہ ہے، امام باقر کا قول اسی صورت میں صحیح ہو سکتا ہے کہ جب اسے ظاہری الفاظ کے مطابق رکھا جائے، ”اول لیلة“ سے یکم رمضان اور ”نصف منہ“ سے پندرہ رمضان مراد لی جائے، کیونکہ جب سے آسمان و زمین بنے ہیں، ان تاریخوں میں چاند اور سورج کو کبھی گرہن نہیں لگا۔ تیرہ رمضان کو چاند گرہن اور اٹھائیس رمضان کو سورج گرہن مرزا صاحب سے قبل ہزاروں مرتبہ لگ چکا ہے، مرزا صاحب سے قبل 45 سال کے عرصہ میں تین مرتبہ رمضان کی انہی تاریخوں میں چاند اور گرہن لگ چکا ہے۔ ہر پڑھا لکھا احمدی، نجوم کی کسی کتاب یا انٹرنیٹ سے سرچ کر کے با آسانی یہ مسئلہ حل کر سکتا ہے۔ ایران میں مرزا علی محمد باب نے 1260ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کے ساتویں سال رمضان 1267ھ کے مطابق جولائی 1851ء میں 13 اور 28 رمضان کو خسوف و کسوف کا اجتماع ہوا۔

اسی طرح احمدی دوستوں کا یہ دعویٰ بھی تاریخی طور پر ٹھیک نہیں ہے کہ ”1311ھ کا اجتماع خسوف و کسوف صرف مرزا صاحب کے لیے نشانِ صدق تھا۔“ کیونکہ ٹھیک اسی زمانہ میں محمد احمد مہدی سوڈانی خود ساختہ مسند مہدویت پر ”جلوہ افروز“ تھا۔ اگر اس بے سرو پابا ت سے مرزا صاحب کی مہدویت کا ثبوت لکھتا ہے تو احمدی دوستوں کو مہدی سوڈانی کی ”بعثت“ پر بھی ایمان لانا چاہیے۔

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر بحث یا مناظرہ کے دوران میں بعض احمدی حضرات قرآنی آیات اور احادیثِ نبوی ﷺ کی بڑے ریک انداز میں تاویلات کرتے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ محض بحث برائے بحث کے قائل ہیں اور انہوں نے کوئی بھی سچی بات تسلیم نہ کرنے کا مصمم عزم کر رکھا ہے۔ بعض حضرات بحث کے دوران میں پوچھتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں تو انسان ہوتے ہوئے آسمان پر کیسے چلے گئے؟ وہاں وہ کس طرف رخ کر کے نمازیں پڑھتے ہیں؟ روزے کیسے رکھتے ہیں؟ زکوٰۃ کس کو ادا کرتے ہیں؟ وہ کیا کھاتے ہیں؟ پاخانہ کہاں کرتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ حیاتِ دنیوی کے ساتھ مشروط ہیں، وقت آئے تو نماز فرض ہوگی۔ رمضان آئے گا تو روزہ فرض ہوگا، نصاب ہوگا تو زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسی جگہ اٹھائے گئے ہیں جہاں وقت ہی نہیں ہے کیونکہ آسمانی دنیا، زمان سے خالی ہے۔ اور پھر ان سب باتوں کا سب سے اہم اور مدلل جواب یہ ہے کہ خود مرزا صاحب کا عقیدہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں، لہذا جو سوالات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ موجود ہونے سے پیدا ہو سکتے ہیں، وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ موجود ہونے سے پیدا کیوں نہیں ہوتے؟ مرزا غلام احمد صاحب، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر زندہ ہونا اور ان پر ایمان لانا ضروری اور لازمی سمجھتے ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(119) ”یہ وہی موسیٰ مردِ خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے۔ اور مردوں میں سے نہیں۔“

(نور الحق حصہ اول ص 50 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 68، 69 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 303 پر)

جہاں تک مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کا تعلق ہے۔ احمدی دوستو! ساری بحثوں کو

چھوڑیں۔ اس دنیا میں، میں نے ہمیشہ رہنا ہے نہ سدا کی زندگی آپ کا مقدر ہے۔ وہ گھڑی دور نہیں جب ہم سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ ہمیں اس سخت ساعت کی فکر کرنی چاہیے۔ مجھے اچھی طرح خبر ہے کہ آپ میں سلیم العقلم اور پڑھے لکھے افراد کی کمی نہیں۔ آپ اپنی فراست کو ایک نکتے پر مرکوز کر کے اور اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر، کیا انبیاء و رسل میں سے کسی ایک ہستی کی مثال پیش کر سکتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اطلاع دی ہو کہ تم نبی ہو اور اس نے یہ تاویل کی ہو کہ میں نبی نہیں ہوں؟ صرف آپ کے ”مسح موعود“ مرزا غلام احمد صاحب وہ واحد شخصیت ہیں جنہیں ان کے بقول اللہ تعالیٰ نے 1882ء میں براہین احمدیہ کے زمانہ میں بذریعہ الہام نبی کہا اور وہ 1902ء تک، جی ہاں! دو دہائیاں یعنی برابر بیس برس تاویلات کے رنگا رنگ دھاگوں کا تانا بانا ہی بنتے رہے۔ جب خارجی دباؤ بڑھا تو دو ٹوک الفاظ میں کہہ دیا، میں نبی یا رسول بالکل نہیں ہوں۔ جب صورت حال کو ”قدرے سازگار“ پایا تو اپنی نبوت اور رسالت کا اظہار کر دیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قریب قریب پچاس برس کی عمر تک وہ اس جمہور عقیدے پر قائم رہے کہ حضرت محمد ﷺ سلسلہ انبیاء و رسل کے آخری فرد ہیں یعنی ختم نبوت کے ان معانی اور مفہیم کے قائل تھے جو امت میں روز اول سے مروج رہے۔ چلئے ایک لمحے کے لئے مان لیا کہ انہیں آسمان سے پھر یہ ”ہدایت“ کا ایک نصیب ہوگئی کہ آخر میں آنا کوئی فضیلت کی بات نہیں، خاتم النبیین، کا مطلب افضل الانبیاء ہوتا ہے اور یہ کہ آپ (یعنی مرزا صاحب) اب رسالت کے عہدے پر فائز کئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ کیا کہ نبی اپنی وحی کا پہلا مومن ہوتا ہے۔ مگر مرزا صاحب کو غالباً اس ”وحی“ پر یقین ہی نہیں تھا کہ انہوں نے اس پر ایمان لاتے لاتے بیس برس گزار دیئے۔

احمدی دوست اگر برانہ مانیں تو انہیں اپنے نبی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کم از کم بیس برس توقف کرنا چاہیے پھر جا کر مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کو تسلیم کرنا چاہیے..... یہاں ایک اور باریک نکتہ کہ مرزا صاحب کی صداقت کی ایک یہ دلیل آپ لوگوں کی جانب سے اکثر پیش کی جاتی ہے کہ سچے مدعی نبوت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کے بعد کم از کم 23 برس ضرور زندہ رہے کیونکہ حضور اقدس حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اعلان نبوت کے بعد تیس برس اس دنیا میں موجود رہے اور مرزا صاحب 1882ء سے 1908ء تک 26 برس زندہ رہے۔ میں یہاں یہ عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ 1882ء سے 1902ء تک جو بیس برس کا عرصہ بنتا ہے اسے تو آپ اصولاً خارج کر دیں کہ اس زمانے میں خود مرزا صاحب اپنی ”نبوت“ کے خود منکر رہے۔ باقی 1902ء سے 1908ء تک 6 سال کا پیریڈ

ضرور بنتا ہے جب وہ اپنی نبوت کے دعویٰ پر قائم دکھائی دیتے ہیں اور معمولی حساب دان بھی جانتا ہے کہ چھ برس 23 برس سے زیادہ نہیں ہوتے۔

اگر مرزا صاحب کے مذکورہ اصول کو تسلیم کر لیا جائے تو کئی سچے نبی (نعوذ باللہ) جھوٹے بن جائیں گے مثلاً حضرت یحییٰ علیہ السلام اور ان کے علاوہ کئی دوسرے اسرائیلی پیغمبر بہت تھوڑی عمر میں اپنے اعلان نبوت کے بعد شہید کر دیئے گئے۔ اس کے برخلاف بہاء اللہ ایرانی (جو صاحب شریعت نبی ہونے کا مدعی تھا) دعویٰ نبوت کے بعد چالیس سال زندہ رہا۔ مرزا صاحب کے اصول کے مطابق وہ سچا ٹھہرے گا۔ حالانکہ احمدی حضرات اسے جھوٹا جانتے ہیں۔

احمدی دوستو! غور کیجیے کیا کسی شخص کے خدا کی طرف سے نہ ہونے کی اس سے بڑھ کر کوئی اور دلیل ہو سکتی ہے کہ اس کا (اپنے دعوے کے تناظر میں) اپنے خدا سے ڈارکٹ تعلق ہو، فرشتہ تقریباً بلا ناغہ آتا ہو اور اس کی وساطت سے وہ اپنی پوزیشن ہی نہ کلیئر کروا سکے کہ میں ہوں کیا؟ اور پھر یہ کوئی ضمنی، ذیلی یا فروغی بات نہیں؟ بنیادی منصب ہے جس کی اساس پر اس نے گمراہ امت کو راہ راست پر لانا ہے اور بڑی ہی معذرت کے ساتھ اسے یہ تک معلوم نہیں کہ وہ واقعی نبی ہے یا نہیں؟ ہے نا عجیب بات! طرفہ تماشایہ کہ اسے اس کا رب کہتا ہے تم نبی ہو اور وہ یہ تشریح کرتا ہے کہ میں نبی نہیں ہوں۔ کیا یہ قضیہ وضاحت کے ساتھ مرزا صاحب کی نفسیاتی حالت کا پتا نہیں دے رہا کہ وہ مدت العمر تیل اور تیل کی دھار کو دیکھ کر سفر کرنے والے آدمی تھے۔

اور سنو میرے عزیزو! سچے نبی استقامت کا کوہ گراں ہوتے ہیں۔ ایک بار اللہ کی طرف سے جو حکم آ جائے، اس کے ابلاغ کے لیے وہ اپنی جان پر کھیل جاتے ہیں۔ کسی عدالت یا حکومت کی تنبیہ پر ان آیات کو چھپانے کے جرم کے کبھی مرتکب نہیں ہوتے کہ جی میں آئندہ ایسی اندازی پیش گوئیاں نہیں کیا کروں گا۔ اللہ کے شیروں کو رو باہی بھلا کہاں آتی ہے۔ وہ تو ڈٹ جانے والے لوگ ہوتے ہیں، پیچھے ہٹنا ان کا شیوہ نہیں ہوتا۔ اسی لئے علامہ اقبالؒ کو کہنا پڑا تھا۔

وہ نبوت ہے مسلمان کے لئے برگِ حشیش

جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

ہو اگر قوت فرعون کی در پردہ مرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیمِ الہی

احمدی دوستو! کبھی فرصت کے لمحات میں، اپنے آپ سے یہ سوال ضرور پوچھئے گا کہ جیسے مصلحت کوش خود مرزا صاحب تھے، ویسی ہی ڈری سہی ان کی امت کیوں ہے؟ شکار زندہ کی لذت سے بے نصیب، قوت بازو سے تہی، مسکینی و محرومی دے چارگی کی تصویر۔ اس جماعت میں آخر وہ جسور و غیور کردار جنم کیوں نہیں لے سکا جو ضربِ کلیسے لے کر نکلتا اور کائنات کے پتھر سے اسرارِ حیات کے چشمے جاری کر دیتا ہے۔ ایسا صرف اس لئے نہیں ہوا ہے کہ مرزا صاحب کی وحی میں کوئی انقلاب، کوئی نظام، کوئی پروگرام سرے سے موجود نہیں ہے، اگر ہے تو پیش گوئیاں ہیں، دعائیں ہیں، حسرتیں ہیں، چندے ہیں، مناظرے ہیں، تقدیر کے رسمی و روایتی تصور کی اتباع ہے (یعنی یکسر بے عملی) حکومتِ برطانیہ کی مدح ہے، غلامی کی تلقین ہے، جہاد کے خلاف اک مسلسل قلمی ”جہاد“ ہے۔ اپنے خاندان کی آبیاری کے لئے پیہم تبلیغ و تعلیم ہے اور سب سے بڑھ کر اپنی ذات کی تعریفوں میں عبارتوں کا ایک لانتنا ہی سلسلہ ہے۔ آپ خود تدبر کیجئے بھلا ایسی نبوتوں سے عالم میں انقلاب برپا ہوا کرتے ہیں؟ بقول شخصے مرزا صاحب وہ واحد پیغمبر ہیں جن کی پیغمبری ہر قسم کے پیغام سے خالی ہے۔

میں آپ کو دل کی اتھاہ گہرائی سے دعوت دیتا ہوں کہ اپنی صلاحیتوں اور صالح حیثیتوں کو نذر آتش ہونے سے بروقت بچالیں اور ایک بار پھر جمالِ نبوی ﷺ سے وابستہ ہو کر اپنی دنیا کو محفوظ کر لیں اور اپنی عاقبت بھی سنوار لیں۔ اضطراب کا وہ عذاب جو آپ کو شب و روز دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے، ایک آن میں آپ کو اس سے نجات مل سکتی ہے، بشرطیکہ خلوص نیت و عمل سے آپ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو جائیں۔

احمدی دوستوں کا عجب معاملہ ہے کہ وہ ایک طرف تو مسلمانوں سے یہ تقاضا کرتے ہیں کہ انہیں اپنا حصہ سمجھا جائے، انہیں برابر کے حقوق ملیں اور مسلمان، معاشرتی زندگی میں ان سے مل جل کر رہیں۔ اس کو آپ حقیقت کا نام دیں گے یا اس کے برعکس کہ ان کی یہ جملہ خواہشیں اور کل تقاضے مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہیں۔

جماعت احمدیہ میں شادی بیاہ سے لے کر جنازہ اور تدفین تک جملہ معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور انقطاع کی تعلیم ہے اور اس پر بھرپور زور دیا گیا ہے کہ مسلمانوں سے کسی قسم کا کوئی معاملہ نہ رکھیں حتیٰ کہ ان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک نہ پڑھیں۔ مرزا غلام احمد صاحب کے سلسلہ کے تمام لوازم اور مناسبات کو دیکھتے ہوئے اس امر کا فیصلہ کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی

کہ وہ اپنے پیروؤں کو تمام مسلمانوں سے ایک الگ امت بنانے میں کس درجہ ساعی و کوشاں ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے ”خلفاء“ کی تعلیمات یہ ہیں تو پھر وہ مسلمانوں سے باہمی روابط کا کیوں مطالبہ اور تقاضا کرتے ہیں۔ اس دہرے کردار کا اندازہ کرنے کے لیے درج ذیل تحریرات سب سے بڑا ثبوت ہیں۔ حسب ذیل تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

(120) ”ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریمؐ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں، ایک دینی، دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریمؐ نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔“

(کلمۃ الفصل ص 169، 170 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 305 پر)

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مجھے الہام ہوا:

(121) ”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 280 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 307 پر)

(122) ”اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی، وہ جہنمی ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 130 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 308 پر)

(123) ”جو میرے مخالف تھے، ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔“

(نزول المسح (حاشیہ) ص 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 382 از مرزا غلام احمد صاحب)

(عکس صفحہ 309 پر)

(124) ”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 519 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 310 پر)
(125) ”اس الہام کی تشریح میں حضرت مسیح موعودؑ نے الذین کفروا غیر احمدی مسلمانوں کو قرار دیا ہے۔“

(کلمۃ الفصل ص 143 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 311 پر)
گویا مرزا صاحب نے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو ناقص قرار دے دیا۔
اب یہ کلمہ کسی کو مسلمان نہیں بنا سکتا جب تک کہ وہ مرزا صاحب کی نبوت کا اقرار نہ کرے۔
جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب تو اس سے بھی زیادہ سخت عقیدہ رکھتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

(126) ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“

(آئینہ صداقت ص 35 از مرزا بشیر الدین محمود) (عکس صفحہ 313 پر)
یعنی دنیا کے کسی بھی خط میں موجود (خواہ افریقہ کے جنگل ہی کیوں نہ ہوں) کسی مسلمان نے اگر مرزا صاحب کا نام نہیں سنا، تو وہ بھی کافر ہے۔
وہ مزید کہتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں (مسلمانوں) سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔“

(خطبہ جمعہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب، مندرجہ اخبار ”الفضل“ قادیان، ج 19، نمبر 13، مورخہ 30 جولائی 1931ء)
اسی شوق اختلاف میں احمدیہ قیادت نے اسلامی تقویم کے مقابلہ میں احمدیہ تقویم

پیش کی جو مندرجہ ذیل ہے۔

اسلامی تقویم: محرم۔ صفر۔ ربیع الاول۔ ربیع الثانی۔ جمادی الاول۔ جمادی الثانی۔ رجب۔

شعبان۔ رمضان۔ شوال۔ ذیقعد۔ ذوالحج

احمدیہ تقویم: شہادت۔ ہجرت۔ احسان۔ وفا۔ ظہور۔ تبوک۔ اخاء۔ احسان۔ فتح۔ صلح۔ امان۔ تبلیغ میں کئی ایسے احمدیوں کو ذاتی طور پر جانتا ہوں جو باقاعدہ نماز نہیں پڑھتے بلکہ بعض ایسے بھی ہیں جو بالکل نہیں پڑھتے۔ لیکن یہ سب لوگ جماعت احمدیہ کے لیے قابل برداشت ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ جماعت احمدیہ نے کسی احمدی کو نماز ترک کرنے کی وجہ سے جماعت سے نکال دیا ہو۔ لیکن اگر کسی کے متعلق یہ اطلاع آ جائے کہ اس نے غیر احمدیوں کے ساتھ نماز پڑھی ہے تو اس شخص کو فوراً جماعت سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ یہی صورت نماز جنازہ کی ہے۔ احمدیوں کے لیے دوسرے مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھنا منع ہے۔ اس ممانعت میں نیک، بد، موافق، مخالف، حتیٰ کہ مسلمانوں کے معصوم بچے بھی شامل ہیں۔ احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود سے جب یہ سوال کیا گیا کہ غیر احمدی کے بچے کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو معصوم ہوتا ہے اور کیا یہ ممکن نہیں، وہ بچہ جو ان ہو کر احمدی ہوتا۔ اس کے متعلق مرزا محمود صاحب نے کہا: (127) ”اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعودؑ کے منکر ہوئے اس لیے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعودؑ کا مکلف نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچے کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لیے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔“

(انوار خلافت ص 38 مندرجہ انوار العلوم ج 3 ص 150 از مرزا بشیر الدین محمود صاحب) (عکس صفحہ 315 پر) جماعت احمدیہ اس بات پر بھی فخر کرتی ہے کہ بانی پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے احمدیہ جماعت کے ایک بڑے رہنما سر ظفر اللہ خاں صاحب (سابقہ وزیر خارجہ) کو اپنا ”سیاسی بیٹا“ قرار دیا تھا۔ اور بقول جماعت احمدیہ یہ اعزاز کسی اور پاکستانی کو حاصل نہیں۔ لیکن ستم ظریفی دیکھئے کہ سر ظفر اللہ خاں صاحب نے موقع پر موجود ہوتے ہوئے بھی حضرت قائد اعظمؒ کا جنازہ نہیں پڑھا بلکہ وہ غیر ملکی سفیروں کے ساتھ ایک طرف بیٹھے رہے۔ اس سلسلہ میں جب ان سے استفسار کیا گیا تو

انہوں نے فرمایا کہ چونکہ قائد اعظم محمد علی جناح احمدی نہ تھے، اس لیے میں نے ان کا جنازہ نہیں پڑھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سرظفر اللہ خاں، قائد اعظم محمد علی جناح کو احمدی نہ ہونے کی وجہ سے کافر سمجھتے تھے، اس لیے جنازہ نہ پڑھا۔ دراصل جماعت احمدیہ ہر اس شخص کو جو مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان نہیں رکھتا، کافر سمجھتی ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے فرماتے ہیں:

(128) ”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا صاحب) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“

(کلید الفصل صفحہ 110 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 316 پر)

جماعت احمدیہ اپنے ماننے والوں کو علمی تاویلات، روحانی تعبیرات اور خود ساختہ الہامات، روایا و کشف کے دام میں الجھا کر بھٹکانے کا فریضہ، وظیفہ سمجھ کر ادا کر رہی ہے۔ اس کی ایک جھلک احمدی بزرگوں کے ”ارشادات“ اور ”بشارات“ میں بھی مل جاتی ہے۔ اب تو بے شمار احمدی نوجوان ایسے بھی ہیں جو احمدیت کو محض وراثت میں وصول کرنے کے سبب سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ انہیں سرے سے معلوم نہیں کہ احمدیت کیا ہے؟ نہ انہوں نے کبھی اس پر غور کیا۔ بقول شخصے ”باپ دادا نے کچے انگوڑ کھائے اور اولاد کے دانت کھٹے کیے۔“ میں تمام احمدی دوستوں سے بھدا اخلاص عرض کروں گا کہ تمام تر تعصبات اور نفرتوں کو بھلا کر انتہائی غیر جانبداری سے مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے صاحبزادوں کی تمام کتابوں کو نہایت غور و فکر اور عین نظر سے پڑھیں۔ ان شاء اللہ وہ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ احمدیت اور اسلام کے درمیان ہمالیہ سے بھی بڑا پہاڑ حائل ہے۔ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ مزید گزارش یہ ہے کہ دوران مطالعہ میں آپ خود ساختہ تاویلات میں ہرگز نہ الجھیں۔ الفاظ کا وہی مفہوم مراد لیں جو بظاہر نظر اور سمجھ آ رہا ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

(129) ”والقسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاهر لا تاویل فیہ ولا استثناء

والا فایسی فائدة کانت فی ذکر القسم۔ ترجمہ: قسم اس امر کی دلیل ہے کہ خبر اپنے

ظاہر پر محمول ہے۔ اس میں نہ تاویل ہے نہ استثناء ورنہ قسم سے بیان کرنے کا کیا فائدہ۔“

(حماتہ البشری ص 14 مندرجہ روحانی خزائن ج 7 ص 192 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 317 پر)

احمدی دوستو! اگر آپ ہر بات کی تاویل کریں گے تو حقائق تک کبھی رسائی نہ پاسکیں گے۔ ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے لاکھ جھوٹ بولنا پڑتے ہیں۔ آخر جھوٹ پکڑا جاتا ہے جس پر بجز ندامت و شرمندگی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ میں اس سلسلہ میں آپ کی خدمت میں ایک دو مثالیں پیش کرتا ہوں۔

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے:

(130) ”میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں، بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا۔“

(پیغام صلح ص 63 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 485 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 319 پر)

اب آتے ہیں اصل بات کی طرف: مرزا صاحب اپنی ایک ”وحی“ میں فرماتے ہیں:

(131) ”ہم مکہ میں مریم کے یا مدینہ میں۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 503 طبع چہارم از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 320 پر)

یعنی بقول مرزا صاحب حکم الہی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب مکہ میں فوت ہوں گے یا مدینہ میں۔ لیکن سب جانتے ہیں کہ یہ بات مرزا صاحب کی وحی کے بالکل برعکس ثابت ہوئی۔ مرزا صاحب کا برائڈر تھ روڈ لاہور میں واقع احمدیہ بلڈنگ میں 26 مئی 1908ء کو انتقال ہوا اور ان کی میت بذریعہ ریل گاڑی قادیان بھجوائی گئی۔ اب احمدی دوست اس کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ موت کے معنی فتح کے ہیں اور اس وحی الہی سے مراد ہے کہ مرزا صاحب کی جماعت کو کئی فتح ہوگی یا مدنی فتح ہوگی۔ اس تاویل پر بے اختیار ہنسی آ جاتی ہے۔ دنیا کے کسی لغت میں موت کے معنی فتح کے نہیں ہے۔ ظاہر ہے اگر مرزا صاحب کی ایسی دیگر تحریروں کی اسی انداز میں تاویل کی جائے گی تو علم و دانش کہاں جا کر پناہ گزین ہوں گے؟

جبکہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں:

(132) ”جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر

اعتبار نہیں رہتا۔“

(چشمہ معرفت ص 222 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 ص 231 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 321 پر)

پھر انہوں نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا:

(133) ”سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا، سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم

دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن و حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی مہدویت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے اور اسرار دین بلا واسطہ میرے پر کھولے گئے۔“

(ایام الصلح ص 168 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 ص 394 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 323 پر) مرزا صاحب کا متذکرہ فرمان کتمان حقیقت نہیں تو اور کیا ہے کہ خود مرزا صاحب کا اعتراف موجود ہے کہ انہوں نے عربی، فارسی، قواعد صرف و نحو، حکمت اور منطق وغیرہ کی تعلیم فضل الہی، فضل احمد اور گل علی شاہ نامی استادوں سے حاصل کی۔

(134) دیکھئے! (کتاب البریہ حاشیہ ص 162 تا 163 مندرجہ روحانی خزائن ج 13 ص 180 تا 181 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 325 پر) حالانکہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں:

(135) ”غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور بد ذات آدمیوں کا کام ہے۔“

(آریہ دھرم ص 10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 13 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 328 پر) مرزا صاحب ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں:

(136) ”صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی بہت خبر دی گئی ہے، خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ ہذا خلیفۃ اللہ المہدی اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔“

(شہادت القرآن ص 41 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 337 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 330 پر)

صحیح بخاری میں یہ حدیث سرے سے موجود نہیں ہے۔ مرزا صاحب نے اس حدیث کے حوالہ سے حقائق کے منافی بات کی ہے۔ جو شخص صحیح بخاری جیسی کتاب کے بارے میں اس درجہ غیر محتاط ہو سکتا ہے، وہ اپنے دعویٰ نبوت کے بارے میں کیا کچھ نہیں کہہ سکتا۔ احمدی دوستوں کو اس نکتہ پر غیر جانبداری سے غور و فکر کرنا چاہیے۔

مرزا صاحب اپنے متعلق لکھتے ہیں:

(137) ”اگر میں صاحب معجزہ نہیں تو جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن سے ابن مریم کی وفات ثابت نہیں تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر حدیث معراج نے ابن مریم کو مردہ روحوں میں نہیں بٹھا دیا تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے سورہ نور میں نہیں کہا کہ اس امت کے خلیفے اسی امت میں سے ہوں گے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔“

(تحفہ الندوہ ص 5 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 97، 98 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 332 پر) مرزا صاحب کے حالات زندگی پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی والدہ کا نام مریم نہیں بلکہ چراغ بی بی تھا۔ احمدی دوستوں سے سوال ہے کہ وہ قرآن مجید کی اس آیت کی نشاندہی کریں جس میں اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو ابن مریم کہا ہو۔

مرزا صاحب اپنے متعلق ایک پیش گوئی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(138) ”تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بنا لوی ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے کہ بکرو و ثیب جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے، میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔“

(تریاق القلوب ص 73 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 201 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 334 پر) پیش گوئی بتا رہی ہے کہ مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دی گئی اور ان سے وعدہ کیا گیا ”اللہ تعالیٰ دو عورتیں تیرے نکاح میں لائے گا، ایک کنواری اور دوسری بیوہ۔“ بقول مرزا صاحب کنواری کا الہام پورا ہو گیا۔ بیوہ کے نکاح کا انتظار ہے۔ لیکن مرزا غلام احمد صاحب کا کسی بیوہ سے نکاح نہیں ہوا اور وہ اس کی حسرت لیے دنیا سے کوچ کر گئے۔ یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی۔ نظارت تالیف و تصنیف قادیان نے (جس کے ناظر مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے تھے) تذکرہ (مجموعہ مقدس وحی والہامات) میں ”تریاق القلوب“ سے یہ پیش گوئی درج کر کے حاشیہ میں لکھا ہے:

(139) ”یہ الہام الہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المومنین کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے۔ جو بکری یعنی کنواری آئیں اور شیب یعنی بیوہ رہ گئیں۔ خاکسار مرتب۔“

(تذکرہ مجموعہ مقدس وحی الہامات ص 31 طبع چہارم از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 335 پر)

حالانکہ مرزا صاحب مذکورہ بالا عبارت میں لکھتے ہیں: ”خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو

عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔“

مرزا صاحب کی سوانح شہادت دیتی ہے کہ ان کا بیوہ عورت سے تمام عمر نکاح نہیں ہوا۔

لہذا یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔

مرزا صاحب نے خود تحریر کیا ہے:

(140) ”ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری بات میں اس پر

اعتبار نہیں رہتا۔“

(”چشمہ معرفت“ ص 222 مندرجہ ردحانی خزائن ص 231 ج 23 از مرزا غلام احمد صاحب)

(عکس صفحہ 336 پر)

مرزا صاحب نے مولانا ثناء اللہ امرتسری کے متعلق کہا:

(141) ”مولوی ثناء اللہ صاحب (امرتسری) کے ساتھ آخری فیصلہ

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الهدی۔ مدت سے آپ کے پرچہ

الحدیث میں میری تکذیب اور تقسین کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود

کذاب و جال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ

فحش مفتری اور کذاب اور جال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں

نے آپ سے بہت دکھا اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے

مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے

ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔

اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں

مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ

مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد

دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا

کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں، محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین! مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے رو برو میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانوں سے تو بہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین! میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے اُن چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انھوں نے ان تہمتوں اور بدزبانوں میں آیت لائق مالیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انھیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تُو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں پلٹتی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی

زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا الفتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ آمین۔

بلا آخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم

عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عا فاه اللہ وایتد

مرقومہ 15 اپریل 1907ء

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم ص 578 تا 580 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 338 پر)

5 نومبر 1907ء کو مرزا صاحب نے اعلان فرمایا:

(142) ”شاء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے، یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔“

(ملفوظات ج 9 ص 268 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 342 پر)

مرزا صاحب کے مولانا شفاء اللہ امرتسری کے متعلق اشتہار اور بیانات سے مندرجہ ذیل

نتائج اخذ ہوتے ہیں:

- مرزا غلام احمد صاحب اور مولانا شفاء اللہ امرتسری میں سے جو جھوٹا ہے، وہ سچے کی زندگی میں فوت ہو جائے گا۔
- ان دونوں میں جسے بھی موت آئے، وہ قتل کی رو سے نہیں، بلکہ وہ کسی مہلک بیماری جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ میں ہلاک ہوگا۔
- یہ دعا خدا کی تحریک پر کی گئی تھی اور اس کی مقبولیت کا مرزا صاحب کو الہام بھی ہو گیا تھا۔ اب صرف یہ دیکھنا باقی ہے کہ:
- خدا نے کیا فیصلہ کیا؟
- کسے پہلے موت آئی؟
- اور کس بیماری سے وہ ہلاک ہوا؟

مرزا غلام احمد صاحب کی تاریخ وفات 26 مئی 1908ء ہے۔ یعنی مرزا صاحب اپنی دعا کے تقریباً 13 ماہ اور بارہ دن بعد ہیضہ کی بیماری سے انتقال کر گئے جبکہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اس دعا کے تقریباً چالیس سال بعد (پاکستان بننے کے بعد) 15 مارچ 1948ء کو اللہ کو پیارے ہوئے۔

اسلام میں علم کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے۔ قرآن اور حدیث کی رُو سے علم اور اہل علم کا درجہ بہت بڑا ہے۔ علم ایک نور ہے اور جہالت تاریکی۔ جس طرح نور اور ظلمت یا روشنی اور تاریکی باہم برابر نہیں ہو سکتے، اسی طرح ایک عالم اور جاہل یکساں نہیں ہو سکتے۔ قرآن مجید کی رُو سے ایک اندھا اور ایک آنکھوں والا شخص دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ تھا کہ وہ بہت بڑے عالم ہیں اور انہیں تمام علوم اللہ تعالیٰ نے سکھائے ہیں۔ وہ اپنی کتب میں بار بار کہتے ہیں کہ میری معلومات خدائی ہیں اور میں نے علم براہ راست اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا ہے۔ مرزا صاحب اپنی وحی و الہام میں کہتے ہیں:

(143) ”انک باعیننا سمیتک المتوکل و علمنہ من لدنا علماً یعنی تُو ہماری آنکھوں

کے سامنے ہے، ہم نے تیرا نام متوکل رکھا، اپنی طرف سے علم سکھلایا۔“

(ازالہ اوہام ص 698 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 476 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 343 پر)

(144) ”وہب لی علوماً مقدسة نقیة و معارف صافیة جلیة و علمنی ما لم یعلم غیری

من المعاصرین۔ (ترجمہ) اللہ نے مجھے پاک مقدس علوم نیز صاف و روشن معارف عطا

کیے۔ اور وہ کچھ سکھایا جو میرے سوا کسی اور انسان کو اس زمانے میں معلوم نہ تھا۔“

(انجام آئتم ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 75 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 344 پر)

اس کے برعکس مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(145) ”تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت ﷺ وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن

بعد ہی فوت ہو گیا۔ اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔“

(پیغام صلح ص 28 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 465 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 345 پر)

میرت النبی ﷺ کا ہر طالب علم بخوبی جانتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے والد محترم

حضرت عبداللہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت سے چند ماہ پہلے ایک تجارتی سفر میں انتقال فرما گئے

تھے اور آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ کا انتقال آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے 6

سال بعد ہوا تھا۔ مگر مرزا صاحب کو ان تاریخی حقائق کا علم نہیں۔ بقول ڈاکٹر غلام جیلانی برق:

”مت بھولیے کہ یہ مرزا صاحب کی آخری تحریر تھی جو اہتر برس کے علمی مطالعہ کا نچوڑ تھی۔ پھر تحریر بھی اس ہستی کے متعلق جن کا ذکر ہرزبان پر اور چمچا ہر گھر میں ہے۔ اور واقعہ بھی ایسا جسے ہمارے لاکھوں واعظین تیرہ سو برس سے گلی گلی سنا رہے ہیں اور جس سے ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے بھی آگاہ ہیں۔ حیرت ہے کہ جناب مرزا صاحب تاریخ نبوی کے اس مشہور ترین واقعہ سے بھی بے خبر نکلے۔“ (حرف محرمانہ از ڈاکٹر غلام جیلانی برق)

(146) ”تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔“

(چشمہ معرفت ص 286 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 299 از مرزا غلام احمد صاحب)
(عکس صفحہ 346 پر)

مذکورہ بات مرزا صاحب کی کم علمی کی بین دلیل ہے۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے صاحبزادوں کی تعداد 3 تھی۔ (1) حضرت قاسمؓ (2) حضرت عبداللہؓ (3) حضرت ابراہیمؓ۔

مرزا صاحب نے اپنے بیٹے کی پیدائش کے بارے میں لکھا:
”اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا۔ اسی مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر۔ اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چار شنبہ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔“

(تزیان القلوب ص 41 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 218 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 347 پر)
اسلامی سال محرم سے شروع ہوتا ہے جس کا دوسرا مہینہ صفر ہے لیکن مرزا صاحب اسے چوتھا قرار دیتے ہیں۔ پھر اسلامی ہفتہ شنبہ سے شروع ہو کر جمعہ پر ختم ہوتا ہے۔

7	6	5	4	3	2	1
			سہ شنبہ	دو شنبہ	یک شنبہ	شنبہ
			چہار شنبہ	پنج شنبہ	جمعہ	

چہار شنبہ پانچواں دن ہے لیکن مرزا صاحب اسے چوتھا کہتے ہیں۔

جبکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے:
(148) ”میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا

نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔“

(پیغام صلح ص 47 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 485 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 348 پر)

مرزا صاحب کی علمی و عملی دیانت کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب نے براہین احمدیہ، کے نام سے ایک ایسی کتاب لکھنے کا وعدہ کیا تھا

جس کے پچاس حصے ہوں گے اور جس میں اسلام کی حقانیت کے تین سو دلائل ہوں گے۔ مرزا

صاحب نے پوری کتاب کی رقم پیشگی وصول کر لی، مگر پانچ سو صفحے کی ایک جلد میں چار حصے پورے

کر کے لمبے عرصے کے لئے چپ سادھ لی۔ 23 سال بعد نصرة الحق، نامی کتاب لکھی تو اسی کا دوسرا

نام براہین احمدیہ حصہ پنجم رکھ دیا، اور پانچ سے پچاس بنانے کی ترکیب یہ ارشاد فرمائی:

(149) ”پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا“ مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا، اور چونکہ پچاس اور

پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے، اس لیے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔“

(دیباچہ براہین پنجم ص 7 مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 9 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 349 پر)

خدا کے لیے غور کیجئے کہ مرزا صاحب جو لین دین اور تجارت میں 5 اور 50 میں کوئی فرق

محسوس نہیں کرتے اور اس جسارت کا بھی مظاہرہ کرتے ہیں کہ 50 کے نقطہ کو ”صفر“ کہ کر مطالبے کو

ٹال دیں۔ جب اس سیرت و کردار کا حامل شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ بعثت ثانیہ میں

میرے وجود میں ظاہر ہوئے ہیں تو اس صادق و امین کا کوئی امتی اسے کس طرح برداشت کر سکتا

ہے؟ جس صادق و امین حضرت محمد ﷺ کی صداقت و امانت کی گواہی مشرکین مکہ سمیت ابو جہل

نے بھی دی تھی؟

مرزا صاحب کا قول زیریں ہے:

(150) ”گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔“

(ست بچن ص 21 مندرجہ روحانی خزائن ج 10 ص 133 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 351 پر)

ایک جگہ مزید لکھتے ہیں:

(151) ”کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔“

(کشتی نوح ص 11 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 11 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 352 پر)

بفرض محال مرزا صاحب مسیح موعود ہوتے تو ان کے لیے لازم تھا کہ وہ اعلیٰ اخلاقیات،

عمدہ تہذیبی روایات، نفیس سماجی اقدار، شیریں کلامی، شائستگی اور شرافت سے آراستہ ہوتے بلکہ اس میدان کے ”فرد فرید اور مرد وحید“ ہوتے، لیکن افسوس سلطان القلم اور نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والے مرزا صاحب کی سرشت، مزاج اور جبلت میں اخلاق حسنہ کا نمایاں فقدان تھا۔ ان کی بعض تحریریں اس قدر فحش، اخلاقیات سے عاری، شائستگی سے معری، متانت سے گری ہوئی اور بازاری ہیں کہ آپ انہیں اہل خانہ کے سامنے تو درکنار، تنہائی میں بیٹھ کر پڑھتے ہوئے بھی ندامت محسوس کریں گے۔ نمونے کے طور پر چند تحریریں پیش خدمت ہیں۔ دل پر جبر کر کے انہیں پڑھ لیجئے۔

مرزا صاحب ہندوؤں کے خدا کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

(152) ”پر میشر ناف سے دس انگلی نیچے ہے۔ (سمجھنے والے سمجھ لیں)“

(چشمہ معرفت ص 106 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 ص 114 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 353 پر)

پر میشر ہندوؤں کے خدا کو کہتے ہیں۔ مرزا صاحب نے ہندوؤں کے خدا کو اپنی ناف سے دس انگلی نیچے قرار دے کر انہیں بہت بڑی گالی دی۔ اس کے رد عمل میں ہندوؤں نے نہ صرف اپنے جلو سوں میں اسلام اور نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی توہین کی بلکہ مسلمانوں کی دل آزاری پر مبنی ”ستیا رتھ پرکاش“ نامی کتاب بھی لکھی جس کے پہلے ایڈیشن میں صرف 13 ابواب تھے جب کہ مرزا صاحب کی طرف سے ہندوؤں کی مذہبی شخصیات کو گالیاں دینے کے بعد چودھویں باب کا نیا اضافہ کیا گیا جس میں انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو ناقابل بیان گالیاں دیں۔ (نعوذ باللہ) پھر ایک عرصہ بعد رسوائے زمانہ کتاب ”رنگیلا رسول“ بھی لکھی گئی جس سے برصغیر کے مسلمانوں میں بے حد اضطراب پیدا ہوا۔

اسی طرح میں احمدی دوستوں کو مرزا صاحب کی مندرجہ ذیل کتب کے مذکورہ صفحات پڑھنے کی درخواست کرتا ہوں۔ یہ تحریریں اس قدر سوقیانہ ہیں کہ میں انہیں یہاں نقل کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔ صفحات کی کمی کے پیش نظر صرف حوالہ جات پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

(153) آریہ دھرم ص 34 تا 31 اور 76 تا 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 10 ص 31 تا 34، 76 تا 75 (عکس صفحہ 354 تا 359 پر)

(154) ضمیرہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 192 تا 196 مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 192، 193، 196 (عکس صفحہ 360 تا 362 پر)

(155) انجام آختم ص 311 تا 317 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 311، 317 (عکس صفحہ 363 پر)

(156) حقیقت الوحی تمہ ص 444 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 444 (عکس صفحہ 365 پر)

(157) آئینہ کمالات اسلام ص 282 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 282 (عکس صفحہ 367 پر)

خدارا اندازہ فرمائیے! ان تحریروں کے بعد جب مرزا صاحب یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں! تو کیا یہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کے لیے قابل برداشت ہے؟ احمدیہ جماعت کا ایک مشہور سلوگن ہے ”محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں“ یعنی

LOVE FOR ALL, HATRED FOR NONE دلوں کو موہ لینے والا یہ انتہائی خوبصورت نعرہ درحقیقت حقائق کے خلاف ہے اور عملی زندگی میں یہ چیز کہیں نظر نہیں آتی۔ خود مرزا صاحب کی تحریریں مسلمانوں سے بے پناہ نفرت اور حقارت سے بھری ہوئی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

(158) ”اور (جو) ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔“

(انوار اسلام ص 30 مندرجہ روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 369 پر)

(159) ”تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والموودة و ينتفع من معارفها و يقبلني و يصدق دعوتي. الا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون.“

(ترجمہ) ”میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص 547، 548 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 547، 548 از مرزا غلام احمد)

(عکس صفحہ 370 پر)

سوچنا چاہیے کہ دنیا کی سوا رب آبادی میں سے کتنے لوگ مرزا صاحب کی کتابوں کو محبت و مودت کی نظر سے دیکھتے اور ان کی تصدیق کرتے ہیں؟

خود مرزا صاحب کے پہلے دونوں بیٹوں مرزا فضل احمد اور مرزا سلطان احمد نے ہمیشہ اپنے باپ کی مخالفت کی۔ وہ جانتے تھے کہ ان کا باپ نبوت کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی کے شرعی حقوق پورے نہیں کرتا۔ مرزا صاحب اور ان کے بیٹوں کی مخالفت کے بارے میں مرزا

بشیر احمد ایم اے اپنی والدہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

(160) ”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہوگئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت صاحب کی سخت مخالفت کی اور خلاف کوشش کرتے رہے اور سب نے احمد بیگ والد محمدی بیگم کا ساتھ دیا اور خود کوشش کر کے لڑکی کی شادی دوسری جگہ کرادی تو حضرت صاحب نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں کو الگ الگ خط لکھا کہ ان سب لوگوں نے میری سخت مخالفت کی ہے۔ اب ان کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور ان کے ساتھ اب ہماری قبریں بھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں لہذا اب تم اپنا آخری فیصلہ کرو۔ اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہوگا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا۔ میں اس صورت میں تم کو عاق کرتا ہوں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ مرزا سلطان احمد کا جواب آیا کہ مجھ پر تائی صاحبہ کے احسانات ہیں۔ ان سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔ مگر مرزا فضل احمد نے لکھا کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے، ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب نے مرزا فضل احمد کو جواب دیا کہ اگر یہ درست ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر کو (جو سخت مخالف تھی اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی) طلاق دے دو۔ مرزا فضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھ کر حضرت صاحب کے پاس روانہ کر دیا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ پھر فضل احمد باہر سے آ کر ہمارے پاس ہی ٹھہرتا تھا مگر اپنی دوسری بیوی کی فتنہ پردازی سے آخر پھر آہستہ آہستہ ادھر جا ملا۔“

(سیرت المہدی ج اول ص 28، 29 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 372 پر)

اب مرزا صاحب کا اپنے پہلے دونوں بیٹوں کے بارے میں اشتہار ملاحظہ فرمائیں۔

(161) ”اشتہار نصرت دین و قطع تعلق“

از اقارب مخالف دین

چوں بدندان تو کرے اوقاد، آن نہ دندان کی بکن ای اوستاد

ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصومت کے پیش آ جانے کی وجہ سے ایک

نشان کے مطالبہ کے وقت اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ ولد مرزا گا ماں بیگ ہوشیار پوری کی دستبر

کلاں کی نسبت بحکم والہام الہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔ چنانچہ تفصیل ان کل امور مذکورہ بالا کی اس اشتہار میں درج ہے۔ اب باعث تحریر اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے، اور اس کی تائی صاحبہ جنھوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے، وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں، اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے۔ اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں دخل دینے کی کیا ضرورت اور کیا غرض تھی۔ امر ربی تھا اور وہی اس کو اپنے فضل و کرم سے ظہور میں لاتا۔ مگر اس کام کے مدار الہام وہ لوگ ہو گئے جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکید کی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا، اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا۔ مگر انھوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا اور بلکی مجھ سے بیزار ی ظاہر کی۔ اگر ان کی طرف سے ایک تیز تلوار کا بھی مجھے زخم پہنچتا تو بخدا میں اس پر صبر کرتا۔ لیکن انھوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دے کر مجھے بہت ستایا۔ اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عمداً چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں۔ سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔ اول یہ کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے دین کی مخالفت کرنی چاہی۔ اور یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد رکھی ہے اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہوگی اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا اور اس نادان نے نہ سمجھا کہ خداوند قدیر وغیر اس دین کا حامی ہے اور اس عاجز کا بھی حامی۔ وہ اپنے بندہ کو کبھی ضائع نہ کرے گا۔ اگر سارا جہان مجھے برباد کرنا چاہے تو وہ اپنی رحمت کے ہاتھ سے مجھ کو تھام لے گا، کیونکہ میں اس کا ہوں اور وہ میرا۔ دوم سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں سخت ناچیز قرار دیا اور میری مخالفت پر کمر باندھی، اور قوی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا۔ اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اسلام کی ہتک بدل و جان منظور رکھی۔ سو چونکہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی۔ اور ایسا ہی اس کی دونوں والدہ نے کیا۔ سو جبکہ انھوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا۔ اس لیے میں نہیں چاہتا کہ اب ان کا کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے۔ اور ڈرتا ہوں کہ ایسے

دینی دشمنوں سے پیوند رکھنے میں مصیبت نہ ہو۔ لہذا میں آج کی تاریخ کی دوسری مئی 91ء ہے۔ عوام اور خواص پر بذریعہ اشتہار ہذا ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے۔ اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں اس کو موقوف نہ کر دیا اور جس شخص کو انھوں نے نکاح کے لیے تجویز کیا ہے اس کو رد نہ کیا بلکہ اسی شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے۔ اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو اور طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا۔ اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی و قرابت دھردی دور ہو جائے گی اور کسی نیکی، بدی، رنج، راحت، شادی اور ماتم میں ان سے شراکت نہیں رہے گی کیونکہ انھوں نے آپ تعلق توڑ دیے اور توڑنے پر راضی ہو گئے۔ سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔“

اکتوبر 1891ء

(مجموعہ اشتہارات ج اول ص 219 تا 221 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 374 پر)

”احمدیت“ کے معروف تجزیہ نگار جناب ابن فیض لکھتے ہیں:

”اس اشتہار سے یہ باتیں اخذ ہوتی ہیں کہ مرزا فضل احمد صاحب اور مرزا سلطان احمد

صاحب نے

- حضرت مسیح موعود کی مخالفت کی۔
- بلکہ اس نکاح کے مدار الہام بنے۔
- سمجھانے اور تاکیدی خطوط کی پرواہ نہیں کی۔
- حضرت مسیح موعود کی ذات سے بیزاری ظاہر کی۔
- عمداً چاہا کہ حضرت مسیح موعود کی ذلت ہو۔
- حضرت مسیح موعود کو سخت ناجیز قرار دیا۔
- حضرت مسیح موعود نے ان کے ساتھ پیوند کو معصیت قرار دیا۔
- حضرت مسیح موعود نے انھیں عاق اور محروم الارث کر دیا۔ (باد جو یہ کہ عاق کرنے والے پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔ (ابن ماجہ ص 294 باب الوصیت)

□ حضرت مسیح موعود نے ان سے ہر قسم کے تعلقات ختم، نیکی، بدی، شادی، ماتم میں شراکت ختم کر دی۔

□ حضرت مسیح موعود نے آخر میں کہا کہ ”سواب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔“

اب آپ سوچئے کہ ایک عام آدمی بھی اگر اس قسم کا اعلان کرتا ہے تو اس کے بیٹے، اس کی موت کے بعد بھی اس اعلان کا احترام کرتے ہیں، اور جب ایک نبی نے اپنی زندگی میں ایک انتہائی دکھے ہوئے دل کے ساتھ اس قسم کا اعلان کیا ہے تو کیا اس نبی کے ماننے والوں پر اس اعلان کی حرمت قائم رکھنا فرض نہیں؟؟ اور اس شخص پر تو اس اعلان کی پاسداری، عمل اور حفاظت کی بے انتہا ذمہ داری عائد ہوتی ہے، جو نہ صرف بیٹا ہے بلکہ اس نبی کے خلیفہ ہونے کا دعویدار بھی ہے اور ایسا خلیفہ جو کہ اسی نبی کی پیشگوئی کے تحت مصلح موعود ہونے کا دعویدار بھی ہے، مجھے یقین ہے کہ اس بات میں آپ مجھ سے اتفاق کریں گے!!!

میرے سوال یہ ہیں کہ مرزا محمود احمد صاحب نے مرزا سلطان احمد صاحب سے تعلق قائم کر کے۔

□ کیا حضرت مسیح موعود کی مخالفت نہیں کی۔

□ کیا اس طرح حضرت مسیح موعود کی ذات سے بیزاری ظاہر نہیں کی۔

□ کیا ایسا کر کے عدا نہیں چاہا کہ حضرت مسیح موعود کی ذلت ہو؟

□ کیا اس طرح حضرت مسیح موعود کو سخت ناچیز نہیں قرار دیا؟

□ کیا معصیت کا ارتکاب نہیں کیا؟

□ کیا عاق اور محروم الارث ہونے والا کام نہیں کیا؟

□ حضرت مسیح موعود نے جو پابندیاں اور قطع تعلق مرنے تک قائم رکھا اور واپس نہیں لیا اور نہ ہی اس تعلق کو موت کے بعد بھی جوڑنے کی کسی قسم کی خواہش کی، کیا ان کو پس پشت نہیں ڈال دیا؟

□ کیا اس طرح مرزا محمود احمد صاحب نے بقول حضرت مسیح موعود کے قطعاً حرام اور ایمانی

غیوری کے برخلاف کام نہیں کیا؟

□ بقول حضرت مسیح موعود کہ کیا دیوثی کا کام نہیں کیا؟

□ کیا وہ خلیفہ تو درکنار ایک عام مومن بھی رہ گئے ہیں؟ کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں
 ”مومن دیوث نہیں ہوتا۔“

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا فضل احمد صاحب، مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے تھے (اسی لیے مرزا صاحب نے ان کا جنازہ بھی نہیں پڑھا تھا۔ بحوالہ انوار خلافت ص 91 مندرجہ انوار العلوم ج 3 ص 149 از مرزا بشیر الدین محمود صاحب) وہ مرزا صاحب کی کتابوں کو محبت کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے اور ان کی دعوت کی تصدیق بھی نہیں کرتے تھے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ بھی مرزا صاحب کے فتویٰ ”ذریۃ البغایا“ کی زد میں آتے ہیں؟ احمدی احباب کو اس پر ضرور غور کرنا چاہیے۔

مشہور روحانی بزرگ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے بارے میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:
 (162) مجھے ایک کتاب کذاب (پیر مہر علی شاہ) کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خمیٹ کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت، تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔“

(اعجاز احمدی ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 377 پر)
 عجیب بات ہے کہ مخالفت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے کی اور لعنت گولڑہ کے تمام رہنے والوں پر کی اور وہ بھی قیامت تک۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر گولڑہ کی سرزمین پر کوئی احمدی آباد ہو گیا تو کیا وہ بھی اس ابدی لعنت کا مستحق ہوگا؟

(163) اس کے علاوہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو ”عورتوں کی عار“ کہا۔
 (اعجاز احمدی ص 92 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 196 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 378 پر)
 مولانا محمد حسین بالوئیؒ کے متعلق لکھا:

(164) ”کذاب“، مکتبہ سربراہ گمراہان، جاہل، شیخ احمقان، عقل کا دشمن۔
 (انجام آتھم ص 241 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 241 از مرزا غلام احمد)
 (عکس صفحہ 379 پر)

مولانا نذیر حسین دہلویؒ کے متعلق لکھا:

(165) ”وہ گمراہ اور کذاب ہے۔“

(انجام آہٹم ص 251 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 251 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 380 پر)
مولانا رشید احمد گنگوہی کے متعلق لکھا:

(166) ”اندھا شیطان، گمراہ دیو، شقی، ملعون۔“

(انجام آہٹم ص 252 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 252 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 381 پر)
مولانا سعد اللہ کے بارے میں لکھا:

(167) ”اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے۔ سفیہوں کا نطفہ بدگو ہے اور خبیث اور منفسد اور جھوٹ کو طمع کر کے دکھانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔“

(ہیچہ الوئی ترمہ ص 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 445 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 382 پر)
مرزا صاحب معلم اخلاقیات کا خصال حمیدہ کے ساتھ متصف ہونا ضروری سمجھتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے:

(168) ”اخلاقی معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھاوے۔“

(چشمہ مسکھی ص 12 مندرجہ روحانی خزائن ج 20 ص 346 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 383 پر)

(169) ”میری فطرت اس سے دور ہے کہ کوئی تلخ بات منہ پر لاؤں۔“

(آسمانی فیصلہ ص 10 مندرجہ روحانی خزائن ج 4 ص 320 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 384 پر)

(170) ”خداہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق..... اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔“

(اربعین نمبر 3 ص 84 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 426 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 385 پر)
مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادے مرزا بشیر الدین محمود کا کہنا ہے۔

(171) ”جب انسان دلائل سے شکست کھاتا اور ہار جاتا ہے تو گالیاں دینی شروع کر دیتا ہے اور جس قدر کوئی زیادہ گالیاں دیتا ہے اس قدر اپنی شکست کو ثابت کرتا ہے۔“

(انوار خلافت ص 20 مندرجہ انوار العلوم ج 3 ص 80 از مرزا بشیر الدین محمود صاحب) (عکس صفحہ 386 پر)

افسوس! مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں بے شمار جگہ اپنے مخالفین کے بارے میں نہایت

غیر شائستہ اور اخلاق سے گری ہوئی زبان استعمال کی۔ صفحات کی کمی کے پیش نظر صرف چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

- اے مرد اور خور مولویو (انجام آہتم ضمیرہ ص 21 / حاشیہ، مندوجہ روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اندھیرے کے کیزو (انجام آہتم ضمیرہ ص 21، حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے بد ذات (انجام آہتم ضمیرہ ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 329 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے غضبیت (انجام آہتم ضمیرہ ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 329 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے پلید دجال (انجام آہتم ضمیرہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اسلام کے عار مولویو (انجام آہتم ضمیرہ ص 48، روحانی خزائن ج 11 ص 332 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے نابکار (بد کردار) (انجام آہتم ضمیرہ ص 50، روحانی خزائن ج 11 ص 334 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے بد ذات فرد قوملویاں (انجام آہتم ضمیرہ ص 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اَلو (ضمیرہ براین احمدیہ پنجم ص 165، روحانی خزائن ج 21 ص 332 از مرزا غلام احمد صاحب)
- امام الفتن (اتمام الحجہ ص 24، روحانی خزائن ج 8 ص 303 از مرزا غلام احمد صاحب)
- انسانوں سے بدتر اور پلیدتر (ایام الصلح ص 166، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے بد بخت مفتر یو (انجام آہتم ضمیرہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ایہا الملکد یون الفالون (انجام آہتم ص 224، روحانی خزائن ج 11 ص 224، از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے شیخ احمقان (انجام آہتم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ایہا الشیخ الضال (انجام آہتم ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اول درجہ کے کاذب (آئینہ کمالات اسلام ص 601، روحانی خزائن ج 5 ص 601 از مرزا غلام احمد صاحب)
- تنگ اسلام مولویو (آئینہ کمالات اسلام ص (د)، روحانی خزائن ج 5 ص 608 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے کوتاہ نظر مولوی (آئینہ کمالات اسلام ص (د)، روحانی خزائن ج 5 ص 608 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے نفسانی مولویو (ازالہ اوہام ص 105، روحانی خزائن ج 3 ص 105 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے غبی (کم عقل) (مواہب الرحمن ص 131، روحانی خزائن ج 3 ص 19 از مرزا غلام احمد صاحب)
- انسانیت کے پیرایہ (باس) (نور الحق حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 4، 5 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے بے ایمانو (مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 69 از مرزا غلام احمد صاحب)

- بد بخت پلید طبع مولوی (ایام الصلح ص 165، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بے ایمان اور اندھے (انجام آہنم ضمیر ص 22 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 306 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بد ذات (انجام آہنم ضمیر ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 329 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بندروں (انجام آہنم ضمیر ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا غلام احمد صاحب)
- باطل پرست بظالوی (انجام آہنم ص 59، روحانی خزائن ج 11 ص 59 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بدکار آدمی (شہادت القرآن ص 84، روحانی خزائن ج 6 ص 380 از مرزا غلام احمد صاحب)
- برہنہ (نور الحق ص 3 حصہ اول، روحانی خزائن ج 8 ص 5 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بھٹیڑیے (اعجاز احمدی ص 39، روحانی خزائن ج 19 ص 150 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بچھو (اعجاز احمدی ص 75، روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بے حیاء (تذکرہ اہل شہادتین ص 38، روحانی خزائن ج 20 ص 40 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بڑا خبیث (ہیبت الوحی تتمہ ص 107، روحانی خزائن ج 22 ص 543 از مرزا غلام احمد صاحب)
- پلید ملاؤں (ایام الصلح ص 165، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از غلام احمد صاحب)
- پلید جاہلوں (ایام الصلح ص 166، روحانی خزائن ج 14 ص 414 از غلام احمد صاحب)
- پلید تر (ایام الصلح ص 166، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از غلام احمد صاحب)
- پلید دل (انجام آہنم ضمیر ص 4، روحانی خزائن ج 11 ص 288 از مرزا غلام احمد صاحب)
- پلید دجال (انجام آہنم ضمیر ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ثناء اللہ کو علم اور ہدایت سے ذرہ س نہیں (اعجاز احمدی ص 43، روحانی خزائن ج 19 ص 155 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ثناء اللہ تجھے جھوٹ کا دودھ پلایا گیا (اعجاز احمدی ص 51، روحانی خزائن ج 19 ص 163 از مرزا غلام احمد صاحب)
- جاہل سجادہ نشین (انجام آہنم ضمیر ص 18 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 302 از مرزا غلام احمد صاحب)
- جنگل کے وحشی (انجام آہنم ضمیر ص 49، روحانی خزائن ج 11 ص 333 از مرزا غلام احمد صاحب)
- جانور (نزول المسح ص 8، روحانی خزائن ج 18 ص 386 از مرزا غلام احمد صاحب)
- جنگلوں کے غول (اعجاز احمدی ص 81، روحانی خزائن ج 19 ص 193 از مرزا غلام احمد صاحب)
- جھوٹ کا گواہ کھایا (انجام آہنم ضمیر ص 50، روحانی خزائن ج 11 ص 334 از مرزا غلام احمد صاحب)

- جھوٹ بولنے کا سرغنہ (نزول المسیح ص 9، روحانی خزائن ج 18 ص 387 از مرزا غلام احمد صاحب)
- چار پائے ہیں نہ آدمی (انجام آتھم ضمیرہ ص 10، روحانی خزائن ج 11 ص 294 از مرزا غلام احمد صاحب)
- حرامی (شہادۃ القرآن ص 3 ج، روحانی خزائن ج 6 ص 380 از مرزا غلام احمد صاحب)
- حرام زادہ (انوار اسلام ص 30، روحانی خزائن ج 9 ص 32 از مرزا غلام احمد صاحب)
- حرص کے جگل کے شیطان (نور الحق ص 89 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 120 از مرزا غلام احمد صاحب)
- حلال زادہ نہیں (انوار اسلام ص 30، روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا غلام احمد صاحب)
- حاطب اللیل (آئینہ کمالات اسلام ص 600، روحانی خزائن ج 5 ص 600 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خبیث طبع (انجام آتھم ضمیرہ ص 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خنزیر سے زیادہ پلید (انجام آتھم ضمیرہ ص 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خالی گدھے (انجام آتھم ضمیرہ ص 47، روحانی خزائن ج 11 ص 331 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خبیث نفس (شہادۃ القرآن ص 5، روحانی خزائن ج 8 ص 382 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خبیث طینت (انجام آتھم ضمیرہ ص 8، روحانی خزائن ج 11 ص 292 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خبیث فرقہ (انجام آتھم ضمیرہ ص 9 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 293 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خناسوں (انجام آتھم ص 17 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 17 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خمیس ابن خمیس (نور الحق ص 64 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 87 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خراب عورتوں اور دجال (نور الحق ص 123 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 163 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کی نسل
- خبیث النفس (ضیاء الحق ص 9، روحانی خزائن ج 9 ص 259 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خبیث القلب (انوار اسلام ص 21، روحانی خزائن ج 9 ص 23 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خشک دماغ (ست یجن ص 9، روحانی خزائن ج 10 ص 121 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دل کے مجذوم (انجام آتھم ضمیرہ ص 21 / ج، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دجال (انجام آتھم ضمیرہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دنیا کے کیرے (براہین پنجم ص 143، روحانی خزائن ج 21 ص 311 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دلہۃ الارض (ازالہ ادہام ص 510، روحانی خزائن ج 3 ص 373 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دنیا کے کتے (استثناء ص 20، روحانی خزائن ج 12 ص 128 از مرزا غلام احمد صاحب)

- دجال اکبر (انجام آہقلم ص 47، روحانی خزائن ج 11 ص 47 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دیوثوں (مجموعہ اشتہارات ج 1 ص 125 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دیوانے درندوں (ضیاء الحق ص 35، روحانی خزائن ج 9 ص 296 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دجال فریبہ (انجام آہقلم ص 204، روحانی خزائن ج 11 ص 204 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دجال کمینہ (انجام آہقلم ص 206، روحانی خزائن ج 11 ص 206 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دجال کے ہمراہیو (مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 69 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ذلیل (ایام الصلح ص 166، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا غلام احمد صاحب)
- زلت کے سیاہ داغ (انجام آہقلم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ذریت شیطان (انجام آہقلم ضمیمہ ص 24/ج، روحانی خزائن ج 11 ص 308 از مرزا غلام احمد صاحب)
- زلت کے روسیاسی کے (انجام آہقلم ضمیمہ ص 59، روحانی خزائن ج 11 ص 343 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اند غرق
- رئیس الدجالین (انجام آہقلم ضمیمہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب)
- رئیس المحدثین (انجام آہقلم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا غلام احمد صاحب)
- راس الغاودین (انجام آہقلم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا غلام احمد صاحب)
- رئیس المصلفین (انجام آہقلم ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا غلام احمد صاحب)
- رتھیوں کی اولاد (آئینہ کمالات اسلام ص 548، روحانی خزائن ج 5 ص 548 از مرزا غلام احمد صاحب)
- رئیس المتکبرین (آئینہ کمالات اسلام ص 599، روحانی خزائن ج 5 ص 599 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سوروں (انجام آہقلم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سیاہ داغ (انجام آہقلم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سگان قبیلہ (انجام آہقلم ضمیمہ ص 229، روحانی خزائن ج 11 ص 229 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سلطان المتکبرین (انجام آہقلم ضمیمہ ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سہماء (انجام آہقلم ضمیمہ ص 253، روحانی خزائن ج 11 ص 253 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سفیہوں کا نطفہ (تمہید الہی ص 14، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سانپوں (نور الحق ص 23 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 32 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سڑے گلے مردہ (انجام آہقلم ضمیمہ ص 62، روحانی خزائن ج 11 ص 346 از مرزا غلام احمد صاحب)

- (انجام آہتقم ضمیرہ ص 4، روحانی خزائن ج 11 ص 288 از مرزا غلام احمد صاحب) شیطان □
- (انجام آہتقم ضمیرہ ص 18 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 302 از مرزا غلام احمد صاحب) شیاطین الانس □
- (انجام آہتقم ضمیرہ ص 198، روحانی خزائن ج 11 ص 198 از مرزا غلام احمد صاحب) شیخ نجدی □
- (انجام آہتقم ضمیرہ ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا غلام احمد صاحب) شیخ احمقان □
- (انجام آہتقم ضمیرہ ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا غلام احمد صاحب) شیخ الفضال □
- (انجام آہتقم ضمیرہ ص 252، روحانی خزائن ج 11 ص 252 از مرزا غلام احمد صاحب) شقی □
- (آئینہ کمالات اسلام ص 604، روحانی خزائن ج 5 ص 295 از مرزا غلام احمد صاحب) شغال □
- (آئینہ کمالات اسلام ص 301، روحانی خزائن ج 5 ص 301 از مرزا غلام احمد صاحب) شیطنت کی بدبو □
- (آئینہ کمالات اسلام ص 306، روحانی خزائن ج 5 ص 306 از مرزا غلام احمد صاحب) شیخ نامہ سیاہ □
- (کرامات الصادقین ص 27، روحانی خزائن ج 7 ص 69 از مرزا غلام احمد صاحب) شیخ مضل □
- (انجام آہتقم ص 9، روحانی خزائن ج 11 ص 9 از مرزا غلام احمد صاحب) شریہ بھیڑیے □
- (انجام آہتقم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا غلام احمد صاحب) شیخ ضال بطالوی □
- (اعجاز احمدی ص 76، روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا غلام احمد صاحب) شیخ الضالہ □
- (کرامات الصادقین ص 22، روحانی خزائن ج 7 ص 65 از مرزا غلام احمد صاحب) شیخ چالباز □
- (نزول المسح ص 11، روحانی خزائن ج 18 ص 389 از مرزا غلام احمد صاحب) شیاطین □
- (آریہ دھرم ص 31، روحانی خزائن ج 10 ص 31 از مرزا غلام احمد صاحب) شریر انفس □
- (انجام آہتقم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا غلام احمد صاحب) ضال بطالوی □
- (حقیقۃ الوحی ص 311، روحانی خزائن ج 22 ص 324 از مرزا غلام احمد صاحب) ضلالت پیشہ □
- (انجام آہتقم ضمیرہ ص 23 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 307 از مرزا غلام احمد صاحب) طوائف □
- (دافع البلاء ص 18، روحانی خزائن ج 18 ص 238 از مرزا غلام احمد صاحب) ظالم طبع □
- (انجام آہتقم ضمیرہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب) علیہم نعال لعن اللہ الف □
- الفرة
- (انجام آہتقم ضمیرہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از مرزا غلام احمد صاحب) عبدالشیطان □
- (اعجاز احمدی ص 83، روحانی خزائن ج 19 ص 196 از مرزا غلام احمد صاحب) عورتوں کے عار □
- (انجام آہتقم ضمیرہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از مرزا غلام احمد صاحب) عبدالحق کا منہ کالا □

- غالون (انجام آہقلم ص 224، روحانی خزائن ج 11 ص 224 از مرزا غلام احمد صاحب)
- غوی فی البطالۃ (انجام آہقلم ص 230، روحانی خزائن ج 11 ص 230 از مرزا غلام احمد صاحب)
- غاویں (انجام آہقلم ص 254، روحانی خزائن ج 11 ص 254 از مرزا غلام احمد صاحب)
- غول (انجام آہقلم ص 252، روحانی خزائن ج 11 ص 252 از مرزا غلام احمد صاحب)
- غبی (انجام آہقلم ضمیمہ ص 33، روحانی خزائن ج 11 ص 317 از مرزا غلام احمد صاحب)
- غدار زمانہ (اعجاز احمدی ص 77، روحانی خزائن ج 19 ص 190 از مرزا غلام احمد صاحب)
- غول البراری (کرامات الصادقین ص (د)، روحانی خزائن ج 7 ص 152 از مرزا غلام احمد صاحب)
- غزنویوں کی جماعت پر (انجام آہقلم ضمیمہ ص 58، 59، روحانی خزائن ج 11 ص 342، 343 از مرزا غلام احمد صاحب)
- لعنت
- فرعون سے مراد شیخ محمد (انجام آہقلم ضمیمہ ص 56، روحانی خزائن ج 11 ص 340 از مرزا غلام احمد صاحب)
- حسین بطالوی
- قسمت یا عبدالہیطان (انجام آہقلم ضمیمہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از مرزا غلام احمد صاحب)
- فاسق آدمی (تتمہ حقیقۃ الوحی ص 14، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب)
- قوم کے خناسوں (انجام آہقلم ص 17 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 17 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کتے (استفتاء ص 20، روحانی خزائن ج 12 ص 128 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کج طبع (آئینہ کمالات اسلام ص 301، روحانی خزائن ج 5 ص 301 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کوتاہ نظر مولوی (آئینہ کمالات اسلام ص (د)، روحانی خزائن ج 5 ص 608 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کوزہ مغزی (نزول المسح ص 66، روحانی خزائن ج 18 ص 444 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کذاب (تتمہ حقیقۃ الوحی ص 128 / ح، روحانی خزائن ج 22 ص 565 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کیڑا (ضمیمہ برائین احمدیہ پنجم ص 165، روحانی خزائن ج 21 ص 332 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کینہ ور (پہشمہ معرفت ص 131 ج 2، روحانی خزائن ج 23 ص 336 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کمیٹنگی (مواہب الرحمن ص 13، روحانی خزائن ج 19 ص 352 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کرگس (اعجاز احمدی ص 43، روحانی خزائن ج 19 ص 155 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کج بدل (کرامات الصادقین ص 6، روحانی خزائن ج 7 ص 48 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کمینوں (الہدی ص 18، روحانی خزائن ج 18 ص 262 از مرزا غلام احمد صاحب)

- کمینہ (انجام آہٹقم ص 206، روحانی خزائن ج 11 ص 206 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کتوں (انجام آہٹقم ضمیمہ ص 25، روحانی خزائن ج 11 ص 309 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کلانعام (انجام آہٹقم ص 265، روحانی خزائن ج 11 ص 265 از مرزا غلام احمد صاحب)
- گندی روحو (انجام آہٹقم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- گدھے (انجام آہٹقم ضمیمہ ص 47، روحانی خزائن ج 11 ص 331 از مرزا غلام احمد صاحب)
- گمراہ (تترہ ہیئتہ الوہی ص 115، روحانی خزائن ج 21 ص 320 از مرزا غلام احمد صاحب)
- گرگ (مواہب الرحمن ص 13، روحانی خزائن ج 19 ص 352 از مرزا غلام احمد صاحب)
- گمراہی اور حرص جنگل کے (نورالحق ص 89 ج 1، روحانی خزائن ج 8 ص 120 از مرزا غلام احمد صاحب)
- شیطان
- لیسوں (تترہ ہیئتہ الوہی ص 14-15 ح، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب)
- لاف و گراف کے بینے (براہین احمدیہ پنجم ص 149، روحانی خزائن ج 21 ص 317 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مردار خور (انجام آہٹقم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- منحوس چہرہوں (انجام آہٹقم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مفتر یو (انجام آہٹقم ضمیمہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ملعونین (انجام آہٹقم ص 252، روحانی خزائن ج 11 ص 252 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مختشوں (آئینہ کمالات اسلام ص 402، روحانی خزائن ج 5 ص 402 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مردار (نزول المسح ص 224، روحانی خزائن ج 18 ص 602 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ملعون (تترہ ہیئتہ الوہی ص 14-15 ح، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مفسد (تترہ ہیئتہ الوہی ص 14-15 ح، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب)
- گس طینت مولویوں (آسانی فیصلہ ص 32، روحانی خزائن ج 4 ص 342 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خبط الحواس (استفتاء ص 20، روحانی خزائن ج 12 ص 128 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مخالفوں کی ذلت (انجام آہٹقم ضمیمہ ص 28 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 312 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مولویوں کی ذلت (انجام آہٹقم ص 24 / ح، روحانی خزائن ج 11 ص 24 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مولوی سخت ذلیل (انجام آہٹقم ص 24 / ح، روحانی خزائن ج 11 ص 24 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مکدوبوں (انجام آہٹقم ص 224، روحانی خزائن ج 11 ص 224 از مرزا غلام احمد صاحب)

- متحرہ حقیقۃ الوحی ص 14، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب) منخوس □
- (متحرہ حقیقۃ الوحی ص 115، روحانی خزائن ج 22 ص 551 از مرزا غلام احمد صاحب) مغرور □
- (آسمانی فیصلہ ص 14، روحانی خزائن ج 4 ص 324 از مرزا غلام احمد صاحب) مجنون درندہ □
- (ایام الصلح ص 165، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا غلام احمد صاحب) ناپاک طبع □
- (انجام آہتمم ص 20 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 20 از مرزا غلام احمد صاحب) نادان بطالوی □
- (انجام آہتمم ص 24 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 24 از مرزا غلام احمد صاحب) نفاق زدہ □
- (مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 69 از مرزا غلام احمد صاحب) نیم عیسائیو □
- (انجام آہتمم ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 45 از مرزا غلام احمد صاحب) تالائق نذیر حسین □
- (نزول المسح ص 8، روحانی خزائن ج 18 ص 386 از مرزا غلام احمد صاحب) نجاست خور جانور □
- (انجام آہتمم ضمیر ص 24 (حاشیہ)، روحانی خزائن ج 11 ص 308 از مرزا غلام احمد صاحب) نابکاروں □
- (برایں احمدیہ پنجم ص 120، روحانی خزائن ج 21 ص 285 از مرزا غلام احمد صاحب) نادان صحابی □
- (ضیاء الحق ص 27، روحانی خزائن ج 9 ص 285 از مرزا غلام احمد صاحب) تالائق چیلوں □
- (انجام آہتمم ضمیر ص 23 / ج، روحانی خزائن ج 11 ص 308 از مرزا غلام احمد صاحب) ناپاک فرقہ □
- (انجام آہتمم ضمیر ص 47، روحانی خزائن ج 11 ص 331 از مرزا غلام احمد صاحب) وہ گدھا ہے نہ انسان □
- (انجام آہتمم ضمیر ص 49، روحانی خزائن ج 11 ص 333 از مرزا غلام احمد صاحب) جنگل کے وحشی □
- (انوار اسلام ص 30، روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا غلام احمد صاحب) ولد المحرام □
- (انوار اسلام ص 29، روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا غلام احمد صاحب) ولد الحلال نہیں □
- (انوار اسلام ص 30، روحانی خزائن ج 9 ص 40 از مرزا غلام احمد صاحب) واہ رے شیخ چلی کے بڑے بھائی □
- (انجام آہتمم ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا غلام احمد صاحب) والد جال البطل □
- (انجام آہتمم ضمیر ص 56، روحانی خزائن ج 11 ص 340 از مرزا غلام احمد صاحب) ہامان □
- (انجام آہتمم ص 59 حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 59 از مرزا غلام احمد صاحب) ہندو زادہ □
- (انجاز احمدی ص 43، روحانی خزائن ج 19 ص 154 از مرزا غلام احمد صاحب) ہوا دھوس کا بیٹا □
- (مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 77 از مرزا غلام احمد صاحب) ہزار لعنت کا رسہ □
- (مواہب الرحمن ص 131، روحانی خزائن ج 19 ص 352 از مرزا غلام احمد صاحب) ہچوگرگ □

- | | | |
|---|-----------------|---|
| □ | ہمجو جنین | (مواہب الرحمن ص 138، روحانی خزائن ج 19 ص 359 از مرزا غلام احمد صاحب) |
| □ | یہودی صفت | (انجام آہتقم ضمیر ص 3، روحانی خزائن ج 11 ص 287 از مرزا غلام احمد صاحب) |
| □ | یادہ گوہ | (انجام آہتقم ضمیر ص 19 / ح، روحانی خزائن ج 11 ص 303 از مرزا غلام احمد صاحب) |
| □ | یہودی سیرت | (انجام آہتقم ص 24 / ح، روحانی خزائن ج 11 ص 24 از مرزا غلام احمد صاحب) |
| □ | یہودی | (انجام آہتقم ضمیر ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 329 از مرزا غلام احمد صاحب) |
| □ | یا شیخ الصلالتہ | (اعجاز احمدی ص 76، روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا غلام احمد صاحب) |
| □ | یک چشم | (انجام آہتقم ضمیر ص 24 / ح، روحانی خزائن ج 11 ص 308 از مرزا غلام احمد صاحب) |
| □ | یہودیت کا ضمیر | (انجام آہتقم ضمیر ص 21 / ح، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب) |
| □ | یہ غول البراری | (کرامات الصادقین ص 4)، روحانی خزائن ج 7 ص 152 از مرزا غلام احمد صاحب) |

احمدی دوستو! اس قسم کی سینکڑوں گالیاں ہیں جو مرزا صاحب نے اپنے مخالفین کو دیں، یہاں محض نمونتا بیان کی گئی ہیں۔ کتاب کی ضخامت بڑھ جانے کے خدشہ سے ان گالیوں کے ٹکسی ثبوت اس کتاب میں نہیں دیے جا رہے، خواہش مند حضرات اسے ہماری درج ذیل ویب سائٹ پر ملاحظہ فرمائیں۔

www.endofprophethood.com

احمدی دوستو! آپ نے مرزا صاحب کی مندرجہ بالا مغالطات ملاحظہ کر لی ہیں۔ اس کے باوجود ان کا دعویٰ ہے:

(172) ”تا حق گالیاں دینا سفلوں اور کینوں کا کام ہے۔“

(ست پنچن ص 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 133 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 387 پر) مزید کہتے ہیں:

(173) ”بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زبان ہے جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے“

(قادیان کے آریہ اور ہم، از مرزا غلام احمد ص 42 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 ص 458) (عکس صفحہ 389 پر)

(174) مرزا صاحب کی خوش اخلاقی کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ انہوں نے کسی پر لعنت ڈالی تو بجائے یہ کہنے کے کہ تجھ پر ہزار بار لعنت ہو یا تحریری طور پر اسے اس طرح لکھ دیتے مگر

انہوں نے باقاعدہ لعنت نمبر 1 لعنت نمبر 2، لعنت نمبر 3..... لعنت نمبر 1000 تک لکھ دیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ جماعت احمدیہ انہیں ”سلطان القلم“ کہتی ہے۔
(نورالحق ص 118 تا 122 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 158 تا 162 از مرزا غلام احمد)
(عکس صفحہ 390 تا 394 پر)

جبکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے:

(175) ”لعنت بازی صدیقیوں کا کام نہیں۔ مومن لعان نہیں ہوتا۔“

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص 660 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 456 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 395 پر)
مرزا صاحب کا اپنی جماعت کے اراکین کے بارے میں ارشاد ہے:

(176) ”مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چار پائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اس کو اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چار پائی کو الٹا دیتا ہے اور اس کو نیچے گرا دیتا ہے۔ پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے۔ پھر میں کس خوشی کی امید سے لوگوں کو جلسہ کے لیے اکٹھے کروں۔“

(شہادت القرآن ص 100) (آخر) مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 396 از مرزا غلام احمد)
(عکس صفحہ 396 پر)

قادیان کے متعلق ارشاد فرمایا:

(177) ”قادیان کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا:

”اخرج منه الی زید یون“

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کیے گئے ہیں۔

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 141 طبع چہارم از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 397 پر)

مرزا صاحب اپنی آخری تصنیف میں اپنی جماعت کی اخلاقی حالت کے بارے میں لکھتے ہیں:
(178) ”ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت سارے ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلا کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں اور بعض بد

قسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف ڈورتے ہیں، جیسے کتا مردار کی طرف۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 87 مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 114 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 398 پر) مزید لکھتے ہیں:

(179) ”بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد تو بہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھٹیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بناء پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بردا بن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں۔“

(شہادت القرآن صفحہ ”ر“ مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 399 پر) مرزا صاحب کے ذاتی کردار کے بارے میں بعض مصدقہ باتیں اس قدر مضحکہ خیز اور ہوش ربا ہیں کہ میں انہیں یہاں درج کرنے سے محض اس لیے قاصر ہوں کہ کہیں آپ ناراض نہ ہو جائیں۔ اس سلسلہ میں، میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ مرزا صاحب کی سوانح عمری ”سیرت الہدیٰ“ از مرزا بشیر احمد ایم اے اور ”ذکر حبیب“ از مفتی محمد صادق کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ آپ خود حیران ہو جائیں گے کہ نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والے مرزا صاحب کی ذاتی زندگی اور کردار کس معیار کا تھا؟ لاہوری جماعت کے ایک ذمہ دار شخص نے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پر رنگ رلیوں کے الزامات لگائے اور ایک اہم خط لکھا۔ لاہوری جماعت کے لوگ مرزا بشیر الدین محمود صاحب کے تو خلاف ہیں مگر مرزا صاحب کو مہدی اور مسیح موعود مانتے ہیں۔ ایک ایسے ہی عقیدت مند کے دلی جذبات اور سچ گوئی ملاحظہ فرمائیں:

(180) ”حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کر لیا تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) پر اعتراض نہیں، کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض

موجودہ خلیفہ پر ہے، کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔“

(روزنامہ افضل قادیان دارالامان مورخہ 3 اگست 1938ء) (عکس صفحہ 400 پر)

ایسے ہی دوسرے ”عقیدت مندوں“ کی کتابیں مثلاً تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق، شہر سدوم، ڈھلتے سائے، ربوہ کا مذہبی آمر، خلیفہ ربوہ کے مظالم، ربوہ کا پوپ اور روحانی شکار گاہ وغیرہ پڑھنے کے لائق ہیں۔ ان کتب میں درج چشم کشا انکشافات ہر احمدی کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہیں۔

”وفات مسیح“ اور ”اجرائے نبوت“ ہر احمدی کا پسندیدہ موضوع ہے۔ یہ ایک ایسا ٹیکنیکل موضوع ہے کہ ایک عام اور سادہ لوح مسلمان قرآن و حدیث سے لاعلمی اور ناقص مطالعہ کی بنا پر مدلل گفتگو نہیں کر سکتا۔ جبکہ ایک عام احمدی کی اس خاص موضوع پر بھرپور تیاری ہوتی ہے اور یوں وہ ایک عام مسلمان پر نفسیاتی فتح بزم خود حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے برعکس کسی بھی احمدی دوست یا مربی سے گفتگو، بحث یا مناظرہ کے شروع میں اگر یہ کہہ دیا جائے ”آج مرزا غلام احمد صاحب کی شخصیت و کردار“ پر بات ہوگی تو یقین جانیے، احمدی دوستوں کے اوسان خطا اور ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں بلکہ بعض تو اس قدر طیش میں آجاتے ہیں کہ گویا گالی سے ان کی تواضع کی گئی ہے۔ احمدی دوست یا جماعت کے مربی صاحبان کبھی اس موضوع پر بات کرنے کے لیے رضا مند نہیں ہوتے بلکہ صاف انکار کر دیتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ ”کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔“ احمدی دوستوں کو تنہائی میں بیٹھ کر اس اہم نکتہ پر ضرور غور کرنا چاہیے۔

خود احمدیہ قیادت کے نزدیک کسی مدعی نبوت و رسالت کے دعویٰ کو جانچنے کا پہلا معیار یہ ہے کہ اس کا کردار دیکھیں کہ آیا وہ صادق ہے یا کاذب۔ اس سلسلہ میں مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں: (181) ”خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول فرماتے تھے کہ جب فتح اسلام، تو صبح مرام شائع ہوئیں تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: دیکھو اب میں مولوی صاحب کو یعنی مجھے مرزا غلام احمد سے علیحدہ کیے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب! کیا نبی کریم ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟ میں نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا

نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہر حال اس کی بات کو قبول کریں گے۔“

(سیرت المہدی ج ۱ ص ۹۸ از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ ۴۰۱ پر)

اس طرح احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود اس کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(182) ”جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مامور من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف

سے بھیجا ہوا ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام دعویٰ پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے..... غرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی ماموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں؟ اگر اس کی صداقت ثابت ہو جائے تو اس کے تمام دعویٰ کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس کی سچائی ہی ثابت نہ ہو تو اس کے متعلق تفصیلات میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔“

(دعوت الایمیر ص ۴۹، ۵۰ مندرجہ انوار العلوم ج ۷ ص ۳۷۶، ۳۷۷ از مرزا بشیر الدین محمود)

(عکس صفحہ ۴۰۳ پر)

احمدیہ عقائد کے مطابق اگر مرزا غلام احمد صاحب نبی اور رسول ہیں تو احمدی دوستوں اور مربی صاحبان کو مرزا صاحب کے کردار پر بات کرتے ہوئے ہرگز نہیں کترانا چاہیے۔ کیونکہ نبی اور رسول تو سب سے پہلے لوگوں کے سامنے اپنا کردار پیش کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں، میں آپ کے سامنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔

ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کے لوگوں کو بلانا شروع کیا جب سب

جمع ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم مجھے بتاؤ کہ تم مجھے سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا جانتے ہو؟

سب نے ایک آواز سے کہا: ہم نے کوئی بات غلط یا بیہودہ آپ کے منہ سے نہیں سنی، ہم

یقین کرتے ہیں کہ آپ صادق دامن ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ دیکھو! میں پہاڑی کی چوٹی پر کھڑا ہوں اور تم اس کے نیچے

ہو۔ میں پہاڑ کے ادھر بھی دیکھ رہا ہوں اور ادھر بھی نظر کر رہا ہوں، اچھا اگر میں یہ کہوں کہ رہزنوں

کا ایک مسلح گروہ دور سے نظر آ رہا ہے جو مکہ پر حملہ آور ہوگا۔ کیا تم اس بات کا یقین کر لو گے؟

لوگوں نے کہا: ”بے شک! کیونکہ ہمارے پاس آپ جیسے راست باز آدمی کے جھٹلانے کی

کوئی وجہ نہیں، خصوصاً جبکہ وہ ایسے بلند مقام پر کھڑا ہے کہ دونوں طرف دیکھ رہا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”یہ سب کچھ سمجھانے کے لیے ایک مثال تھی۔ اب یہ یقین کر لو کہ موت تمہارے سر پر آرہی ہے اور تمہیں اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے اور میں عالم آخرت کو بھی ایسا ہی دیکھ رہا ہوں، جیسے دنیا پر تمہاری نظر ہے۔“

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے شرک کے خرافات و بطلان کا پردہ چاک کرنا اور بتوں کی حقیقت اور حیثیت کو واضح کرنا شروع کر دیا۔ آپ مثالیں دے دے کر سمجھاتے کہ یہ کس قدر عاجز و ناکارہ ہیں اور دلائل سے واضح فرماتے کہ جو شخص انہیں پوجتا ہے وہ کس قدر کھلی ہوئی گمراہی میں ہے۔ قریش یہ سب کچھ سمجھ رہے تھے، لیکن مشکل یہ آن پڑی تھی کہ ان کے سامنے ایک ایسا شخص تھا جو صادق و امین تھا۔ انسانی اقدار اور مکارم اخلاق کا اعلیٰ نمونہ تھا اور ایک طویل عرصے سے انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ میں اس کے کردار کی نظیر نہ دیکھی تھی اور نہ سنی تھی۔ آخر اس کے بالقابل کریں تو کیا کریں؟ قریش حیران تھے اور انہیں واقعی حیران ہونا چاہیے تھا۔

مرزا صاحب اور ان کے جانشینوں کی مستند تحریروں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ انہیں امت مسلمہ کے ماضی سے کوئی عقیدت ہے نہ اس کے حال سے کوئی دلچسپی۔ مستقبل کی تو بات ہی نہ کیجئے۔ ہماری اور ان کی امتوں میں کوئی یکسانیت ہے نہ یکجہتی۔ ملت اسلامیہ کے دشمنوں کو وہ اپنا مربی اور سرپرست سمجھتے رہے۔ جس انگریز نے برصغیر میں اسلامی اقتدار کا چراغ گل کیا، ہماری تہذیبی قدروں کو روند لاکھوں بے گناہ مسلمانوں اور علماء کرام کو قتل کیا، کیا کسی مسلمان کے دل میں ان دشمنان اسلام کے لیے خیر سگالی کے جذبات پائے جاسکتے ہیں؟ لیکن انسوس ہے کہ مرزا صاحب ان کے تعلق ’مدح سرائی‘ دعائیں، خیر سگالی کے جذبات اور ان کے نیچے استبداد کو مضبوط کرنے کے لیے مسلسل تقریری اور تحریری کاوشیں کرتے رہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصْرَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَإِنَّهُمْ هُمُ الْمُتَوَلَّوْنَ ۚ (المائدہ: 51)

”ترجمہ: اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو شخص انہیں اپنا دوست بنائے گا تو وہ انہی میں سے ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا“

اس قرآنی تعلیم کے برعکس یہود و نصاریٰ سے دوستی کے سلسلہ میں مرزا صاحب کی بے شمار تحریروں میں سے صرف چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں اور غور کریں کہ وہ کس طرح اپنے جذبات اور خدمات کے لیے ان کی ایک نگاہ التفات کے لیے بے تاب ہیں۔

(183) ”سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفا دار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیاں میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے بکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں، اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم ص 21 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 405 پر)

(184) ”میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا، جن کو دو بار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گرینٹ صاحب کی تاریخ ریسان پنجاب میں ہے اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سو اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔“

(کتاب البریہ ص 3، 4، 5، 15، 4، 3، 20 ستمبر 1897ء مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 ص 4، 5، 6)

از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 406، 408 پر)

مرزا صاحب نے 100 کے قریب کتابیں لکھی ہیں، ان سب کو اکٹھا کیا جائے تو بمشکل ایک الماری بھرے گی مگر مرزا صاحب سلطنت برطانیہ کی تعریف و توصیف میں اس قدر مبالغہ گوئی کرتے ہیں کہ حیرانی ہوتی ہے۔ ذیل کا اقتباس نہایت قابل توجہ ہے:

(185) ”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس

الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو اجتماعوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔“

(تریاق القلوب ص 27، 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 155، 156 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 409 پر)

حالانکہ ارشادِ خداوندی ہے۔

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِئْتَةً وَ يَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ. (البقرہ: 193)

ترجمہ: ”اور ان سے جنگ کرتے رہو حتیٰ کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین (یعنی زندگی اور

بندگی کا نظام عملاً) اللہ ہی کے تابع ہو جائے۔“

حضور نبی اکرم ﷺ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا:

لین یرح هذا الدین قائما یقاتل علیہ عصابة من المسلمین حتی تقوم الساعة. (اصح مسلم)

”دین ہمیشہ قائم رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک جہاد کرتی رہے گی۔“

(186) ”میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا، اور اپنے مریدوں

میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی

بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے

خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس

سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن کہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں، اور

نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔“

(تریاق القلوب ص 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 156 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 411 پر)

اور غور کیجئے کہ چودہ سو سال سے جس مسیح کی آمد کی خوش خبری مسلمانوں کے کانوں میں

گونج رہی ہے، معاذ اللہ، کیا وہ ایسا ہی مسیح ہے کہ جو صلیب پرستوں اور اسلامی حکومتوں کے دشمنوں کا

مداح و ثنا خواں ہو اور ان کے شکر اور دعا میں مع اپنی تمام امت کے رطب اللسان ہو اور اسلامی حکومتوں کے زوال پر چراغاں کرنے والا ہو، اور مسلمانوں کے قاتلوں کو مبارک باد کے تار دینے والا ہو۔ مسیح کا کام تو کفر کی حکومت کو ختم کرنا ہے، نہ کہ دشمنان اسلام کی تائید اور حمایت کرنا اور ان کی بقاء اور ترقی کے لیے دل و جان سے دعا کرنا اور ان کے سایہ کو سایہ رحمت سمجھنا۔

(187) ”میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے، ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔“
(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم ص 19 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 412 پر)

(188) ”بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں، سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے، اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرای اور بدکار آدمی کا کام ہے۔“

(شہادت القرآن ص 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 380 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 413 پر)
دنیا کی سب سے بڑی مکار، ظالم، اسلام دشمن، حضرت محمد ﷺ کی عزت و ناموس پر ہر روز نیا حملہ کرنے والی اور مسلمانوں کے خون سے صدیوں ہوئی کھیلنے والی انگریزی حکومت کو ٹھیک اس وقت جب اس کے ہاتھ ہندوستان کے ہزاروں علماء اور مجاہدین حریت کے خون سے رنگین تھے اور اس لمحے جب یہ حکومت اسلام کو صفحہ ہستی سے نابود اور ملت اسلامیہ کے وجود کو ختم کرنے کے لیے پوری مسلم دنیا پر حملہ آور تھی، مرزا صاحب یہ یقین دلاتے ہیں:

(189) ”سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں، یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔“

(شہادت القرآن ص 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 380 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 413 پر)

(190) ”اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
 اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
 دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
 منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد“

(تحفہ گولڑو یہ ضمیرہ ص 42 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 77، 78 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 414 پر)

قرآن مجید میں مسلمانوں کو ارشاد ہے:

”أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ.“ (نساء: 59)

(ترجمہ): ”اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی، اور اطاعت کرو رسول (ﷺ) کی اور حاکموں کی

جو تم میں سے ہوں۔“

اس آیت میں جو لفظ اولی الامر آیا ہے، اس کی بابت مرزا صاحب فرماتے ہیں:

(191) ”میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر

میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔“

(ضرورة الامام ص 23 مندرجہ روحانی خزائن ج 13 ص 493 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 416 پر)

یہ عبارت صاف بتا رہی ہے کہ مرزا صاحب انگریزوں کی رعیت تھے اور رعیت ہونے پر

قانع بلکہ خوش تھے اور اپنے پیروکاروں کو انگریزی رعیت رہنے کی تاکید کرتے تھے۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے

کہ جنگ عظیم میں جب ترکوں کی اسلامی حکومت بغداد سے ختم ہوئی اور انگریزی حکومت غالب آئی تو

احمد یہ اخبار نے مندرجہ ذیل نوٹ لکھا:

”میں اپنے احمدی بھائیوں کو جو ہر بات میں غور اور فکر کرنے کے عادی ہیں، ایک مژدہ

سناتا ہوں کہ بصرہ اور بغداد کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے ہماری محسن گورنمنٹ کے لیے فتوحات کا دروازہ

کھول دیا ہے، اس سے ہم احمدیوں کو معمولی خوشی حاصل نہیں ہوئی بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں برسوں کی

خوشخبریاں جو الہامی کتابوں میں چھپی ہوئی تھیں، آج 1335ھ میں وہ ظاہر ہو کر ہمارے سامنے آ

گئیں۔ اس بات سے میرے غیر احمدی بھائی ناراض ہوں گے لیکن اگر غور کریں تو اس میں ناراضگی کی

کوئی بات نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) جب دنیا میں تشریف لائے تو اس وقت

دجلہ فرات خشک ہو چکے تھے۔ یعنی وہ حقیقی اسلام کا پانی جس نے آسمان سے اتر کر ان ملکوں کو سیراب

کیا تھا، آسمان پر اٹھایا گیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت ”وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍ بِهٖ لَفَاقِدُونَ“ میں

اشارہ فرمایا۔ اور حضرت اقدس اس کے متعلق ازالہ ادہام ص 338 پر تحریر فرماتے ہیں۔

”اور آیت ”وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابِ بِهِ لِقَادِرُونَ“ جس کے بحساب جمل ۱۲۷۳ عدد ہیں۔ اسلامی چاند کی سلخ کی راتوں کی طرف اشارہ کرتی ہے، جس میں نئے چاند کے نکلنے کی اشارت چھپی ہوئی ہے جو غلام احمد قادیانی کے عددوں میں بحساب جمل پائی جاتی ہے۔“ الغرض مدت کی پیشگوئیاں آج پوری ہو رہی ہیں۔ ہمارے بھائیوں کو چاہیے کہ ان پر غور کریں۔ فاشکر اللہ کل الشکر علی ما امننا من کل خوف تحت ظل هذه الدولة البريطانية المباركة للمضعفاء و كهف اللہ للفقراء والغربا وسوط اللہ علی كل عبد ذی الخیلا..... اللهم فاجز ذالک الملک منحیر جزائک وانصرہ علی اعدائہ اعدائک و ادخلہ من کل شر فی ذراک و ارزقہ من نعمائک و اهل قبلہ و ذراریہ الی دینک دین الاسلام۔“

(اخبار ”الفضل“ قادیان مورخہ 13/10 اپریل 1917ء ص 43)

ناظرین کرام! مرزا صاحب کی خدمات خادمانہ متعلقہ حکومت برطانیہ پڑھ کر ان کا دعویٰ

ایک بار پھر پڑھیں جس کے الفاظ یہ ہیں:

(192) ”جبکہ مجھ (مرزا صاحب) کو تمام دنیا کی اصلاح کے لیے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے، اس وجہ سے کہ ہمارا آقا مخدوم (یعنی آنحضرت ﷺ) تمام دنیا کے لیے آیا تھا تو اس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ تو تیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ (اصلاح دنیا) کے اٹھانے کے لیے ضروری تھیں۔“

(حقیقۃ الوحی ص 151 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 155 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 417 پر)

اس عبارت کو پڑھنے کے بعد انصاف کی ضرورت ہے۔ کیا مرزا صاحب اتنے بڑے

دعاویٰ کو ثابت کر گئے؟ میں اس کا فیصلہ احمدی دوستوں پر چھوڑتا ہوں۔

(193) ”میں اس (اللہ تعالیٰ) کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت

کے نیچے جگہ دی، جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا

ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے، مگر میں خیال

کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب

قیصر ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور

گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے، اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔

اب میں حضور ملکہ معظمہ میں زیادہ مصدر اوقات ہونا نہیں چاہتا اور اس دعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں کہ اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لیے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔“ آمین ثم آمین **الملتئم**
 خاکسار: میرزا غلام احمد از قادیان“

(تحفہ قیصریہ ص 31، 32 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 ص 283، 284 از مرزا غلام احمد)
 (عکس صفحہ 418 پر)

(194) ”گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ یہ سلطنت مسلمانوں کے لیے آسانی برکت کا حکم رکھتی ہے۔ خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لیے ایک باران رحمت بھیجا، ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے۔ اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اس کا احسان اٹھاوے۔ اس کے ظل حمایت میں ہامن و آسائش رہ کر اپنا مقسوم دکھاوے، اس کے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے۔ پھر اسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے اور دعا سے بھی انھوں نے اس گورنمنٹ کو بہت دفعہ یاد کیا ہے۔ ان کی آخری دعا ان کے اشتہار مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر میں جس کی میں ہزار کاپی چھپوا کر ہند اور انگلینڈ میں انھوں نے شائع کرنی چاہی ہے، یہ کلمات دعائیہ مرقوم ہیں۔ انگریز جن کی شائستہ اور مہذب اور با رحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لیے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کے دین و دنیا کے لیے دلی جوش سے بہبودی اور سلامتی چاہیں تا ان کے گورے و سپید منہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں۔“

(شہادت القرآن ص 92، 97 مندرجہ روحانی خزائن ج 6 ص 388، 393 از مرزا غلام احمد صاحب)
 (عکس صفحہ 420، 425 پر)

(195) اس کے علاوہ مرزا صاحب کی کتاب ستارہ قیصرہ (مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص

109 تا 126) (عکس صفحہ 426 تا 440 پر) جو دراصل مرزا صاحب کا ایک تفصیلی خود نوشتہ ہے جو انہوں نے برطانوی ملکہ وکٹوریہ کے نام تحریر کیا۔ مرزا صاحب نے اس خط میں ایک کافرہ عورت کی بارگاہ میں تعریف و تحسین کے جو ”پھول“ پیش کئے ہیں، وہ مرزا صاحب کی ”اصلیت“ کی بھرپور ترجمانی کرتے ہیں۔ انہوں نے اخلاقیات کی تمام حدود پھلانگ کر ملکہ وکٹوریہ کی جس انداز میں خوشامد کی، اسے درج کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ احمدی دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ اس خط کا حرف بحرف بغور مطالعہ فرمائیں۔

جماعت احمدیہ اپنی تعداد کے بارے میں ہمیشہ عمداً مبالغہ آرائی سے کام لیتی رہی ہے۔ میرے نزدیک یہ احساس کمتری کی علامت ہے۔ پاکستان یا کسی اور ملک میں جب بھی قومی مردم شماری ہوتی ہے تو جماعت احمدیہ کے ارکان فارم پر خود کو احمدی لکھوانے سے کتراتے ہیں جس سے ان کی اصل تعداد کا تعین مشکل ہوتا ہے۔ مردم شماری کے وقت احمدی دوست اگر اپنا تعلق جماعت احمدیہ سے ظاہر کریں تو ان کی اصل تعداد باقاعدہ ریکارڈ پر آ جائے جس سے انہیں اپنے قانونی، آئینی اور معاشی حقوق حاصل کرنے میں سہولت ہو۔ اس طرح ان لوگوں کا اعتراض (جو حقیقت پر مبنی ہے) بھی خود بخود ختم ہو جائے گا جو یہ کہتے ہیں کہ احمدی اپنی عددی حیثیت سے کہیں بڑھ کر پاکستان کے تمام شعبہ جات میں بہت زیادہ سرکاری و غیر سرکاری وسائل اور مناصب پر قابض ہیں جس سے مسلمانوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔

1908ء میں مرزا صاحب کی وفات کے وقت برطانیہ کے فارن آفس کے مطابق احمدیوں کی تعداد 19 ہزار تھی۔ پھر 1921ء کی مردم شماری میں یہ تعداد 30 ہزار ہو گئی اور 31-1930ء کی مردم شماری میں احمدیوں کی کل تعداد 56 ہزار تھی۔ یہ تعداد مرزا محمود صاحب نے روزنامہ الفصل قادیان کی اشاعت 5 اگست 1934ء میں تسلیم کی ہے۔ 1954ء میں جنس منیر اپنی الٹو ری رپورٹ میں احمدیوں کی تعداد 2 لاکھ بتاتے ہیں۔ جبکہ 1981ء کی آخری مردم شماری کے مطابق پاکستان میں احمدیوں کی تعداد ایک لاکھ تین ہزار ہے۔ جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر احمد صاحب کے دور میں احمدیت میں داخل ہونے والوں کی تعداد کا اعلان اس قدر مبالغہ آمیز ہے کہ خدا کی پناہ! جماعت احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ

1993ء میں 2 لاکھ 4 ہزار 3 سو آٹھ نئے افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ □

- 1994ء میں 4 لاکھ 21 ہزار 7 سو 53 افراد
- 1995ء میں 8 لاکھ 47 ہزار 7 سو پچیس افراد
- 1996ء میں 16 لاکھ 2 ہزار 7 سو 21 افراد
- 1997ء میں 30 لاکھ 4 ہزار 5 سو 85 افراد
- 1998ء میں 50 لاکھ 4 ہزار 5 سو 91 افراد
- 1999ء میں ایک کروڑ 8 لاکھ 20 ہزار 2 سو 26 افراد
- 2000ء میں 4 کروڑ 13 لاکھ 8 ہزار 9 سو 75 افراد
- 2001ء میں 8 کروڑ 10 لاکھ 6 ہزار سات سو اکیس افراد
- 2002ء میں 2 کروڑ 6 لاکھ 54 ہزار
- 2003ء میں (زبردست کم ہو کر) 8 لاکھ 92 ہزار 4 سو تین افراد
- 2004ء میں 3 لاکھ 4 ہزار نو سو دس افراد
- 2005ء میں 2 لاکھ 9 ہزار 7 سو ننانوے افراد
- 2006ء میں 2 لاکھ 93 ہزار 8 سو اکیاسی افراد
- 2007ء میں 2 لاکھ 61 ہزار 9 سو انہتر افراد
- جبکہ 2008ء میں 3 لاکھ 54 ہزار 6 سو اڑتیس افراد

جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ اس طرح گذشتہ سولہ سالوں میں 16 کروڑ 71 لاکھ 93 ہزار 2 سو پانچ (16,71,93,205) نئے افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔

(روزنامہ افضل ربوہ 3 اگست 2005ء، 2 اگست 2006ء، یکم اگست 2007ء، 29 جولائی 2008ء)

جماعت احمدیہ کے ذمہ داران اگر جماعت کی تعداد کے حوالے سے اسی طرح غلو سے کام لیتے رہے تو یہ تعداد آئندہ چند سالوں میں شاید دنیا کی اصل تعداد سے بڑھ جائے۔ جماعت احمدیہ کا اپنی تعداد کے حوالے سے مبالغہ آرائی سے کام لینے کا مقصد صرف اور صرف اپنے اراکین کو جھوٹی تسلیاں دینا اور مہربان دکھانا ہے تاکہ وہ اس خوش فہمی میں مبتلا رہیں کہ جماعت روز بروز بڑھتی رہی ہے جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ محض کاغذی گھوڑے دوڑائے جا رہے ہیں۔ میں پورے دعویٰ اور وثوق سے کہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ہر سال اپنی تعداد کے حوالے سے جھوٹ بولتی ہے اور اس سلسلہ میں ان کے پاس کوئی ریکارڈ یا ثبوت نہیں ہے جبکہ جماعت احمدیہ کے پاس ایک

ایک احمدی کا مکمل ریکارڈ موجود ہے۔

جماعت احمدیہ کی آبادی میں اضافہ کا اعلان اس عہد کا بدترین جھوٹ ہے۔ ہر جلسہ سالانہ (لندن) کے موقع پر بغیر تحقیق اور غور و فکر کے ستائشی نعروں کی گونج میں کروڑوں کی تعداد کا اعلان پر اعلان کر کے آخر کس کو بیوقوف بنایا جا رہا ہے؟ مبالغے اور جھوٹ کی کوئی حد ہوتی ہے۔ مرزا صاحب نے بھی لکھا تھا کہ میں نے انگریز کی حمایت اور جہاد کی ممانعت میں اتنا لکھا کہ ان کتابوں سے پچاس الماریاں بھر جائیں یا پھر لکھا کہ میرے نشانوں (یعنی معجزات) کی تعداد دس لاکھ ہے۔ یہ سنی شہرت، خود ستائی، مدح سرائی اور مبالغہ گوئی کی انتہا ہے۔ جماعت احمدیہ کے ذمہ داران نے بھی شاید یہی راستہ اختیار کر لیا ہے۔

ہر سال سالانہ جلسہ لندن کے موقع پر اپنے اخبارات و جرائد، اپنے ٹی وی چینل یا انٹرنیٹ ویب سائٹ پر ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت جماعت احمدیہ میں نئے داخل ہونے والے افراد کی مبالغہ آمیز فرضی تعداد درج کر دینا دراصل حقائق سے آنکھیں چرانے کے مترادف ہے۔ اس کے لیے ثبوت درکار ہیں کہ کس ملک کے، کس شہر کے، کس علاقہ کے، کون سے لوگ، کس بنا پر احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ آخر کروڑوں کی تعداد میں شامل ہونے والوں میں سے کسی ایک نے بھی اپنا انٹرویو، حالات، تاثرات یا کوئی پیغام کیوں نہیں دیا؟ آخر کیوں؟ بقول جماعت احمدیہ 2001ء میں 8 کروڑ 10 لاکھ 6 ہزار 7 سو اکیس نئے افراد ”احمدیت“ میں داخل ہوئے ہیں۔ اس سال تو جماعت احمدیہ کو پوری دنیا میں عظیم الشان جشن منانا چاہیے تھا اور مرزا غلام احمد صاحب کی ”پیش گوئیوں“ میں سے کوئی پیش گوئی تلاش کر کے اس اہم واقعہ پر چسپاں کرنی چاہیے تھی۔ مشاہدہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں اگر ایک بھی نیا شخص داخل ہو جائے تو ان کے اخبارات و رسائل، ٹی وی چینل اور ویب سائٹ وغیرہ آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں لیکن یہاں کروڑوں کی تعداد میں نئے داخل ہونے والوں کی کسی کو خبر ہی نہیں۔ مکمل سکوت اور خاموشی ہے۔ آخر کیوں؟ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان سمیت پوری دنیا میں جماعت احمدیہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کو تقریباً روکا جا چکا ہے۔ احمدیہ عقائد کی اصل حقیقت واضح ہو جانے کے بعد جماعت احمدیہ کے سرکردہ عہدیداران اور عام احمدی اپنے اپنے اہل خانہ اور دوستوں سمیت دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں، اس سلسلہ میں آپ مکمل تفصیلات انٹرنیٹ پر سابق احمدی حضرات کی تیار کردہ مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ درج ذیل ویب سائٹ بھی قابل توجہ ہے۔

www.endofprophethood.com

احمدی حضرات اکثر و بیشتر مسلمانوں پر یہ پھبتی بھی کہتے ہیں کہ 1953ء کی منیر انکوائری میں ان کے علماء ”مسلمان کی تعریف“ پر متفق نہ تھے۔ یہ انتہائی دور از کار لغویات میں سے ہے۔ حقیقت بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام راہنما اور اکابرین ”مسلمان کی تعریف“ پر متفق تھے۔ ہر شخص کا انداز بیان مختلف اور منفرد تھا مگر روح اور مفہوم ایک ہی تھا۔ یہ کوئی حساب یا الجبرا کا سوال نہ تھا کہ ہر آدمی کے الفاظ اور جملے ایک جیسے ہوتے۔ آپ دنیا کے تمام جید اور معروف دانشوروں اور سکالروں کو جمع کر لیں اور انہیں خوشبو یا سچائی کی تعریف کے لیے کہیں۔ ہر شخص کی تعریف ایک دوسرے سے مختلف ہوگی۔ کیا ہم اس سے یہ اخذ کر سکتے ہیں کہ چونکہ یہ لوگ ایک تعریف پر متفق نہ تھے، اس لیے خوشبو یا سچائی متنازع ہے۔ اور اس خود ساختہ دلیل پر ہم ان دانشوروں کو مطمئن ٹھہرائیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے ہاں مختلف پڑھے لکھے دوستوں بالخصوص مربی حضرات سے ”احمدی“ کی تعریف پوچھیں، میں آپ کو چیلنج سے کہتا ہوں کہ آپ ان سب کو ایک دوسرے سے مختلف پائیں گے۔

اوپر جسٹس منیر کا ذکر آیا تو اس کا تعارف بھی ضروری ہے۔ اس کا کردار عدلیہ کے ماتھے پر کلنگ کا ٹیکا ہے۔ ایک حوالہ پڑھیے اور سوچئے کہ کس قماش کے لوگ احمدیت کی سرپرستی کرتے رہے۔ معروف دانشور جناب پروفیسر محمد سلیمان دانش اپنے مضمون ”پاکستان کی اسلامی اساس پر حملہ“ میں ”جسٹس منیر“ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

(196) ”جسٹس منیر کس عقیدے کے آدمی تھے؟ اس کا کچھ حال جناب الطاف گوہر کی زبانی سنئے۔ ”مجھے خبر ملی کہ جسٹس منیر بیمار ہیں اور ان کے صحت یاب ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ میں عیادت کے لیے ان کے گھر گیا۔ انھوں نے مجھے اپنے ساتھ چار پائی پر بیٹھا لیا۔ باتیں کرتے کرتے انھوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا الطاف گوہر! تمہیں معلوم ہے کہ خدا کے وجود کے بارے میں میرے دل میں کئی سوال ہیں۔ موت کے بعد اگر میرا اللہ تعالیٰ سے سامنا ہوا تو میں کیا کروں گا؟ میں نے عرض کیا کہ آپ عمر بھر تو ہیں عدالت کے مقدمات سنتے رہے۔ تو ہیں عدالت کے مقدمہ کی سماعت اس وقت تک شروع نہیں ہوتی جب تک ملزم اپنے جرم کا اعتراف نہ کرے اور اپنے آپ کو عدالت کے رحم و کرم پر نہ چھوڑ دے۔ آپ یہی کیجئے۔ خداوند کریم کے سامنے پیش ہوتے ہی اپنے جرم کا

اعتراف کر لیجئے اور اپنے آپ کو خالق دو جہاں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیجئے۔ وہ بڑا تواب الرحیم ہے۔“ منیر صاحب کے چہرے پر اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔ آپ نے میرا کندھا تھپ تھپایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ چند روز بعد آپ وفات پا گئے۔ میں نے بڑے خلوص سے ان کے لیے رحمت خداوندی کی دعا کی۔“

جو شخص ساری عمر مسلمان کہلاتا رہا، مسلمان معاشرے میں رہ کر جملہ حقوق اور مراعات حاصل کرتا رہا، حتیٰ کہ چیف جسٹس آف پاکستان کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوا، وہ اندر سے وجود باری تعالیٰ کے بارے میں مذذب تھا۔ ایسے نچ کو ”قرار داد مقاصد“ کیسے ہضم ہوتی۔ اسے تو سیکولر ہی ہونا چاہیے تھا۔ ویسے الطاف گوہر، جسٹس منیر صاحب کی دلجوئی میں دور کی کوزی لائے، ورنہ موت کے بعد توبہ قبول نہیں ہوتی۔ ایمان بالغیب مطلوب ہے۔ جب غیب، غیب نہ رہا تو پھر ایمان کس پر۔ میدان حشر میں تو سب غلط کار پچھتا سکیں گے اور طرح طرح کے بہانے تراشیں گے۔ پچھتاوا مبارک ہے، مگر اس زندگی میں۔“

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 7 جولائی 2000ء) (عکس صفحہ 441 پر)

جہاں تک مسلمانوں میں فرقہ بندی کا تعلق ہے، یہ سب فروئی اختلافات ہیں۔ ضروریات دین پر سب مسالک ایمان رکھتے ہیں اور پوری طرح متفق ہیں۔ خود جماعت احمدیہ میں بھی فرقہ بندی ہے۔ جماعت احمدیہ کے ربوہ گروپ اور لاہوری گروپ میں نہ صرف بنیادی اور اعتقادی اختلافات ہیں بلکہ وہ ”نظریہ ضرورت“ کے تحت ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے بھی جاری کرتے رہتے ہیں۔ دونوں فریقوں نے ایک دوسرے پر (جو سب کے سب مرزا غلام احمد صاحب کے بہترین ساتھی اور صحبت یافتہ تھے) سنگین الزامات کی جو بوجھاری، وہ نہایت چشم کشا اور ہوش ربا ہیں۔ ان میں اخلاقی اعتبار سے زنا، لواطت، چوری، بدکاری، قتل و غارت، تغلی و تکبر، حرام خوری، خود غرضی، فریب کاری، مغالطہ اندازی اور بددیانتی کے الزامات اور دینی لحاظ سے کفر و شرک، ارتداد و نفاق اور تحریف و تلبیس وغیرہ کے الزامات سرفہرست ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ ”مباحثہ راولپنڈی“ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ اس دستاویز میں دونوں گروپوں کے بنیادی اختلافات پوری طرح کھل کر سامنے آ گئے ہیں۔

جماعت احمدیہ میں ”چندے“ کو بنیادی اہمیت اور حیثیت حاصل ہے۔ ایک شخص جماعت کے ساتھ خواہ کتنا ہی مخلص اور فدائی کیوں نہ ہو، اگر وہ غربت یا کسی اور وجہ سے چندہ ادا کرنے سے قاصر ہے تو جماعت کے لیے ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ ایک عام احمدی سے جتنے اصرار سے چندے

کا تقاضا کیا جاتا ہے، کسی اور اہم پہلو پر اصرار شاید اس کے عشر عشر بھی نہیں۔

جماعت احمدیہ کے مبلغوں اور کارکنان کی اکثریت معاشی احتیاج کی وجہ سے جماعت میں شامل رہنے پر مجبور ہے۔ معاش کے لحاظ سے بھی ان کی حالت کچھ بہتر نہیں ہے۔ تنخواہیں بہت تھوڑی ہوتی ہیں۔ اس میں سے بھی کئی قسم کے چندوں کی کٹوتی ہو جاتی ہے۔ آخر میں صرف اتنا بچتا ہے کہ بمشکل ان کا گزارا ہوتا ہے۔ کچھ لوگ ان چندوں سے مستثنیٰ ہیں۔ لیکن یہ خوش قسمت لوگ زیادہ تر مرزا صاحب کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

مجھے ایک دلچسپ بات یاد آگئی کہ جماعت احمدیہ میں ہر سال ”چندہ سالانہ جلسہ“ کے نام سے ایک مخصوص چندہ حاصل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ 1983ء کے بعد ربوہ میں جماعت احمدیہ کا کوئی سالانہ جلسہ منعقد نہیں ہوا۔ اس کے باوجود ہر سال جماعت احمدیہ کے افراد سے یہ چندہ حاصل کیا جاتا ہے۔ مزید براں آپ لوگوں سے جنت کا وعدہ اس کام کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے کہ اپنی جائیداد کا دس فیصد جماعت احمدیہ کے نام وقف کر دو۔

جماعت احمدیہ میں اس وقت 50 سے زائد قسم کے چندے رائج ہیں جن کی ادائیگی کے لیے وقتاً فوقتاً تاکید کی جاتی ہے۔ میں ان سب چندوں کے نام اور ان کی مختصر تفصیل دینا چاہتا تھا مگر مضمون کے طویل ہو جانے کے خوف سے ایسا نہیں کر پا رہا۔ میری کتاب ”قادیانیت سے اسلام تک“ میں جرمی کے معروف سابق احمدی جناب شیخ راجیل احمد صاحب کے قبول اسلام کے مضمون میں ان سب چندوں کی تفصیل آگئی ہے۔ اگر کوئی احمدی دوست اس مضمون کو پڑھنے میں دلچسپی رکھتے ہوں تو براہ کرم مجھے خط لکھ دیں۔ میں انہیں یہ کتاب تھکے پیش کرتے ہوئے خوشی محسوس کروں گا۔

آخر میں، میں احمدی دوستوں سے ایک نہایت ضروری بات کرنا چاہتا ہوں:

مرزا صاحب اپنی کتاب میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

(197) ”قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يبعث لهذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها. (رواه ابوداؤد) یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس امت کے لیے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اس کے لیے دین کو تازہ کرے گا۔“

(ھیضہ الوحی ص 193 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 200 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 442 پر)

مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں چودھویں صدی کا مجدد ہوں۔ اور چونکہ آخری زمانہ جس میں آخری مجدد کو آنا تھا، یہی صدی ہے، اس لیے میں مسیح موعود بھی ہوں۔ لیکن اب چودھویں صدی

ختم ہو کر پندرہویں صدی شروع ہو گئی ہے۔ اس لیے ارشاد نبوی کے مطابق اس صدی میں بھی کسی مجدد کا آنا ضروری ہے اور مرزا غلام احمد صاحب کا یہ دعویٰ کہ چونکہ وہ چودھویں صدی کے مجدد ہیں اس لیے مسیح موعود بھی ہیں، غلط ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ مسیح موعود تو آخری مجدد ہوگا جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔

راقم السطور ان تمام احباب سے گزارش کرتا ہے جنہوں نے غلط فہمی سے مرزا صاحب کو مسیح موعود مان لیا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں غور فرمائیں:

□ آیا نئی صدی کے لیے کوئی مجدد آئے گا یا نہیں؟

□ اگر آئے گا اور ضرور آئے گا تو مرزا صاحب آخری مجدد نہ ہوئے؟

اور جب زمانے نے ثابت کر دیا کہ وہ آخری مجدد نہیں تو مسیح موعود بھی نہ ہوئے کیونکہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(198) ”یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔“

(ہیئتہ الوحی ص 193 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 201 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 443 پر)
اور جب مسیح موعود نہ ہوئے تو نبی بھی نہ ہوئے۔

احمدی دوستو!

میں نے بڑے اخلاص اور درد دل کے ساتھ آپ کے سامنے چند گزارشات پیش کی ہیں۔ ان کا ماننا یا نہ ماننا آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ خدا کے لیے سوچیے! اگر آپ سب احمدی حضرات، مرزا صاحب تو کیا بلکہ اس سے بھی کہیں ادنیٰ شخص کو نبی، رسول یا خدا تسلیم کر لیں تو اس سے ہمارا کیا نقصان ہے؟ کروڑوں لوگ دنیا میں اس سے زیادہ اسلام کو نقصان پہنچانے اور اس کی مقدس شخصیات کی توہین کرنے والے موجود ہیں۔ ان میں چند لاکھ کا اور اضافہ سہی۔ سو جس کا جی چاہے مان لے، جو چاہے نہ مانے، جو مان لے گا تو اس میں اس کا اپنا فائدہ ہے اور جو نہیں مانے گا، اُس کے انکار سے اللہ کا کوئی نقصان نہ ہوگا، ہاں اس کا اپنا ہی نقصان ہوگا اور اس کا علم اسے اس روز ہوگا جس دن وہ ندامت سے کف افسوس ملے گا اور حق کا انکار کرنے والا کہے گا ”اے کاش میں مٹی ہوتا“ (تاکہ عذاب سے بچ جاتا) یاد رکھیے! ہر شخص کو جلد ہی اپنی قبر میں جانا اور اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتنا ہے۔ خدا کی قسم! ہم خون کے آنسو روتے ہیں جب ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا بھائی یا دوست شخص دنیاوی مفاد کی خاطر ہم سے کٹ کر الگ ہو گیا ہے۔ خدا کے لیے اپنی جانوں اور ایمانوں پر رحم کریں اور اس تحریر

بالخصوص حوالہ جات کو ہر قسم کے تعصب، ضد یا خود غرضی سے علیحدہ ہو کر دیکھیں، پڑھیں، سوچیں اور پھر اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ کہیں آپ صراطِ مستقیم سے ہٹ تو نہیں گئے؟ اس کتاب میں موجود مختلف حوالہ جات کی عکسی نقول من و عن اصل کتب سے پیش خدمت ہیں۔ احمدی دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ مذکورہ بالا حوالہ جات کی تصدیق کے لیے مرزا صاحب کی اصل کتب تک خود رسائی حاصل کریں اور سیاق و سباق کے ساتھ ان حوالہ جات کا مطالعہ کریں تاکہ آپ کسی بہتر نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ. (الرعد: 11)

مولانا ظفر علی خاں نے اس آیت کا کیا خوب منظوم ترجمہ فرمایا ہے۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی

نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

اولاً تو آپ کو محسوس ہونا چاہیے کہ آپ کے عقائد و نظریات ملت اسلامیہ کے سوا ارب مسلمانوں کے عقائد و نظریات سے یکسر مختلف ہیں، وہ بقول مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ کے، آپ کے وجود کو اپنی ملی اجتماعیت کے لیے ایک چیلنج خیال کرتے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ آپ ان حدود تک محدود رہیں جو بین الاقوامی حیثیت سے متعین ہیں کہ کسی بھی اقلیت کو اکثریت کی اجتماعی حیثیت کے لیے چیلنج نہیں بننا چاہیے اور اس کے اساسی معتقدات کے خلاف توہین آمیز جسارت نہیں کرنا چاہیے۔

آپ کے اپنے جذبات بھی یہی ہیں کہ آپ اپنے مقدسین کے خلاف کسی ایسی بات کو گوارا نہیں کرتے جو آپ کے نزدیک ان کی توہین کا باعث ہو۔ چنانچہ آپ نے ماضی قریب میں کئی ایک کتابیں مثلاً ”قادیانی راسپونڈینوں کے عبرتناک انجام، ”شہرِ سدوم“ اور ”تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق“ کو حکومت پاکستان سے ضبط کروایا ہے جس میں خود احمدیوں کے بہت سے افراد نے موکد بعداب حلف اٹھا کر آپ کے خلیفہ صاحبان اور دیگر اہم شخصیات کے بارے میں بعض ناقابل ذکر باتیں کہی ہیں۔ اگر آپ مرزا صاحب یا اپنے خلیفہ صاحب کی شان کے خلاف کسی کتاب کو برداشت نہیں کر سکتے اور اسے ضبط کروائے بغیر آپ چین کی زندگی بسر نہیں کر سکتے تو مسلمانوں کے بارے میں آپ کیوں یہ رائے قائم رکھے ہوئے ہیں کہ وہ اپنی جانوں اور اولادوں سے ارب ہا گنا (بلکہ اُن گنت گنا زیادہ) محبوب و محترم، ذاتِ بابرکات کے خلاف کسی ناپاک جسارت کو برداشت کر سکتے ہیں۔

میری احمدی دوستوں سے مخلصانہ گزارش ہے کہ وہ پاکستان میں رہتے ہوئے کم از کم اتنا تو کریں کہ مسلمانوں کی غیرت کو چیلنج نہ دیں اور ایسے اشتعال انگیز حالات از خود پیدا نہ کریں کہ ان کے خلاف نفرت انگیزی عام ہو۔ ہم کسی بھی ایسی تحریک یا کوشش کو جائز نہیں خیال کرتے جو قانون شکنی پر منتج ہو لیکن اس میں ہماری (بحیثیت اکثریت کے) ذمہ داری کے ساتھ ساتھ احمدیوں پر بھی کچھ پابندیاں اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور انھیں ان سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

آخر میں احمدی دوست پوچھ سکتے ہیں کہ اب انہیں کیا کرنا چاہیے؟ میں ان کی خدمت میں بڑے احترام کے ساتھ عرض کروں گا کہ ان کے پاس دوراستے ہیں۔

آپ حضرات صرف اسی نکتہ پر سوچنے پر اکتفا نہ کیجئے کہ مرزا غلام احمد صاحب آپ کے نبی یا مجدد ہیں۔ اس لئے ان کا لکھا ہوا ایک ایک لفظ حرف مقدس ہے بلکہ آپ انتہائی غیر جانبداری، خالی ذہن، ٹھنڈے دل اور انصاف کی نظر سے مرزا غلام احمد صاحب کی تعلیمات اور عقائد پر از سر نو غور کریں اور بغیر کسی دباؤ، لالچ، ترغیب اور خوف کے صرف اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق صراط مستقیم اختیار کریں۔ خدا نے عقل و شعور اس لیے دیا ہے کہ اسے استعمال کر کے سچ اور جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ اسلام کہتا ہے: ”العقل اصل دینی“ عقل دین کی جڑ ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”حکمت کو اخذ کر لو تو کچھ حرج نہیں، خواہ وہ کسی بھی ذہن کی پیداوار ہو۔“ مزید ارشاد فرمایا: ”عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں اور گھمنڈ سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں۔“ قرآن مجید میں ہے: ”یقیناً خدا کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ گونگے بہرے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔“ اور جو کسی نے ایمان کی روشنی پر چلنے سے انکار کیا، اس کا سارا کارنامہ زندگی ضائع ہو جائے گا اور آخرت میں وہ دیوالیہ ہوگا۔“ براہ کرم جماعت احمدیہ کے عقائد سے صدق نیت کے ساتھ کنارہ کش ہو کر حضور رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن شفاعت میں پناہ کے طلب گار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ شان کریں آپ کے آنسو موتی سمجھ کر چن لے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: الحق احق ان یتبع (یونس: 35) مطلب یہ کہ حق ہی اس لائق ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، باطل تو ترک کر دینے ہی کے لائق ہے۔ اسلام ہی وہ سچا دین ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ آپ مسلمانوں کی متاع گم شدہ ہیں۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر واپس آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ آپ بد قسمتی سے بھٹک گئے۔ آپ احمدیت کو ”اسلام“ سمجھ کر اس کے دام فریب میں آ گئے۔ لیکن ابھی مہلت ہے اور رحمت خداوندی کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ دیکھئے! یہ

دنیاوی زندگی نہایت مختصر اور فانی ہے۔ نجانے زندگی کا سفینہ کب ڈوب جائے، موت کا فرشتہ پروانہ لے کر آجائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ آخرت میں اعمال کی کمی بیشی پر شاید معافی ہو سکتی ہو لیکن غلط عقیدہ کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بقول شخصے ”جو شخص سچائی کی حفاظت کے لیے قدم نہیں اٹھاتا، وہ سچائی کا انکار کرتا ہے۔“ انسان تمام دنیا کو حاصل کر لے مگر وہ اپنا ایمان ضائع کر دے تو کیا فائدہ؟ ایمان دونوں جہاں میں فلاح و کامرانی کی ضمانت ہے۔ اپنے ایمان کی حفاظت کریں اور باطل عقائد نظریات کی بناء پر اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔ اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ آپ صدق دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر اپنی ہدایت کی دعا مانگیں۔ اس کے غفور و کریم کا سمندر غیر محدود ہے۔ ان شاء اللہ اس کی رحمت آپ کو اپنی آغوش میں لے لے گی۔ بشرطیکہ آپ اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کریں۔ طلب اگر صادق ہو تو انسان منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے۔

دوسری بات جیسا کہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ احمدیت، اسلام کے متوازی ایک نیا خود ساختہ مذہب، نبوت محمدیہ کے متوازی ایک نئی جعلی نبوت، قرآن کریم کے متوازی نئی جھوٹی وحی، اسلامی شعائر کے متوازی بے اساس احمدی شعائر، امت محمدیہ کے متوازی ایک نئی مصنوعی امت، مکہ مکرمہ کے مقابلہ میں سیلف میڈ (Self-Made) مکہ المسیح، مدینہ منورہ کے مقابلہ میں مدینہ المسیح، حقیقی اسلامی حج کے مقابلہ میں ظلی حج، اسلامی خلافت کے مقابلہ میں خانہ ساز خلافت، امہات المؤمنینؓ کے مقابلہ میں احمدیہ ام المؤمنین، صحابہ کرامؓ کے مقابلہ میں مرزا صاحب کے ساتھی صحابہ کرام، جنت البقیع کے مقابلہ میں بہشتی مقبرہ، اہل بیتؑ کے مقابلہ میں مرزا صاحب کا خاندان اہل بیت ہے۔ خدارا! اپنی حالت زار پر رحم کیجیے! جہاں ایک نئی نبوت کھڑی کرنے کا اتنا زبردست اور منظم اہتمام کیا ہے، وہاں تھوڑی سی زحمت مزید گوارا کیجیے اور اسلامی مروجہ اصطلاحات کے بجائے نئی اصطلاحات بھی تراش لیجئے۔ مسلمانوں پر ترس کھاتے ہوئے ان کی دل آزاری نہ کریں۔ اسلامی مقدس شخصیات اور شعائر اسلامی کو پامال نہ کریں اور نہ اس کا حصہ بنیں۔

بعض احمدی دوستوں کو یہ شکایت ہے کہ مسلمان ان کے ساتھ سخت رویہ رکھتے ہیں۔ ان کا سماجی بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ انہیں مسلمانوں کے شادی بیاہ اور جنازوں میں شریک نہیں ہونے دیا جاتا۔ بعض دفعہ معاملہ لڑائی جھگڑے تک پہنچ جاتا ہے۔ اس بنا پر احمدی دوست خود کو مظلوم اور ستم رسیدہ قرار دینے کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں۔ ہمارے جدید تعلیم یافتہ طبقے کو خاص طور پر مخاطب بنا کر رواداری، روشن خیالی اور برداشت کے نام پر ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہیں۔

ہیومن رائٹس کمیشن، ایمنسٹی انٹرنیشنل، یورپی ممالک اور بالخصوص امریکہ کی طرف سے اکثر یہ ہدایات اور سفارشات آتی رہتی ہیں کہ احمدیوں کے تمام رویوں اور جملہ سرگرمیوں کو برداشت کیا جائے اور ان پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ لگائی جائے کیونکہ یہ آزادی اظہار کے خلاف ہے۔

میں بڑے احترام کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ خود احمدیوں کا پیدا کردہ ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بسنے والے احمدیوں کی جان، مال اور عزت کا اخلاقی اور سماجی تحفظ، آئین پاکستان کی شقوں کے مطابق ہونا چاہیے۔ پاکستان کے ہر شہری اور بالخصوص حکومت کا فرض منصبی ہے کہ وہ ختم نبوت کے حوالے سے منظور شدہ پارلیمانی ترامیم، آرڈیننسوں اور اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا احترام کرے اور کروائے۔ آئین اور عدالتی فیصلوں کی اعتباریت کو برقرار رکھنا، آئین کی بالا دستی اور قانون کی عملداری پر یقین رکھنے والے ہر مہذب شہری کا فرض ہے۔ کوئی مسلمان ہو یا ”احمدی“ کسی بھی شہری کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دی جاسکتی اور نہ ہی کسی شہری کو جمہوری تقاضوں اور پارلیمانی روایات کے مطابق مسلمہ اور منظور شدہ شقوں کا تمسخر اڑانے کا حق حاصل ہے۔ وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں 7 ستمبر 1974ء کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے (مسلمانوں اور احمدیوں کا تفصیلی موقف سننے کے بعد) احمدیوں کو ان کے عقائد کی بنا پر متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ احمدی حضرات آئین پاکستان کی اس شق کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں بلکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور باقی لوگ (اہل اسلام) غیر مسلم ہیں کیونکہ وہ ایک نئے نبی (مرزا غلام احمد صاحب) کی نبوت کے منکر ہیں۔ دراصل ان کا یہ دعویٰ ہی فساد کا باعث بنا اور فتنے کے دروازے کھولتا ہے۔ جو شخص پاکستان کے آئین کو تسلیم نہیں کرتا، اس کے تحت متعین کی گئی اپنی حیثیت کو نہیں مانتا، اصولی طور پر وہ آئین کے اندر دیئے گئے اپنے حقوق کا مطالبہ بھی نہیں کر سکتا۔ یہ بات ہر احمدی دوست کو اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ مسلمان، احمدیوں سے جو اختلاف رکھتے ہیں، وہ ان کے خلاف تعصب، تنگ نظری، عناد یا کسی اور بنیاد پر نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب مکرّم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت، عقیدت اور آخری آسمانی کتاب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین کردہ مقام محمدیت ﷺ کے نتیجہ میں ہے۔

ہزار بار بشوئم دہن بہ مشک و گلاب

ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

حضور خاتم النبیین علیہ التحیہ و التّناء سے لامحدود اور غیر مشروط محبت و احترام ہر مسلمان

کے ایمان کی بنیاد ہے۔ وہ جب تک نبی کریم ﷺ کو اپنے والدین، اولاد، عزیز رشتہ دار، دولت و کاروبار حتیٰ کہ خود اپنی جان سے زیادہ عزیز ترین نہ جانے، مسلمان نہیں کہلوا سکتا۔ اس سے ذرہ برابر روگردانی، رتی بھر انحراف، معمولی لاپرواہی اور ادنیٰ سی بے توجہی بھی ایک مسلمان کو احسن تقویم کی چوٹیوں سے اٹھا کر اسفل السافلین کی اتھاہ گہرائیوں میں گرا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی کج فہم، کج نظر اور کج فکر مسلمانوں کے مرکز نگاہ اور محبوب ترین شخصیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان میں ادنیٰ سی بھی توہین کرتا ہے تو غیرت و حمیت سے سرشار مسلمان کا تو تذکرہ ہی کیا بلکہ ایک عام مسلمان کا بھی خون کھول اٹھتا اور اس کے رگ و پے میں لاوا سا دوڑنے لگتا ہے۔ دیکھتی آنکھوں اس کا وجود غیظ و غضب کی کڑکتی بجلیوں کا روپ دھار لیتا ہے اور اسے اس وقت تک کسی پہلو قرار نہیں آتا جب تک وہ شاتم رسول کے ناپاک اور غلیظ وجود سے اس دھرتی کو پاک نہیں کر لیتا۔ اس ہدف تک رسائی کے لیے وہ رات دن بے تاب رہتا ہے۔ اس جاں گسل مہم کو سر کرنے کے لیے چاہے اسے لاکھ چٹائیں اور خون کے ان گنت سمندر ہی کیوں نہ عبور کرنا پڑیں، اس کے بے قابو جذبوں، ناقابل تسخیر جنوں اور کھسار صفت اخلاص و وفا کے سامنے کفر کی ہر طاقت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ راہِ محبت کا یہ راہی اور لشکرِ عشق کا یہ سپاہی جانتا ہے کہ اس کی یہ جدوجہد ہی حاصل زندگی ہے، اسی میں اس کی بقا ہے اور یہ کہ یہ رہگور شفاعت محمدی ﷺ کی طرف اور یہ راستہ اللہ کی خوشنودی کی طرف جاتا ہے۔

خود سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بیج نے اپنے نافذ العمل فیصلہ میں لکھا:

(199) ”ہر مسلمان کے لیے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرمؐ کے ساتھ اپنے بچوں،

خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔“ (”صحیح بخاری“

”کتاب الایمان“، ”باب حب الرسول من الایمان“) کیا ایسی صورت میں کوئی کسی

مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا دل آزار مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے

تخلیق کیا ہے سنے، پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟

”ہمیں اس پس منظر میں احمدیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر احمدیوں کے

علانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس رد عمل کے بارے میں سوچنا چاہیے، جس کا اظہار

مسلمانوں کی طرف سے ہو سکتا تھا۔ اس لیے اگر کسی احمدی کو انتظامیہ کی طرف سے یا

قانوناً شعائر اسلام کا علانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ

اقدام اس کی شکل میں ایک اور ”رشدی“ (یعنی گستاخ رسول ملعون سلمان رشدی) تخلیق

کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ رد عمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی احمدی سرعام کسی پلے کارڈ، بیج یا پومٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائش دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ علانیہ رسول اکرمؐ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز نقض امن عامہ کا موجب بن سکتی ہے، جس کے نتیجے میں جان و مال کا نقصان ہو سکتا ہے۔“

(ظہیر الدین بنام سرکار 1718 SCMR 1993ء) (عکس صفحہ 445 پر)

میریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں مزید لکھا:

(200) ”ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ احمدیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کے لیے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لیے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں۔“

(ظہیر الدین بنام سرکار 1718 SCMR 1993ء) (عکس صفحہ 447 پر)

احمدی دوستو!

آخر میں، میں آپ کا تہ دل سے ممنون ہوں کہ آپ نے میری درد مندانه، ہمدردانه اور مخلصانہ گزارشات نہایت توجہ سے ملاحظہ فرمائیں۔ امید ہے آپ مذکورہ بالا تمام حقائق و واقعات پر غور و فکر فرمائیں گے۔ اس تحریر میں موجود کسی بھی حوالہ کی مزید تصدیق کے لیے آپ مجھے براہ راست خط لکھ کر اصل عکس منگوا سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی مکمل تسلی و تسفی کے لیے ہر ممکن کوشش کروں گا۔ مزید آپ سے درخواست ہے کہ آپ کسی دن چناب نگر (ربوہ) کی مرکزی خلافت لاہور میں جا کر اس کتاب میں موجود تمام حوالہ جات کو سیاق و سباق کے ساتھ چیک کریں اور پھر اس تحریر کے غلط یا درست ہونے کا فیصلہ بغیر کسی تعصب کے اپنے ضمیر سے لیں۔ کیونکہ بقول مرزا صاحب ”تعصب ایک ایسی بلا ہے جو غور کرنے نہیں دیتا“ (چشمہ معرفت ص 68 مندرجہ روحانی خزائن

ج 23 ص 436) ان شاء اللہ آپ صحیح فیصلہ پر پہنچیں گے۔ لہذا جان بوجھ کر اپنی عاقبت تباہ نہ کریں اور اس کتاب میں موجود حوالہ جات کو غور سے دیکھیں، جہاں آپ کو کوئی شبہ پیش آئے، اسے دریافت کریں، جواب دینے کے لیے میں حاضر ہوں، جو حضرات آپ کو ان حوالہ جات کے دیکھنے سے منع کریں، انہیں اپنا دشمن سمجھیں اور یقین کر لیں کہ وہ آپ کو راہ حق دیکھنے سے روکتے ہیں اور اندھا بنا کر جہنم میں گرانا چاہتے ہیں، جبکہ ہم غلو ص دل سے آپ کے ایمان کی خیر خواہی چاہتے ہیں۔ یہاں ایک بات خوب ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ وہ بد نصیب جس کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا اہل فیصلہ ہے کہ اس کی مغفرت نہیں ہوگی۔ لیکن ایک صاحب ایمان خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو، توبہ سے اس کی مغفرت یقینی ہے۔ دوران مطالعہ اگر کسی لفظ سے آپ کی کوئی دل آزاری ہوئی ہو تو معذرت خواہ ہوں۔ میں آپ کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صراط مستقیم پر چلنے اور حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن اقدس سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آخر میں قبول حق کے سلسلہ میں مرزا صاحب کی ایک اہم تحریر ملاحظہ فرمائیں۔

(201) ”یہودی لوگ جو مورد لعنت ہو کر بندر اور سور ہو گئے تھے۔ ان کی نسبت بھی تو بعض تفسیروں میں یہی لکھا ہے کہ بظاہر وہ انسان ہی تھے لیکن ان کی باطنی حالت بندروں اور سوروں کی طرح ہو گئی تھی اور حق کے قبول کرنے کی توفیق ان سے سلب ہو گئی تھی اور مسخ شدہ لوگوں کی یہی تو علامت ہے کہ اگر حق کھل بھی جائے تو اس کو قبول نہیں کر سکتے۔“

(مجموعہ اشتہارات ج اول ص 397 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 448 پر)

جب کھل گئی بطالت پھر اس کو چھوڑ دینا
نیکیوں کی ہے یہ سیرت، راہ ہدیٰ یہی ہے



حوالہ جات کے عکسی ثبوت

نقل نائیل ناراڈل

حصہ اول

ازالہ اوہام

تیسرا باب من سئل فی ذلک فاعلم انہ

الحمد والمنت کہ ماہ مبارک ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ کتاب

جلح معارف قرآنی و شجاع اسرار کلام ربانی از

تالیفات مرسل یزدانی و مامور رحمانی

جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

مطبعہ امیر سید محمد علی شاہ صاحب شکر آباد
مطبعہ امیر سید محمد علی شاہ صاحب شکر آباد

قیمت فی جلد ۱۰۰

تعداد جلد ۱۰۰

حصہ دوم

ازالہ اوہام

(۱۹) انیسویں آیت یہ ہے وما ارسلنا قبلك من المرسلين الا انهم ياكلون
الطعام ويمشون فلكا سواق (الجزو نمبر ۱۰، سورۃ الفرقان یعنی ہم نے تجھ سے پہلے جس
قدر ریل بھیجی ہے وہ سب کھانا کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں پھرتے تھے۔ اور
پہلے ہم نبی قرآنی ثابت کیے چکے ہیں کہ نبوی حیات کے لوازم میں سے طعام کا کھانا ہے
سو چونکہ وہ اب تمام نبی طعام نہیں کھاتے لہذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بوقت
ہو چکے ہیں جن میں بوجہ کہہ صحیح بھی داخل ہے۔

(۲۰) بیسویں آیت یہ ہے والذین يدعون من دون الله لا يخلقون شيئا وهم
يخلقون اموات غير احياء وما يشعرون ايما يبعثون (سورۃ النحل الجزو نمبر ۱۰)
یعنی جو لوگ بغیر اللہ کے پرستش کئے جاتے اور پکارے جلتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا
نہیں کر سکتے بلکہ آپ پیدا شدہ ہیں۔ مرچکے ہیں زندہ بھی تو نہیں ہیں اور نہیں جانتے
کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ دیکھو یہ آیتیں کس قدر صراحت کے معنی اور ان سب
انسانوں کی وفات پر دلالت کر رہی ہیں جن کو یہود اور نصاریٰ اور بعض فرقے عرب کے
اپنا مسبود ٹھہراتے تھے اور ان سے دعائیں مانگتے تھے۔ اگر اب بھی آپ لوگ مع
ابن مریم کی وفات کے قائل نہیں ہوتے تو سیدھے یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ہمیں
تسراں کریم کے ملنے میں کام ہے۔ قرآن کریم کی آیتیں سنگر پھرویں ٹھہر
نہ جانا کیا ایسا تداروں کا کام ہے۔

(۲۱) اکیسویں آیت یہ ہے ما كان محمد اباً احد من رجالكم ولكن رسول الله
وخاتم النبیین یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر
وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صراحت دلالت کر رہی ہے
کہ بعد کار سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ پس اس سے
بھی بختم و صراحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں آئیں گے۔ کیونکہ

۱۰ الفرقان: ۲۱، النحل: ۲۰-۲۱، احزاب: ۴۱

حما متنا تطير بوليش شوق وفي منقارها تحف السلام
الى وطن النبي حبيب بتي وسيد رسله خيرا الانام

الرسالة

اللطيفة المشتملة على معارف القرآن ودقائقه المسماة

حمامة البشري

الى
اهل مكة وصلحاء أم القرى

لحضرة احمد المسيح الموعود والمهدي المعهود

عليه وعلى مطاعه الصلوة والسلام

الطبعة الاولى في رجب سنة ١٣١١ الهجرية

فی حدیث ذکر رفع المسیح حیاً بجسده العنصری بل نجد ذکر وفاة
المسیح فی البخاری والطبری وغیرهما من کتب الحدیث، فلیرجع الی
تلك الكتب من كان من المرتابین۔

واما ذکر نزول عیسیٰ ابن مریم فما کان مؤمن ان یحمل هذا الاسم
المذکور فی الاحادیث علی ظاهر معناه، لانه یخالف قول الله عز وجل
ما کان محمداً اباً احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین، اول تعلم
ان الرب الرحیم المتفضل سخی نبیاً صلی الله علیه وسلم خاتم الانبیاء
بغير استثناء، وفسره نبیناً فی قوله لا نبی بعدی بیکان واضح للطالبن،
ولو جوزنا ظهور نبی بعد نبی صلی الله علیه وسلم لجوزنا انفتاح باب وحی النبوة
بعد تغلیقها وهذا یخلف کما لا یخفى علی المسلمین، وکیف یجئ نبی بعد رسولنا
صلی الله علیه وسلم وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم الله به النبیین، انعقد
کتیر من الجاهلین۔

واما الاختلافات التي توجد فی هذه الاحادیث فلا یخفى علی مهرة الفن تفصیلاً،
وقد ذکرنا شظراً منها فی رسالتنا "الازالة" فلیرجع الطالب الیهما۔ وقد جاء فی حدیث
ان المسیح والمهدی یحیاان فی زمن واحد، وجاء فی حدیث آخر انه لا مهدي
الا عیسی، وجاء فی حدیث ان المسیح والمهدی یتلقیان ویشاور المهدی المسیح
فی مهمات الخلافة ویكون زمانهما زماناً واحداً، وفی حدیث آخر ان المهدی یبعث
فی وسط قرون هذه الأمة والمسیح یزل فی آخرها، وفی حدیث من البخاری ان
المسیح یجئ حکماً عدلاً فیکسر الصلیب، یعنی یجئ فی وقت غلبة عبدة الصلیب
فیکسر شوكة الصلیب ویقتل خنازیر النصارى، وفی حدیث آخر انه یجئ فی وقت
غلبة الدجال علی وجه الارض فیقتله بحر بته۔ فاعلم ان هذا المقام مقام حیرة
وتعجب للناظرین۔ تفصیله ان یجئ المسیح نکسر صلیب النصارى وقتل
خنازیرهم یشهد بصوت عال علی ان المسیح الموعود لا یجئ الا فی وقت غلبة النصارى

۱۲۷

ان هذا الكتاب يدفع وساوس الخناس - وفيه
شفاء للناس - وهو يهب المسكينة
ويجلب الكروب - وسميته -

تزيان القلبوب

تصنيف

امام رباني حضرت ميرزا غلام احمد صاحب قساوياني
مسيح موعود و مهدي مسعود عليه الصلوة والسلام -

۴۷۹

جسپر بحال و تمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو۔ وہ خاتم الاولاد ہو۔ یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔ اب یاد رہے کہ اس بندہ حضرت احدیت کی پیدائش جسمانی اس پیشگوئی کے مطابق بھی ہوئی۔ یعنی میں تو ام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور یہ الہام کہ یا آدم اسکن انت و زوجک الجنة جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے۔ اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام جنت تھا۔ اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہو گئی تھی۔ غرض چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام اور الہام میں مجھے آدم صفی اللہ سے مشابہت دی تو یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ اس قانون قدرت کے مطابق جو مراتب وجود دوریہ میں حکیم مطلق کی طرف سے چلا آتا ہے۔ مجھے آدم کی خواہر طبیعت اور واقعات کے مناسب حال پیدا کیا گیا ہو۔ چنانچہ وہ واقعات جو حضرت آدم پر گذرے۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش زوج کے طور پر تھی۔ یعنی ایک مرد اور ایک عورت ساتھ تھی۔ اور اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی۔ یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا۔ اور میں اُن کیلئے خاتم الاولاد تھا۔ اور یہ میری پیدائش کی وہ طرز ہے جس کو بعض اہل کشف نے مہدی خاتم الولاہت کی علامتوں میں سے لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ آخری مہدی جس کی وفات کے بعد اور کوئی مہدی پیدا نہیں ہوگا۔ خدا سے براہ راست

۴۵۱

مجموعہ اشہارات
حضرت مسیح موعود علیہ السلام
جلد اول

از ۱۸۶۸ء تا ۱۸۹۳ء

النشئة
الشركة الإسلامية ربوة

(۶۰)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَدَنًا وَنَصَلَهُ بِرَسُولِهِ الْكَرِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَنَصَلَهُ بِرَسُولِهِ الْكَرِیْمِ

ایک عاجز مسافر کا اشتہار قابل توجہ جمیع مسلمانان انصاف شعراء و حضرات علیٰ نامدار

اسے خزانِ مومنین اے بروردانِ مکتلتے دہلی و متوطنانِ ایں سرزمین !!! بعد سلام
مسمون و دوائے درویشانِ آپ سب و اجوں پر و افواجِ بوجہ کہ اس وقت یہ حقیر غریب الوطن
چند صغیر کے لئے آپ کے اس شہر میں مقیم ہے اور اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر کے
بعض اہل علم و ادب میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوتِ کا مدعی طائفہ کا منکر
پرست و دوزخ کا اٹھارہ ایسا زماں و تیسویں اور بیادہ القدر اور مجربات اور مطاب
توی سے بچا منکر ہے۔ ہذا میں اظہارِ الحق عام و خاص اور تمام بندگوں کی خدمت میں گہر
کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء ہے۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ مجربات اور
طائفہ اور بیادہ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قابل ہوں جو اسلامی عقائد
میں داخل ہیں۔ اور ویسا کہ پہنچتے جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو ماننا ہوں۔
چنانچہ اور حدیث کی رو سے مسلم نسوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم تمام المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کا کاتب

اور کافسہ جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وہی رسالت حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ امنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ و البعث بعد الموت و امنت بکتاب اللہ العظیم القرآن الکریم۔ و اتبعت افضل رسل اللہ و خاتمہ انبیاء اللہ محمدہ المصطفیٰ و انا من المسلمین۔ و اشہدان لا الہ الا اللہ و ہدانا لاشریک لہ و اشہد ان محمدنا عبدہ و رسولہ۔ رب ارحم الراحمین۔ سننا و توخنی مسلما و حشرنی فی عبادک المسلمین۔ و انت تعلم ما فی نفسی و لا یعلم غیرک و انت خیر الشاہدین۔ اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے اور خداوند عظیم بیع اول شہدین ہے کہ میں ان تمامہ قائمہ کو ماننا ہوں جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان نسیم کیا جاتا ہے اور جن پر ایمان لانے سے ایک غیر مذہب کا آدمی بھی مغان مسلمان کہنے لگتا ہے۔ میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں درج ہیں اور مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں۔ بلکہ مجھے تو فقط مشیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے جس طرح محدثیت نبوت سے منشا بہت اسی ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے اشد درجہ کی مناسبت کہتی ہے۔ غرض میں ایک مسلمان ہوں۔ ایہا المسلمون انا مکرم و اما مکرم حکم ہمارا اللہ تعالیٰ خلاصہ کلام یہ کہ میں محدث اللہ ہوں اور باور من اللہ ہوں اور ہاں نہہ مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں جو صدی چار و ہم کے لئے مسیح ابن مریم کی نعمت اور رنگ میں مجبور و بجا ہو کر رب السلوٰت و الارض کی طرف سے آیا ہوں۔ جیسا کہ تمہاری نہیں ہوں۔ و قد خاب من افتونے۔ خدا تعالیٰ نے دنیا پر نقطہ کی اور اس کو ظلمت میں پایا اور صلحت عباد کے لئے ایک اپنے عاجز بندہ کو خاص کر دیا۔ کیا تمہیں اس سے کچھ تعجب ہے کہ وعدہ کے موافق صدی کے سر پر ایک عہدہ بھیجا گیا اور جس نبی کے رنگ میں چاہا۔

مجموعہ اشہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام
جلد دوم

از ۱۸۹۳ء تا ۱۸۹۷ء

النشۃ
الشركة الإسلامية ربوہ

سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی میعاد اثر مہابہ کی ایک برس دکھا ہے۔ اں یہ نکا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے وہی پاک اپنے مہابہ کا اثر بہت جلد مباحثین پر وارد ہونے والا بیان فرمایا ہے۔ سو اس سے برس کی میعاد مفسوخ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حدیث میں جو ایک برس کی قید ہے اس سے بھی یہ مراد نہیں ہے کہ برس کا پورا گزر جانا ضروری ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ برس کے اندر عذاب نازل ہو۔ گو دو ٹمنٹ کے بعد نازل ہو جائے۔ سو میں بھی اس بات پر مند نہیں کرتا کہ ضرور برس پیدا ہو جائے۔ شاید خدا تعالیٰ بہت جلد اس تکفیر اور نکتہ زب کی پاداش میں آسمانی عذاب نازل کرے۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ برس کے کس حصہ میں عذاب نازل ہوگا۔ آیا ابتدا میں یا درمیان میں یا اخیر میں۔ اور میں مامود ہوں کہ مہابہ کے لئے برس کی میعاد پیش کروں۔ اور مولوی صاحب موصوف اور ہر ایک شخص خوب جانتا ہے کہ برس کی میعاد مستنون ہے۔ کیونکہ لہذا حدیث الحول کا وہ لفظ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلا ہے۔ اگر مہابہ کے لئے فداً عذاب نازل ہوتا مشروط ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حوالی کا لفظ مہابہ سے نہ نکالتے کیونکہ اس صورت میں کلام میں تناقض پیدا ہو جاتا ہے۔

اں یہ بات صحیح اور درست ہے کہ اگر مولوی غلام دستگیر صاحب مہابہ میں لکھتے اور کافر اور مغتری پر مقابلہ مومن اور راستباز کے فوری عذاب نازل ہونا ضروری سمجھتے ہیں تو بہت خوب ہے۔ وہ اپنا فوری عذاب ہم پر نازل کر کے دکھا دیں۔ ان کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ "میں تو نبوت کا مدعی نہیں کہ تا فوری عذاب نازل کروں" ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لکھتے ہیں رَسُوْلُ اللهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وہی نبوت نہیں بلکہ وہی دلالت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتسابع

تذکرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و روایا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی مہرود علیہ السلام

جن کے آنکھ، کان، فہم وغیرہ سب جلتے رہتے ہیں اور حصارہ میں داخل ہیں۔ وہ بھی جہنم میں داخل ہوں گے جو کہ سمجھے ہوئے تو ہیں مگر بعض تعلقات دنیاوی کی وجہ سے وہ قبول نہیں کرتے معلوم ہوتا ہے اس میں کوئی توجیہ ہے اور اس کو ایسی غلطی دکھائی دے گی کہ ترقی ہونے والی ہے اور اللہ کریم کچھ چشم نہائی کر نیوالے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ ہمارے ارادہ میں ہے وہ ہوجکا آب مثل نہیں سکتا۔
(البدیع جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱۰۱)

۱۹۰۲ء "طاہون کا تذکرہ ہو پڑا فرمایا ایک بار مجھے یہ ابھام ہوا تھا کہ خدا قادیان میں نازل ہوگا، اپنے وعدہ کے موافق اور پھر یہ بھی تھا۔"

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
(البدیع جلد ۲ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱۰۱۔ الحکم جلد ۶ نمبر ۳ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ اول)

۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء (الف) "تیسرے خلافت مراد ہوا یا نیکیا آخر کا لفظ ٹھیک یاد نہیں اور یہ بھی پختہ پتہ نہیں کہ یہ ابھام کس امر کے متعلق ہے۔"
(البدیع جلد ۲ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۶)

(ب) "تیسرے خلافت آئندہ ہے"
(الحکم جلد ۶ نمبر ۳ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱)

۷ نومبر ۱۹۰۲ء "۷ نومبر ۱۹۰۲ء کی شام کو میرے دل میں ڈالا گیا کہ ایک قصیدہ مقام تہذیب کے مباحثہ کے متعلق بناؤں"
(اعجاز احمدی صفحہ ۸۹۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۲۰۳)

۱۹۰۲ء
فَقَدْ تَرَفِّي فِي هَذِهِ الصُّورَةِ
بِإِذْنِ رَبِّي كُلَّمَا كَانَ يَحْضُرُ

۱۔ (ترجمہ از مرتب) سوائے سونوں اور نیک عمل کرنے والوں کے۔

۲۔ "هَذَا لِلشُّعْرَيْنِ وَتَعْنِي اللهُ تَعَالَى جَلَّ جَلَّالُهُ" (اعجاز احمدی صفحہ ۳۳۳ ماہ شیبہ۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۱۱۵)
(ترجمہ از مرتب) یہ شعر اللہ تعالیٰ کی وحی ہے۔

پیش طبع اول

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ
الْفَاتِحِينَ

الحمد للہ کہ زندہ کی ضرورت کے موافق بہتوں کو طاعون سے نجات
دینے کے لئے یہ رسالہ بالیغ کیا گیا اور اس کا نام

←

دَافِعُ الْبَلَاءِ وَمُعَيَّرُ أَهْلِ الْأَصْطِفَاءِ

بمقام

قادیان دارالامان

باہتمام حکیم فضل دین صاحب مطبع ضیاء الاسلام

میں چھپا

اپریل ۱۹۰۲ء

تعداد جلد ۵۰۰

تو کچھ تعجب نہیں کہ اس معجزہ نما جانور کی گورنمنٹ جان بخشی کرے۔ اسی طرح عیسائیوں کو چاہیے کہ کلکتہ کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑے گی۔ کیونکہ بڑا ایشیہ برٹش انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے۔ اسی طرح میاں شمس الدین اور انکی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہیے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اور غنٹی البی بخش اگوشٹ جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں اُنکے لئے بھی یہی موقع ہے کہ اپنے الہام سے لاہور کی نسبت پیشگوئی کر کے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں اور مناسب ہے کہ عبدالجبار اور عبدالحق شہزادہ کی نسبت پیشگوئی کر دیں۔ اور چونکہ فرقہ وادہا کی اصل جڑ وٹی ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور محمد حسین وٹی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گی۔ پس اس طرح سے گویا تمام پنجاب اس فہلک مرض سے محفوظ ہو جائے گا۔ اور گورنمنٹ کو بھی صفت میں شک و شبہ ہو جائیگی۔ اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

دور بالاخر یاد ہے کہ اگر یہ تمام لوگ جن میں مسلمانوں کے فہم اور آدمیوں کے ہندت اور عیسائیوں کے پادری داخل ہیں چپ رہے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ سب لوگ جھوٹے ہیں اور ایک دن آنے والا ہے جو قادیان شہر کی طرح چمک کر دکھلاو گی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔ بالاخر میاں شمس الدین صاحب کو یاد ہے کہ آپ نے جو اپنے اشتہار میں آیت امن یحییٰ المضطر لکھی ہے اور اس سے قبولیت دعا کی امید کی ہے۔ یہ امید صحیح نہیں ہے کیونکہ کلام الہی میں لفظ مضطر سے وہ ضرر یافتہ مراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں نہ سزا کے طور پر۔ لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تحت مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ کی دعائیں اس اضطراب کے وقت میں قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہوا اور خدا کے ہاتھ نے ان قوموں کو ہلاک کر دیا۔ اور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

توفیق کے لیے شکر ادا کرو
بے شک اللہ ہی تمہارا نورا
ہو گا

وَعَدَّةٌ لِّفِئَتِي لِيُؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ الرِّزْقَ حَسْبَ عِلْمِهِمُ

خدا کی تعریف اور اس کی تعریف
کے لیے شکر ادا کرو

اسلامی مشن

مجلد (۳۲) (۱۰)

مؤلف

قاضی ریاض احمد صاحب بی۔ او۔ ایل پلیس

نویس

ضلع کانگرہ

دسمبر ۱۹۲۰ء

ریاض احمد ہند پبلس امرتسر میں بہا شیخ نور احمد پبلس

آؤس

قاضی ریاض احمد پبلس نے ڈیپریٹنگ کانگرہ سے شیخ کیا۔

ظاہر ہے کہ بیچ اہل فی سہ انجیٹا اشارے کے ظہور ہے اور بات میں سے ایک دوسرے کی سلامت کنایہ نظر فرمائی گئی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کثافت کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گو یا آپ عدوت میں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ربوبیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا جیسے داسے کے لئے اللہ نے کافی سبب بس جس لوگوں کو میرا وہ رفقہ جو میں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی صحبت میں رکھا تھا اور اس میں اپنی کٹھنی حالت ظاہر کی تھی میرے جنون کی دلیل نظر آتا ہے وہ اپنے ایمان کی فکر کریں اور قرآن کے الفاظ **وَالَّذِينَ آمَنُوا** جہاں وہ جہنم و من وہ نعمنا صلوات اللہ علیہم اجمعین پر اپنے ایمان پہنچیں جہاں اللہ تعالیٰ ڈرنے والے کو دو جنت عطا فرمائے گا اور وعدہ فرماتا ہے بس کی تعریف درمیانی فقرات ہیں۔ بیٹے اون میں چلنے ہو گئے۔ لوگو اور جہاں ہو گئے سرانے ہو گئے دینرو و نیرہ افریہ فرماتا ہے کہ اون دو جنتوں سے دوسرے دو جنت۔ درجی میں بیٹے جیسے سرنے کے بعد اون کو دو جنت میں سے ایسا ہی اسی دینی زندگی میں ہی جنت نہیں گئے اور الفاظ من کان فی حدیہ انجیٹو فی الاطوت علی۔ اس کی تشریح ہے۔

اب یہاں صاحب اور مولانا محمد مسلی صاحب نے فرمائی فرما کر کہ کہیں کہ ان کو دو جنت کون سے ناصل ہیں۔ یہ وہی اعتراض کر دینا تو بڑا آسان ہے خود کسی صنعت کے موصوف بیکر بناویں۔ اب میں مختصر طور پر اون غرابوں اور کٹھنوں کو ظاہر کرتا ہوں جو بطور ہشتنگوئی ظاہر ہوئے اور پونے والے ہیں ایک سال سے زیادہ عرصہ گذرا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پشاور کے گرد کسی سلطان بادشاہ کی چیلر جہاز ہو رہی ہے۔ تمام کچھ معلوم نہ ہوا تھا۔ مگر تاہم میں نے

ایک غلطی کا ازالہ

از:-
حضرت ساجد مومنین علیہ السلام

پبلشر:- ناظر الین و تصنیف
ابوہ صنم جنگ

دومزار

تعداد طبع

عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اسکے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے۔
 جبرئیل اللہ فی حلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلقوں میں (دیکھو براہین احمدیہ
 ص ۵۰۲) پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ
 والذین معہ اشداء علی الکفار۔ چنانچہ بینہم اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا
 اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو ص ۵۰۵ براہین میں درج ہے: "دنیا میں ایک نذیر
 آیا۔ اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں
 اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔ سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرتؐ تو
 خاتم النبیین ہیں۔ پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ
 بیشک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پڑاتا نہیں آسکتا۔ جس طرح سے آپ لوگ
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں آتاتے ہیں اور پھر اس حالت میں انکو نبی بھی
 ملتے ہیں۔ بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرتؐ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بیشک ایسا عقیدہ تو
 معصیت ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث لانیبی
 بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔ لیکن ہم اس قسم کے
 عقاید کے سخت مخالفت ہیں۔ اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ
 ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی
 ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرتؐ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئوں کے دورانے قیامت تک بند کر دیئے گئے۔
 اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو
 ایسی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرۃ صدیقی
 کی کھلی ہے یعنی فتاویٰ الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے

میر سے خاتم حضرت عیسیٰ بن مریم کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دو بار
 دنیا میں آئے گی۔ اور چونکہ وہ بنی میں اس لئے آئے کہ انہیں پر بھی وہی اعتراض ہو گا جو تم پر کیا جاتا ہے یعنی
 یہ کہ خاتم النبیین کی قسم ختمیت ٹوٹ جائے گی۔ مگر تم کہتے ہو کہ خاتم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
 جو در حقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے کیا سے جانا کوئی قرآن کی بات
 نہیں اور نہ اس سے بہر ختمیت ٹوٹتا ہے۔ کیونکہ میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آیت و احقرین
 منہم نقلاً للحق وہم بعدی ہورہے ہیں نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے آج سے میں پر اس
 صلے پر امن مقرر ہے میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دینا
 ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے
 کوئی تفریق نہیں آیا۔ کیونکہ قبل اپنے اصل سے ٹھیکہ نہیں ہوتا۔ اور چونکہ میں صلی اللہ علیہ وسلم ہوں
 صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس طور سے خاتم النبیین کی میر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد
 تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہر حال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی رہے نہ اور کوئی۔ یعنی جب کہ میں برفضی طور
 پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور برزوی رنگ میں تمام کائنات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے
 اٹھنے کلیت میں منکسر ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔
 جہاں تک قبول نہیں کر سکتے تو یوں سمجھ لو کہ ہمدی سورود خلق اور خلق میں ہم رنگ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم ہو گا اور اس کا نام آنجناب کے اسم سے مطابق ہو گا۔ یعنی اس کا نام بھی محمد اور
 احمد ہو گا اور اس کے اہلیت میں سے ہو گا۔ اور بعض حدیثوں میں ہے کہ محمد میں سے ہو گا۔ یعنی
 اللہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ روایت کے دوسرے اسی نبی میں سے نکلا ہو گا اور اسی کی طرح کا
 موجب ہو گا۔ اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلق بیان
 کیا۔ یہاں تک کہ بعض کے نام ایک کر دینے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم اس مورخ کو اپنا برزویاں فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت مورخ کا لیشو ما بفرضا۔ اور ہند
 سکا۔ یہ بات میرے اہلاد کی تاریخ سے ثابت ہو کہ ایک وادی ہماری شریف خاندان سادات اور
 بنی نائل میں سے تھی۔ اسکی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور عرب میں مجھے فرمایا کہ
 سلمان مت اهل البيت علی مشرب الحسین میرا نام سلمان رکھا ہے جو سلم۔ اور
 سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدر ہے کہ در صلح میرے ہاتھ پر ہو گی۔ ایک اندرونی جو اندرونی سخن
 اور مذاکرہ کر دے گا۔ دوسری یہی ہے کہ جو عربی عداوت کے وجود کو پامال کرے اور اسلام کی حکمت

لے الجمعية : ۲

رائیل بیچ بارون

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ فِئْتَنَا حَبِيبًا ذَا الْمُرْسَلِينَ اِنَّهُمْ لَمِنَ الْمُنْجَرِينَ
 وَكَفَانِي مَعًا اَوْحِي اِلَيَّ هَذَا الْوَحْيِ الْمُبَشِّرِ
 قَالَ رَبِّكَ اِنَّهُ لَزُلْزَلَةٌ مِنَ السَّمَاءِ مَا يَرْضِيكَ وَمَا تَسْتَفْزِلُ اِلَّا بِالْمُرْسَلِينَ
 مَا اَرْسَلْنَا نَبِيًّا اِلَّا نَخِيًّا بِرَبِّهِ اِنَّهُ قَوْلُ الْمُؤْمِنِينَ اِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا
 وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ۔ وِبَشِّرِ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِاَنَّ لَهُمُ الْفَتْحَ۔ وَاللَّهُ مَعَهُم
 نُوْرٌ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ اِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ السَّالِكِيْنَ اِلَّا لِيَتَّخِذُوْا اِلٰهًا غَيْرًا
 (در دعویٰ المرسلون)۔

حقیقۃ الوحی

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ کتاب جامع حسین ہر ایک قسم کے
 حقائق اور معارف اور بہت سے آسمانی نشان درج ہیں محض اسی کے
 فضل اور کرم اور خاص اُسکی توفیق اور تائید سے مرتب تا لیف ہو کہ

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام مینچر مطبع کے چھپی

حقیقت الہی

۵۲۱

تشریح

اسکے نور کو نابود نہ کر سکی۔ سو خدا نے جو ہر ایک کام نرہی سے کرتا ہے اس زمانہ کے لئے سب سے پہلے میرا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا کیونکہ ضرور تھا کہ میں اپنے ابتدائی زمانہ میں ابن مریم کی طرح قوم کے ہاتھ سے دکھ اٹھاؤں اور کافرا و ملعون اور دجال کہلاؤں اور عدالتوں میں کھینچا جاؤں سو میرے لئے ابن مریم ہونا پہلا زینہ تھا مگر میں خدا کے دفتر میں صرف عیسیٰ ابن مریم کے نام سے موسوم نہیں بلکہ اور بھی میرے نام ہیں جو آج سے چھبیس برس پہلے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرے ہاتھ سے لکھا دیئے ہیں اور دنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے۔ میں آدم ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحاق ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں اسماعیل ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔

۸۵

میں عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی یہ ورتہ ہی طور پر جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت **جدری اللہ فی حثلہ الانبیاء** فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضرور ہو کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعے سے ظہور ہو۔ مگر خدا نے یہی پسند کیا کہ سب سے پہلے ابن مریم کے صفات مجھ میں ظاہر کرے۔ سو میں نے اپنی قوم سے وہ سب دکھ اٹھائے جو ابن مریم نے یہود سے اٹھائے بلکہ تمام قوموں سے اٹھائے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر پھر خدا نے کہ صلیب کے لئے میرا نام مسیح قائم رکھا تا جس صلیب نے مسیح کو توڑا تھا اور اسکو زخمی کیا تھا دو سے وقت میں مسیح اسکو توڑے مگر آسمانی نشانوں کے ساتھ نہ انسانی ہاتھوں کے ساتھ۔ کیونکہ خدا کے نبی مغلوب نہیں رہ سکتے۔ سو سنہ عیسوی کی بیستویں صدی میں پھر خدا نے ارادہ فرمایا کہ صلیب کے مسیح کے ہاتھ سے مغلوب کرے۔ لیکن جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام ہی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے جس کو رُدر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کر نیوالا اور پرورش کر نیوالا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا بان دونوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں

چه بر بزم من چنین حکم از خدا باشد
 نہ شوق افسر شامی بل ہوا باشد
 کہ ملک ملک زمین با بقا کجا باشد
 کنوں نظر بتاع زمین ہوا باشد
 چرا بجز بلہ این نشیب ہوا باشد
 کہ با من ست قدیر کہ ذوالعلیٰ باشد
 منم محمد و احمد کہ حقیقی باشد
 کہ جنگ او بکلم حق از ہوا باشد
 کنوں بنگرہ عرش جلے ما باشد
 مقام من چمن قدس اصطفیٰ باشد
 دوبارہ از سخن و وعظ من ہوا باشد
 کہ اینکہ لغتہ ام از وحی کبریا باشد
 ہر آنچه از دہش بشنوی بجا باشد
 غرض ز آمدنم در س آقا باشد
 بدین غرض کہ برستی آقا باشد
 کہ در زمان ضلالت از وضیا باشد
 بدرد او ہمہ امراض رادو باشد
 بر بینی اش اگر ت چشم خویش ہوا باشد
 کہ تجلی رحمان ز نقش ہوا باشد
 بدستان برم آن کہ پارسا باشد
 بجاک نیز نمایم کہ در سما باشد

بدین خطاب مرا ہرگز التفات نبود
 بتاج و تخت زمیں آرزو نمیدارم
 مرا بس است کہ ملک سما بدست آید
 حوالتم بفلک کردہ اندر و تختست
 ملک کہ جنت علیاست مسکن و ماوا
 اگر جہاں ہمہ حقیر من کند چرخے ؟
 منم مہر زمان و منم کلیم خدا
 نہ بلیم است کہ بدتر ز بلیم کن ز اول
 از ان طقس سپردیم بروں کہ دنیا نام
 مرا بگلشن رضوان حق شدت گذر
 کمال پائی و صدق و صفا کہ گم شدہ بود
 مرغ از سخنم ایکہ سخت بے خبری
 کسیکہ گم شدہ از خود و نور حق بویست
 نیادم ز پے جنگ کارزار و جہاد
 بجاک ذلت و لعن کسان رضا دادیم
 درون من ہمہ پراز جنت نورست
 بجز ایسری عشق رخس رہائی نیست
 عنایت و کرمش پرورد مرا ہر دم
 بکارخانہ قدرت ہزار ہا نقش اند
 بیادم کہ رو صدق را درخت انم
 بیادم کہ در علم و در شد بکشایم

آؤ لوگو کہ میں نورِ خدا پاؤں گے، بد تو تمہیں طوڑ تیلی کا بتا یا ہم نے

دیوبند اور اہل حق

یعنی

دنیا کے مذاہب پر

جلد ۱۴ بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء نمبر ۳ و ۴

مطابق جمادی الاول و جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ

سید محمد ظفر علی

فہرست مضامین

۱۳۳۳ھ

کلیفصیل ۹۱ - ۱۸۴

کا نام پورا کرے اور هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہر
 علی الدین کلہ کے زمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت کر کے اسلام کو دنیا
 کے کوٹوں تک پہنچا دے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ
 قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلعم کو اتارا تا اپنے وعدہ کو پورا کرے جو اس نے آخرین
 منہم ملاً بلحقوا بہم میں فرمایا تھا یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ سید موعودؑ
 نے خود خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۰ میں آیت آخرین منہم کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ
 در کس طبع منہم کے لفظ کا مفہوم متحقق ہو اگر رسول کریم آخرین میں موجود نہ ہوں
 جیسا پہلوں میں موجود تھے، پس وہ جس نے سید موعودؑ اور نبی کریمؐ کو دو وجودوں
 کے رنگ میں دیا اس نے سید موعودؑ کی مخالفت کی کیونکہ سید موعودؑ کہتا ہے صادر وجودی وجہ
 اور جس نے سید موعودؑ اور نبی کریمؐ میں تفریق کی اس نے بھی سید موعودؑ کی تعلیم کے خلاف
 قدم مارا کیونکہ سید موعودؑ صاف فرماتا ہے کہ من فراق بینی و بینہ صلیطے جنا
 عرفنی و ما لائی، اور خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۱ء میں سید موعودؑ کی ہمشکلی نبی کریمؐ کی پشت
 تانی نہ جلتا اس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا کیونکہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ محمد رسول اللہ
 ایک دفعہ پھر دنیا میں آئیگا۔ پس ان سب باتوں کے سمجھ لینے کے بعد اس بات میں کوئی
 شک باقی نہیں رہتا کہ وہ جس نے سید موعودؑ کا انکار کیا اس نے سید موعودؑ کا انکار نہیں کیا
 بلکہ اس نے اسکا انکار کیا جسکی جنت ثانی کے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے سید موعودؑ ہوش
 کی گئی اور اس نے اسکا انکار کیا جس نے آخرین میں آنا تھا اور پھر اس نے اس کا انکار
 کیا جس نے اپنی قبر سے اٹھ کر سب وعدہ پھر اپنی قبر میں جانا تھا پس اسے نامان بانو سید
 موعودؑ کے انکار کو کوئی معمولی بات نہ جان کیونکہ محمدؐ نے اپنے ہاتھوں سے اپنی نبوت کی
 چادر اسپر طہاٹا ہے اور اگر تیرا دل فیروں کے پنجے میں گرفتار ہے اور انکی محبت
 تجھے چین نہیں لینے دیتی تو جا پہلے آخرین منہم کی آیت قرآن سے نکال پھینک
 اور پھر جو تیرے دل میں آئے کہ۔ کیونکہ جنتک یہ آیت قرآن کریم میں موجود ہے اسوقت
 تک تو مجھ کو ہے کہ سید موعودؑ کو محمدؐ کی شان میں قبول کرے اور یا سید موعودؑ سے ارتداد کی

جلد ۱۱

کلمۃ الفصل

۱۳۶

ہی الجماعۃ - یعنی میری امت بہتر فرقوں پر منقسم ہو جائیگی وہ سب فرقے دوزخ میں
 جائیں گے سوائے ایک کے۔ اور معاد یہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ بہتر فرقے دوزخ
 میں پڑینگے اور ایک جنت میں جائیگا اور وہ جنت میں جانے والا جماعت کا فرقہ ہوگا۔ اب
 کہاں ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیوں
 مسیح موعود کی جماعت جنت میں جائیگی اور مسیح موعود کے منکر قبول نبی کریم فی الانار ہونگے۔
 یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ ہر ایک وہ بات جس پر نجات کا مدار ہے جزو ایمان ہوتی ہے کیونکہ نجات
 کا پہلا ذریعہ ایمان ہے پس اگر مسیح موعود کو پر ایمان لانا جزو ایمان نہیں تو کیا وجہ ہے کہ مسیح
 موعود کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہے اور کیوں مسلمانوں کے بہتر فرقے آگ میں ڈالے
 جا دیں گے؟ اور یہ حدیث میں آچکے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 إيمان رجل مسلم أكثر رجلاً فان كان كافراً أو آثماً كان هو الكافر
 (نور اذہ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان نے کسی مسلمان کو
 کافر کہا پس اگر وہ کافر نہیں تو وہ خود کافر ہو جائیگا۔ اس حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ ایک
 سچے مسلمان کو کافر قرار دینے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے۔ اب جن لوگوں نے مسیح موعود
 پر کفر کا فتویٰ لکایا ہے ہم انکو کس طرح مومن جان سکتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ہر ایک وہ شخص جو مسیح
 موعود کو سچا نہیں جانتا وہ آپکو کافر قرار دیتا ہے کیونکہ اگر مسیح موعود سچا نہیں ہے تو خود بافتہ
 مغتری علی اللہ ہے اور مغتری علی اللہ قرآن شریف کی رو سے کافر ہوتا ہے پس اس حدیث سے
 پتہ لگتا کہ نہ صرف وہ لوگ کافر ہیں جو صاف طور پر مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں بلکہ ہر ایک شخص
 جو مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ آپ کو کافر قرار دیکر جو جب حدیث صحیح خود کافر ہو جاتا ہے۔ خود ظاہر
 ہے کہ ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا جسکے یہ معنی ہیں کہ
 مسیح موعود کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ وہ میں ہی ہوں جو بروزی طور پر دنیا میں آؤں گا اور
 حدیث مذکورہ کے یہ معنی ہیں اپنی طرف سے نہیں کیئے بلکہ خود حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے
 تشریح فرمائی ہے ملاحظہ ہو کشتی نوح صفحہ ۱۰-۱۱۔ اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریم کا انکار کفر
 ہے تو مسیح موعود کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے

بلکہ وہی ہے اور اگر سچ موجود کا منکر کا فریضیا تو سوزناقتہ نبی کریم کا منکر بھی کا فریضیا ہے۔
 یہ کس کا منکر ہے کہ وہی منکر میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں رسول
 حضرت سچ موجود آپ کی روحانیت اتوی اور اکل اور اشد ہے آپ کا انکار کفر ہے۔

باب پنجم

اس باب میں حضرت خلیفہ اول کے فدوی دور بارہ مسئلہ کفر و اسلام درج کیے جائیں گے
 تا اس بات کا پتہ لگے کہ وہی علیہ السلام پر ایمان لانے کے فدوی میں کون چھپے اور کس کا فدوی
 حاق اور صلحت و فتنہ پہنچی ہے۔

سوداغ ہو کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول کے سوال میں ہوا کہ جو غراحمی مسلمان ہے
 پوچھے کہ ہماری ایت تمہارا کیا خیال ہے اسے کیا جواب دیا جاوے۔ فرمایا "لا الہ الا اللہ کے
 اٹھنے کے نیچے خدا کے سارے اموروں کے ماننے کا حکم آجاتا ہے۔ اشد کو ماننے کا یہ حکم ہے کہ
 اٹھنے کے سارے حکموں کو ماننا جاوے۔ اب سارے اموروں کو ماننا لا الہ الا اللہ کے معنوں
 میں داخل ہے حضرت آدمؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ ان سب کا ماننا ہی
 لا الہ الا اللہ کے تحت ہے حالانکہ انکا ذکر اس کلمہ میں نہیں ہے۔ ذرا غیب کا ماننا سیدنا
 حضرت محمدؐ کا نام، نبیین پر ایمان لانا۔ قیامت کا ماننا سب مسلمان جانتے ہیں کہ اس کلمہ کے معنوں
 میں داخل ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو نیک مانتے ہیں لیکن وہ
 اپنے فدوی میں جھوٹے تھے یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے
 ومن اظلم من افتر علی اللہ کذباً او کذب بالحق لئلا جاوہ۔ دنیا
 میں سب بڑھ کر عالم وہی ہیں ایک وہ جو اشد افترا کرے۔ دوم جن کی تکذیب کرے پس
 یہ کہنا کہ مرزا نیک ہے اور وہاوی میں جھوٹا گو یا نور و ظلمت کو جمع کرنا ہی
 جو ناممکن ہے۔ یہ مضمون چھپ چکا ہے دو یکمور نمبر ۱۹ جلد ۱۰ مورخہ ۱۰۰۹۔ پنج مسئلہ
 پھر ایک دفعہ اور "ایک دوست کا خط حضرت کی خدمت میں پیش ہوا کہ بعض غیر احمدی

مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند ہو گیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا پس اب جو ظلی نبی ہو گا وہ نبوت کی سرکھوڑنے والا نہیں کیونکہ اسکی نبوت اپنی ذات میں کچھ چیز نہیں بلکہ وہ تمہاری نبوت کا ظل ہے۔ لہذا مستقل نبوت اور یہ جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ظلی یا بروزی نبوت گھنٹیا قسم کی نبوت ہے یہ محض ایک نفس کا دھوکہ ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں کیونکہ ظلی نبوت کے لینے یا فردی ہے کہ انسان نبی کریم مسلم کی اتباع میں استغفر فرق ہو جاوے کہ من تو شرم تو سن شرمی کے درجہ کو پہلے ایسی صورت میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسے کمالات کو عکس کے رنگ میں اپنے اندر اتر پاتا ہے گھنٹیا کی ان دونوں میں قرب اتنا بڑھتا ہے کہ نبی کریم مسلم کی نبوت کی چادر بھی اس پر چڑھانی جائیگی تب جا کر وہ ظلی نبی کہلائیگا پس جب ظل کا یہ تقاضا ہے کہ اپنے اصل کی پوری تصویر ہو اور اسی پر تمام انبیاء کا اتفاق ہے تو وہ ناداں جو مسیح موعود کی ظلی نبوت کو ایک گھنٹیا قسم کی نبوت سمجھتا یا اسکے معنی ناقص نبوت کے کرتا ہے وہ ہوش میں آوے اور اپنے اسلام کی فکر کرے کیونکہ اس نے اپنی نبوت کی شان پر حملہ کیا ہے جو تمام نبوتوں کی سرچا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگوں کو کیوں حضرت مسیح موعود کی نبوت پر شکوک گھنٹی ہے اور کیوں محض لوگ آپ کی نبوت کو ناقص نبوت سمجھتے ہیں کیونکہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آپ آنحضرت مسلم کے بروز ہونے کی وجہ سے ظلی نبی تھے اور میں ظلی نبوت کا پایہ بہت بلند ہے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے اسکے لینے بروزی نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جاویں جو نبی کریم مسلم میں رکھے گئے بلکہ ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے کسی کو بہت کسی کو کم۔ مگر مسیح موعود کو اگر نبوت ملی جب اس نے نبوت ظہور سے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو نیچے نہیں مٹایا بلکہ آگے بڑھا اور استغفر اللہ کہ بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو پہلو کھڑا کیا۔ اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ مسیحی اسکے لینے بروزی نہ تھا کہ وہ نبی کریم کے تمام کمالات حاصل کر لینے کے بعد نبی بنا یا جاتا۔ ولو تو عدیدین کے لینے بروزی نہ تھا کہ انکو نبی کا خطاب تب دیا جاتا جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات سے پورا حقارت سے لیتے اور پھر میں تو یہ بھی کہوں گا کہ مسیحی اسکے لینے بھی یہ فردی نہ تھا

کلمۃ افضل

جلد ۱۳

۱۵۸

مستتر میں کا یہ خیال ہے کہ کلمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اس فرض سے رکھا گیا ہے کہ وہ آخری نبی ہیں جسے تو یہ اعتراض کرتا ہے کہ اگر محمد رسول اللہ کے بعد کوئی اور نبی ہے تو اس کا کلمہ بناؤ نادان اتنا نہیں سوچتا کہ محمد رسول اللہ کا نام کلمہ میں تو اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ نبیوں کے سر تاج اور خاتم النبیین ہیں اور آپ کا نام لینے سے باقی سب نبی خود اندر آجاتے ہیں ہر ایک کا علیحدہ نام لینے کی ضرورت نہیں ہے ہاں حضرت مسیح موعودؑ کے آنے سے ایک فرق ضرور پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعودؑ کی بعثت سے پہلے تو محمد رسول اللہ کے مفہوم میں صرف آپ کے پہلے گزرنے ہوئے انبیا شامل تھے مگر مسیح موعودؑ کی بعثت کے بعد محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہر گز نہیں آئی لہذا مسیح موعودؑ کے آنے سے نود بائیس کا الہ اکا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ باطل نہیں ہوا بلکہ وہ زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے۔ فرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لیے یہی کلمہ ہے صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعودؑ کی آمد نے محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کر دی ہے اور بس۔ علاوہ اسکے اگر ہم بغرض حال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریمؐ کا اسم مبارک اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو بسنے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعودؑ نبی کریمؐ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے صاس وجوی وجود کانیز من فراق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی و ما سرفی اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منهم سے ظاہر ہے جس میں مسیح موعودؑ خود محمد رسول اللہ سے جو اشدت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں لائی اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آیا تو ضرورت میں آتی۔ قدر واد

چھٹا اعتراض یہ ہے کہ لفظ قبا بین احد من سلسلہ کے لفظ رسول کے مفہوم میں صرف وہی رسول شامل ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گند چکے ہیں اور اس کا ثبوت یہ دیا جاتا ہے کہ صعدہ بقر کے پہلے کعب میں شعی کی شان میں

۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء

شعرو سخن نظم (راز اکمل آف گوئیے)

غلام احمد جو دارالامان میں	امام اپنا عزیز اس زمان میں
مکان اس کامے گویا لامکان میں	غلام احمد ہے عرش رب اکرم
شرف پایا ہے نزع انس و جان میں	غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
بروز مصطفیٰ ہو کر جہان میں	نظم احمد میثاق سے ہے افضل
بلا شک جائیگا باغ جنان میں	غلام احمد کا خادم ہے جو دل سے
یہ ہے اعجاز احمد کی زبان میں	تسلی دل کو ہو جاتی ہے حاصل
خدا اک قوم کا مارا - جہان میں	بجلا اس مجزی سے بڑھکے کیا ہو
کہان طاقت تھی یہ سین و سنان میں	علم سے کام جو کر کے دکھایا
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں	محمد پھر اتر آئے ہیں - ہم میں
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں	محمد دیکھتے ہوں جس نے اکمل
یہ رتبہ تو نے پایا ہے جہان میں	غلام احمد مختار ہو کر -
کہ سب کچھ لکھ دیا راز بہان میں	تری مدحت سرائی مجھ سے کیا ہو

نہ اپنے تو - خدا جہم سے ہو اللہ
ترا رتبہ نہیں آتا بیان میں

انصار بدر

عظیم نضدین صاحب قادیان حال دارہ جبرہ - بدر اخبار کے مال پر پیشہ جہانی کی نظر
کھاتے ہیں اور ان کے واسطے نئے اخبار دارا کرنا ہے، کما کہ تہس - راتو کے اس

مذہب عقل و ایمان و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس

کیا ایمان کی ضرورت ہے؟

ایک شخص صاحب گت کا فلسفہ - وسات پانچ
کون شکر ہے کہ کوری مہی صاحب کی طرف سے
کون ہیں، یا باقی افسانوں اور کورٹوں کے لئے
مگر جو سب سے پہلے ایمان کے ساتھ توجہ سے
انہوں نے جو پہلے ایمان کے ساتھ توجہ سے
انہوں نے جو پہلے ایمان کے ساتھ توجہ سے
انہوں نے جو پہلے ایمان کے ساتھ توجہ سے

ایک شخص صاحب گت کا فلسفہ - وسات پانچ
کون شکر ہے کہ کوری مہی صاحب کی طرف سے
کون ہیں، یا باقی افسانوں اور کورٹوں کے لئے
مگر جو سب سے پہلے ایمان کے ساتھ توجہ سے
انہوں نے جو پہلے ایمان کے ساتھ توجہ سے
انہوں نے جو پہلے ایمان کے ساتھ توجہ سے
انہوں نے جو پہلے ایمان کے ساتھ توجہ سے

ایک شخص صاحب گت کا فلسفہ - وسات پانچ
کون شکر ہے کہ کوری مہی صاحب کی طرف سے
کون ہیں، یا باقی افسانوں اور کورٹوں کے لئے
مگر جو سب سے پہلے ایمان کے ساتھ توجہ سے
انہوں نے جو پہلے ایمان کے ساتھ توجہ سے
انہوں نے جو پہلے ایمان کے ساتھ توجہ سے
انہوں نے جو پہلے ایمان کے ساتھ توجہ سے

مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس

مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس

مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس

مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس

مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس

مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس

مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس

مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس
مذہب عقل و ایمان پر مبنی ہوگا جسے سائنس

۲۸۲

لَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ وَرَحْمَتُهُ عَنَّ لَ أَتَيْتَنَّا فِي هَذِهِ الْيَكِينِيَّةِ
(از خط مولانا عبدالکفریم صاحب مندرجہ المجلد ۲ نمبر ۲۳ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۹۹ء صفحہ ۵)

۲۷ اگست ۱۸۹۹ء

”مجھ کو اپنی نسبت یہ الہام ہوا:

خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام پڑھاوے اور آفاق میں تیرے نام کی خوب جھک دکھاوے
آسمان سے کئی تخت اترے مگر سب سے اونچا تیرا تخت بچایا گیا۔ دشمنوں سے طاقت کرتے
وقت ملائکہ نے تیری مدد کی۔“

(از مکتوب بنام شیخ عبدالرحمن صاحب مدرسی بکثوبات احمدیہ جلد پنجم صفحہ ۱۰۱ مورخہ ۹ ستمبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۵)

۳۰ اگست ۱۸۹۹ء

”رحمت الہی کے چمکے سامان“

(مستوفی از خط مولانا عبدالکفریم صاحب مندرجہ المجلد ۲ نمبر ۲۷ مورخہ ۹ ستمبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۵)

۳۰ اگست ۱۸۹۹ء

”اسی تاریخ کو رؤیا میں حضرت اقدس نے جنس پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ اس سے
ذات کی آواز آتی ہے یا نصرت کی۔ تو جنس سے نصرت کی آواز آتی۔“

(خط مولوی عبدالکفریم صاحب مندرجہ المجلد ۲ نمبر ۳۲ مورخہ ۹ ستمبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۵)

۲ ستمبر ۱۸۹۹ء

”اس وقت دفترہ کو

رَقِبْنَا امْتًا قَا كُنْتُنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ

اس وقت جو میں ہی مقام رکھ رہا تھا امام ہوا اور آج دوسری ستمبر ۱۸۹۹ء روز شنبہ اور ایک بے کامل وقت

نے ترجمہ: ”اگر خدا افضل رحمت بھرنے تو میرا سرا میں پاخانہ میں ڈالا جاتا۔ یہ ایک نصاب الہی کی حزن ہے کہ خدا نے آپ کو
ایسے مکان کے لئے بنایا ہی نہیں۔ اس سے پیشتر مدت ہوئی حضرت کچھ لوگوں کو اس تاریخ فارسی دیکھ چکے تھے۔ خط مولوی عبدالکفریم صاحب
مندرجہ اخبار المجلد ۲ نمبر ۲۰ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۹۹ء صفحہ ۵)

نے امداد نبوی میں دنیا کو ایک روڈ کی صورت میں بتایا گیا ہے جس روڈ الہی ان امداد کی تصدیق کرتی ہے اور جسے اس کے
یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل نے ہی مجھے دنیا سے بے وقت کیا ہے ورنہ میں بھی اسی منزل کا ایک کیرا ہوتا۔ (مترجم)
تہ ارمیں مکتبہ اروغانی خراسان جلد ۱۰ صفحہ ۳۳ ضمیر محمد گولور صفحہ ۱۰۰ روحانی خزائن ۱۰ صفحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی الہی مالک
نے تیری مدد کی کہ دوسری قرأت ”فرضتوں نے تیری مدد کی ہے۔“ (مترجم)

انہما در الفضل قادیان دارالاعلام حرمہ فروری 1924ء

نمبر 99 جلد 2

ضلع مظفرنگر میں مباحثہ

بیان پر، رذوی کوڑی کوڑی کوڑی صاحب دہلی سے تشریح کا ہے۔ اور رذوی بھال علی صاحب قادیان کی تشریح تو براہ راست کوڑی صاحب کی تشریح کی ہے۔ لیکن خدا کے فضل و کرم کے ساتھ رذوی مرزا صاحب نے ایک اعتراض کیا اور فرمایا کہ جیسے رذوی کوڑی صاحب نے کہا ہے۔

دوسرے روز رذوی بھال علی صاحب صاحب کے مقابلہ پر رذوی جید لطیف رذوی ناضل فیاض صاحب صاحب نے ایک اعتراض کیا اور فرمایا کہ رذوی بھال علی صاحب نے صداقت کو صحیح طور پر بیان کیا ہے۔ لیکن خدا کے فضل و کرم کے ساتھ رذوی مرزا صاحب نے ایک اعتراض کیا اور فرمایا کہ جیسے رذوی کوڑی صاحب نے کہا ہے۔

اس تہ تحریرت جہلا ہے۔ وہ کیا جنگ کیا اور ایسا خدا پر ہے۔ اس کی تشریح کوڑی صاحب نے کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ رذوی صاحب نے ایک اعتراض کیا اور فرمایا کہ جیسے رذوی کوڑی صاحب نے کہا ہے۔

حضرت مسیح موعود کا ایک ناکام کتب

۱۰۰ جنوری کے خلاصہ میں ایک ناکام کتب ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ رذوی صاحب نے ایک اعتراض کیا اور فرمایا کہ جیسے رذوی کوڑی صاحب نے کہا ہے۔

Handwritten marginal notes on the left side of the page.

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ لِلّٰهِ فَاَتَّبِعُوْنِيْ يُحِبَّبْكُمْ اللّٰهُ

شیر المہدی

حصہ دوم

تالیف لطیف حضرت صبا جزا وہ میرا شیر احمد صاحب ایم

جسے

مینجر بک ڈپو تالیف و اشاعت میان دارالامان

نے

ماہ دسمبر ۱۹۲۶ء میں شائع کیا

پہاں قدر نامناسب زدو دلیہ ہے اور اتنا مبالغہ سے کام لیا ہے کہ شریعت کی اصل روح سے وہ باتیں باہر ہو گئی ہیں۔ اب اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ نمازیں دہ نمازیوں کے درمیان بونہی فالو جگہ نہیں پڑی۔ یہی چاہئے بلکہ نمازیوں کو مل کر کھڑا ہونا چاہئے تاکہ اول تو بے فائدہ جگہ ضائع نہ جاسے اور پھر بے ترقیبی واقع نہ ہو تیسرے برسے آدمیوں کو یہ بہانہ نہ ملے کہ وہ بڑائی کی وجہ سے اپنے سے کم درجہ کے لوگوں سے ذرا بائیں کر لینگ کرے ہو سکیں وغیرہ ذلک۔ مگر اس پر اہل حدیث نے اتنا زور دیا ہے اس قدر مبالغہ سے کام لیا ہے کہ یہ مسئلہ ایک مستحکم فقیر بات بن گئی۔ اب گویا ایک اہل حدیث کی نماز ہو نہیں سکتی جب تک وہ اپنے ساتھ والے نمازی کے کندھے سے کندھا اور ٹخنہ سے ٹخنہ اور پاؤں سے پاؤں رگڑاتے ہوئے نماز ادا کرے حالانکہ اس قدر قرب کھائے مفید ہوتے کے نمازیں فواہ خواہ پریشانی کا موجب ہوتا ہے۔

(۳۴۳) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حافظ محمد ابراہیم صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ سزاوارہ کا واقعہ ہے کہ میں ایک دن مسجد مبارک کے پاس والے کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم تشریف لائے اور اندر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی تشریف لے گئے اور حضور نبی کریم میں مولوی محمد اسحاق صاحب امروہی بھی آگئے اور آتے ہی حضرت مسیح موعود سے حضرت مولوی نور الدین صاحب خلفہ اول کے خلاف بعض باتیں بطور شکایت بیان کرتے گئے۔ اس پر مولوی عبد الکریم صاحب کو جوش آگیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہردو کی ایک دوسرے کے فحش آوازیں بلند ہو گئیں اور آواز کمرے سے باہر جانے لگے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔ (یعنی اسے سو منو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز کے سامنے بلند نہ کیا کرو) اس حکم کے سنتے ہی مولوی عبد الکریم صاحب تو فوراً خاموش ہو گئے اور مولوی محمد اسحاق صاحب حضور نبی کریم آہستہ آہستہ اپنا جوش کا سہرہ ہے اور حضرت اقدس وہاں سے اٹھ کر ظہر کی نماز کے واسطے مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔

(۳۴۴) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میں غلام نبی صاحب سبھی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جبکہ میں قادیان میں تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئینہ کلمات اسلام تعریف فرما رہے تھے۔ حضرت صاحب نے جماعت کے ساتھ مشورہ فرمایا کہ علماء اور گدی نشینوں میں کلمہ

لائسنس برائے

الحمد لله والمنة
کہ تمام مخالفوں پر الہی حجت پوری کرنے کیلئے

یہ رسالہ

جس کا نام ہے

البعین

للاتمام الحجج علی المخالفین

بمقام قادیان مطبع ضیاء الاسلام میں باہتمام حکیم فضل دین صاحب

مالک مطبع چیکر

شائع ہوا

قیمت ۱۵

جلد ۰۰ ۷

۱۵- دسمبر ۱۹۰۰ء

جو ہرٹی گوڑی نے میرے مقابل پر کی۔ کیا میں نے اس کو اس لئے بڑیا تھا کہ میں اس سے ایک منقولی بحث کر کے بیعت کر لوں۔ جس حالت میں میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعودؑ کے بھیجا ہے اور مجھے بتلادیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشتی ہے تو پھر میں کس بات میں اور کس شخص کے لئے ان لوگوں سے منقولی بحث کر دوں جبکہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ میں ان کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سنکر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق یقین پر بنا ہے اور وہ لوگ بھی اپنی منہ کو چھوڑ نہیں سکتے کیونکہ میرے مقابل پر جھوٹی کتابیں شائع کر چکے ہیں اور اب انکو رجوع اشد من الموت ہے تو پھر ایسی حالت میں بحث سے کونسا فائدہ مترتب ہو سکتا تھا اور جس حالت میں میں نے اشتہار دے دیا کہ آئندہ کسی مولوی وغیرہ سے منقولی بحث نہیں کر دنگا تو انصاف لرنیک قیمتی کا تقاضا یہ تھا کہ ان منقولی بحثوں کا میرے سامنے نام بھی

کہ جیسے آپ اسلام سے مرتد ہو جائیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد بھی حدیث مذہب دہلی کے دوسرے خلاف نکلا۔ لہذا اس منطقی کی وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کے اصحاب کے دوسرے کا ذمہ ٹھہرے۔ پیسے اس سوال کا جواب رد پھر میرے پراعراض کرد۔ اسی طرح احمدیہ کے والد کے متعلق بھی شرطی پیشگوئی ہے اگر کچھ ایمان باقی ہے تو کیوں شرط کی انتظار نہیں کرتے اور یہ کسی دیانت منہ کی ملکہ نام کے متعلق کی پیشگوئی کا ذکر بھی نہیں کیا۔ کیا وہ پیشگوئی پوری ہوئی یا نہیں؟ کیا احمدیہ پیشگوئی کے مطابق سعادت کے اندر مرگے یا نہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ آپ کے معزز دوست ڈپٹی فتح علی شاہ صاحب نے میرے استفسار پر بڑے یقین سے گواہی دی تھی کہ نہایت صفائی سے ملکہ نام کے متعلق پیشگوئی پوری ہوئی۔ اب اسی حالت میں ہو کر آپ تکذیب کرنے لگے۔ منہ

هَذَا الَّذِي مَكَرَ اللَّهُ. فَمَنْ رَأَى أَنَا بَشَرٌ يَشْكُرُ يُوْحَىٰ رَأَىٰ أَنَّهُ الرَّحْمَنُ إِنَّهُ وَجِدٌ
وَالْعَزِيزُ كَلِمَةٌ فِي الْعُرَانِ. أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ فِيكُمْ عُمَرَاءَ مِنْ قَبْلِهِ أَمْ كُنْتُمْ كَفِرَانًا
هَذَا رَأَىٰ لَيْسَ أَنَا. فَمَنْ رَأَىٰ هُدَىٰ اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ. تَبَارَكَ إِنَّ جِدَاتٍ. اللَّهُ هُوَ الْغَالِبُونَ.
إِنَّمَا تَقْتُلُونَكَ فَتُحْيِيْنَا لِيَعْلَمَ أَنَّ اللَّهَ مَا تَعْلَمُ تَرْمِيَنَّ ذُنُوبَكَ وَمَا تَعْلَمُ. أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ
عِنْدَهُ فَتَرَاهُ اللَّهُ مَتَى ذَلِكُمْ وَأَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَيَجْهَلُ. وَاللَّهُ مُؤْمِنٌ كَيْدَ الْكَافِرِينَ.
وَلِيَجْعَلَهُ اللَّهُ لَكُمْ مَسْرُوعًا وَرَحْمَةً مَتَى. وَكَانَ أَمْرًا مُّقْتَضِيًا. قَوْلَ الْعَلِيِّ الَّذِي فِيهِ تَسْتَوْدُونَ.
يَا أَيُّهَا النَّاسُ نَاصِبِ الرَّحْمَةَ عَلَىٰ شَفَقَتِكَ. إِنَّكَ لَأَعْظَمُكَ لِيَسْتَبِيحَ لَكَ أَلَيْسَ إِنَّكَ لَتَعْلَمُ
إِنَّ شَيْئَكَ هُوَ الرَّحْمَةُ لِيَتَبَيَّنَ قَسْمُكَ لِيَسْتَبِيحَ وَأَمْرًا بِتَقَىٰ. يَوْمَ يَجِيءُ الْحَسْبُ وَ

یہاں کہتے ہیں کہ کیا ہوں۔ زمین و آسمان بندھے ہوئے تھے سو مجھ نے دونوں کو کھول دیا۔ ڈرتے تھے انہوں نے
ایک شخص کی جگہ بنا رکھا ہے کہ یہی ہے جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا۔ تو میں ایک آدمی ہوں تو یہی اللہ مجھے خدا
سے اللہ ہونا ہے۔ تم خدا ایک خدا ہے۔ اور تمام جلالی قرآن میں ہے۔ اور میں اس سے پہلے ایک مدت
سے قرآن میں ہی رہتا تھا۔ کیا تمہیں میرے حالات معلوم نہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ باتیں انہوں میں سے متعلق ہدایت
جس میں عقلی نہ ہو خدا کی ہدایت ہے۔ اور خبردار ہو کہ خدا کا گروہ ہی آخر کا غالب ہوتا ہے۔ جہنم نے تجھے کھلی
عقلی فتح دی ہے تیرے اگلے اور پچھلے گناہات سے کہ جائیں۔ کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کوئی نہیں ہے۔
سو خدا نے ان کے الزاموں سے اس کو بری کیا۔ اور وہ خدا کے نزدیک وحید ہے۔ اور خدا کا فرود کے نگر
کو شہادت کر دے گا۔ اور جس کو لوگوں کے لئے نشان بنائیں گے اور رحمت کا نمونہ ہوگا۔ اور یہی مقتدر
تھا یہ وہ سچا قول ہے جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔ اسے احمد اور رحمت تیرے لبوں پر جاری ہو رہی ہے۔ جہنم نے
تجھے بہت سے حقائق اور حارت اور بظاہر بخشے ہیں۔ اور ذریت نیک عطا کی ہے۔ سو خدا کے لئے نماز پڑھ
اور قربانی کر تیرا بگو کہ تیرے ہمیں خدا سے بے نشان کر دے گا۔ اور وہ نامراد ہے گا۔ نبیوں کا چاند آئے گا

۱۰۰۰ یہ اللہ کہ ان کا شکر تھا۔ ہوا کرتا اس وقت اس عاجز پر خدا تعالیٰ کی طرف سے اتنا ہوا کہ جب ایک شخص
کو مسلم سعد اللہ نام نے ایک نغمہ گایوں سے بھری ہوئی بس عاجز کی طرف بھیجی تھی اور اس میں اس عاجز کی نسبت
اس ہندو زادہ نے وہ الفاظ استعمال کئے تھے کہ جب تک ایک شخص درحقیقت شقی نسبت طینت، نامراد و
نامراد ایسے الفاظ استعمال نہیں کر سکتا۔ سو یہ نام اس کے ہشتاد اور رسالہ کے پڑھنے کے وقت ہوا کہ راقی
کے لفظ ہوا کرتا۔ سو اگر اس ہندو زادہ بد بھرتی کی نسبت ایسا وقوع میں نہ آیا اور وہ نامراد اور ذلیل اور ہوا
نہر (تو کھو گیا خدا کی طرف سے نہیں) اور انہا پر آتمہ ماہیہ سنہ ۵۹۰۵۸۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۵۸-۵۹

يُكْتَفَى بِعِدَّتِي وَيُخْتَارُ عَمَّا سُرُونَ. اَلْقَبْلُ اَسْمَاءُ لِيَذْكُرِي اَسْمَاءُ مَعْرُوفَةٌ
 بِسَرِّكَ يَسْرِي. فَوَعْنَا عَنكَ وَذَلِكَ. اَسْوَى اَلْقَبْلِ اَلْقَبْلُ فَطَهَّرَكَ. وَرَفَعْنَا لَكَ دِكْرَكَ بِجَمْعِكَ
 مِنْ دَوْلَةٍ. اَيُّهَا اَلْكَلْبُ. لَا تَحْفَ اِنْفَ اَنْتَ اَلْعَمَى. عَزَّسْتَ لَكَ بِسِيءِ اَوَّلِي
 وَتَذَرِقُ. لَنْ يَخْصَرَ عَنَّا بِمَعْرِفَتِي عَمَى. اَلْمُؤْمِنِينَ سَيِّئًا. يَتَصَرَّفُ بِنَهْيِ مَا مِنْ
 نَبَتْ اَسْمَاءُ لَا يَخْفَى اَمَّا وَرَسْمِي. لَا مَبِيَّةَ اِنْ يَكْتَلِبُ رِبَةً. اَسْمَاءُ اَسْمَاءُ جَعَلْتَ اَسْمَاءُ
 بِنَ مَزِيظٍ. كُنْ عَدَّ اَفْضَلُ رَيْفِي وَرَبِّي اَجْبَدُ اَلْعَيْشِي مِنْ مَسْرُوبِ اَلْحَطَبِ
 يَأْتِي لِي رَيْفِي مُقَدِّمًا لَكَ وَرَفَعْتَ اِنْفَ رَجَائِعِ اَلَّذِينَ اَتَّبَعُوا لَكَ اَلَّذِينَ لَقُوا
 اِلَى بِيَدِ اَلْقَيْمَةِ. نَظَرْتُ لَنَفْسِي اِيْنِكَ مَعْطَرًا. وَقَالُوا اَتَجْعَلُ رَيْفًا مِنْ عَيْدٍ فِيهَا
 قَالِ رَيْفًا اَعْلَمَ مَا لَا تَعْلَمُونَ. وَقَالُوا اِكْتَابُ مُسْتَبْرَأٍ مِنْ اَلْعَمَى وَاَلْكَذِبِ. كَسْرُ
 اَلْمُؤْمِنِينَ اَبْنَاءُ اَلْمُؤْمِنِينَ وَرَبَّنَا اَكْرَهُ رَيْفًا اَسْمَاءُ وَرَبَّنَا اَكْرَهُ اَلْقَبْلُ وَرَبَّنَا اَكْرَهُ
 اَلْقَبْلُ فَتَجْعَلُ اَسْمَاءُ اَللَّهُ عَلَى اَلْكَافِرِينَ. سَلَامًا عَلَى رَجَائِعِ رَيْفًا اَسْمَاءُ وَ
 رَجَائِعًا مِنْ اَعْيُنِي. تَعَزَّزْنَا بِمَدِينَةِ اَللَّهِ يَا دَاوُدُ غَايِبِينَ اَلَّذِينَ رَفَعُوا اَنْتَ اَسْمَاءُ
 وَآدَمُ مِنْ يَسْمُوكَ. وَرَبَّنَا اَكْرَهُ رَيْفًا اَسْمَاءُ مِنْ اَلَّذِينَ رَفَعُوا اَنْتَ اَسْمَاءُ

اور تیرا کامر تجھے حاصل ہو جائے گا۔ اس دن حق آئے گا اور کچھ کھول جائے گا اور جو خسران میں ہیں ان کا خسران ظہور ہو جائے گا۔ یہ سچی باتوں کی نذر کو قہر کر۔ کوئی جسے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں تیرا بھید میرا بھید ہے۔ تمہارے تیرے دو ہتھیار آتا اور جس سے تیری کمر توڑ دی اور تیرے دلو کو جو تم نے بلند کیا۔ تجھے خدا کے سوا اوروں سے ڈراتے ہیں۔ یہ کفر کے پیشوا ہیں۔ مت ڈر۔ غلبہ تمہارا کو ہے۔ میں نے اپنی رحمت اور قدرت کے درخت تیرے کٹے اپنے ہاتھ سے لگائے۔ خدا ہرگز وہ نہیں کہے گا کہ کافر لوں کا مسنونہ پر کچھ لازم ہو۔ خدا تجھے کبھی میدانوں میں فتح دے گا۔ خدا کا یہ تسلیم نواشت ہے کہ میں اور میرے رسولی غائب رہیں گے۔ اس کے کلموں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ وہ خدا جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ کہ یہ خدا کا فضل ہے اور میں تو کسی خطاب کو نہیں جانتا۔ اُسے ایسی باتیں تجھ وفات دونوں کا اور اپنی عزت اٹھاؤں گا۔ اور تیرے بعد اوروں کو تیرے مخالفوں پر قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ خدا نے تیرے پر خوشبودا نظر کیا اور لوگوں نے دلوں میں کہا کہ اسے خدا کیا تو۔ یہ خوف کو اپنا خلیفہ بنائے گا۔ خدا نے کہا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں تمہیں معلوم نہیں اور لوگوں نے کہا کہ یہ کتاب کفر اور کذب سے بھری ہوئی ہے۔ ان کو کہہ دے کہ آؤ ہم اور تم اپنے بیٹوں اور بھرتوں اور عزیزوں سمیت ایک جگہ آگئے ہوں پھر مبارک کریں اور جھوٹوں پر لعنت بھیجیں۔ تیرا ہم سب ہی وہی عاجز پر سلام ہم نے اس سے ولی دوستی کی اور تم سے محبت دی۔ یہ ہمارا ہی کام تھا جو ہم نے کیا۔ اُسے واؤ اور لوگوں سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاہدہ کر۔ کوئی حالت میں تم سے لگا کر میں تم سے راضی ہوں گا اور خدا تم کو لوگوں کے

۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء "دیکھیں آسمان سے تیسکے برسوں کا اور زمین سے نکولوں کا پردہ چریسے

نی طرف میں پڑے یہ ہیں گئے

پروردگار نمبر ۳ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۰۲ علم بعد ۱۰ نمبر ۲۸ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۰۲

۴۰۰

يَا اَحْمَدُ بْنَ رَجَاءٍ نَعْمَ بَيْنَتٌ مِمَّا اَمَلْتُمْ اِنَّ اَعْيُنَ رَبِّي تَرَوْنَ

اے احمد بن رجا! تمہیں برکت رکھ دی ہے جو کچھ تم نے کہا ہے وہ تمہیں بین میں ہوا ہے۔

لَا تَخْشَى عَلَيْهِمُ الْعَذَابَ اَمْ اَسْتَشْذِرُ فَمَا اَسْتَشْذِرُ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ وَهُمْ لَا يُصَلُّونَ

تمہارے لیے قرآن کھلا یعنی تمہیں سے میں نے کبھی کبھی نہیں ڈرتا اور ان کے لیے نہ ہے اور

تسبیحیں ان کے لیے نہیں ہیں۔ اَنْفُسَهُمْ اَوْ اَنْفُسِ الْمُسْلِمِيْنَ

ان کے لیے نہیں ہیں اور ان کے لیے نہیں ہیں۔ اَنْفُسَهُمْ اَوْ اَنْفُسِ الْمُسْلِمِيْنَ

فَنْجَاةَ الْخَلْقِ اَوْ زَهْقِ الْبَاطِنِ اِنَّ الْبَاطِنَ كَانَ رَهْوَقًا كُلُّ بَدَانَةٍ مِّنْ مَّحْسَدِ

نفاق کی اور باطل بھاگ گئی۔ اور باطل بھاگ گئے والا ہی تھا۔ ہر ایک برکت محمد

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَكَ مَا بَدَأَهُمْ وَمَا عَلَّمَهُمْ وَتَعَلَّمَ لِقَوْلِ هَذَا

سے اللہ علیہ وسلم کی دین سے ہے۔ ان پر بڑا بڑا کہ وہ جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی وہ کبھی

اِنَّ اَخْتِلَافِي قَسْرَ لَهٗ شَرَّ ذَرَاهِمَ فِي خَوْفِهِمْ يَعْبُدُوْنَ اَمَّا

وہ نہیں ہے۔ اختلفتے ہیں اور ان کے لیے ہے۔ اَخْتِلَافِي قَسْرَ لَهٗ شَرَّ ذَرَاهِمَ فِي خَوْفِهِمْ يَعْبُدُوْنَ اَمَّا

اِنْ اَسْتَرَيْتَهُ فَتَقَطَعَ اِحْرَامُهُ شَدِيدًا وَمَنْ اَطَاعَهُ بِسَبْرِ الشَّرِّ

اگر تم نے اسے چھپا لیا تو اس کا احرام توڑ دیا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ کھڑا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ کھڑا ہے

عَنْ اَبِي عَبْدِ اللَّهِ كَيْفَ يَأْتِي هَذَا اَلَّذِي اَسْتَلَّ رَسُوْلَهُ يَا اَلْهَدَى وَدِينِ الْخَيْرِ

ابو عبد اللہ سے یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے

اِيضًا هَذَا عَسَى اَسَدِيْنَ يَكْتَلُهُ لَا مُسَدَّلًا يَكْلِمُهُ يَغْوُونَ فِي سَبِّ

اس کے ساتھ ساتھ وہ کھڑا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے

۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء "دیکھیں آسمان سے تیسکے برسوں کا اور زمین سے نکولوں کا پردہ چریسے
 نی طرف میں پڑے یہ ہیں گئے
 پروردگار نمبر ۳ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۰۲ علم بعد ۱۰ نمبر ۲۸ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۰۲
 ۴۰۰
 يَا اَحْمَدُ بْنَ رَجَاءٍ نَعْمَ بَيْنَتٌ مِمَّا اَمَلْتُمْ اِنَّ اَعْيُنَ رَبِّي تَرَوْنَ
 اے احمد بن رجا! تمہیں برکت رکھ دی ہے جو کچھ تم نے کہا ہے وہ تمہیں بین میں ہوا ہے۔
 لَا تَخْشَى عَلَيْهِمُ الْعَذَابَ اَمْ اَسْتَشْذِرُ فَمَا اَسْتَشْذِرُ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ وَهُمْ لَا يُصَلُّونَ
 تمہارے لیے قرآن کھلا یعنی تمہیں سے میں نے کبھی کبھی نہیں ڈرتا اور ان کے لیے نہ ہے اور
 اَنْفُسَهُمْ اَوْ اَنْفُسِ الْمُسْلِمِيْنَ
 ان کے لیے نہیں ہیں اور ان کے لیے نہیں ہیں۔ اَنْفُسَهُمْ اَوْ اَنْفُسِ الْمُسْلِمِيْنَ
 فَنْجَاةَ الْخَلْقِ اَوْ زَهْقِ الْبَاطِنِ اِنَّ الْبَاطِنَ كَانَ رَهْوَقًا كُلُّ بَدَانَةٍ مِّنْ مَّحْسَدِ
 نفاق کی اور باطل بھاگ گئی۔ اور باطل بھاگ گئے والا ہی تھا۔ ہر ایک برکت محمد
 صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَكَ مَا بَدَأَهُمْ وَمَا عَلَّمَهُمْ وَتَعَلَّمَ لِقَوْلِ هَذَا
 سے اللہ علیہ وسلم کی دین سے ہے۔ ان پر بڑا بڑا کہ وہ جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی وہ کبھی
 اِنَّ اَخْتِلَافِي قَسْرَ لَهٗ شَرَّ ذَرَاهِمَ فِي خَوْفِهِمْ يَعْبُدُوْنَ اَمَّا
 وہ نہیں ہے۔ اختلفتے ہیں اور ان کے لیے ہے۔ اَخْتِلَافِي قَسْرَ لَهٗ شَرَّ ذَرَاهِمَ فِي خَوْفِهِمْ يَعْبُدُوْنَ اَمَّا
 اِنْ اَسْتَرَيْتَهُ فَتَقَطَعَ اِحْرَامُهُ شَدِيدًا وَمَنْ اَطَاعَهُ بِسَبْرِ الشَّرِّ
 اگر تم نے اسے چھپا لیا تو اس کا احرام توڑ دیا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ کھڑا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ کھڑا ہے
 عَنْ اَبِي عَبْدِ اللَّهِ كَيْفَ يَأْتِي هَذَا اَلَّذِي اَسْتَلَّ رَسُوْلَهُ يَا اَلْهَدَى وَدِينِ الْخَيْرِ
 ابو عبد اللہ سے یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے
 اِيضًا هَذَا عَسَى اَسَدِيْنَ يَكْتَلُهُ لَا مُسَدَّلًا يَكْلِمُهُ يَغْوُونَ فِي سَبِّ
 اس کے ساتھ ساتھ وہ کھڑا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے
 ۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء "دیکھیں آسمان سے تیسکے برسوں کا اور زمین سے نکولوں کا پردہ چریسے
 نی طرف میں پڑے یہ ہیں گئے
 پروردگار نمبر ۳ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۰۲ علم بعد ۱۰ نمبر ۲۸ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۰۲
 ۴۰۰
 يَا اَحْمَدُ بْنَ رَجَاءٍ نَعْمَ بَيْنَتٌ مِمَّا اَمَلْتُمْ اِنَّ اَعْيُنَ رَبِّي تَرَوْنَ
 اے احمد بن رجا! تمہیں برکت رکھ دی ہے جو کچھ تم نے کہا ہے وہ تمہیں بین میں ہوا ہے۔
 لَا تَخْشَى عَلَيْهِمُ الْعَذَابَ اَمْ اَسْتَشْذِرُ فَمَا اَسْتَشْذِرُ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ وَهُمْ لَا يُصَلُّونَ
 تمہارے لیے قرآن کھلا یعنی تمہیں سے میں نے کبھی کبھی نہیں ڈرتا اور ان کے لیے نہ ہے اور
 اَنْفُسَهُمْ اَوْ اَنْفُسِ الْمُسْلِمِيْنَ
 ان کے لیے نہیں ہیں اور ان کے لیے نہیں ہیں۔ اَنْفُسَهُمْ اَوْ اَنْفُسِ الْمُسْلِمِيْنَ
 فَنْجَاةَ الْخَلْقِ اَوْ زَهْقِ الْبَاطِنِ اِنَّ الْبَاطِنَ كَانَ رَهْوَقًا كُلُّ بَدَانَةٍ مِّنْ مَّحْسَدِ
 نفاق کی اور باطل بھاگ گئی۔ اور باطل بھاگ گئے والا ہی تھا۔ ہر ایک برکت محمد
 صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَكَ مَا بَدَأَهُمْ وَمَا عَلَّمَهُمْ وَتَعَلَّمَ لِقَوْلِ هَذَا
 سے اللہ علیہ وسلم کی دین سے ہے۔ ان پر بڑا بڑا کہ وہ جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی وہ کبھی
 اِنَّ اَخْتِلَافِي قَسْرَ لَهٗ شَرَّ ذَرَاهِمَ فِي خَوْفِهِمْ يَعْبُدُوْنَ اَمَّا
 وہ نہیں ہے۔ اختلفتے ہیں اور ان کے لیے ہے۔ اَخْتِلَافِي قَسْرَ لَهٗ شَرَّ ذَرَاهِمَ فِي خَوْفِهِمْ يَعْبُدُوْنَ اَمَّا
 اِنْ اَسْتَرَيْتَهُ فَتَقَطَعَ اِحْرَامُهُ شَدِيدًا وَمَنْ اَطَاعَهُ بِسَبْرِ الشَّرِّ
 اگر تم نے اسے چھپا لیا تو اس کا احرام توڑ دیا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ کھڑا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ کھڑا ہے
 عَنْ اَبِي عَبْدِ اللَّهِ كَيْفَ يَأْتِي هَذَا اَلَّذِي اَسْتَلَّ رَسُوْلَهُ يَا اَلْهَدَى وَدِينِ الْخَيْرِ
 ابو عبد اللہ سے یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے
 اِيضًا هَذَا عَسَى اَسَدِيْنَ يَكْتَلُهُ لَا مُسَدَّلًا يَكْلِمُهُ يَغْوُونَ فِي سَبِّ
 اس کے ساتھ ساتھ وہ کھڑا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے کہ یہ آتا ہے

چنانچہ راستہ میں شیخ عادل علی کی ایک چادر اور ہمارا ایک ڈومال ٹکم ہو گیا۔ اس وقت عادل علی کے پاس وہی چادر تھی۔
(نزول المیع صفحہ ۲۲۹، ۲۳۰۔ روحانی خزائن جلد ۱۸، صفحہ ۸۱۶، ۸۱۷)

۱۸۸۶ء "بیجا تھ برہمن ولد بھکت رام کو کشتی طور پر اطلاع دی گئی تھی کہ ایک برس کے وصال تک تمہ پر مصیبت نازل ہونے والی ہے اور کوئی خوشی کی تقریب بھی ہوگی۔ چنانچہ اس پیش گوئی پر اس کے دستخط کرنے لگے جو اب تک موجود ہیں۔ پھر بعد ازاں ایک برس کے وصال میں اس کا باپ جوانی کی عمر میں ہی فوت ہو گیا اور اس دن ان کی شادی کی تقریب بھی پیش تھی۔ یعنی کسی کا بیاہ تھا۔" (شخص حق صفحہ ۲۵۱، ۲۵۲۔ روحانی خزائن جلد ۲، صفحہ ۳۸۳)

۱۱ جولائی ۱۸۸۶ء "میں نے آج خواب میں دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے مکان پر موجود ہیں۔ وہیں میں خیال آیا کہ ان کو کیا کھانا آم تو خوب ہونگے ہیں۔ تب اور آم خوب سے سوچ رہے ہوئے۔ وا اللہ اعلم السکین کی کتب تفسیر ہے۔"
(اکتوبر ۱۱ جولائی ۱۸۸۶ء بنام چودھری رستم محل صاحب بھگوات جلد نمبر ۲، صفحہ ۱۲)

۶ اگست ۱۸۸۶ء
وَاللَّيْلُ إِذَا نَزَلَتْ فَشَاهِدٌ وَأَوْ مَجِئْتُمْ أَوَّلَ نَدْوَىٰ كَمَا كُنْتُمْ مِنَ الشَّمْسِ إِذْ جِئْتُمُوهُ
ظُلُمَاتٌ مِّن دُونِهَا وَسُيُوفٌ مُّكَلَّمَةٌ يَذْكُرْنَ كَذَّبْتُمُوهُ۔

یعنی ہم نے اس بچے کو شاہد اور میٹرا اور نذر ہونے کی حالت میں بھیجا ہے اور یہ اس بڑے سینہ کی مانند ہے جس میں طرح طرح کی تارکیاں ہوں اور رعد اور برق بھی ہو۔ یہ سب چیزیں اس کے دونوں قدموں کے نیچے ہیں۔
(سیرت شہداء صفحہ ۱۸۸، ۱۸۹۔ تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۳۶، مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۱۸)

۷ "اسی عبارت میں عیبِ کفالت کے بعد رعد اور روشنی کا ذکر ہے یعنی عیبِ کفالت کی عبارت کی ترتیب پہلی سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہر متونی کے قدم اٹھانے کے بعد پہلے کفالت آئے گی اور پھر رعد اور برق۔ اسی ترتیب کے رعد سے اس پیش گوئی کا پورا ہونا شروع ہوا یعنی پہلے بشری موت کی وجہ سے ابتداء کی کفالت وارد ہوئی اور پھر اس کے بعد رعد اور روشنی ظاہر ہونے والی ہے اور میں طرح کفالت ظہور میں آگئی اسی طرح یقیناً جاننا چاہیے کہ کسی دن وہ رعد اور روشنی بھی ظہور میں آجائے گی جس کا وعدہ دیا گیا ہے جب وہ روشنی آئے گی تو کفالت کے خیالات کو بالکل سینوں اور دلوں سے مٹا دے گی اور جو اجتنافات خائفوں اور مردہ دلوں کے گمراہ سے نکلے ہیں ان کو نابود اور ناپید کر دے گی..... سو اسے وہ لوگو جنہوں نے کفالت کو دیکھ لیا جرنی میں مت پڑو بلکہ خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد آب و روشنی آئے گی۔"

(سیرت شہداء صفحہ ۱۶۱، ۱۶۲۔ تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۳۶، ۱۳۷، مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۲۹، ۱۳۰)

مِنْ كُلِّ قَبْرٍ عَمِيْقٍ : يَا تَتُونَ مِنْ كُلِّ قَبْرٍ عَمِيْقٍ : يَنْصُرُكَ اللهُ مِنْ جَنَدِهِ
 کو رہ سے تجھے پہنچے گی اور ایسی رحمتیں پہنچے گی کہ دروازہ لوگوں کے جتن سے بڑھتی حالت میں گھر سے وہاں تک پہنچے
 يَنْصُرُكَ رَجُلًا تَوْجِيْهِ رَايَتُهُمْ مِنْ اَسْمَائِكَ : رَايَتُهُمْ اَنْ يَنْصُرُوْكَ مِنْ
 وکتیری طرف سے ایک شخص جو تیرے لیے جہاد کے لیے نکلے گا اور اس کی مدد سے وہ لوگ تیرے ساتھ رہیں
 قَالِ وَرَبِّكَ اِنَّهُ فَارِزٌ : وَمَنْ اَسْتَعَاوُ مَا يُوْضِعُكَ : اِنَّكَ فَارِزٌ مِنْ لَدُنْكَ
 محمد بن حنفیہ سے کہتا ہے کہ تیرے لیے جہاد کے لیے نکلے گا اور اس کی مدد سے وہ لوگ تیرے ساتھ رہیں
 مُبِيْنٌ : فَذَرُوْهُ لِيُوَلِّىْ قَسْرًا وَوَقْرًا : اِنْ جِيْنَا : سَابِغَةَ اَسْتَبْرِيْ : اِنْ كَانَ
 ایک شخص کو فتح کیلئے کھڑا کر دیا جائے گا اور اس کی مدد سے وہ لوگ تیرے ساتھ رہیں
 يَبْسُرُ مَعْقَابًا تَوْرِيْثًا لَكَ : اِنَّ رَايَتَهُ بَلُوْكَ : اِنَّكَ كَانَتْ
 جہاد سے اور اراکین تیرے ساتھ رہیں گے اور وہ لوگ تیرے ساتھ رہیں گے اور وہ لوگ تیرے ساتھ رہیں گے
 مَخْلُوْفًا فَاَجْبَتْ اَنْ اَعْرِفَكَ : يَا قَسْرًا تَشْمُسُ اَنْتَ بِمِغْيٰى وَ اَنْتَ
 پرشیدہ مقام میں سے چاہا اور اراکین جوڑوں : اسے چاند اور اسے سورج اور تجھ سے ظاہر ہوا اور میں
 يَسْئَلُ : اِذَا جَاءَ قَصْرًا اَتَوْهُ وَ اَنْتَ هُوَ اَمْرُ الزَّمَانِ رَايَتُنَا وَ تَشْتَبِهُ كِمَّةٌ
 تجھ سے جب خدا کی مدد آئے گی اور وہ لوگ تیرے ساتھ رہیں گے اور وہ لوگ تیرے ساتھ رہیں گے اور وہ لوگ تیرے ساتھ رہیں گے
 رَبِّكَ : اَلَيْسَ هَذَا اِيَّا الْحَقِّ : وَ لَا تَصْعَدُ اِلْحَقِ اَللّٰهُ وَ لَا تَسْتَمُ
 لیکن پر نہ تھا اور چاہیے کہ توفیق الہی کے ملنے کے وقت ہمیں نہیں بڑھو اور چاہیے کہ ان لوگوں کی شرکت عاقبت سے تم
 مِنْ النَّاسِ : وَ وَتَسْبِعُ مَسْكَانَكَ : وَ تَسْبِعُ لَذِيْقُ اَسْكَرًا : اِنَّ لَهُمْ قَدْرًا
 نہ مانے اور تجھ سے کہ اپنے مالوں کو وسیع کرے اور لوگ تیرے ساتھ رہیں گے اور وہ لوگ تیرے ساتھ رہیں گے اور وہ لوگ تیرے ساتھ رہیں گے
 صَدِقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ : وَ اَسْئَلُ عَلَيْهِمْ مَا اُوْحِيَ اِلَيْكَ : مِنْ رَبِّكَ :
 خوشخبری ہے کہ تمہارے حضور میں اللہ کا ذکر ہے اور وہ لوگ تیرے ساتھ رہیں گے اور وہ لوگ تیرے ساتھ رہیں گے اور وہ لوگ تیرے ساتھ رہیں گے
 اَضْحَابُ الصَّفِيَّةِ : وَ مَا اَذْرَكَ مَا اَضْحَبُ الصَّفِيَّةِ : تَرْتَمِيْ اَعْيُنُهُمْ
 تیری عاقبت میں وہ لوگ تیرے ساتھ رہیں گے اور وہ لوگ تیرے ساتھ رہیں گے اور وہ لوگ تیرے ساتھ رہیں گے اور وہ لوگ تیرے ساتھ رہیں گے
 تَفِيْضُ مِنَ السَّمْعِ : يُسْئَلُوْنَ عَلَيْكَ : وَ رَبَّنَا اِنَّا سَمِعْنَا مِنْكَ دِيْمَا
 آنسو جاری ہوں گے وہ تیرے پروردگار میں گئے اور میں گئے کہ اسے جہاد سے چھوڑ دے اور وہ لوگ تیرے ساتھ رہیں گے اور وہ لوگ تیرے ساتھ رہیں گے اور وہ لوگ تیرے ساتھ رہیں گے
 بِيْنَا دِيْمَا : اِلَّا لِيَاثَانِ : وَ اَدْعِيْنَا اِلَى اللّٰهِ : وَ يَسْرًا جَا مُنِيْرًا : اِنَّا اَحْمَدُ
 کی توڑ سنی ہے جو ایمان کی طرف لٹکتا ہے اور انصاف کی طرف لٹکتا ہے اور ایک چمکنے والا ہے اور اسے اللہ سے دعا ہے
 لَهُ وَ نَعَتْ كَلِمَةً : رَبِّكَ : اَرْضُكَ اَوْ اَرْضِيْ : اَوْ كَمَا (ترجمہ از مشاب)

وَإِذْ يَسْأَلُكَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَتَوَدَّئِلْ بِأَهْلَائِهِمْ عَلَى
 پر ہے اور یاد رکھو وہ وقت جب تم سے وہ نہیں نکرنے لگا جس کی تکذیب اور تہمت کا فریضہ اور کلمہ لہان سے جسے اللہ کا نام
 فِيهِ مُوسَى؛ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ وَكَتَبْتَ بِدَا أَيْنَ لَهَيْبِ
 موسیٰ کے خدا پر اطلاع پاؤں اور میں اس کا ٹھکانا سمجھتا ہوں۔ ہلاک ہو گئے دونوں ہاتھ ابی صلب کے
 وَتَبَّتْ لَهُمَا كَانَتْ لَنْ أَنْ يَدْخُلَ فِيهَا إِلَّا خَالِفًا وَمَا آصَابَكَ قِيسَتِ اللَّهِ
 اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا جس کو نہیں جانتے تھے اس معاملہ میں جس ریتا مگر کوشش کرتے اور کچھ نہیں کہتا وہ تو خدا کی
 الْفِتْنَةَ هَلُمْنَا قَامُصِيْرُكَ صَبْرًا أُولُو الْعُزْرِ أَلَا إِنَّهَا فِتْنَةٌ مِنَ اللَّهِ
 طرف سے ہے اس ہلاک ایک فتنہ پر پاؤں گا یہ ہرگز جیسا کہ اولوالعزم نہیں نے صبر کیا۔ وہ فتنہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو گا۔
 لِيُحَيِّثَ حَيَاتًا حَيَاتًا مِمَّا يَنْتَ اللَّهُ الْعَزِيْزُ الْأَكْبَرُ مَا تَأْتِيَنَّ كُذْبًا مِنْ
 تا وہ کلمہ سے بخت کرے۔ وہ اس خدا کی بخت سے ہر جہت غالب اور جہت بزرگ ہے۔ وہ جو کہاں نہ کہہ جائے گا اور کلمہ
 عَلَيْهِ قَائِلًا وَلَا تَهْتُوا وَلَا تَحْزَنُوا أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ
 جو زمین پر ہے آخر وہ فنا ہو گا کچھ کچھ قسمت کرو اور ادا نہ ہو گی ہمت ہو گی خدا اپنے بندے کے لیے کافی نہیں کیا نہیں جانا
 أَنْ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَإِنْ يَتَخَذُ وَتَكَ إِلَّا هُوَ وَاللَّهُ عَلَى
 کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے اور تمہیں انہوں نے تمہیں کی جگہ بنا رکھا ہے۔ وہ ہنسی کی راہ سے کہتے ہیں کیا یہی ہے
 بَشَرًا اللَّهُ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ آيَاتُ الْمَلَكِ وَاللَّهُ وَاحِدٌ
 جس کو خدا نے بہت فرمایا، ان کو کہہ کہ میں تو ایک انسان ہوں میری ہمت یہ وہی ہوتی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے
 وَالْغَيْبُ كَلِمَةٌ فِي الْقُرْآنِ وَلَا يُسْئَلُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ قُلْ إِنْ هَدَىٰ اللَّهُ
 اور تمام مہملان اور سبھی قرآن میں ہے کسی دوسری کتاب میں نہیں۔ اس کے سوا کلمہ بھی نہیں ہے جو پاک لفظ ہے کہ ہدایت

لے مکتب سے مراد مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی ہے۔ کیونکہ اس نے اس وقت لکھ کر تفسیر حسین کے
 سامنے پیش کیا اور اس ملک میں تکذیب اور تہمت کی آگ بھڑکانے والا تفسیر حسین ہی تھا۔ عَدِيْسُو مَا
 يَسْتَحِقُّهُ. منہ

(حقیقۃ الیقین صفحہ ۱۰۱ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۳)

میں اس جگہ ابوسید مراد ایک دہلوی مولوی ہے جو فوت ہو چکا ہے اور پیرش گوتی ۲۵ برس کی ہے جو براہِ اہمیت میں درج ہے اور
 یہ اسی زمانہ میں شائع ہوئی ہے جب میری نسبت تکذیب کا فتویٰ بھی ان مولویوں کی طرف سے نکلا تھا۔ تکذیب کے فتویٰ کا بانی بھی وہی ہے اور کلمہ
 تھا جس کا نام خدا تعالیٰ نے ابوسید رکھا اور تکذیب سے ایک مدت روز پچیس یہ غبرو سے دی جو براہِ اہمیت میں درج ہے۔ منہ

(حقیقۃ الیقین صفحہ ۱۰۱ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۳)

هَذَا الْفُؤَادِ وَقَدْ نَزَلْنَا نَزْلًا عَلَى رَجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ عَظِيمٍ
 ذُو اِلْتِمَادٍ يَدْعُو بِهِ كَذِكْرِ اللَّهِ كَذِكْرِ اَبِيهِمْ يَوْمَ يَدْعُوهُمْ سِوَا سَمِيِّكَ
 وَقَدْ نَزَلْنَا اَتَى لَكَ هَذَا اِيَّاكَ هَذَا الْمَعْرُوفُ مَكَرُومًا فِي الْمَدِينَةِ هَذَا يَنْظُرُونَ
 ہے۔ اور کہیں کہیں یہ تیرے نام سے جو تم لوگوں کے لئے کہا گیا۔ یہ لوگ تیرے وطن دیکھنے میں
 بِرَبِّكَ وَهَذَا لَا يُبَسِّرُونَ هَذَا اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اِنَّهُ فَاسْتَعُوذُ بِحَبِيْبِكُمْ لَنْ
 سزاؤں میں داخل نہیں رہتا۔ ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو اؤ میری پیروی کرو۔ خدا ہی تم سے محبت کرتے
 عَسَىٰ رَبُّكُمْ اَنْ يَّزَحِّمَكُمْ هَذَا اِنْ عَسَىٰ مَا وَجَعْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ
 خدا یا اسے تہہ پر رکھے۔ اور اگر تم پھر شرارت میں مبتلا ہو کر رہے تو ہم بھی تم کو جہنم میں لے کر جائیں گے اور تم سے تم کو
 حَصِيْرًا وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ هَذَا اَلْحَمْدُ سَلَىٰ مَكَاتِكُمْ
 لاہوں کیلئے تیرے لئے ہے اور تم نے مجھے تمہاری رحمت کے لئے بھیجا ہے۔ ان کو کہہ کہ تم اپنے ممالک میں رہتے ہو اور تم لوگوں کو
 اِيَّا عَابِدًا هَذَا تَعْمُرُونَ هَذَا يَفْسُدُ عَسَىٰ يَثْقَلُكَ هَذَا اِيَّا
 اور میں اپنے وطن پر عمل کر رہا ہوں پھر تمہاری رحمت کے بعد تم دیکھ لو گے کہ کس کو خدا دکھاتا ہے کوئی اللہ بجز تمہاری کے یا کوئی
 غَيْرِ التَّقْوَىٰ هَذَا اِنَّهُ مَعَ اَلَّذِيْنَ اتَّقَوْا هَذَا اَلَّذِيْنَ هُمْ مُخِشُّوْنَ
 قبول نہیں ہو سکتا۔ خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ان کے ساتھ جو نیک کاموں میں مشغول ہیں
 تَسْلِيْنَ اِنْ فَسَّرْتُمْ فَسَّرْنَا اِحْسَرْنَا هَذَا وَنَعْمَ اِلَيْتُمْ يَوْمَئِذٍ عَسَىٰ
 کہ اگر میں نے ہلکا کیا ہے تو میری گردن پر میرا گناہ ہے اور میں اپنے اس سے ایک مدت تک ترین میں رہت
 قَبِيْلَهُ قَلَّا تَقِيْمُوْنَ هَذَا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدًا هَذَا وَيَجْعَلُنَّ اٰيَةً
 تھا کیا تم کو سمجھ نہیں گیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ اور ہم اس کو لوگوں کے لئے
 لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا هَذَا كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ
 ایک نشان اور ایک نمود رحمت بنائیں گے۔ اور یہ ابتدا سے مقدر تھا۔ یہ وہی امر ہے جس میں تم
 تَسْتُرُوْنَ سَدَدًا عَلَيْنَا هَذَا جَعَلْنَا مُبَارَكًا اَنْتَ مُبَارَكٌ فِيْ اَلدِّنْيَا وَالْآخِرَةِ
 شک کرتے تھے۔ تیرے پر سلام۔ تو مبارک کی گیا۔ تو مبارک اور اہم تر میں مبارک ہے

۱۔ یعنی اس شخص کو مدنی جو خود ہونے والا دعویٰ ہے جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں تھانویان کا رہنے والا ہے۔ کیوں کہ مدنی
 سکاہاویہ میں مسعود کا بیٹا اور محمد زین اسلام ہے۔ - حقیقتہً الراجحہ ص ۱۰۰، حاشیہ - رومانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۸۵
 ۲۔ انہوں نے عاقبتی القلوب کا ترجمہ ہم میں حقیقتہً دلی ہے۔ پتہ یہ کاش میں جس کو یوں کہتے ہیں کہ اس کا

وَأَنْبِيَاءَ كُفَرُوا فِي الْعَبُودِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. إِذَا عَظِبْتَ غَضِبْتَ. وَوَكَلَّمَا أَحَبَبْتَ
 تمہارے موتی اور متکفل دنیا اور آخرت میں ہیں جس پر تو غضبناک ہو میں غضبناک ہوتا ہوں اور جس کو محبت تھی
 أَحَبَبْتَ. مَنْ عَادَى وَإِلْيَاقِي فَقَدْ أَذِنَتْهُ لِلْحَرْبِ. إِنِّي مَعَ التَّوَسُّلِيِّ التَّوَسُّلِي
 میں بھی محبت کرتا ہوں اور جو شخص میرے دشمنی رکھے میں نے کیلئے اس کو تلبہ کرتا ہوں میں اس دنوں کے ساتھ کلمہ ہوں
 وَ التَّوَسُّلِي مَنْ يَلُومُهُ وَ أَعْظِيكَ مَا يَدُومُهُ يَا نَبِيكَ الْقَدِيرُ. سَلَامٌ عَلَى
 اور اس شخص کو طاعت کروں گا جو اس کو طاعت کرے۔ اور تجھے وہ چیز دوں گا جو ہمیشہ رہے گی کتبائش تجھے ملے گی۔ اس
 يَا إِبْرَاهِيمَ صَافِيَتَنَا وَ نَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَ تَعَزَّزْنَا بِذَلِكَ وَ قَاتِلْنَا وَاجِبِ
 ابراہیم پر سلام ہم نے اس سے صاف دکھائی اور غم سے نجات دی۔ ہم اس امر میں کہتے ہیں۔ سو تم اس ابراہیم
 عَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مَصْلِي إِنَّا أَنْزَلْنَا قُرْيَابًا مِنَ الْقَادِيَانِ وَ يَا لِحَقِي
 کے تمام عبارتیں بلکہ بناؤ یعنی اس نمونہ پر مہربان ہوں اس کو قادیان کے قریب آتا رہے اور میں ضرورت وقت
 أَنْزَلْنَا وَ بِالْحَقِّ نَزَّلَ وَ صَدَقِي اللَّهُ وَ رَسُولُهُ وَ وَ كَانَتْ أَمْرًا لِلَّهِ مَفْعُولًا
 آتا رہے اور ضرورت کے وقت آتا رہے خدا اور اس کے بول کا پیگموری پوری ہوئی۔ اور خدا کا ارادہ پورا ہونا ہی تھا۔
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَكَ السِّيحَةَ ابْنَ مَرْزِيَمَ لَا يَسْتَلْ عَمَّا يَفْعَلُ وَ
 اس حمد کی تعریف ہے جس نے تجھے سیح ابن مریم بنا یا ہے۔ وہ اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا اور
 هُوَ يُسَلِّتُونَ وَ أَشْرَكَ اللَّهُ عَلَى سَيْلِ شَيْءٍ عِشْمَانِ سَمِي تَحْتِ أَتْرَسِ بِرْتِيرَا
 لوگ پوچھے جاتے ہیں حمد انے تجھے مرا ایک چیز میں سے چن لیا۔ و نون میں کئی تخت اترے پر تیرس
 تَحْتِ سَبِّ أَوْ بِرْتِيرَا يَكِيَا. يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِقُوا نُورًا لِلَّهِ وَ آتَانِ حِزْبِ اللَّهِ
 تخت سب سے اوپر پھنسا گیا۔ یُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِقُوا نُورًا لِلَّهِ وَ آتَانِ حِزْبِ اللَّهِ
 تخت سب سے اوپر پھنسا گیا۔ ارادہ کریں گے کہ خدا کے نور کو بجھا دیں۔ خبردار ہو کہ انجام کار خدا کی جماعت ہی
 هُمْ الْغَالِبُونَ. لَا تَحْتَفِ بِأَنَّكَ أَنْتَ الرَّعْلِيُّ لَا تَحْتَفِ بِإِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيْ
 غالب ہوگی۔ کچھ خوف مت کر تو ہی غالب ہو گا۔ کچھ خوف مت کر کہ میرے رسول میرے قریب میں کسی
 الْمُرْسَلُونَ يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِقُوا نُورًا لِلَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَ اللَّهُ مُتَمِّتٌ نُورِهِ
 سے نہیں ڈرتے۔ دشمن ارادہ کریں گے کہ اپنے من کی چھونکوں سے خدا کے نور کو بجھا دیں اور خدا اپنے نور کو نور کرے گا

بقیہ حاشیہ :-

عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا ٹھہرا رکھا ہے اس لئے مصلحت الہی نے یہ چاہا کہ اس سے بڑھ کر الفاظ اس عاجز
 کے لئے استعمال کرے تا عیسائیوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ سمجھیں کہ وہ الفاظ جن سے سیح کو وہ خدا بناتے ہیں اس اُمت
 میں بھی ایک ہے جن کی نسبت اُس سے بڑھ کر ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ منہ

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶ حاشیہ - روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۹)

۳ مئی ۱۹۰۶ء "اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًاۙ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًاۙ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًاۙ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًاۙ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًاۙ"

۱۔ درجلد ۲ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۶ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۱

۵ مئی ۱۹۰۶ء

روایہ "ایک شخص نے ایک دوکان کو لاوا ان کی ایک بوتل دی جو سرخ رنگ کی روالی ہے اور بوتل بند کی ہوئی ہے اور اس پر کرسیاں پینٹی ہوئی ہیں۔ ظاہر دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی ہے مگر جس شخص نے دی ہے وہ کہتا ہے کہ یہ کتاب دینا ہوں۔ دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی تھی لیکن کہنے میں وہ شخص اس کا نام کتاب رکھتا ہے۔ اس وقت میں کہتا ہوں کہ اس کا وقت آ گیا ہے۔ اس کو نوکر رکھا جائے۔ وہ میں نے اس کتاب پر دستخط کر دیئے ہیں۔ پھر انعام ہوا۔"

یہ میری کتاب ہے اس کو کوئی ہاتھ نہ لگاؤ سے مگر وہی جو میرے خاص خدمت گار ہیں۔

پھر انعام ہوا۔"

اللّٰهُ يُغَيِّبُ مَا يَشَاءُ وَيُنۢبِئُ مَا يَشَاءُ

فرمان: اس سے مطلب یہ ہے کہ ہم دشمنوں پر غالب ہوں گے اور دشمن سے منسوب نہ ہوں گے؟

۱۔ درجلد ۲ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۶ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۱

۵ مئی ۱۹۰۶ء

"پھر بار آئی، تو اسے شلج کے آنے کے دن

شلج کا لفظ عربی ہے۔ اس کے ایک تو یہ معنی ہیں کہ وہ برت جو آسمان سے پڑتا ہے اور شدت سردی کا موجب ہو جاتی ہے اور بارش اس کے لوازم سے ہوتی ہے۔ اس کو عربی میں شلج کہتے ہیں۔

ان معنوں کی بنا پر اس پیش گوئی کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ بار کے دنوں میں آسمان سے ہمارے ملک میں خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر یہ آفتیں نازل کرے گا اور برت اور اس کے لوازم سے شدت سردی اور کثرت بارش ظہور میں آئے گی اور دوسرے معنی اس کے عربی میں اطمینان قلب حاصل کرنا ہے یعنی انسان کو کسی امر پر ایسے دلائل اور شواہد میسر آ جاویں جس سے اس کا دل مطمئن ہو جائے۔ اسی وہ ہے کہتے ہیں کہ ظلالِ تکریم موجب شلج قلب ہو گئی یعنی ایسے دلائل قاطعہ بیان کئے گئے جس سے قطعی اطمینان ہو گئی۔ اور یہ لفظ کبھی خوشی اور راحت پر بھی استعمال کیا جاتا ہے جو اطمینان قلب کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جب انسان کا دل کسی

شے (ترجمہ) حقیقی میں بزرگوں کے ساتھ ہوں اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

شے (ترجمہ) اللہ تعالیٰ ہمیں آؤنچا کہے گا ہم نیچے نہیں گئے ہائیں گے۔

کتابخانه جامعہ اسلامیہ

شیر المہدی

حصہ سوم

مترجمہ فریاد

حضرت مرزا بشیر احمد رضا ایم اے

جسے

خا

مدرسہ معین مولوی قاضی و ملشی قاضی نے تالیف کیا

شائع کیا

پبلشرز
مدرسہ معین

اپریل ۱۹۳۶ء

صفحہ ۱۳۵۸

پیشین اول

مدرسہ معین

سیرۃ المہدی ص ۳۴

مکہ میں نے ابھی ہیبت نہ کی تھی۔

خاکسار عزم کرتا ہے۔ نہ مولوی عبدالمکرم صاحب رجوم کے حضرت صاحب سے قوم تعلقات تھے جو غالباً حضرت خلیفہ اولیٰ کے واسطے قائم ہوئے تھے۔ مگر مولوی صاحب موصوف نے بیت کچھ دوسرے جگہ کی تھی۔ نیز خاکسار عزم کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالمکرم صاحب جماعت کے بہترین مقررین میں سے تھے۔ اور آواز کی غیر معمولی بلندی اور خوش آگائی کے علاوہ ان کی زبان میں غیر معمولی فصاحت اور طاقت تھی جو سامعین کو مسحور کر لیتی تھی۔

۶۶۲ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد امینیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا۔ احکام نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں رکھی۔ میرے سامنے غیب میں گویا کھلنے سے انکار کیا۔ حدیث نہیں کہا۔ زکوٰۃ نہیں کھائی۔ صرف نذرانہ امدادیہ قبول فرماتے تھے۔ بیرون کی طرح مصلیٰ اور خرقہ نہیں رکھا۔ راج الوقت درود و وظائف و شفا پیچورہ وغیرہ گنج گھر میں۔ درود و تاج۔ حزب البقرہ۔ دوائے سریانی وغیرہ نہیں پڑھتے تھے۔

خاکسار عزم کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں آپ کے لئے مالی لحاظ سے انتظام نہیں تھا۔ کیونکہ ساری جائیداد و ذریعہ اور اہل میں ہمارے دادا صاحب کے ہاتھ میں تھی اور بعد میں تایا صاحب کا انتظام رہا۔ اور اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہو گئے۔ کہ ایک تھاپ جہاد کے کام میں نہنک رہے۔ دوسرے آپ کے لئے حج کا راستہ ہی محدود تھا۔ تاہم آپ کی خواہش رہتی تھی۔ کہ حج کریں۔ چنانچہ حضرت والدہ ماجدہ نے آپ کے بعد آپ کی طرف سے حج بدل کر دیا۔ احکامات ماموریت کے زمانہ سے قبل غالباً بیٹھے ہوئے مگر ماموریت کے بعد جو قلمی جہاد اور دیگر مسروفیت کے نہیں بیٹھے سکے۔ کہ نیکیاں احکامات سے مقدم ہیں۔ اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی۔ کہ آپ کسی صاحب نصاب نہیں ہوئے۔ البتہ حضرت والدہ ماجدہ زیور پر زکوٰۃ دیتی رہی ہیں۔ اور تسبیح اور رسمی وظائف وغیرہ کے آپ قائل ہی نہیں تھے۔

۶۶۳ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد امینیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کی آنکھوں میں مائی اویپا تھا۔ اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔ مگر نزدیک سے آخر تک بلکہ حد تک ہی پڑھ لیتے تھے۔ اور سینک کی حاجت محسوس نہیں کی۔ اور دائرہ آنکھوں کی یہ حالت

شادی میں مجھے کچھ فکر نہیں کرنا چاہیے۔ ان تمام ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمہ رہے گا۔ سو قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے اپنے وعدہ کے موافق اس شادی کے بعد ہر ایک بار شادی سے مجھے سبکدوش رکھا اور مجھے بہت آرام پہنچایا۔ کوئی باپ دنیا میں کسی بیٹے کی پرورش نہیں کرتا جیسا کہ اُس نے میری کی۔ اور کوئی والدہ پوری ہوشیاری سے دن رات اپنے بچہ کی ایسی خبر نہیں کھتی جیسا کہ اُس نے میری رکھی۔ اور جیسا کہ اُس نے بہت عرصہ پہلے براہین احمدیہ میں یہ وعدہ کیا تھا کہ یا احمد! اسکن انت و زوجك الجنة۔ ایسا ہی وہ بجالایا۔ معاش کا غم کرنے کے لئے کوئی گھڑی اُس نے میرے لئے خالی نہ رکھی۔ اور خانہ داری کے چہمات کے لئے کوئی اضطراب اُس نے میرے نزدیک آنے نہ دیا۔ ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ باسعادت اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس اور دردِ مسموح دورانِ سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات قشعِ قلب بھی تھا۔ اس لئے میری حالت مرضی کا لعدم تھی۔ اور پیرائے سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا۔ اور ایک خط جس کو میں نے اپنی جماعت کے بہت سے معزز لوگوں کو دکھلادیا ہے۔ جیسے انجم مولوی نور الدین صاحب اور انجم مولوی برہان الدین وغیرہ۔ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعت السنۃ نے ہمدردی کی راہ سے میرے پاس بھیجا کہ اپنے شادی کی ہے اور مجھے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ باسعادت سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے۔ اگر یہ امر اکی روحانی توجی سے تعلق رکھتا ہے تو میں اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں اولیاء اللہ کے خوارق اور روحانی قوتوں کا فائدہ نہیں ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے ایسا نہ ہو کہ

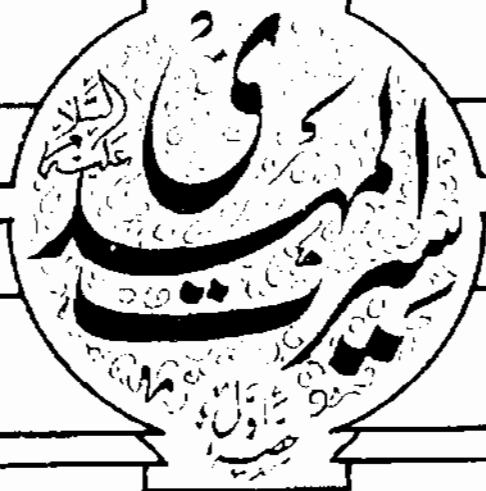
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَقَدْ كَتَبْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي كِتَابِنَا إِقْتِدَالًا وَذُرِّيَّةً لَوْ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِكَ عَلَى الْإِيمَانِ أَهْلًا لِأَسْرَابٍ مُتَنَبِّئِينَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



مُتَّقِينَ

حضرت صاحبزادہ میر بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ ستمہ اللہ تعالیٰ

حسبنا اللہ

مولانا اکرم معظم لوی صاحب لایسنس منشی قاضی قاضی اول مدرس مدرسہ امینیہ۔ قادیان
مدرسہ فخر الدین (دہلی) مستم احمد کتاب گھر قادیان کو شائع کرنا فرمایا۔

پتہ: مولانا محمد رفیع صاحب

پتہ: مولانا محمد رفیع صاحب

پتہ: مولانا محمد رفیع صاحب

فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی۔ لیکن اب افادہ ہے۔ میں نماز پڑھا رہا تھا۔ کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے۔ پھر میں حیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہو گئی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اسکے بعد سے آپ کو باقاعدہ دوسرے پڑنے شروع ہو گئے خاکسار نے پوچھا۔ دودھ میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا! تہ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کچھ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹھے۔ اور سر میں کچھ ہوتا تھا۔ اور اس حالت میں آپ اپنے بدن کو سہا رہ نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دودھ بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اسکے بعد کچھ دودھوں کی ایسی سنتی نہیں رہی۔ اور کچھ طبیعت عادی ہو گئی۔ خاکسار نے پوچھا اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سردیوں کے دورے ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کیا پہلے حضرت صاحب خود نماز پڑھتے تھے؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دودھوں کے بعد چھوڑ دی۔ خاکسار عرض کرتا ہوں کہ یہ سبیت کے دعویٰ سے پہلے کی بات ہے۔

(اس روایت میں جو حضرت سیح موعود کے دوران سر کے دودھوں کے متعلق حضرت والدہ صاحبہ نے ہسٹیریا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس کو وہ بیماری مراد نہیں ہے۔ جو علم طب کی رُو سے ہسٹیریا کہلاتی ہے۔ بلکہ یہ لفظ اس جگہ ایک غیر طبی رنگ میں نفلان سرد اور ہسٹیریا کی جزوی مشابہت کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ جیسے کہ حصہ دوم کی روایت نمبر ۳۲۵ و ۳۲۶ میں تشریح کی جا چکی ہے۔ حضرت سیح موعود کو حقیقتاً ہسٹیریا نہیں تھا چنانچہ خود حضرت سیح موعود نے جہاں کہیں بھی اپنی تحریرات میں اپنی اس بیماری کا ذکر کیا ہے۔ وہاں اسکے متعلق کبھی بھی ہسٹیریا وغیرہ کا لفظ استعمال نہیں کیا اور نہ ہی علم طب کی رُو سے دوران سر کی بیماری کسی صورت میں ہسٹیریا یا مراق کہلا سکتی ہے۔ بلکہ دوران سر کی بیماری کے لیے انگریزی میں غالباً ڈیگیو

سیرۃ المہدیؑ

کہتا ہوں کہ مشقہ محمد بن ہشمت کھیر میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تیرے عبدالقادر صاحب میلانی کے ساتھ سب سے زیادہ محبت تھی، مادہ فرماتے تھے کہ میری روح کو ان کی لہجہ کو خاص چاہیے۔

۵۶۴ پستلم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو غالباً ۱۸۵۸ء میں ایک دفعہ خارش کی تکلیف ہی ہوئی تھی۔ اس واقعے کے بہت عرصہ بعد ایک دفعہ نہیں کہ فرماتے تھے کہ خارش والے کو کھانے سے اتنا لطف آتا ہے کہ بعض لوگوں نے کھلبے کہ بہر بیماری کا اجر انسان کو آخرت میں ملے گا۔ سوائے خارش کے۔ کیونکہ خارش کا یہاں دُنیا میں ہی اس سے لذت حاصل کر لیتا ہے خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خارش کی تکلیف مرزا عزیز احمد صاحب کی پیشا پور ہوئی تھی۔ جو غالباً ۱۸۵۸ء کا واقعہ ہے۔ اس کا ذکر روایت ۲۵۹ میں بھی ہو چکا ہے۔

۵۶۵ پستلم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکرم منشی نذر احمد صاحب کیور تھلوی نے مجھ سے بذریعہ تقریر بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ رزق کی تنگی بسا اوقات ایمان کی کمزوری کا موجب ہو جاتی ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ دنیا میں مصائب اور مشکلات سے کوئی غالی نہیں بہا تا تک کہ امید علیہم السلام اور خدا کے اولیاء کو کام بھی اس سے غالی نہیں رہتے۔ مگر بنیاد اور اولیاء کی تکلیف کا سلسلہ روحانی ترقیات کا باعث ہوتا ہے۔ اولیاء و اولوں پر جو مصائب اور مشکلات کا سلسلہ آتا ہے وہ ان کی شامت اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے نیز فرمایا کہ جب تک مصائب و آلام عبودیت انعام نظر نہ آئے گی۔ اور ان سے ایک لذت اور سرور حاصل نہ ہو۔ اس وقت تک کوئی شخص حقیقی مومن نہیں کہلا سکتا۔

۵۶۶ پستلم اللہ الرحمن الرحیم۔ میلان خیر الدین صاحب سیکیوانی نے مجھ سے بذریعہ تقریر ذکر کیا کہ ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قمر ناز کے متعلق سوال کیا جنھوں نے فرمایا جس کو تم نیچائی میں دانتھا کہتے ہو۔ بس اس میں قمر ہوتا چاہیے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا کوئی سیلون کی بھی شرط ہے آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ بس جس کو تم دانتھا کہتے ہو۔ وہی سفر ہے جس میں قمر ناز ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں سیکیواں سے قادیان آتا ہوں کیا اس وقت ناز قمر کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ بلکہ سب سے نزدیک اگر ایک صحت قادیان سے نکل جائے تو وہ بھی قمر کر سکتی ہے۔

خاکسار عرض کر رہے کہ سیکیواں قادیان سے ناٹنا ہار میل کے فاصلہ پر ہے اور نکل کر شاید ایک میل سے بھی کم ہے۔ نکل کے متعلق جنھوں نے قمر کی اجازت فرمائی ہے۔ اس سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ

ایک شریف خاندان میں وہ میری شادی کر لیا اور وہ قوم کے سید ہو گئے۔ اور اس بیوی کو خدا مبارک کر لیا۔ اور اس سے اولاد ہو گئی۔ اور یہ خواب اُن آیام میں آئی تھی کہ جب میں بعض اعراض اور امراض کی وجہ سے بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا بلکہ قریب ہی وہ زمانہ گذر چکا تھا جبکہ مجھے ذوق کی بیماری ہو گئی تھی اور یہ باعث گوشہ گزینی اور ترک دنیا کے اہتمامات تامل سے دل سخت کارہ تھا اور علی الدوام کے بوجھ سے طبیعت متنفر تھی۔ تو اس حالت پر ملائکہ کے تصور کے وقت یہ الہام ہوا تھا۔ ہر چیز باید تو عروسے را ہمہ سماں کنم۔ یعنی اس

چ فوٹ :- ہمارا خاندان جو ایک ریاست کا خاندان تھا۔ اس میں عادتہ اللہ اس طرح پر واقع ہوئی ہے کہ بعض بزرگ۔ اور ایں ہماری شریف سادات کی لڑکیاں تھیں چنانچہ خدا تعالیٰ کے بعض الہامات میں بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس عاجز کے خون کی مین فاطمہ کے خونی سے آمیزش ہے۔ اور درحقیقت وہ کشف براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۳ کا جس میں لکھا ہے کہ میں نے دیکھا کہ میرا سر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مادرِ مہربان کی طرح اپنی ران پر رکھا ہوا ہے۔ اس سے بھی یہ اشارہ نکلتا ہے۔ الہام مندرجہ برابین صفحہ ۹۰ میں یہ بشارت دی تھی۔ سبحان اللہ تبارک و تعالیٰ زاد مجدک۔ ینقطع آبلوک و یسداء منک۔ یعنی سب پائیاں خدا کے لئے ہیں جو نہایت برکت والا اور عالی ذات ہے۔ اُس نے تیری بزرگی کو زیادہ کیا۔ اُسے تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہوگا اور ابنِ خدا خاندان کا حجر سے کیا جائیگا۔ یعنی جس طرح ابراہیم علیہ السلام اپنے نئے خاندان کا بانی ہوا۔ ایسا ہی تو بھی ہوگا۔ کیونکہ الہام میں بار بار اس عاجز کا نام ابراہیم رکھا گیا ہے جیسا کہ برابین صفحہ ۵۶۱ میں یہ الہام ہے۔ سلام علی ابراہیم صافیناہ و نجینا من النعم۔ تقریباً بذا اللک فاتخذنا دامن مقام ابراہیم صل۔ یعنی اے ابراہیم تجھ پر سلام ہے میں نے ابراہیم سے صافی حجت کی اور اسکو نعم سے نجات دی۔ ہم ہی اس بات سے خاص ہیں۔ پس اگر تم مقام اصفیٰ چاہتے ہو۔ تو تم اس مقام پر اپنا قدم جو دیت رکھو جو ابراہیم یعنی اس عاجز کا مقام ہے۔ صلا

تھے تو ناک سے بہت رطوبت بہتی تھی۔ حضرت صاحب اُٹھے اور چلا کہ ان کرگھے نکالیں۔ تاکہ ان کا شک دُور ہو کر وہ اس وجہ سے کہ ناک بہ رہا تھا۔ پر سے پر سے کھٹے تھے۔ حضرت صاحب کھٹے تھے۔ کہ شاید اسے تکلیف ہے اسلئے دُور ہوتا ہے چنانچہ کافی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ حضرت صاحب ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے اندر نہ پر سے پر سے کھٹے تھے اور چونکہ میں معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے اسلئے ہم پاس کھڑے ہوتے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہم کچے تھے تو حضرت سیدنا موعود علیہ السلام خواہ کام کر رہے ہوں۔ یا کسی اور حالت میں ہوں ہم آپ کے پاس پہلے جاتے تھے۔ کہ بابا پیہ دو اور آپ اپنے رومال سے پیہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر دم کسی وقت کسی بات پر زیادہ صبر کرتے تھے۔ تو آپ فرماتے تھے کہ میں اس وقت کام کر رہا ہوں۔ زیادہ تنگ نہ کرو۔ خاکسار عرض کرتا ہوں کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے ساڑ کا مل کا بن بنا ہوتا تھا باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کٹاواہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا کاج میں بندھوا لیتے تھے۔ اور چابیاں ان کا بند کے ساتھ باندھتے تھے۔ جو جو کسی بعض اوقات تنگ آتا تھا۔ اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت سیدنا موعود مومنا ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اسلئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور اگر وہ بھی پڑ جائے تو کھلنے میں دقت نہ ہو۔ مولیٰ ازار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی۔ تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت صاحب کو سہل ہو گئی اور چھ ماہ تک یہاں رہے۔ اور بڑی نازک حالت ہو گئی۔ حتیٰ کہ زندگی ہی نا امید ہو گئی۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے چچا آپ کے پاس آکر بیٹھے۔ اندھ کھینے لگے کہ دنیا میں یہی حال ہے۔ بسبھی نے مزاح سے کوئی آگے گزر جاتا ہے۔ کوئی پیچھے جاتا ہے اس لئے

(۳۶۹) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ سینے
کئی دفعہ حضرت سید محمد علیہ السلام سے سنا ہے کہ مجھے بسبب یہاں سے بعض اوقات آپ مراقب بھی
فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دعائی صحت اور شہانہ روزِ تصنیف کی مشقت
کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو بسبب یہاں کے مریضوں میں بھی
عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرنے کرتے یکدم ضعف ہو جانا۔ چکروں کا آنا۔ ہاتھ پاؤں کا شرم
ہو جانا۔ گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض
اوقات زیادہ عرصہ میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرہ۔ یہ عصبی
کی دکاوت حس یا تنگن کی علامات ہیں اور بسبب یہاں کے مریضوں کو بھی ہوتی ہیں اور انہی مریضوں میں
حضرت صاحب کو بسبب یہاں مراقب بھی تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ دوسری جگہ جو مولوی شیر علی صاحب
کی رعایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ یہ بعض انبیاء کے متعلق لوگوں
کا خیال ہے کہ ان کو بسبب یہاں تنگن کی غلطی ہے بلکہ حق یہ ہے کہ جس کی تیزی کی وجہ سے ان کے
انہ بعض علامات پیدا ہو جاتی ہیں جو بسبب یہاں کی علامات سے ملتی جلتی ہیں اس لئے لوگ غلطی سے
اسے بسبب یہاں کے تنگ جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کو بھی کسی غیر مذکور
تھے کہ مجھے بسبب یہاں سے یہ اسی عام عوارض کے مطابق تھا اور نہ آپ علیٰ طو پر یہ سمجھتے تھے کہ یہ بسبب
نہیں بلکہ اس سے ملتی جلتی علامات ہیں جو ذکاوت حس یا شدتِ کاری کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں۔ نیز
خاکسار عرض کرتا ہے کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب ایک بہت قابل اور لائق ڈاکٹر ہیں چنانچہ پھر
زمانہ طالب علمی میں بھی وہ ہمیشہ اعلیٰ نمبروں میں کامیاب ہوتے تھے اور ڈاکٹری کے آخری مرحلے
میں تمام صوبہ پنجاب میں اول نمبر پر رہے تھے اور ایامِ ملازمت میں بھی ان کی لیاقت و قابلیت
ستفہر ہی ہے۔ اور چونکہ وہ حضرت سید محمد علیہ السلام کے بہت قوی مرشد تھے اور ان کے
ان کا حضرت صاحب کی صحبت اور آپ کے علاج معالجہ کا بھی بہت کافی موقع ملتا رہتا تھا اس لئے
ان کی رائے اس معاملہ میں ایک خاص وزن رکھتی ہے جو دوسری کسی رائے کو کم حاصل ہے؟

(۳۷۰) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت سید
محمد علیہ السلام کے زمانہ میں گھر کے بچے کبھی شب بات وغیرہ کے موقع پر بچہ کی کھیل تفریح کے

(۳۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح و عیسیٰ علیہ السلام قادیان سے گورہا سپور جاتے ہوئے جلالپور سے وہاں کوئی جہان جہاں جہاں آپ کی تلاش میں قادیان سے ہوتا ہوا جلالہ واپس آیا تھا آپ کے پاس کچھ چیل بطور تحفہ لایا۔ چیلوں میں انگور بھی تھے۔ آپ نے انگور کئے۔ اور فرمایا انگور میں ترشی ہوتی ہے۔ مگر یہ ترشی نزلہ کے لئے مضر نہیں ہوتی۔ چہرہ آپ نے فرمایا ابھی میرا دل انگور کو چاہتا تھا۔ سو خدا نے بھیج دیئے۔ فرمایا۔ کئی دفعہ میں نے تجربہ کیا ہے۔ کہ جس چیز کو دل چاہتا ہے۔ اللہ اُسے نبیا کر دیتا ہے۔ چہر ایک واقعہ سننا یا۔ کہ میں ایک سفر میں جا رہا تھا۔ کہ میرے دل میں پونڈے لگنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ مگر وہاں راستہ میں کوئی گنا میسر نہیں تھا۔ مگر اللہ کی قدرت کہ سٹوڑی دیر کے بعد ایک شخص ہم کو مل گیا جس کے پاس پونڈے تھے۔ اس سے ہم کو پونڈے لگئے۔

(۳۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اہل میں ایک دفعہ حضرت مسیح و عیسیٰ علیہ السلام کو کہتے ہوئے پڑا کسی نے میرا سلطان احمد دربر مرزا فضل احمد کو حاجی طلب کیا۔ میری اور پونڈے آئے۔ چہرہ لگے سانسے بھی حضرت صاحبہ کو پونڈے پڑا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس وقت میں نے دیکھا۔ کہ مرزا سلطان احمد تو آپنی چار پانی کے پاس غاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے۔ مگر مرزا فضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا۔ اور ایک جانا تھا اور وہ کبھی اصرہا جاتا تھا۔ اور کبھی اصرہ کبھی اپنی بچڑی اتار کر حضرت صاحبہ کی ٹانگوں کو اصرہا تھا۔ اور کبھی پاؤں زبائے لگ جاتا تھا۔ اور گھبراہٹ میں اس کے اصرہا کانتے تھے۔

(۳۷) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی ندرسری جگہ ہو گئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت صاحبہ کی سخت مخالفت کی اور خلاف کرشمہ کر کے رہے اور سب نے

فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی۔ لیکن اب افاقہ ہے۔ میں نماز پڑھا رہا تھا۔ کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے۔ پھر میں بیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اسکے بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے بڑے شروع ہو گئے خاکسار نے پوچھا۔ دورہ میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوجاتے تھے اور بدن کے پٹے کچھ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹے۔ اور سر میں جھپک ہوتا تھا۔ اور اس حالت میں آپ اپنے بدن کو سہا نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اسکے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہیں رہی۔ اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی۔ خاکسار نے پوچھا اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سردی کے دورے ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کیا پہلے حضرت صاحبہ خود نماز پڑھتے تھے؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دوروں کے بعد چھوڑ دی۔ خاکسار عرض کرتا ہاں کیسی طبیعت کے دواؤں سے پہلے کی بات ہے۔

(اس روایت میں جو حضرت سیح موعود کے دوران سر کے دوروں کے متعلق حضرت والدہ صاحبہ نے ہسٹیریا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس کو وہ بیماری مراد نہیں ہے۔ جو علم طب کی دوسرے ہسٹیریا کہلاتی ہے۔ بلکہ یہ لفظ اس جگہ ایک غیر طبی رنگ میں نفعدان سرد اور ہسٹیریا کی جزوی مشابہت کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ جیسے کہ حصہ دوم کی روایت نمبر ۳۲۵ و ۳۲۶ میں تشریح کی جا چکی ہے۔ حضرت سیح موعود کو حقیقتاً ہسٹیریا نہیں تھا چنانچہ خود حضرت سیح موعود نے جہاں کہیں بھی اپنی تحریرات میں اپنی اس بیماری کا ذکر کیا ہے۔ وہاں اسکے متعلق کہیں بھی ہسٹیریا وغیرہ کا لفظ استعمال نہیں کیا اور نہ ہی علم طب کی دوسرے دوران سردی کی بیماری کسی صورت میں ہسٹیریا یا مراق کہلا سکتی ہے۔ بلکہ نفعدان سردی کی بیماری کے لئے انگریزی میں غالباً ڈیپلو

درہین نمبر ۴

دوران سردی اور کئی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ اور دوسری چالو جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دانگیر ہے اور بس اوقات توتو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب سیر شالی حلل رہتے ہیں۔ بسا اوقات میرا یہ حال ہوتا ہے کہ نماز کے لئے جب زمین چڑھکر اُپر جاتا ہوں تو مجھے اپنے ظاہر حالت پر امید نہیں ہوتی کہ زمین کی ایک سیرھی سے دوسری سیرھی پر پاؤں رکھتے تک میں زندہ رہوں گا۔ اب جس شخص کی زندگی کا یہ حال ہے کہ ہر روز موت کا سامنا اس کے لئے موجود ہوتا ہے اور ایسے مریضوں کے انجام کی نظر میں بھی موجود ہیں تو وہ ایسی خطرناک حالت کے ساتھ کیونکر افزاؤ پر جرات کر سکتا ہے اور وہ کس محنت کے بھروسے پر کہتا ہے کہ میری اسی برس کی عمر ہوگی۔ حالانکہ ڈاکٹری تجارب تو اس کو موت کے پیچھے میں ہر وقت پھنسا ہوا خیال کرتے ہیں۔ ایسی مریضوں کے لئے مدقوق کی طرح گداز ہو کر جلد مر جاتے ہیں یا کادھنکل یعنی سرطان سے ان کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ تو پھر جس درد سے میں ایسی حالت پر خطر میں تبلیغ میں مشغول ہوں کیا کسی مفتری کا کام ہے۔ جب میں بدن کے اوپر کے حصہ میں ایک بیماری اور بدن کے نیچے کے حصہ میں ایک دوسری بیماری دیکھتا ہوں تو میرا دل محسوس کرتا ہے کہ یہ وہی دو چادریں ہیں جن کی خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

میں محض نصیحتاً اللہ مخالف علماء اور ان کے سخیالی لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بد زبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں کی یہی طہنت ہے تو خیر آپ کی مرضی۔ لیکن اگر مجھے آپ لوگ کا ذہب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں آٹھے ہو کہ یا اناگ انگ میرے پر بد دعائیں کریں

(مناشیل بار اقل)

وہ خدا جس نے تمام رُوحیں اور ذرہ ذرہ عالم علوی اور سفلی کا پیدا کیا اسی نے اپنے فضل و کرم سے اس رسالہ کا مضمون ہمارے دل میں پیدا کیا۔

اور

اس کا نام

ہے

نسیم دعوت

آریوں کے لئے یہ رحمت ہے
طالعوں کا یہ یارِ خلوت ہے
ہر ورق اس کا جامِ صحت ہے
یہ خدا کے لئے نصیحت ہے
نہ تو سختی نہ کوئی شدت ہے
آخر اس کی طرف ہی رحلت ہے
سر پہ طاعون ہے پھر بھی مفلحت ہے
پھر بھی تو یہ نہیں یہ حالت ہے

نام اس کا نسیم دعوت ہے
دلِ بیمار کا یہ درماں ہے
کفر کے زہر کو یہ ہے تریاق
غور کر کے اسے پڑھو پیارو
خاکساری سے تم نے لکھا ہے
قوم سے مت ڈرو خدا سے ڈرو
سخت دل کیسے ہو گئے ہیں لوگ
ایک دنیا سے مچکی اب تک

مطبوع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب بھیروی
بتاریخ ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء چھپ کر شائع ہوا

لکھتے ہیں ان کی مثال تپوں کی سی ہے کہ سخت - نرم - سیاہ - سفید پتھر کے اکٹھے رکھ دیجئے جائیں
 گویا ہر کتاب ایک لذیذ اور شیریں چیز ہوگی جس میں حقائق اور معارف قرآنی کے اجزا اور ترکیب دیگر
 لکھتے ہیں۔ جو بات روح القدس کی تائید سے لکھی جائے اور جو حفاظ اُس کے اقلاد سے ظاہر ہوتے ہیں۔
 وہ ہر پتے ساتھ ایک طهارت رکھتے ہیں اور اس طہارت میں بی ہرئی شکست اور قوت ہوتی ہے۔ جو
 دوسروں کو اپنے قابو نہیں ہونے دیتی بلکہ یہ کتاب بہت بڑا نشان ہوگا۔

حضرت مسیح کے بارہ میں جو ہم یہودیوں اور نصری تمسکوں کی گتہ جنہیں اہل کفر اور باطن دینا چاہتے ہیں
 اس فرقہ کے ہتھیار کرنے سے ہم امداد علیہم۔ کہ حضرت مسیح کی فہم الی باطن کی جگہ سے مسیح کی معنی کا عقیدہ
 ایک ظلم عظیم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تائید ہے۔ کہ شروع سے ہی یہ کہیں ایک طالب علم تھا۔ اس
 عقیدہ کی ازہدہ کا ایک جوش بچے ضائع کرنے سے رکھا تھا۔ گویا میری مشرت میں ہی یہ بات
 رکھی گئی تھی۔ چنانچہ یادوری فائدہ صاحب نے اپنی کتاب میں رد اسلام میں شرح لکھی تو
 ۱۸۶۹ء کو ایسا مسئلہ ملا کہ وہ کہے۔ کہ مولوی گل علی شاہ صاحب کے پاس جو ہمارے والد صاحب نے
 خاص ہمارے لئے اتنا لکھ ہونے تھے پڑا کرتا تھا۔ اور اس وقت میری عمر سولہ سترہ برس کی ہوگی
 جب یہ اس کی کتاب بیعتوان المعنی ہو گئی۔ ایک مہندہ لفظ جو یہاں تک کتابت تھا اسکی فارسی کو دیکھ کر
 اُسکی بڑی تعریف کی مگر یہ اُسکو بہت لڑکھیا اور بتایا۔ کہ اس کتاب میں بجز نجاست کے اور کچھ نہیں
 ہے۔ تو بڑی زبان پر جاتا ہے۔ اس وقت سے خدا تعالیٰ نے اس جوش میں ترقی دی ہے۔ اور برسوں
 رگہ بد میں یہ بات بڑی ہوتی ہے کہ اس اثر کے لئے کہ تباہ کیا جائے۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ
 اچھل جو نہیں جہ کر کے بڑی جاتی ہیں۔ جو بھی میری سخت مصروفیت دینی کے باعث ہے۔ اور
 چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے ہی فرمایا ہوا تھا۔ کہ صحیح نعوہ کے لئے غازیوں
 کی جائیں گی۔ اس لئے اس طرح یہ عظیم نشان پیش گئی پوری ہو رہی ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے
 کہ وہ بیاریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں۔ تاہم اچھل کی مصروفیت کا یہ حال ہے کہ کرات کو مکان کے
 دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ چھٹنے سے حیرت
 کی بیماری ترقی کرتی ہے اور روزانہ سوا گدوہ زیادہ ہوجاتا ہے۔ تاہم میں اس بات کی پرواہ نہیں
 کرتا اور اس کام کو کرتے جاتا ہوں۔ چونکہ دن چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ مجھے علم ہی نہیں ہوتا۔
 کہ دن کو ہر جاتا ہے۔ اسی وقت خبر ہوتی ہے۔ جب شام کی نماز کے وقت کے لئے پانی کا لوانا کھویا
 ملتا ہے۔ تو اس وقت مجھے افسوس ہوتا ہے کہ کاش اتنا سالہ دن اور ہوجاتا۔ باوجود اچھل کے یہاں

کی جیسی ہے اور ہر روز کئی کئی دست آئیں۔ مگر صورت پالانہ کی بھی حاجت ہوتی ہے۔ نو بجے
 الشمس ہی ہونے لگا بھی کیوں حاجت ہوتی۔ اسی طرح جب نے کھانے کے لئے کئی مرتبہ کھجور میں
 توڑا جبر کے جلد جلد چننے لگا لیتا ہوں۔ بظاہر تو میں روٹی کھتا ہوں لکھائی دیتا ہوں۔ مگر میں
 پکھتا ہوں۔ کہ مجھے پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھا رہا ہوں۔ میری توجہ اور خیال اسی
 طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔

پس یہ تعصیف جو میں کر رہا ہوں بڑی فروری چیز ہے۔ اور خدا نے چاہا تو یہ ایک نشان ہو گا جسکی
 نظیر لہر پر کوئی قاور ہو گا۔ اگرچہ یہ کتاب بظاہر کوئی عجیب اور اعلیٰ نظر نہ آتی ہو۔ مگر اسکی اشاعت
 پر دنیا کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہ کسی لاجور ایہو جیب ہم نے ہوتو سو کے لئے مسلمان لکھنا شروع کیا۔ تو
 پہلے ایک دو سنہ نے اپنے خیال کے موافق کچھ خوشی ظاہر کی مگر خدا تعالیٰ نے الہاماً خوشخبری
 دی کہ وہ مسخون بالارک۔ چنانچہ یہ اشتہار طبع سے پہلے ہی شائع کر دیا گیا۔ آخر جیب وہ طبع
 میں پڑ گیا تو اسکی عظمت اور اسکی عقان کو سب نے تسلیم کیا۔ یہاں تک کہ لاہور کے انگریزی اردو
 اخبارات نے اسے دار ہنہ کا اعتراف کیا۔ اسی طرح پر جیب یہ کتاب شائع ہو کر ہر نیکے کی تب
 پتہ لگے گا۔ سینے ایک بار ایک شخص کو بھی سے اٹوانے کے لئے کہا۔ وہ کہنے لگا کہ جیب میں عطارد کی
 دوکان پر گیا۔ تو جو عطروہ دکھاتا تھا میں اسے ہی واپس کر دیتا تھا۔ ہر عطارد نے کہا۔ کہ میں تم یہاں
 دوکان میں بیٹھے ہو سو نہیں پتہ نہیں لگتا۔ جیب دوکان سے باہر لیکر جاؤ گے تب اس عطرد کی صحبت
 معلوم ہوگی۔ چنانچہ جیب وہ عطرد لیکر آیا۔ تو اسنے بیان کیا کہ جو گائیاں جسے پیچھے آئی تھیں اُن کے
 سوا کہتے تھے کہ اس عطرد ہے۔ گویا اسکی اتنی خوشبو تھی را حکم جلد ۵ عنک۔

۳۱- اکتوبر ۱۹۰۱ء صبح کی سیر میں لوگو گراف کی ایجاد اور اسیں اپنی ایک تقریر عربی
 ہند کرنے کی تجویز کی گئی جس کے فواید سے عربی مالک میں تبلیغ ہو سکے۔ سیر سے واپسی پر قاضی
 پروف علی صاحب عثمانی کی بیار پرسی کی اور نذر تشریف لے گئے۔ فلہر کے وقت ہا ہر تشریح لا کر
 خانہ خورشید صحیح کر کے اعلا فرمائیں آج حکیم محمد اہل خاں صاحب دہلی بہ خطبہ کا خطبات متعلقہ
 حافق الملک بیوریل فشا آپکو ملا۔ جس پر آپ نے ایک تبلیغی خط بطور جواب لکھا۔ وہ اندر لکھا اور وہ ظاہر
 (مبادا الحکم جلد ۵ عنک)۔

۳۲- نومبر ۱۹۰۱ء۔ بدھ رخصتہ المبارک آپ صبح کی سیر کے لئے تشریف نہ لے گئے۔ بعد از سیر یہ
 آج کے سخت دن کے سلسلہ تقریریں فرمائی۔ کہ صبح ہر کی شان میں جس قدر اظہار کیا گیا ہے۔ اور پھر

آدمی تھا۔ اور کچھ پڑھا ہوا بھی تھا۔ اسکے لڑکے میاں دین محمد روم عربت میاں بنگا کو
بمائے اکثر خدمت جانتے ہونگے۔ روم کا کشمیری تھا۔

(۱۹۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی
رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ہائے ساتھ والد صاحب کے بہت کم تعلقات تھے یعنی پیل
جول کہ تھا۔ وہ ہم سے ڈرتے تھے۔ اور ہم ان سے ڈرتے تھے (یعنی وہ ہم سے الگ
الگ رہتے تھے۔ اور ہم ان سے الگ الگ رہتے تھے کیونکہ ہردو کا طریق اور رسک
جدا تھا) اور چونکہ تاجا صاحب مجھے بیٹوں کی طرح رکھتے تھے اور جامعہ وغیرہ بھی سب
اپنی کے انتظام میں تھی۔ والد صاحب کا کچھ دخل نہ تھا۔ بسیلے بھی ہیں اپنی ضرورتوں
کے لیے تاجا صاحب کے ساتھ تعلق رکھنا پڑتا تھا۔

(۱۹۴) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی
رحیم بخش صاحب ایم اے کے والد صاحب کی ایک بہن ہوتی تھیں ان کو بہت خواب اور
کشف ہوتے تھے۔ مگر دادا صاحب کی اودھے متعلق یہ رائے تھی کہ ان کے دل و رخ میں کئی
نقص ہو لیکن سزا نہیں تھے بعض ایسی خرابیاں دیکھیں کہ دادا صاحب کو یہ خیال بدانا
پڑا۔ چنانچہ انہوں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ کوئی سفید ریش بڑھا شخص انکو
ایک کاغذ جس پر کچھ لکھا ہوا ہے۔ بطور تمہید کے لے گیا ہے جب انکو کھل تو ایک
بصورت پتر کا ٹکڑا ہاتھ میں تھا۔ جس پر قرآن شریف کی بعض آیات لکھی ہوئی تھیں۔ پھر
انہوں نے ایک اور خواب دیکھا کہ وہ کسی دیبا میں چل رہی ہیں جس پر انہوں نے ٹوک پانی
پانی کی آواز نکالی اور پھر انکو کھل گئی۔ دیکھا تو ان کی پنڈلیاں تر تھیں اور تاندریت
کے نشان لگے ہوئے تھے۔ دادا صاحب کہتے تھے کہ ان باتوں سے فعلی داغ کو کوئی
تعلق نہیں۔

(۱۹۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی
رحیم بخش صاحب ایم اے کے ایک ذوق والد صاحب محنت بیمار ہو گئے۔ اور حالت نازک ہو گئی
اور چیکروں نے ناامیدی کا اظہار کر دیا اور جن بھی ہند ہو گئی۔ مگر زبان جاری رہی والد

صاحب نے کہا کہ مجھ پر اگر میرے اوپر اور نیچے رکھو۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ اور اس سے حالت رو بہ اصلاح ہو گئی۔ خاکسترا عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے۔ کہ یہ مرض توبخ زنجیری کا تھا۔ اور یہ کہ اھد تو ملے نے آپ کو دکھایا تھا کہ پانی اور ریت لگوا کر جن پر ملی جاوے۔ سو ایسا کیا گیا تو حالت اچھی ہو گئی۔ مرزا سلطان احمد صاحب کوریت کے متعلق ذہل ہو گیا ہے۔

بسم ابد الرحمن الرحیم۔ بیان کیا تجھ سے مولوی شہیر علی صاحب نے کہ حضرت صاحب ایک دفعہ غیر معمولی طہرہ غیب کی طوت سیر کو گئے۔ تو راستہ سے بہت کھینچا گیا۔ قبرستان میں تشریف لے گئے اور پھر آپ نے قبرستان کے جنوب کی طرف کھڑے ہو کر دیر تک دعا فرمائی۔ خاکسترا نے دریافت کیا۔ کہ کیا آپ نے کوئی خاص قبر یا سوزی رکھی تھی؟ مولوی صاحب نے کہا میں نے ایسا نہیں خیال کیا۔ اور میں نے اس وقت دلچسپی سمجھا تھا کہ چونکہ اس قبرستان میں حضرت صاحب کے رشتہ داروں کی قبریں ہیں اس لیے حضرت صاحب نے دعا کی جو خاکسترا عرض کرتا ہے۔ کہ شیخ یعقوب علی صاحب نے لکھا ہے کہ وہاں ایک دفعہ حضرت صاحب نے اپنی والدہ صاحبہ کی قبر پر دعا کی تھی۔ مولوی صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ جب حضرت صاحب کی لڑکی امہ النصیر فوت ہوئی تو حضرت صاحب اسے اسی قبرستان میں دفنانے کے لیے لے گئے تھے اور آپ خود اسے اٹھا کر قبر کے پاس لے گئے۔ کسی نے آگے بڑھ کر حضور سے لڑکی کو لینا چاہا۔ مگر آپ نے فرمایا کہ میں خود یہاں لگاؤں گا۔ اور دعا نظر کشتمثل صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس وقت حضرت صاحب نے وہاں اپنے کسی بزرگ کی قبر بھی دکھائی تھی۔

بسم ابد الرحمن الرحیم۔ بیان کیا تجھ سے مولوی شہیر علی صاحب نے کہ میرے چچا مولوی شہیر محمد صاحب مرحوم بیان کرتے تھے کہ ادا میں بعض اوقات حضرت مسیح موعود بھی حضرت مولوی محمد الدین صاحب کے درس میں چلے جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مولوی صاحب نے درس میں بدرستی جنگ کے موقع پر فرشتے نظر آنے کا واقعہ بیان کیا اور پھر اس کی کچھ تاویل کرنے لگے تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ نہیں ایسا ہو سکتا ہے جو کہ فرشتوں کے دیکھنے میں نبی

سیرت المہدی جلد 2

ہوا تھا۔

(۲۳۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان میں کسی قدر لکنت تھی اور آپ پر ناسے کو چھایا فرمایا کرتے تھے اور کلام کے دوران میں کبھی کبھی جوش کی حالت میں اپنی نائنگس، لاکھڑی، لاکھڑی کرتے تھے۔ خاکسار عمل کرتا ہے کہ قاضی صاحب کی یہ روایت درست ہے، مگر یہ لکنت صرف کبھی کبھی کسی خاص لفظ کے تلفظ میں ظاہر ہوتی تھی ورنہ ویسے عام طور پر آپ کی زبان بہت صاف چلتی تھی۔ اور نائنگ پر ہاتھ مارنے کے صرف یہ معنی ہیں کہ کبھی کبھی جوش تھریں آپ کا ہاتھ کھسکے آپ کی زبان بگڑتا تھا۔

(۲۳۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ ایک دفعہ میں اور عبدالرحیم خان صاحب پسر مودی غلام حسن خان صاحب پشاوری مسجد مبارک میں کھانا کھا رہے تھے جو حضرت کے گھر سے آیا تھا۔ ناگاہ میری نظر کھانے میں ایک کھمی پر پڑی، چونکہ مجھے کسی سے بلانا نفرت ہے میں نے کھانا ترک کر دیا۔ اس پر حضرت کے گھر کی ایک خادمہ کھانا اٹھا کر واپس لے گئی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس وقت حضرت اقدس اندرون خانہ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ خادمہ حضرت کے پاس سے گزری تو اس نے حضرت سے یہ ماجرا عرض کر دیا۔ حضرت نے فوراً اپنے سامنے کا کھانا اٹھا کر اس خادمہ کے پاس لے جا کر دیا کہ یہ لے جاؤ۔ واسطے اٹھ کاوانی برتن میں ڈھری چھوڑ دیا۔ وہ خادمہ خوشی خوشی ہمارے پاس وہ کھانا لائی اور کہا کہ حضرت صاحب نے اپنا جبرک دیدیا ہے۔ اس وقت مسجد میں سید عبدالجبار صاحب بھی جو گذشتہ ایام میں کچھ عرصہ ہادشاہ سوات بھی رہے ہیں، موجود تھے۔ چنانچہ وہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہو گئے۔

(۲۳۷) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ سکتا ہوں میں جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقدمہ کی پیروی کے لئے گورنمنٹ میں قیام فرماتے تھے ایک دفعہ رات کو بارش ہونی شروع ہو گئی۔ اس وقت حضرت اقدس مکان کی چھت پر تھے جہاں پر کہ ایک برساتی بھی تھی۔ بارش کے آنے سے برساتی اس برساتی میں بہنے لگی۔ مگر اس کے عین دروازے میں مولوی عبداللہ صاحب تھیں جنھوں نے صلح کیلئے پورے

مگر چوں مائے کی تنگ ہوتی ہے۔ آپ میں یہ تیزوں خوبیاں جمع تھیں۔ اور پھر یہ خوبی کہ میں
جس میں بہت کم پڑتی تھی۔ سر پکا بڑا تھا۔ خوبصورت بڑا تھا۔ اور علم تھا تو کی رو سے ہر سمت سے
پورا تھا۔ یعنی لمبا بھی تھا۔ چوڑا بھی تھا۔ اونچا بھی اور سطح اوپر کی۔ اکثر عرصہ ہوا اور مجھے سے
بھی گولائی درست تھی۔ آپ کی گپنی کشادہ تھی اور آپ کی کمال عقل پر دولت کئی تھی۔

لب مبارک | آپ کے لب مبارک پتھلے رہتے۔ مگر تاہم ایسے موٹے بھی نہ تھے کہ بڑے
لگیں۔ وہ لہجہ کا متوسط تھا۔ اور جب بات نہ کرتے ہوں تو سنہ کھلا نہ رہتا تھا بعض اوقات
جلس میں جب خاموش بیٹھے ہوں تو آپ ہمارے شکوے سے وہ لب مبارک ٹھک نیا کرتے تھے۔
وہ دن مبارک آپ کے آخر عرس کے خراب ہو گئے تھے یعنی کبھی بعض ڈاڑھوں کو نلک گیا تھا
جس سے کبھی کبھی تکلیف ہوتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک ڈاڑھ کا سراپا لگا کہ اب ہر گویا تھا کہ
سے زہن میں زخم پڑ گیا تو رتی کے ساتھ اس کو گھس کر برابر بھی کر لیا تھا۔ مگر کبھی کوئی دانت
ٹھکرا نہیں۔ سوک آپ اکثر فرمایا کرتے تھے :

پیر کی ایڑیوں کی بعض دفعہ گریوں کے موسم میں چھٹ جا لیتی تھیں۔
مگر چرم کپڑے سردی گرمی برابر پہنتے تھے۔ تاہم گرمیوں میں پسینہ بھی خوب آجاتا تھا کہ آپ کے
پسینے میں کبھی بو نہیں آتی تھی خواہ کتنے ہی دن بعد نہ لہجیں۔ اور کبھی اپنی موسم ہو۔
گردن مبارک | آپ کی گردن متوسط لمبائی اور موٹائی میں تھی آپ اپنے مطالع بنی کریم منورک
طرح من کے اجراع میں ایک حد تک تھیلی زینت کا قباں فروردہ کتنے تھے جنس تہہ۔ جوان
حنا مسواک روغن اور دشبو رنگھی اور آئینہ بہارستان برابر مسنون لائق پر آپ فرمایا کرتے تھے۔
مگر ان باتوں میں اب تک آپ کی شان سے بہت دور تھا :

لباس | سب سے اول یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ آپ کو کسی قسم خاص لباس نہ تھا
نہ مقدار آخری قیام کے کچھ سالوں میں آپ کے پاس کپڑے مائے اور کسلے مائے بطور فخر کے
بہت آتے تھے خاص کر کوٹ سردی اور ہاتھ تھیں وہ فوج اکثر شیخ رحمت لہذا صاحب لہجہ سردی
ہر عید بقر عید کے وقت پر اپنے ہموار نذر لاتے تھے دن آپ بہت استعمال فرمایا کرتے تھے۔ مگر علاوہ
من کے کبھی کسی آپ خود بھی بنوا لیا کرتے تھے۔ ہمارے ڈاکٹر خود ہی خرید کر بانڈھتے تھے جس طرح

سناوت سے ان

۳۶۶

حرفہ زون

اور ماسٹر عبد القیوم صاحب اور ماسٹر شہید علی صاحب بی اے اور حافظ عبد العزیز صاحب اور بہت سے دوستوں کو اطلاع دی گئی۔ تب میں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کیلئے کھڑا ہوا اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ عید سے مجھے ایک قوت دی گئی۔ اور وہ صحیح تقریر عربی میں فی الہدیہ میرے مُنہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر تھی اور میں نہیں جانتا کہ ایسی تقریر جسکی ضخامت کئی جزو تک تھی ایسی فصاحت اور بنا طاعت کے ساتھ یہ اس کے کہ اول کسی کاغذ میں تعیند کی جائے کوئی شخص دنیا میں بغیر خاص الہام الہی کے بیان کر سکے جس وقت یہ عربی تقریر جس کا نام خطبہ الہامیہ رکھا گیا تو کون میں سنائی گئی اُس وقت حاضرین کی تعداد شاید دو سو کے قریب ہوگی سبحان اللہ اُس وقت ایک غیبی چشمہ کھل رہا تھا مجھے معلوم نہیں کہ میں لول رہا تھا یا میری زبان سے کوئی دشت کلام کر رہا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس کلام میں میرا دخل نہ تھا خود بخود جسے بتاؤ فقرے میرے مُنہ سے نکلتے جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا۔ چنانچہ تمام فقرات چپے جوئے موجود ہیں جن کا نام خطبہ الہامیہ ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہو گا کہ کئی کئی انسان کی طاقت میں جو کہ اتنی ہی تقریر بغیر سوچے اور فکر کے عربی زبان میں کھڑے ہو کر محض زبانی طور پر فی الہدیہ یہ بیان کر سکے۔ یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دکھلایا اور کوئی اِس کی نظیر ہمیش نہیں کر سکتا۔

۱۶۶۔ نشان۔ مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں۔ ایک شدید درد سر جس سے میں نہایت بیتاب ہو جاتا تھا اور جو لٹاک عوارض پیدا ہو جاتے تھے اور یہ مرض قریباً پچیس برس تک دامگیر رہی اور اس کے ساتھ دورانِ سر بھی ناحی ہو گیا اور طبیوں نے کھاکہ ان عوارض کا آخر نتیجہ مرگی ہوتی ہے۔ چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قسریا دو ماہ تک ایسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرضِ صرع میں مبتلا ہو گئے اور اسی سے اُنکا انتقال ہو گیا۔ لہذا میں دعا کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ ان عوارض سے مجھے محفوظ رکھے۔ ایک دفعہ

(حقوق محفوظ)

حضرت سید ابو محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برائی توہین کا سلسلہ نمبر (۴۱)
المکتوبات صنف سلسلہ

مکتوبات احمدیہ

جلد پنجم نمبر (۳)

حضرت سید ابو محمد علیہ السلام کے مکتوبات بنام حضرت پودھری اہم علی نقی از مدینہ
جکو

حضرت سید ابو محمد علیہ السلام کے کترین خادم یعقوب علی ہونانی ایڈیٹر الحکم و غیرہ نے
جمع کیا

ایڈیٹر محمد نور محمد ہونانی مجاہد معری نے روز آوار ایکٹو کرپس برقی سرس پورہ جمع کیا

مکتوبات احمدیہ

جلد ہجرت نمبر سوم

رسالہ سراج منیر طبع ہوگا۔ آٹھ سو روپیہ جمع تھا۔ وہ سب رسالہ سرمد چشم آدمی پر خرچ ہو گیا۔ اس رسالہ میں کچھ تو بوجہ علالت طبع اس عاجز اور کچھ دیگر مواقع سے مطبوع وغیرہ سے توقف ہوئی۔ اب یہ رسالہ سرمد چشم آدمی امید قوی ہے کہ پندرہ روز تک من کل الوجوه تیار ہو کر میرے پاس پہنچ جائے گا۔ چونکہ یہ رسالہ ضخامت میں بہت بڑا ہو گیا ہے اور شرح بھی اس پر بہت بڑا ہے اور ابھی دو سو روپیہ دینا ہے اس لئے قیمت اس کی فیہ مقرر ہوئی ہے جس میں ماہ میں یونہی تخمینہ سے ہر قیمت مقرر کی گئی تھی اس زمانہ میں آپ نے ڈیڑھ سو رسالہ کا فروخت کرنا اپنے ذمہ لیا تھا۔ پس اس حساب سے معیہ کار رسالہ آپ کے ذمہ فروخت کرانا ہے۔ لیکن اس سے قطع نظر کہ اگر آپ محض لاشد پوری پوری کوشش کریں اور جہاں تک ممکن ہو رقم تیز جمع کرنے میں سعی مبذول فرمادیں۔ تو نہایت ثواب کی بات ہے۔ بیچلے اس کے پانسو روپیہ پیشی عبدالحق صاحب کو ٹنٹا شکہ کا ہے جو بطور قرضہ طبع رسالہ کے لئے لیا گیا اور تین سو روپیہ چندہ کا ہے۔ اس میں بہت کوشش کرنی چاہیے۔ تا سراج منیر کی طبع میں توقف نہ ہو۔ امید ہے کہ یہ کوشش موجب خوشنودی رحمن ہو آپ کے رفیق ہندو کو اس رسالہ کا پڑھنا مفید ہے اگر وہ غور سے پڑھے اور نجات طبع رکھتا ہو۔ اور سعادت ازیلی مقدر ہو تو بدایت پانے کے لئے کافی ہے۔ فشار اللہ القدر دعا بھی کروں گا۔ کبھی کبھی یاد دلاتے رہیں۔ میرا حافظہ بہت خراب ہے۔ اگر کئی وفد کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں یا وہ ذاتی عمدہ طریقہ ہے۔ حافظہ کی یہ بہتری ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔ واللہ فصل فعل حکمتہ۔ والسلام۔

دعا کا سارا غلام محمد از صدر راتبالہ حافظ ناگ پٹنہ،

جلد پنجم نمبر ۲

مکتوبات احمدیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 بِرَبِّ الْمَلٰٓئِکَہِ الرَّسُوْلِ

تَحْمِیْدُہٗ الْفِضْلِ

مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲

مکتوب نمبر ۱

تَحْمِیْدُہٗ الْفِضْلِ عَلَیْہِ سُوْرَہٗ الْاٰکِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 بِرَبِّ الْمَلٰٓئِکَہِ الرَّسُوْلِ

مکتوب نمبر ۱: اے ایمان احمدیہ! حضرت بل جلالہ کی طرف سے ماسور ہوا ہے کہ نبی
 کی طرف سے بھیج کر طرز پر کمال سکینی۔ اور فریاد تھی۔ اور غربت اور تامل
 اور اصلاح خلق کیلئے کوشش کرے اور ان لوگوں کو جو راہ
 سے خیر میں۔ صراط مستقیم رہنے سے جتنی نجات حاصل ہوگی
 کے انعام میں ہمیشگی زندگی کے آثار اور قبولیت اور قبولیت کے انوار کھائی
 کے انعام سے۔ خاکسار غلام احمد، رابع عشر ۱۳۰۹ھ۔

نوٹ: یہ پہلا خط ہے جو حضرت حکیم الامتہ کے نام سے لکھا گیا ہے۔

حصہ پنجم نمبر ۲

مکتوبات احمدیہ

اگر مضمون سے کچھ فائدہ محسوس نہ ہوا۔ شاید کہ یہ وہی قول درست ہو کہ ادویہ کو ایسا
 سے مناسبت ہے۔ بعض ادویہ بعض اہلیان کے مناسب علاج ہو سکتے ہیں۔ اور بعض دیگر
 کے نہیں۔ مجھے یہ دوا بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی ہے کہ چند امراض کا اپنی روستی
 در طبابت عمدہ اس سے دور ہو گئے ہیں۔ ایک مریض مجھے نہایت خوفناک تھی۔ کہ
 صحبت کی وقت لیٹنے کی حالتیں نہ دیکھی جا رہے تھے۔ شاید قلت حرارت
 غریزی اسکا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جانا کر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا
 حرارت غریزی کو بھی مفید ہے۔ اور مٹی کو بھی غلیظ کرتی ہے۔ غرض میں نے تو اس
 میں آثار نمایاں پائے ہیں۔ واللہ اعلم بعلمہ حکم۔ اگر دوا موجود ہو اور آپ
 دودھ اور ملائی کے ساتھ کچھ زیادہ کھریں گے اسکا استعمال کریں۔ تو میں خاشعہ
 ہوں کہ آپ کے بدن میں ان فوائد کی بشارت سنوں۔ کہیں کہیں دوا کی بھی جیسی تاثیر
 بھی ہوتی ہے۔ کہ جو ہفتہ عشرہ کے ابتدائوس ہوتی ہے۔ چونکہ دوا ختم ہو چکی ہے۔
 اور میں نے زیادہ زیادہ کھانی ہے۔ اسلئے ارادہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے۔ تو دوبارہ
 تیار کیجئے۔ لیکن چونکہ گھر میں ایام امید ہونے کا کچھ گمان ہے۔ جس کا میں نے ذکر
 بھی کیا تھا۔ ابھی تک وہ گمان بچتا رہتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسکو راست کرے۔ اس
 جہت سے عجلت تیار کرنے کی چنداں ضرورت میں نہیں دیکھتا مگر

میں شکر گزار ہوں کہ خدا تعالیٰ نے دوا کا بہانہ کر کے بعض

خطرناک عوارض سے مجھ کو مخلصی عطا کی۔ فالحمد للہ علیٰ احسانہ

مجھے اس بات کے سننے سے افسوس ہوا کہ رسالہ امرت سر سے واپس منگوا یا گیا۔ فیروز پور کہ

وہ خاص ترجیح کوئی تھی۔ بلکہ میری دانستہ میں حال کے زمانہ میں دنیوی واقف کاروں کے

۱۔ من اللہین معہ انوار
۲۔ غیر دستخط بہتر نسخہ کے لئے سب سے اولیٰ نسخہ ہے

قد فرغنا من الرد علی قوم یستون آریہ فالسعد یتلہ رب العالمین
ان اذ انزلنا سآحۃ قوم نساء صباۃ المنذرین

ہم آپ کی روایت سے فراغت کر چکے سو اس خدا کو سب تعریف ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے
ہم جب ایک قوم پر چڑھا لی کرتے ہیں اور ان کے صحن میں آرتے ہیں تو وہ صبح ان کی ایک کٹی سی
صبح ہوتی ہے جو تباہی کی خبر دیتی ہے

یہ کتب مدنیہ صاحبوں کے اس مضمون کے جواب میں ہو چکی ہیں انہوں نے اپنے مذہبی جلسہ میں دسمبر ۱۹۰۸ء میں
جو اجراء جاری ہوئے ہمارے مسلمانوں کے خود انکو اپنے گھر میں بلا کر سنایا تھا جو جہاں سے سید مولانا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم اور دشنام دہی سے پر تھا جس میں بنی اسلام پر جانا تو ہیں اور
ہنسے اور شتم کیا گیا تھا اور نہایت شوخی سے گندی گالیاں دے کر اور بے جا جہتیں جارے
مقدس ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگا کر صد مسلمانیوں کو خود ملو کر کے نہایت دکھ
دیا تھا اور اس کتاب کا نام ہے



از مولفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح کو خود

جو ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء کو

مطبع الوار احمدیہ پریس قادیان ضلع گورداسپور میں طبع ہوئی

باہتمام شیخ یعقوب علی قراب منیجر

کچھ نہ کچھ صحت نیت دل میں رکھ لیتے ہے کہ تو اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔ پس مسلمانوں کو بڑی مشکلات پیش آتی ہیں کہ دونوں طرف ان کے پیارے ہوتے ہیں۔ بہر حال جہانوں کے تقابل پر صبر کرنا بہتر ہے کیونکہ کسی نبی کی اشارے سے بھی تحقیر کرنا سخت معصیت ہے اور موجب نردل غضب الہی۔

مگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اسلام میں کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم ہے تو چہرہ کیونکر اسلام صلح کاری کا مذہب ٹھہر سکتا ہے پس واضح ہو کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ تہمت ہے اور یہ بات مہرہ جھوٹ ہے کہ دین اسلام میں جبراً دین پھیلانے کے لئے منکمر دیا گیا تھا کسی پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ معظم میں تیرہ برس تک سخت دل کافروں کے ہاتھ سے وہ عیبتیں اٹھائیں اور دودھ دیکھے کہ بجز ان پرگزیدہ لوگوں کے جن کا خدا پر نہایت درجہ بھروسہ ہوتا ہے کوئی شخص ان دکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا اور اس مدت میں کسی عزیز صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت بے رحمی سے قتل کئے گئے اور بعض کو بار بار زرد کو بکہ کے موت کے قریب کر دیا اور بعض دفعہ ظالموں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر چھڑ چلائے کہ آپ صبر سے سہمے ایک خون آلودہ ہو گئے اور آخر کار کافروں نے یہ منصوبہ سوچا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے اس مذہب کا فیصلہ ہی کر دیں۔ تب اس نیت سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیا اور خدا نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ تم اس شہر سے نکل جاؤ۔ تب آپ اپنے ایک رفیق کے ساتھ جس کا نام ابو بکر تھا نکل آئے اور خدا کا یہ عجز تھا کہ باوجودیکہ عسکر لوگوں نے محاصرہ کیا تھا مگر ایک شخص نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا اور آپ شہر سے باہر آ گئے اور ایک چھپر پر کھڑے ہو کر کہہ کر مخاطب کر کے کہا کہ "اے مکہ تو میرا پیارا شہر اور پیلا وطن

19

مائیل پیج باراقل

إِنَّ آيَاتِنَا لَآتِيَةٌ
لِّكَانَ زُهْرًا

بِجَارِ الْوَعْدِ وَوَقْعِ الْبَاطِلِ

بفضلہ تعالیٰ

یہ رسائل البجرحن کے نام پر تفصیل ذیل میں

انجامِ اہم

خدائی فیصلہ . دعوتِ قوم

مکتوبِ عربی بنام علماء

مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہو کر عام فائدہ
کے لئے شائع کئے گئے

تاریخ

قیمت فی جلد

بمقام

ہزار بار دوسرے کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے ساتھ ہمیشہ کی گئیں مگر کسی شہرہ
اٹھایا اور کوئی مغالبت پر نہ آیا۔ کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا نشان ہے۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الہی ہے جو بلائین کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے
الْحَرَمِ عَلَّمَ الْقُرْآنَ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اس وعدہ کو ایسے طور

کی اولاد میں آپ کا یہ کہنا کہ میرے پیروں نے کھائیں گے اور ان کو کچھ اثر نہیں ہو گا۔ یہ بالکل جھوٹ
سکلا کیونکہ سب سے پہلے آپ میں بہت خود کشی ہو رہی ہے۔ ہزار امرتے ہیں۔ ایک
پادری کو کیسا ہی موٹا ہو تب رقی اس کو کھانا کھانے سے دو گھنٹے تک ہسانی کر سکتا ہے۔ پھر یہ معجزہ
کہا گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیروں کو کبھی گھنے لہریاں سے اٹھ اور وہ اٹھ جانے گا
یہ کس قدر جھوٹ ہے۔ بھلا ایک پادری حرت بات سے ایک الٹی جوتی کو سیدھا کر کے تو
دکھلائے۔

مکمل ہے کہ آپ نے عمومی تدبیر کے ساتھ کسی شب کو درخو کو اچھا کیا جو۔ یا کسی اور ایسی
بیماری کا علاج کیا جو مگر آپ کی یہ قسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے
بڑے نشان دکھ رہتے تھے خیال ہو سکتا ہے۔ کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوئے
اسی تالاب سے آپ کے حیرت کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ
اگر آپ کوئی معجزہ بھی نظر ہو رہا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اس تالاب کے آئینوں
ساکر اور فریک اور کچھ نہیں تھا پھر فرانس کے نائن عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور طہر ہے۔ تین دایاں اور تینیاں آپ کی زنا کار اور کسی
عورت میں تھیں جن کے تھون سے آپ کا وجود دھو دینا پڑا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شہاد
ہو گی۔ آپ کا کنبہوں سے یہاں اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی منہ صمت در بیان ہے
ورنہ کوئی اور بزرگ انسان ایک جوان کنبہ کو یہ موقع نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پہ اپنے ناپاک ہاتھ
لگا دے اور زنا کاری کی کمانی کا میلہ اس کے سر پہ لے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر لے
کھنے والے سمجھیں کہ ایسا انسان کس پلین کا آدمی ہو سکتا ہے۔

یہ کسی خباثت تھی کہ تمہاری موت کو یوحنا الہام کے موافق یہاں کے بعد بنا تو تھا ظہور میں آئی تھی اس کو نشانِ انبی قرار نہ دیا۔ وہ گندے اخبار نویس جو ہتھم کے نوید تھے پیشگوئی کی حقیقت کھلنے سے پہلے ایسے تہاں سے چُپ ہوئے کہ گویا مر گئے۔ اب آنکھیں کھولو اور اٹھو اور جاگو اور تلاش کرو۔ کہ ہتھم کہاں ہے۔ کیا خدا کے حکم نے اس کو قبر میں نہ پہنچا دیا۔ یہ ایک نصف اس پیشگوئی کو تسلیم کرنا ہے

جانے گا دیکھو یسوع کو کسی کو بھی اندسی پیش کش نہ کی۔ اب کوئی حرام کار اور بکار بنے تو اس سے بچو مانگے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا کہ نیک شہریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی لوگوں میں شہرہ پائی گیا کہ میں ایک ایسا دوست بنا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے سنی ہی بات میں خدا نظر آجائے گا بشکریہ پڑھنے وہ حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب جتنا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے پھر پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک نے سنی کہ یہی کہنا پڑا تھا کہ ہاں صاحب نظر آ گیا۔ یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیں رہنا چھاپڑانے کے لئے یسا داؤ لکھو۔ یہی ایک طرفی تھا۔ کہ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت شجاعت آنانے کے لئے سوال کیا کہ اے اُستاد تیسرا کو قراج دینا رو اسے یا نہیں آپ کو یہ سوال سنتے ہی اپنی جان کی فکر پڑ گئی کہ کہیں باغی کہلا کر پکڑا نہ جائوں۔ سو جیسا کہ مجھ مانگے والوں کی ایک لطیفہ سنا کر مجھ مانگنے سے روک دیا تھا۔ اس جگہ ہی وہی کارروائی کی اور کہا کہ تیسرا تیسرا کو دہا اور خدا کا خدا کو نہ مانا کہ حضرت کا اپنے عقیدہ یہ تھا۔ کہ وہ دلوں کے لئے یہودی بادشاہ چاہیے نہ کہ عجمی۔ اسی سلسلہ پر ہتھیار یعنی شہزادہ بھی کہلا گیا مگر تقدیر نے یاروری نہ کی۔

تمہاری کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام سے اس کی طرح مرئی کہ جیسا کہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ جن کو آمیب خیال کرتے تھے۔

ہاں آپ کو گھالیں دینی اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جانے افسوس نہیں کیونکہ آپ کو گھالیں دیتے تھے اور یہودی اتہ سے کسے نکال لیا کرتے تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی جن پیشگوئیوں کی اپنی ذات کی نسبت تو بہت میں بیا جانا آپ نے فرمایا ہے۔ ان کہتا ہوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا

ملفوظات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام

جلد ۳

ہے کہ تہ دلہشت ذیکہ سعیدہ

استغفار کے اصل معنی تو یہ ہیں کہ یہ خواہش کرنا کہ مجھ سے کوئی گناہ نہ ہو یعنی میں معصوم رہوں اور دوسرے معنی جو اس سے نیچے آ رہے ہیں کہ میرے گناہ کے بہ ستارچ جو مجھے ملنے میں ہیں ان سے محفوظ رہوں۔

یہ مسیح تو خود کنجریوں سے تیل ملا کر آیا۔ اگر استغفار کرتے تو یہ حالت نہ ہوتی۔

(بعد از نماز مغرب)

پھر اس کے بعد ان کو نماز مغرب ہوئی اور حضرت آدم سے سب عمل شریفیں پر عمل فرما کر

مثنوی محمد صادق صاحب جو کتاب بتایا کرتے ہیں جس میں مشیخہ عورت کا اور مشیخہ یہودی عاشق سلوی کا ذکر ہے کہ وہ غربت سلوی شیخ کو چھوڑ کر یسوع کے شاگردوں میں جا ملی۔ اس نے اُس شیخ نے یہ ساز مشعوبہ صلیب کا بنایا کرنا ایک عورت کے واقعہ نے اُن کی صلیب تک نوبت پہنچائی۔

جس طرف بدظفیاں ان لوگوں نے نکالی ہیں ویسے ہی ہمارا بھی حق ہے۔ اُن کے نزدیک زیادہ شادیاں کرنا گناہ ہے مگر ایک بانڈی عورت نظر ملتی ہے تیل بالوں کو لگاتی ہے۔ بالوں میں لنگھی کرتی ہے اور یہ ہنست کی طرح بیٹھے ہوئے عزت سے سب کو داتے جاتے ہیں۔ یہ بھی پوچھو کہ گناہ ہے یا نہیں۔ ان کو لازم تھا کہ اعتراض نہ کرتے۔ جو واقعات اُن کے ہاتھوں کے کھے ہیں۔ وہی پیش کرنے پڑتے ہیں۔ اور کیا جواب دیوں۔ یہ کوئی چھوٹا اعتراض نہیں ہے کہ اُن کو کنجریوں سے کیا تعلق تھا۔ اور اگر کہو کہ اس کنجری نے توہ کی تھی تو کنجری کی توہ کا اعتبار کیا۔ ایک طرف توہ کتی ہیں۔ ایک طرف پھر موٹے پر بازار میں جا بیٹھتی ہیں۔

شراب کا نشہ اور یسوع مسیح

پھر شراب کو دیکھو کہ تم گناہوں کی جڑ ہے۔ اس کی تم ریزی مسیح نے کی۔ شراب کے بہت

ماہ القدر جدا غیراً ص ۱۹۰ رکتہ پر مشتمل

مذہبِ حق بار اہل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 اَصْنَعُوا الْعَمَالَاتِ مَا تَحِبُّوْنَ اَوْ حَتّٰى اَنْ الدِّیْنَ یُیَاحِیْزَکُمْ اَنْ تَاْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَبِّهِ
 رسالہ آسمانی سیکھا جو طاعون کے بابے میں اپنی جماعت کیلئے تیار کیا گیا

اور دوسرا نام

دعوت الایمان

تقویت الایمان

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِہٖ وَسَلَّمَ
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِہٖ وَسَلَّمَ
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِہٖ وَسَلَّمَ

۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء

تعداد جلد ۵۰۰

تذوق الایمان

۷۱

کشتی نوح

کیلئے عادت کر لیا جاتا ہے۔ وہ دماغ کو شراب کرنا اور آخر ہلاک کرتا ہے۔ سو تم اس سے بچو۔
 ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزیں کہ استعمال کرتے ہو جن کی شام سے ہر ایک سال ہزار ہا
 تہ لے جیسے نشہ کے عالمی اس دنیا سے کوچ کئے جاتے ہیں۔ اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔
 پر سبب گار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ
 عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق اور لیسے بندہ ہونا لعنتی زندگی ہے۔
 حد سے زیادہ خدا یا ان کے بندہ بننے کی بھڑدی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک میرے خدا
 کے حقوق اور انسانوں کے حقوق کو ایسا ہی اچھا جانیگا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ ایک مسکین زیادہ پسند کرے گا
 قسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھر دہرہ کے بلی خدا سے نہ پھیر دیتا ہے اور خدا کے تمام
 کو اپنی میناکی سے استعمال کرنا ہے کہ گویا وہ چراغ اس کیلئے سلال ہو جس کی حالت میں دیوانہ کی طرح
 کسی کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور شہوات کے جوش میں بیخیا کی
 طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ سو وہ اپنی خوشحالی کو نہیں پائیگا یہاں تک کہ مر جائے۔ عمر بھر
 تم تصور سے دہنی کیلئے دنیا میں آئے ہو۔ اور وہ بھی بھیت کچھ گزر چکے۔ سو اپنے مومنی کو ناراض مت کرو۔
 ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو۔ اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے۔ پس تم
 سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو۔ اگر تم خدا کی آنکھوں کے اگلے حق تعالیٰ ٹھہر جاؤ
 تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا اور وہ خود تمہاری حفاظت کرے گا۔ اور دشمن جو تمہاری جان کے
 درپے ہے تم پر قابو نہیں پائیگا۔ ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں۔ اور تم دشمنوں سے ڈر کر
 یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بیرقاری سے زندگی بسر کرو گے۔ اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم

ہو۔ ایک گونہ کو سرحد شراب نے نقصان پہنچا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔
 شاید کسی بیماری کی وجہ یا پرانی عادت کی وجہ سے نہ سلاوا۔ تمہیں ہی علیہ السلام ہر ایک شے سے پاک اور
 صاف تھے جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم ہیں جو تم مسلمان کہو کہ کسی کی بیوی کرتے ہو۔ قرآن انجیل کی طرح
 شراب کو سلال نہیں ٹھہرا۔ پھر تم کہہ سناؤ کہ شراب کو حلال ٹھہراتے ہو کیا تمنا نہیں ہے؟ منہ

پہلی طبع اول

سراج الدین

عینائی

کے چار سوالوں کا

جواب

۱۸۹۴ء
۲۲ جون

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل دین صاحب

تعداد ۴۰۰

کے حصے

قیمت ۲

غیر عورتوں کے دیکھنے سے اپنے تئیں بچانا پڑتا ہے۔ شراب اور ہر ایک نشے سے اپنے تئیں دُور رکھنا پڑتا ہے۔ خدا کے مواخذہ سے خوف کر کے حقوق عبادت کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ اور ہر ایک سال میں برابر تیس یا اسی روز خدا تعالیٰ کے حکم سے روزہ رکھنا پڑتا ہے اور تمام مالی و جانی عبادت کو بجالانا پڑتا ہے۔ پھر جب ایک بد بخت جو پہلے مسلمان تھا عیسائی ہو گیا تو ساتھ ہی یہ تمام بوجھ اپنے سر پر سے اتار لیتا ہے۔ اور سونا اور کھانا اور شراب پینا اور اپنے بدن کو آرام میں رکھنا اس کا کام ہوتا ہے اور یک دفعہ تمام اعمال شاقہ سے دستکش ہو جاتا ہے اور حیوانوں کی طرح بجز اکل و شرب اور ناپاک عیاشی کے اور کوئی کام اُس کا نہیں ہوتا۔ پس اگر مسوع کے گزشتہ بلا فقر کے یہی معنی ہیں کہ میں تمہیں آدم و نوا کا تو بیشک ہم قبول کرتے ہیں کہ درحقیقت عیسائیوں کو اس چند روزہ سخی زندگی میں بوجھ اپنی بے قیدی کے بہت ہی آرام ہے۔ یہاں تک کہ ان کی دنیا میں نظیر نہیں۔ وہ مکھی کی طرح ہر ایک چیز پر بیٹھ سکتے ہیں۔ اور وہ خنزیر کی طرح ہر ایک چیز کھا سکتے ہیں۔ ہندو گائے سے یہ میز کرتے ہیں اور مسلمان سور سے۔ مگر یہ بلا نوش دونوں مضموم کر جاتے ہیں۔ سچ ہے "عیسائی باش ہر چہ خواہی یکن"۔ سور کو حرام ٹھہرانے میں تو ریت میں کیا کیا تاکیدیں تھیں یہاں تک کہ اُس کا چھونا بھی حرام تھا اور صاف لکھا تھا کہ اسکی حرمت ابدی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اُس سور کو بھی چھوڑا جو تمام نبیوں کی نظر میں نافرقتی تھا۔ یسوع کا شرابی کبابی ہونا تو خیر ہم نے مان لیا۔ مگر کیا اُس نے کبھی سور بھی کھایا تھا؟ وہ تو ایک مشکل میں بیان کرتا ہے کہ "تم اپنے موقی سوروں کے آگے مت پھینکو۔ پس اگر موتیوں سے مراد پاک کلمے ہیں تو سوروں سے مراد پلید آدمی ہیں۔ اس مثال میں یسوع صاف گاہی دیتا ہے کہ سور پلید ہے کیونکہ مشتبہ اور مشتبہ بہ میں مناسبت شرط ہے۔

غرض عیسائیوں کا آرام جو اُنکو ملا ہے وہ بے قیدی اور ابا حنت کا آرام ہے۔

(پیش طبع آں)

الحمد لله والمنة

کہ یہ رسالہ مبارکہ جس میں انخوند زادہ میرزا غلام
کابل اور شیخ اجل افغانستان اور سرس اعلیٰ
مولوی محمد عبداللطیف صاحب مرحوم کی شہادت کا
ذکر ہے اور نیز ان کے شاگرد رشید میاں عبدالرحمن کے
شہید ہونے کے حالات مذکور ہیں تالیف ہو کر

نام اس کا مندرجہ ذیل رکھا گیا یعنی

تذکرۃ الشہادۃ

مع رسالہ عربی و علامات المقربین

اور یہ رسالہ مطبع ضیاء الاسلام قاریان میں باہتمام
حکیم مولوی فضل الدین صاحب مالک مطبع
اکتوبر کے مہینہ میں چھاپ کر شائع کیا گیا۔

ذکرۃ الشہداء

ذکرہ میں برانہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی ناندہ کو نئے سہسے انسانوں کے آگے پیش کر کے والا تقدیر الہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو سال پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ وہ میں ہی ہوں۔ اور مکالمات الہیہ اور خطبات رحمانیہ اس معنائی اور تواریخ سے اس بارے میں ہونے کے شکر و شہد کی جگہ نہ ہیں۔ ہر ایک وحی جو ہوتی ایک فولادی سیح کی طرح دل میں دھنستی تھی اور یہ تمام مکالمات الہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روز روشن کی طرح وہ پوری ہوتی تھیں۔ اور ان کے تواریخ اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کوشم نے مجھے اس بات کے اقرار کیلئے مجبور کیا کہ یہ اسی وحدۃ الاشربک خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے۔ اور میں اس جگہ تورات اور انجیل کا نام نہیں لیتا۔ کیونکہ تورات اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرف و تبدیل ہو گئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعے میں نے اپنے خدا کو پایا۔ اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ تعین تک پہنچی۔ بلکہ ہر ایک جگہ اس کا جب خدا تعالیٰ کے کلام و آئین شریف پر پیش کیا گیا۔ تو اس کے مطابق ثابت ہوا۔ اور اس کی تصدیق کے لئے بارش کی طرح نشانی آسمانی رہے۔ انہیں دنوں میں رمضان کے عید میں سورج اور چاند کا گرہن بھی ہوا جیسا کہ لکھا تھا کہ اس مہدی کے وقت میں ماہ رمضان میں سورج اور چاند کا گرہن ہوگا۔ اور انہیں آیام میں طاعون بھی کثرت سے پنجاب میں ہوئی۔ جیسا کہ قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے۔ اور پہلے نبیوں نے بھی یہ خبر دی ہے کہ ان دنوں میں مری بہت چڑگی۔ اور ایسا ہوگا کہ کوئی گاؤں اور شہر اس مری سے باہر نہیں ہو سکا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہو رہا ہے۔ اور خدا نے اس وقت کہ اس ملک میں طاعون کا نام و نشان نہ تھا۔ قریباً بائیس برس طاعون کے چھوٹنے سے پہلے مجھے اس کے پیدا ہونے کی خبر دی۔ پھر اس بارہ میں الہامات بارش کی طرح ہوئے اور تکرار ان فقرات کا مختلف پہلوؤں میں ہوا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل وحی میں اس طرح پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔

انفا امر اللہ فلا تستعملوه بشارۃ تلقاھا النبیون۔ ان اللہ مع الذین اتقوا

۵۲

چشمہ معرفت

۱۰۷

آیا ہے اور اس دستِ بیاہے جب کہ دنیا خدا کے زاہ کو نبھال چکی تھی اور جن ہیادوں کیلئے آیا
 اُن کو اُس نے چمکا کر کے دکھلا دیا اور نہ تو ریت اور نہ انجیل وہ مسلمان کر سکی جو قرآن شریف
 نے کی کیونکہ تو ریت کی تعلیم پر چلنے والے یعنی یہودی ہمیشہ بار بار بہت پرستی میں پڑتے
 رہے چنانچہ اور منع جانتے والے اس پر گواہ ہیں اور وہ کتابیں کیا، باعتبار علمِ تعلیم کے اور کیا
 باعتبار علمِ تعلیم کے سراسر ناقص تھیں اس لئے اُن پر چلنے والے بہت جلدگاہی میں پھنس
 گئے۔ انجیل پر ابھی تیس برس بھی نہیں گزرے تھے کہ بحائے خدا کی پرستش کے ایک عاجز
 انسان کی پرستش نے جلنے لگی یعنی حضرت عیسیٰ خدا بنائے گئے اور تمام نیک اعمال کو
 چھوڑ کر ذریعہ معافی بناوا یہ ٹھہرا دیا کہ اُن کے مصدب ہونے اور خدا کا بیٹا ہونے پر ایمان
 لایا جائے پس کیا یہی کتابیں تھیں جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل کی بلکہ سچ تو یہ ہے
 کہ وہ کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک رزی کی طرح ہو چکی تھیں اور بہت بھڑک
 اُن میں طائے گئے تھے جیسا کہ کسی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرف تبدیل
 ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہیں چنانچہ اس واقعہ پر اس زمانہ میں بڑے بڑے محقق
 انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے۔ پس جب کہ بائبل محرف تبدیل ہو چکی تھی اور ہوبائبل
 کے حامی تھے وہ بقولِ باندیِ فندل اور دوسرے محقق جیسا یونوں کے اس زمانہ میں نہایت
 درجہ بد چلی ہو چکے تھے اور زمینِ باپ اور گناہ سے بھر گئی تھی اور آسمان سے کچھ بچو۔
 معصیت اور مخلوق پرستی کے اند کوئی عمل نہ تھا اس طرف توجہ و رت ہم حوالہ نمبر
 تھا اس کے لئے چندتہ دیا نہندگی کو ابھی ستیا تھیں کافی ہے اور قرآن شریف نے
 خود اپنے آنے کی ضرورت پریشوں کی ہے کہ اس زمانہ میں ہر ایک قسم کی بد چلی اور بد اعتقادی
 اور بد کاری زمین کے رہنے والوں پر محیط ہو گئی تھی تو اب خدا کا خوف کر کے سوجنا چاہئے
 کہ کیا باوجود جمیع ہمنے اتنی ضرورتوں کے پھر بھی خدا نے نہ چاہا کہ اپنے تازہ اور زندہ کلام سے

۲۵۵

ماہیئل برتول

الحمد لله والمنة

یہ رسالہ ایک عیسائی کی کتاب کی کتاب ینایح الاسلام کے
جواب میں تالیف ہو کر اس کا نام مندرجہ ذیل رکھا گیا

یعنی

پہلے مسیحی

لہذا

مطبع میگزین قادیان میں باہرستہم چوہدری
لہذا دار صاحب ۹ مارچ ۱۹۰۶ء کو طبع ہو کر

شائع ہوا

تعداد جلد (۱۰۰)

چشمہ سبھی

مقدمہ

مجھ کو خط پہنچا ہے۔ اور وہ اپنے خط میں کتاب ینایح الاسلام کی نسبت جو ایک عیسائی کی کتاب ہے ایک خوفناک ضرر کا اظہار کرتے ہیں۔ انہوں نے اکثر مسلمان اپنی خدمت کی وجہ سے ہماری کتابوں کو نہیں دیکھتے۔ اور وہ برکات جو خدا تعالیٰ نے ہم پر نازل کئے یہ لوگ بالکل اس سے بے خبر ہیں۔ اور نادان مولانا نے ہمیں کافر کافر کہنے سے ہم میں اور عام مسلمانوں میں ایک دیوار کھینچ دی ہے۔ ان لوگوں کو سلام نہیں کہ اب وہ زمانہ جاتا رہا کہ جس میں عیسائیت کے گرد فریب کچھ کام کرتے تھے۔ اور اب چھٹا ہزار آدم کی پیدائش سے آخر پر ہے جس میں خدا کے سلسلہ کو فتح ہوئی۔ اور بدشتی اور تاریکی میں یہ آخری جنگ ہے جس میں بدشتی مظفر اور منصور ہو جائیں گی۔ اور تاریکی کا خاتمہ ہے۔ اور کچھ ضرور نہ تھا کہ پادری صاحبوں کے من بوسیدہ خیالات پر کچھ لکھا جاتا لیکن ایک شخص کے اصرار سے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے یہ مختصر رسالہ لکھا پڑا۔ خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈالے اور لوگوں کی ہدایت کا موجب کرے۔ آمین اور یاد رہے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت کرتے ہیں اور ان کو خدا کا نبی سمجھتے ہیں

وج

اس جگہ کے غلطے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ تواریخ بندوق سے یہ جنگ ہو گا۔ وجہ یہ کہ اب اس قسم کے جہاد خدا تعالیٰ نے منسوخ کر دیے ہیں۔ کیونکہ ضرر تھا کہ مسیح ہو کر کے وقت میں اس قسم کے جہاد منسوخ کر دئے جاتے جیسا کہ قرآن شریف نے پہلے سے یہ خبر دی ہے اور مسیح بخدا میں بھی مسیح ہو کر کے نسبت یہ حدیث ہے کہ یضع الحرب۔ منہ

چشمہ سبھی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خیالات شیخ ابن کے لکھے ہیں وہ ہلکا سا جواب ہے۔ اور وہ وہ اصل یہ ہو ہیں کے الفاظ ہم نے نقل کیے ہیں۔ انہوں نے حضرت پادری صاحبان ہتھیار اور خدا ترسی سے کام لیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گایاں نہ دیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی طرف سے بھی ان کے میں سے زیادہ ادب کا خیال ہے۔ منہ

۴

ڈائیل طبع اول حصہ اول

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا
بفضلِ عظیمِ حضرتِ اُدی عالمِ عالمیٰ درِ رحمتِ عمیمِ رہنما گلشنِ گلشنِ کمالِ جوامعِ مسلمہ

بِزَاهِدِ اِحْمَدِيَّة

ملقب بہ
الْبُرَّانِ مِنَ الْاِحْمَدِيَّةِ عَلَى حَقِّيَّتِ بَابِ الْقُرْآنِ وَالنَّبُوَّةِ الْحَمْدِيَّةِ

جس کو فخرِ اہلِ اسلامِ پنجابِ جنابِ میرزا غلام احمد صاحبِ اہلِ علمِ قادیان
ضلعِ گورداسپور پنجابِ دامِ اقبالہم نے کمالِ تحقیق اور دقیق سوتالیف کے
منکرینِ اسلام پر حجتِ اسلام پوری کرنے کیلئے بوجہ انعام دس ہزار روپیہ پیش کیا

امرتسر پنجاب

سفیر ہند پریس میں دہرہ ۱۸۸۰ء طبع ہوئی

امیر علی دولہ پرنٹر

ماہی فیصل

۵۶۳

برائین احمدیہ

تمہید ہشتم۔ جو امر خارقِ عادت کسی دلی سے نساور ہوتا ہے۔
وہ حقیقت میں اس تبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ آیت ہے اور یہ بدیہی اور

توڑ دینا ہونے کے علم قدم ہے ایک ذرہ غفلت نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور حرجان
قابل نہیں ہو سکتا۔ اور جو یہ ایک قسم کے جہل اور اکودگی اور ناتوانی اور علم اور حرجان اور
دور دور رج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیوں کر اس چیز میں ہو سکتا ہے کہ جو

ہر جہت میں کامل ہو سکتا ہے۔ پھر اچھے لکھنے والے فرما رہے ہیں: **لَا تَنْزِلُنَا لَنْفَعِيكَ مِنَ الْغَدِيَانِ**
وَلَا نَحْقُ أَنْزَلْنَاكَ وَبِأَنَّ حَقِّكَ كَرِيمٌ. صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَكَانَ أَهْلُ الْبَيْتِ
صَفْوَةً. یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پر اذعانت و محتاجی کو

قادیان کے قریب آتا رہے اور ضرورتِ حقہ کے ساتھ آتا رہے اور ضرورتِ حقہ آتا رہے۔
خدا اور اللہ کے رسول نے خیر ہی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا
وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کیلئے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث متذکرہ بار میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدا نے تعالٰی
اپنے کلامِ عقدس میں اشارہ فرما چکا ہے۔ **هَذَا الَّذِي آذَمَلَّ رَسُولَهُ بِالْغَدِيَانِ** اور یہی
ہے اور فرقی اشارہ اس آیت میں ہے۔ **هَذَا الَّذِي آذَمَلَّ رَسُولَهُ بِالْغَدِيَانِ** اور یہی

یظہر عن الدین کیلئے۔ یہ آیت حساسی اور سیاست مگر کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں
پیشگوئی ہے اور جس غلہ کا نام دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلہ مسیح کے ذریعہ سے
نہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو

ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا لیکن اس عاجزی
ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور استیلا اور بات اور انوار کے
روسے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجزی کی عظمت اور مسیح کی عظمت کا ہم نہایت

ہیں مقشور واقع ہوئی ہے جو ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں
اور جہدی اتحاد ہے کہ نظرِ شفیق میں نہایت ہی بیک وقتیار ہے اور ظاہر کی طرف

۱۰ : انصاف

(ٹائٹل پیج بار اول)

۲۵۱

الہدیۃ المبارکہ

یعنی کتاب

تحفہ قصیریہ

بمقام قادیان

مطبع ضیاء الاسلام میں چھپا

۲۵ مئی ۱۸۹۷ء

رکھتا ہے۔ لیکن جیسا کہ گمان کیا گیا ہے خدا نہیں ہے۔ ہاں خدا سے واصل ہے اور ان کاملوں میں سے ہے جو تھوڑے ہیں۔

اور خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں۔ ایک یہ بھی ہے جو میں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے۔ یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے۔ اور اس سے باتیں کر کے اس کے اصل دعوے اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے۔ یہ ایک بڑی بات ہے۔ جو توجہ کے لائق ہے۔ کہ حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ اور تشلیت اور اہلیت ہے۔ ایسے متنفر پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افترا جو ان پر کیا گیا ہے۔

وہ یہی ہے۔ یہ مکاشفہ کی شہادت بے دلیل نہیں ہے۔ بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی طالب حق نیت کی صفائی سے ایک مدت تک میرے پاس رہے۔ اور وہ حضرت مسیح کو کشفی حالت میں دیکھنا چاہے تو میری توجہ اور دعا کی برکت سے وہ ان کو دیکھ سکتا ہے۔ ان سے باتیں بھی کر سکتا ہے اور ان کی نسبت ان سے گواہی بھی لے سکتا ہے۔ کیونکہ میں وہ شخص ہوں جس کی رُوح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی رُوح سکونت رکھتی ہے۔ یہ ایک ایسا محض ہے جو حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ انگلستان و ہند کی خدمت عالیہ میں پیش کرنے کے لائق ہے۔

دنیا کے لوگ اس بات کو نہیں سمجھیں گے۔ کیونکہ وہ آسمانی اسرار پر کم ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن تجربہ کرنے والے ضرور اس سچائی کو پائیں گے۔

میری سچائی پر اور بھی آسمانی نشان ہیں جو مجھ کو ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور اس ملک کے لوگ ان کو دیکھ رہے ہیں۔ اب میں اس آرزو میں ہوں کہ جو مجھے یقین بخشا گیا ہے۔ وہ دوسروں کے دلوں میں کیونکر اتارا جائے۔ میرا شوق مجھے بیتاب کر رہا ہے۔

کشف الغم

پیش بارانک

اے قادر خدا:

اس گورنٹٹ عالیہ انگلشیہ کو ہمدی طرف سے نیک جزا دے اور
 اس سے نیک کر جیسا کہ اس نے ہم سے نیک کی۔
 آمین۔

کَشْفُ الْغَطَاءِ

یعنی

ایک اسلامی فرقہ کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے
 بھتور گورنٹٹ عالیہ اس فرقہ کے حالات اور خیالات کے بارے میں اطلاع اور
 نیز اپنے خاندان کا کچھ ذکر اور اپنے منس کے اصول اور طریقوں اور تعلیموں کا بیان اور
 نیز ان لوگوں کی خلاف واقعہ باتوں کا رد جو اس فرقہ کی نسبت غلط خیالات پھیلاتا
 چاہتے ہیں

اور یہ مولف

تلح عزت جناب ملکہ معظمہ قیسرہ ہند دایم اقبالہا کا واسطہ ڈال کر
 بدعت گورنٹٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلیٰ افسروں اور معزز حکام کے باوجود گزارش
 کرتا ہے کہ براہ فریب پوری درگم گسری اس سال کو اول سے آخر تک پڑھا جائے یا سن لیا جائے۔

یہ رسالہ آئین ہر کہ ۲۰ دسمبر ۱۸۹۸ء کو مطبع ضیاء اسلام علیہ میں باہتمام حکیم فضل اللہ علی صاحب
 ملک مطبع کے مطبوع ہوا۔

محبوب حقیقی کو جاننے اور کشمیر کے خطے کو اپنے پاک مزار سے ہمیشہ کے لئے فخر بخشنا۔ کیا یہی خوش قسمت ہے سرنگر اور نمودہ اور خانی یار کا حملہ جس کی خاک پاک میں اس ابدی شہزادہ خدا کے مقبرے نبی نے اپنا مطہر جسم ودیلت کیا۔ اور بہت سے کشمیر کے مہذبوں کو حیاتِ جاودانی اور حقیقی نجات سے حصہ دیا۔ ہمیشہ خدا کا جلال اس کے ساتھ ہو۔ آمین سو جیسا کہ وہ نبی شہزادہ دنیا میں غربت اور سکینے سے آیا۔ اور غربت اور سکینے اور علم کا دنیا کو نمونہ دکھلایا۔ اس زمانے میں خدا نے چاہا کہ اس کے نمونے پر مجھے بھی جو امیری اور حکومت کے خاندان سے ہوں اور ظاہری طور پر بھی اس شہزادہ نبی اللہ کے حالات کی مشابہت رکھتا ہوں ان لوگوں میں کھڑا کرے جو مخلوقی اخلاق سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ سو اس نمونے پر میرے لئے خدا نے یہی چاہا ہے کہ میں غربت اور سکینے سے دنیا میں ہوں۔ خدا کے کلام میں قدیم سے وعدہ تھا کہ ایسا انسان دنیا میں پیدا ہو۔ اسی لحاظ سے خدا نے میرا نام مسیح موعود رکھا۔ یعنی ایک شخص جو بیٹے مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہمزنگ ہے۔ خدا نے مسیح علیہ السلام کو رومی سلطنت کی ماتحت جگہ دی تھی اور اس سلطنت نے ان کے حق میں عہد اکوئی ظلم نہیں کیا مگر یہودیوں نے جو ان کی قوم تھے بہت ظلم کیا اور بڑی تورمن کی اور کوشش کی کہ سلطنت کی نظر میں اس کو باغی ٹھہرا دیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ پہلوی یہ سلطنت جو سلطنت برطانیہ ہے خدا اس کو سلامت رکھے دوسروں کی نسبت تو ان میں عدالت بہت حسات اور اس کے حکام پلاٹوں سے زیادہ تریزیر کی اور فہم اور عدالت کی روشنی اپنے دل میں دیکھتے ہیں اور اس سلطنت کی عدالت کی چمک رومی سلطنت کی نسبت اعلیٰ درجہ پر ہے۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل کا شکر ہے کہ اس نے یہی سلطنت کے خلیج حمایت کے نیچے مجھے رکھا ہے جس کی تحقیق کا پلہ شہادت کے پلے سے بڑھ کر ہے۔

غرض مسیح موعود کا نام جو آسمان سے میرے لئے مقرر کیا گیا ہے اس کے معنی

یہ خدا کا کلام ہے اس کے ہم منہ نہیں رہتے جو مخلوق کے لئے ناسخ کر کے صحیفاً بنا ہے
 ہادی بن محمد بن یحییٰ کیلئے شفاعت کہ تم یقیناً جھوٹے آج تمہارے لئے جو اس
 مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں، سناؤ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخ احمد
 صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارا نہیں بلکہ انکی شفاعت ہے، یہاں اللہ تبارک و تعالیٰ کی
 شفاعت ہے اسے جو ساقی منہ ہو، اب دیکھنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو اس کو آج تمہاری
 جو اسکی شفاعت سے بڑھ کر ہے، اور اسے قوم شیعہ اور اہل بیت کے لئے ہے، اور اللہ تعالیٰ کی
 کیونکہ میں شیخ مسیح کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس میں سے بڑھ کر جو، اور اللہ تعالیٰ کی
 طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو میں بھولتا ہوں، لیکن اگر میں سے تمہارا ان کے مخالف کو آج
 لکھتا ہوں تو تمہارے مقابلہ میں کرو، ایسا نہ ہو کہ تم اس سے لڑتے، اسے لہرو۔
 اب میری طرف سے وہ لوگوں کو وقت سے جو شخص اسوقت میری طرف سے لڑتا ہے وہیں اسکو
 اس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جو میں طوفان کے وقت ہمارا پر ڈیٹھ گیا، لیکن جو شخص مجھے
 نہیں مانتا میں دیکھتا ہوں کہ وہ جو طوفان میں پہنچے تھے وہاں رہے، جو وہ وہی مجھے کا
 سامان اس کے پاس نہیں، سچا شفیع ہے، جو اس بڑے شفیع کے ساتھ ہیں اور اس کا
 ظہور جس کو اس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اسکی بہت ہی تحقیق کی تھی، اہل بیت
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اس کے لئے تمہارے اسوقت اس کے ساتھ ایک ہی وقت کے ساتھ
 پاروں سے بدلے لیا، وہ محمد مصطفیٰ مشنروں نے عیسائیوں میں مرید ہونا چاہا اور ہمارے
 سید و مولیٰ حقیقی شفیع کا گواہیوں میں اور بد زبانوں کی کتابوں سے زمین کو چھوڑ کر دیا، اس نے
 اس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا، تمہارے اس وقت میں سے شیخ جو بھولے بھیجا،
 جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں جیت بڑھ کر ہے اور اس نے اس کو سر سے
 مسیح کا نام غلام احمد رکھا، تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا تھا، جو اس کے
 اپنی غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا، یہ وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے

القصیدہ

شمیر نزول مسیح

وَقَوْلِكُمْ يَجْرِي وَلَا يَتَحَسَّرُ

اور تمہاری بان اسبکنت بازی پر جاری بہد ہے، اور نہیں تھکتی۔

فَاجْرُوا طَرِيقَكُمْ فَإِن شِئْتُمْ انظُرُوا

پس انہوں نے بھی یہ طریق جاری کر دیا اگر چاہو تو دیکھ لو

وَلَمْ يَكْ دِينَ اِنَّهٗ مِنْكُمْ يَخْتَسِرُ

اور خدا کا دین تمہارے سبب سے تہا نہ ہوتا۔

وَجَزَىٰ تَمَّ حُدُودِ الصَّدَقِ وَاللَّهِ يَنْظُرُ

اور سبحانی کی حدوں سے آگے گند گئے۔

كَأَنَّ حَسِيْنَاً رَبَّكُمْ يَا مُزَوَّرُ

گو یا حسین تمہارا رب ہولے بد بخت جھوٹ بولنے والا

فَمَا جَرَمَ قَوْمِ اسْر كُوَا اَوْ تَنْصُرُوَا

پس اب مشرکوں یا نصرانیوں کا کیا گناہ ہے۔

وَمَا وَّرَدَّكُمْ اَلْحَسِيْنَ اِنَّ شَكَرُ

اور تمہارا ورو صرف حسین ہی کیا تو انکار کرتا ہے۔

لَدَىٰ نَفْحَاتِ الْمِسْكِ قَدْ رَمَقْتَظَرُ

کستوری کی خوشبو کے پس گوہ کا ڈھیر ہے۔

فَبِاَللَّخْوَرِ سَلَّ اَللَّهُ فِى النَّاسِ بَعَثُوا

پس خدا کے پیغمبر بھیج دے وہ طور پر لوگوں میں بھیجے گئے

اَلِىٰ حَرْبٍ حِزْبِ الْمَشْرِكِيْنَ فَدَعَرُوا

مشرکوں کی لڑائی کے مقابل پر پس ان کو ہلاک کیا۔

تَنَاهَى لِسَانَ النَّاسِ عَنِ دَابْحِشْتِهِمْ

تمام لوگوں نے بد زبانی کی عادت چھوڑ دی۔

اَشَعْتُمْ طَرِيقَ اللّٰعِيْنَ فِى اَهْلِ سُنَّةٍ

تم نے لعنت بازی کی طریقوں کو اپن سنت و الجماعت میں شائع کر دیا

فِيَا لَيْتَ مَتَمَّ قَبْلَ تِلْكَ الطَّرَاقِ

پس کاش تم ان تمام طریقوں کو پہلے ہی سر مانتے۔

جَعَلْتُمْ حَسِيْنَاً اَفْضَلَ الرَّسْلِ كَلِمَةٍ

تم نے حسین کو تمام انبیاء سے افضل ٹھہرا دیا۔

وَعِنْدَ النَّوَابِ وَالْاَذَى تَذَكَّرُوْنَهٗ

اور مصیبتوں اور دکھوں کے وقت تم کو یاد کرتے ہو

وَحَزَّتْ لَهٗ اَهْلًاوَلَهٗ مَثَلِ سَاجِدِ

اور تمہارے علم و عجز کرنے والوں کی طرح ایک آگے گر گئے۔

لَسِيْتُمْ جَلَالِ اللّٰهِ وَالْمَجْدِ وَالْعُلَىٰ

تم نے خدا کے جلال اور محمد کو جلال دیا۔

فَهَذَا اَعْلَى الْاِسْلَامِ اَحَدَى الْمَصَابِ

پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔

وَاِنْ كَانَ هَذَا الشَّرْكَ فَاَلِدِيْنَ جَانُوا

اور اگر مشرک دین میں جائز ہے۔

وَاِيَّ صَلَاحِ سَاقِ جُنْدِ نَبِيْتِنَا

اور کیا فرض تھی کہ جملے نبی کا لشکر مقابلہ کیلئے چلا گیا۔

حاشیہ: اس شعر کا یہ مطلب ہے کہ جبکہ مشرک جاننا تھا اور کافروں نے بھی ان سمجھوں کی حمایت میں جو حسین کی طرف سے لڑے تھے مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تھا چیراؤز مسلمانوں کی ہمازت ہوئی کہ اب تم بھی ان مشرکوں کا

ہائیل طبع اقل

سُبْحَتِ انْتُمْ اِذَا انزَلَ فَيَكْرَهُنَّ وَيَكْرَهُنَّ مَا كَرِهَتْكُمْ

خدا نے تعالیٰ کے بے انتہا احسانوں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان فضل و احسان ہے۔
کہ کتاب مستطاب منبع ايقان و عرفان مستسی بہ

مجلد دوم برائے برائے من کتبہ اولاد

مجلد دوم برائے برائے من کتبہ اولاد

تذوق المسیح

اسلام بارہ شہنشاہت مجریہ میں

فی آخر الزمان

ابن ہشام نے تصدیق من استاد اولاد

خود مسیح موجود علیہ السلام کے قلم سے نکلی ہوئی جس کا نزول جمالی اور جلالی
رنگوں میں حضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے
مطابق (جو آخری زمانہ کے متعلق تھیں) اس وقت کے اولاد الالباب اولاد الالباب
نے برای العین مشاہد کیا

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر کترین جمہدی حسین مہتمم کتب خانہ حضرت مسیح موجود
علیہ السلام کے زیر نگرانی شائع ہوئی، ہائیل طبع یہ مطبع میگزین قادیان میں چھپ کر طیارہ ہوا۔

بار اول تعداد اشاعت ۲۹۰۰

شعبان ۱۳۳۰ھ

ماہ اگست ۱۹۰۹ء

قیمت ۳۰

نزل المسح

۹۱

آپ نے اپنی مشق تیر مرکب روانہ پیر عشق و تہی زہر آرزو سے رفتہ بیرون ز حلقہ اختیار آنچنان یاد رکھنا نہ اکت دگر دلبر غافلے او گشتہ دل و جان بر تنے خدا کردہ از خودی ہائے خود فدا جدا عشق دلبر بروئے او باید ہر تلخ و مس کے سبب دارد این مستی شوق و نہاد با خصوص آن سخن کہ اندلار ہر ز طے قبیل تازہ گوہر است کہ طے است سیر ہر آنم کار ہائے کہ کرد با من یار دل من درود الفیت خود دار دیم از خلق رنج و کروبای آسجی من ریشتم ز وحی خدا من خدا را بد و شناخته ام آنچہ بر من عیال شد از دادار انڈیا یا اگر چہ بودہ اندیجے آن یقینے کہ بود عیالے	کہ از بنی مشق غلگلیچ نمائند قصہ کو تلو کرد آواز سے دل برید و مغیر آل دلدار کہ نہ اندید بجسے پرداخت ہم دلبر برائے او گشتہ وصل او اصل مدعا کردہ سیل بر زد و بعد بنو از جا بر رحمت کجستے او باید و اند آن کو بدل طلب دارد بجز سخن ہائے دلبر دلدار خاصیت دارد اندان این امر را خاندانے او وہم شہ است صدیقین است و در گریانم بزرگان و فزا است از انہما خود مرادشہ لوی خود استوار و سپہ سیز ہمت چہ زلی لذات خدا پاکد ہمش ز خلق دل بیویشش گداخت ام آفتاب است باو صہ انوار من جعفران ز گمترم ز کسے را بر کلمے کہ شد برو اتفاقاً	گشتہ دلبر و کار سے آن غنائے یقین کہ گوش شنید پاک گشتہ ز لوث، مستی خویش قدم خود زودہ برا چہ دم سوختہ ہر غرق بجسے دلدار مروءہ و خویشش فست کردہ اسی جو فرسودہ دلستان نامہ از یقینے کہ شد ز گفتار سے پس جس نہیں شو مشق محبت یاد عشق کو رو نمائید از دیدار گشتہ او نیک نہ وہ نہ ہزار این سعادت چو بہ قسمت، ما ادھم نیز احمد مختار آنچہ داد است ہر غی دا جا حق اورا بحب اثر و یدم ہم از ہجر خلق جلوہ یار ہمچو تر آن منزہ اش دانم خدا هست، ای کلام مجید وین خیائے ست رب اربابم دولت مصطفیٰ شدہ بر یقین و ان یقین کلیم ہر تووات	دوست بجز رنگ از نامے کرد کار و ز خویش برید رستا از بند خود تکی خویش گم سیاوش ز فرق ما قدم دوست چشم دل ز خویش نگار عشق پوشید و کار ہا کردہ دل چو از دست فست جلی آمد در دل او برست گلزار سے کہ شدہ ہم از خودی آثار نیز کہ گم ہر نیز دار گفتار این قبیلان او بیرون ز شہاد افتہ رفتہ رسید بہت ما در بر ہم جمانہ ہمہ ابرار داد آنی جام را ہر ایتماس بہے آل ہر زلی قمر دیدم کار دگر بر آمد از یک کار انخطا ہا ہمیں است ایانم از وہاں خدائے پاک و مجید بگرد آرم از آرزو ما کیم شدہ و ہمیں برگ یا حسین و ان یقین ہائے سید سعادت
---	---	---	---

تھیں یہ مکان بہادر میں کرنا چاہتا۔ جس پر جیسی حالت میں بیعت ہوئی
 میں بیعت ہو کر میرے اس عہد اور کم کی بیعت ہوئی کہ
 کیا کرنا کہ مختلف حکم و احکام میں کی شہادت دہلوان کرنا
 اور دراز کرنا کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی۔ میں نے اس کے بعد
 عقیدت پکا کر لیا۔ کہ جس کے اٹھائی۔ یہ بیعت میں کی
 میں اٹھائی ہی ہوگی

عصر تیس کی شہادت

میں بیعت میں ہی رہی تھی۔ میں نے اگلی گنتی میں کہ میں نے اپنے
 بیعت میں ہی رہی تھی۔ میں نے اپنے بیعت میں ہی رہی تھی۔ میں نے اپنے
 عہد اور کم کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی۔ میں نے اس کے بعد
 عقیدت پکا کر لیا۔ کہ جس کے اٹھائی۔ یہ بیعت میں کی
 میں اٹھائی ہی ہوگی

کہ یہ ہم پر نہیں ہو سکتا۔ اور ہم نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی

غیر خواہ اور اجازت کے

ہم نے نہیں کیا۔ ہم نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی
 اور یہ کہ اس کے بعد میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی
 کہ میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی

(۷۱)

تو اس پر بھی بیعت
 میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی
 اور یہ کہ اس کے بعد میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی

کہ میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی
 اور یہ کہ اس کے بعد میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی

کہ میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی

کہ میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی

کہ میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی

کہ میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی
 اور یہ کہ اس کے بعد میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی

کہ میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی
 اور یہ کہ اس کے بعد میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی

کہ میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی
 اور یہ کہ اس کے بعد میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی

قرآنی اور شہادت

میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی
 اور یہ کہ اس کے بعد میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی

کہ میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی
 اور یہ کہ اس کے بعد میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی

کہ میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی
 اور یہ کہ اس کے بعد میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی

کہ میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی
 اور یہ کہ اس کے بعد میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی

کہ میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی
 اور یہ کہ اس کے بعد میں نے اس کی شہادت دہلوان کرنا ہی ہوگی

تفطرون لولا وقتہا منتقرا
 بحث جائیں اگر ان کے چھٹنے کا وقت مقرر نہ ہو
 اکان شفیع الانبیاء و مؤثر
 کیونہی نبیوں کا شفیع اور سب سے بزرگزیادہ تھا۔
 ۱۹ یمنین باطراہ ولا یتبصر
 جو مبالغہ کثیر باطن کو جوٹھوتوں سے اور نہیں دیکھتا
 یحمدنی من عرشہ ویوقر
 عرش پر سے میری تعریف کرتا ہے اور عورت دیتا ہے
 نسیم الصبا من شانہا تحملا
 اور نسیم صبا اس کی شان سے میرا ہی جو رہا ہے۔
 الی آخر الایام لا تتکذرا
 اور ہمارا پانی اخیر زمانہ تک مکدر نہیں ہوگا۔
 وھذا من نقول عند عین تبصر
 اور کیا قطعہ دیکھنے کے مقابل پر کچھ چیریں۔
 فانی اوید کذل ان وانصر
 کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید مدد مل رہی ہے۔

الی ہذا الایام تمکون فانظرا
 اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو۔
 اربی واعصم من لیاہ تممروا
 اور میں نے تمہارے لئے عرصہ جو بڑھ کر موت میں بچایا جاتا ہوں۔
 فواللہ انی احفظن واظفر
 پس بخدا میں بچاؤں گا اور مجھے فتح ملے گی۔

تکاد السموات العلی من کلامک
 قریب ہے کہ آسمان مہادی کلام سے
 اکان حسین افضل المرسل کلہم
 کیا حسین تمام نبیوں سے بڑھ کر تھا۔
 الا لعنة الله الخیور علی الذی
 سہرور ہو کر نہ گئے خود کی لعنت میں شخص پر ہے
 واما مقامی فاعلموا ان خالق
 اور میرا مقام یہ ہے کہ میرا خدا
 لنا جتہ سبل الھدی ازھارھا
 ہمارے لئے ایک بہشت کی راہیں انکے نبیوں میں
 تکدر ماء السابقین وعیننا
 یہ سبوں کا پانی مکدر ہو گیا۔
 رأینا وانتم تذکرون روا تکم
 ہم نے دیکھا اور تم اپنے راویوں کا ذکر کرتے ہو۔
 وشتان ما بینی و بین حسینکم
 اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔

واما حسین فاذا کرہ اذ شت کربلا
 مگر حسین یہی قسم دشت کر بلا کو یاد کر لو۔
 وانی بفضل اللہ فی حجر خالق
 اور میں نے خدا کے فضل پر اس لئے کہ ہا ملکت میں ہوں پر وہیں یاد رکھوں۔
 وان یأتنی الاعداء السیف والقنا
 اور اگر دشمن تو آویں اور نیزوں کے ساتھ میرے پاس آویں

ماٹیل باراؤن

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِكَافِ عِبَادِكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِكَافِ عِبَادِكَ

الحمد لله والمنة که ضمیمہ نزول المسیح جس کے ساتھ

دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے

حسب استدعا مولوی شہزادہ صاحب امت سہری کے
محض پانچ دن میں ابتداء ۸ نومبر ۱۹۰۲ء سے
طیار ہو کر اس کا نام

انجمن

رکھا گیا

اور اس رسالہ میں پیر میر علی شاہ ضاء و مولوی اصغر علی صاحب
و مولوی علی حارثی صاحب شیعہ وغیرہ بھی مخاطب ہیں جن کا نام

رسالہ میں مفصل درج ہو (تاہم طبع ۱۵ نومبر ۱۹۰۲ء)

بمقتا قایان باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام مطبع ہوا

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِكَافِ عِبَادِكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِكَافِ عِبَادِكَ

القصیدہ

شمسِ دلِ مسیح

<p>يا خ الحسین و وُذِه اذ اُحصر ا سلم کے ساتھ اور اس کی اولاد کے ساتھ اور وہ قید ہو گئے قررتہم واهل البيت اوذوا ووذقروا تم جھاگ گئے اور اہلیت دکھ دینے لگے اور قتل کئے گئے شفیع التبی محمدا فتفکروا جسکو تم کہتے تھے کہ اللہ کے رسول ہے اور اللہ کے پیغمبر ہے اور اللہ کے وکل نبی منه ینجو ویخفر اور ہر ایک نبی اللہ کی شہادت کے تحت پانے والا اور بچتا ہے فباللغو رسلا لله فی الناس بعثوا تو تمام پیغمبر حسن و طہر پر مبعوث شمار کئے جاتے۔ لك الویل یا غول الفلا کیف تبصر اے جنگلوں کے غول تو جو پر ویل یہ تو کیا دیر ہی کرنا ہے فحیبتکم رب غیور متبذر میں تم کو خدا نے جو غیور ہے ہرگز نہیں تو میرا وہ خواجہ ہلکا کرنا ہے وعندی شہادات من الله فانظروا اور میرے پاس نماز گو ایمان میں ہیں تم دیکھ لو قتل العدا فالفرق اجل و اظهر دشمنوں کا کشتہ ہے بس فرق کھٹکھٹا اور ظاہر ہے و اوثانکم فی کل وقت نکسر اور تمہارے بت ہر وقت توڑ رہے ہیں۔ یضیح لکم فی ضیحا یقیمر تمہیں نصیحت کر رہا ہو اور نصیحت میں کچھ قصور نہیں کرتا</p>	<p>و یوم فعلتم ما فعلتم بغدرکم اور جبکہ تم نے وہ کام کیا جو کیا تمہیں کے بھائی فضل الأساری یلعنون و قواکم پس وہ قیدی یعنی اہلیت تمہاری وہ قہر لعت کہتے تھے هناك تراءى عجز من تحسونه تب مجھ اور ضعف اس شخص کا یعنی حسین کا ظاہر ہو گیا۔ زعمتم حسینا انه سید الوری تم گمان کرتے ہو کہ حسین تمام مخلوق کا سردار ہے۔ فان كان هذا الشک والذین جائزاً پس اگر یہ شرک دین میں جائز ہوتا۔ و ذلك یفتان و توہین شانهم اور یہ بہتان ہے اور انہیں علیہم السلام کی گستاخانہ ہے طلبتم فلاحاً من قتیل مخیبة تم نے اس کشتہ سے نجات چاہی کہ جو زمین ہی سے ہو گیا و الله لیست فیہ منی زیادة اور مجھ کا اسے مجھ سے کچھ زیادت نہیں۔ وانی قتیل الحبت لکن حسینکم اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین حد را ناسفا تمکم الی اسفل الثری ہم نے تمہاری کشتیاں تخت اللہ کی طرف اتار دیں ووالله ان الدهر فی کل وقتہ اور مجھ کو زمانہ اپنے ہر دین وقت میں</p>
---	--

ملفوظات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام

جلد ۱

میں تو یاد رہی کہتا ہوں کہ ہمارا طریق تو یہ ہے کہ نئے برسے سے مسلمان بنو۔ پھر اللہ تعالیٰ اصل حیثیت خود کھول دے گا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر وہ امام جن کے ساتھ یہ اس قدر محبت کا فلو کر کے ہیں زندہ ہوں تو ان کے سخت پیڑاری ظاہر کریں۔

جب ہم ایسے لوگوں سے احوال کرتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا عرض کیا، جس کا جواب نہ آیا اور پھر بعض اوقات اشتباہ دیتے پھرتے ہیں۔ مگر ہم ایس باتوں کی کیا پروا کر سکتے ہیں۔ ہم کو تو وہ کہنا ہے جو ہمارا کام ہے۔ اس لیے یاد رکھو کہ پُرانی مخالفت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی مخالفت ہو۔ ایک زندہ علی قم میں موجود ہے اس کو پھوڑتے ہو اور غزوہ ملی کی تلاش کرتے ہو:

۸ دسمبر ۱۹۰۰ء

فریاد کمال رات میری عمل کے پھرنے میں درد تھا اور اس شدت کے ساتھ درد تھا کہ مجھے خیال آیا تھا کہ رات کیونکر بسر ہوگی۔ آخر ذرا س فٹو ڈل ہوئی اور الہام ہوا۔ کوئی بزدل آتے سلاٹا۔ اور سلاٹا کا لفظ ابھی ختم نہ ہونے پایا تھا کہ خداوند جاتا رہا ایسا کہ کہیں ہوا ہی نہیں تھا۔ نیز فرمایا کہ:

• ہم کو خدا تعالیٰ کے اس کلام پر جو ہم پر وحی کے ذریعہ نازل ہوا ہے۔ اس قدر یقین اور علی وجہ البیہر یقین ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے کھڑا کر کے جس قسم کی چاہو۔ قسم دے دو۔ بلکہ میرا تو یقین یہاں تک ہے کہ اگر میں اس بات کا انکار کروں دیا وہم میں کروں کہ یہ خدا کا وقت ہے نہیں تو سنا کافر ہو جاؤں گا۔

۱۳ دسمبر ۱۹۰۰ء

ابھی بخش لاہوری مخالفت کی کتاب حصلے ہوئی تمام کمال نصرت الہی فیصلہ کن قاضی ہے

• اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کی نفوٹیت کو پھوڑ کر چند گھنٹوں کا کام ہے اس کا جواب دے دینا لیکن میں

۱۔ التحکمہ جلد ۲ نمبر ۱ ص ۱۰۰ مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۰۰ء

۲۔ التحکمہ جلد ۳ نمبر ۳ ص ۹ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۰ء

چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طور سے خاتم النبیین کی فہر نہیں
 لائی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنی ہر حال محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی ہے نہ اور کوئی یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم ہوں اور بروزی ملک میں تمام کلمات محمدی صحت نبوت محمدیہ کے میرے زیرِ ظلمت
 میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہو جسے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ بھلا
 اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو انہیں سمجھ لو کہ ہمدی موعود خلق اور خلق میں ہم رنگ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اس کا اسم آجنا ہے کہ ہم سے مطابق ہوگا یعنی اس کا نام بھی
 محمد اور احمد ہوگا اور اسکے اہلیت میں سے ہوگا۔ اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا
 یہ عین اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ رُوحانیت کے رُوسے اسی نبی میں سر نکلا ہوگا
 اور اسی کی رُوح کا رُوب ہوگا۔ اسپر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے

حاشیہ۔ یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک وادی ہمدی شریفین غازیوں سادات
 سے اور بنی فاطمہ میں تھی۔ اسکی تعریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ
 مسلمان منا اهل البیت علی مشرب الحسین۔ میرا نام سلمان رکھا یعنی وہ سلم۔ اور سلم عربی میں
 صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدمہ ہے صلح میرے ہاتھ پر ہوگی۔ ایک اندرونی جو اندرونی بغض اور عناد کو
 دور کرے گی۔ وہ سرای بیرونی کو جو بیرونی عداوت کے وجود کو پامال کرے اور اسلام کی عظمت دکھا کر
 خیر خواہی اور اسلام کی عظمت دکھا کر معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو مسلمان آیا ہے اس سے
 بھی میں مراد ہوں۔ وہ نہ اس مسلمان پر وہ صلح کی پیشگوئی صادق نہیں تھی۔ اور نما خاص سے وہی پاکر
 کہتا ہوں کہ میں بنی فاطمہ میں سے ہوں نہ مجھ سے اس حدیث کے جو کثر اعمال میں آج ہے بنی فاطمہ
 بھی بنی اسرائیل اور اہلبیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہ نے کشتی حالت میں اپنے باپ پر بیٹا سر رکھا
 اور مجھ دکھا یا کہ میں سے ہوں۔ چنانچہ یہ کشتی بلا ہوا کھری میں لگا رہا ہے۔

قول الحق

از
سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

قول الحق

انوار العلوم جلد ۸

ہمیں لیں۔ اور کوئی معصیت باقی ہے جس کی انتقام میں تم لوگ بیٹھے ہو کاش اب بھی تم لوگ سمجھتے اور خدا کے غضب کو اور نہ بھڑکاتے مگر انہوں نے نہ خدا انہاں سے اسے کوئی دکھا نہیں سکتا۔

خدا نے ہم کو اس مقام پر کھڑا نہیں کیا کہ ہم ان لوگوں کی دل ہم کس مقام پر کھڑے ہیں آزار یوں اور تکلیف دہوں سے گھبرا جائیں کیونکہ جیسا کہ ہمیشہ سے سنت ہے ضرور ہے کہ ان پر ہمیں ظاہری فتح بھی حاصل ہو جو فاتح قادیان کہلاتے ہیں اُس وقت ان کی اولاد اسی طرح ان کے نام سے شربائے گی جس طرح ابو جہل کی اولاد شرباتی تھی۔ دنیا دیکھے گی کہ میری یہ باتیں جو لکھی اور چھاپی جائیں گی پوری ہو گی اور ضرور پوری ہو گی ان لوگوں کی نسلیں جو بعد میں آئیں گی وہ یہ کہنا پسند نہ کریں گی کہ محمد حسین یا شاء اللہ کی اولاد ہیں وہ یہ کہنے سے شربائیں گی ان کے نام سن کر ان کی گردنیں نیچی ہو جائیں گی اور مرتضیٰ حسن جو سید کہلاتا ہے اس کی یہ سیادت باطل ہو جائے گی اب وہی سید ہو گا جو حضرت مسیح موعود کی اتباع میں

داخل ہو گا اب پرانا رشتہ کام نہ آئے گا کہ ان رشتہ داروں نے اس کی ہنگ کی۔ مسلمان کہلا کر اسلام کے نام لیا کہلا کر انہوں نے پیکر ویسے کیا احمدی آریوں سے بھی بدتر ہیں پس خدا کی کتاب سے ان کی سیادت مٹانی گئی اور یہ ذلیل اور حقیر کئے گئے اور کئے جائیں گے اگر انہوں نے توبہ نہ کی ان کے تمام دعویٰ باطل اور تمام خوشیاں بچھ ہو جائیں گی کیا وہ اپنی اس وقت تک کی حالت پر فخر نہیں کرتے کسی امر میں بھی انہیں کامیابی اور خوشی نصیب ہوئی؟ ہرگز نہیں لیکن ان کے مقابلہ میں ہماری یہ حالت ہے اگر ہمیں ایک غم آیا تو خدا تعالیٰ نے چار خوشیاں دکھائیں پس ہم انکی مخالفتوں اور شرارتوں سے گھبراتے نہیں کیوں کہ خدا تعالیٰ کی تائید ہمارے ساتھ ہے پس اے عزیزو! اور دوستو! میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کے ہو کر خدا کے بن کر اسلام کی خدمت کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ ہمارے سامنے یہ لوگ ہیں جن کے متعلق تم دیکھ سکتے ہو کہ ایک نبی کا انکار اور مخالفت کرنے سے ان کی حالت کیا ہے کیا ہو گئی ہے پس تم خدا کے لئے ہو جاؤ اور پھر نہ ڈرو جو کچھ ہوتا ہے ہو جائے کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے پھر وہ کسی سے نہیں ڈرتا۔

(الفضل ۱۶، ۱۳ مئی ۱۹۲۳ء)

۱۔ یس: ۳۱ ۲۔ آل عمران: ۵۶ ۳۔ البقرة: ۸۹ ۴۔ المصحح: ۳۶

۵۔ تفسیر بیضوی جلد ۲ صفحہ ۹۶ تفسیر سورۃ الحج زیر آیت وَتَأْتِي سُلَيْمَانَ مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِهِ..... الخ

یہ حوالہ صفحہ 43 پر درج ہے

قول الحق صفحہ 32 مندرجہ انوار العلوم جلد 8 صفحہ 80 از مرزا ابوالعزیز محمد

يَعْرِضُوا وَيَعُولُوا يَسْعًا مُسْتَبِرًا - وَاسْتَفْتَنَهَا اَنْفُسَهُمْ - وَقَالُوا لَا تَجِدُنَا فِي سَبِيلِ
فَيْتَا وَخَبْرَةٍ مِنْ اَنْفُسِنَا عَلَيْهِنَّ - ثُمَّ كُنْتُ فَعَا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا تَفْضُوا مِنْ حَوْلِكَ
وَلَوْ اَنَّ قُرْبَانًا سِعْرَتِ بِهِ اجْنَابًا -

کیا کہتے ہیں کہ ہم ایک قومی جماعت ہیں جو جواب دینے پر قادر ہیں مگر قریب یہ ساری جماعت بھاک جا چکی
اور بیٹے پھر لیں گے اور جب یہ لوگ کوئی نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ایک معمولی اور قدیمی قوم ہے حالانکہ ان کے
بیل اُن نشانوں پر تعین کر گئے ہیں اور دونوں میں اُنہوں نے سمجھ لیا ہے کہ اب گریز کی جگہ نہیں۔ اور یہ خدا کی رحمت
ہے کہ تو اُن پر نہ مڑا، اور اگر تو سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے نزدیک داتے اور تجھ سے الگ ہو جاتے۔ اگر چہ
شہداء اُنی حجرات ایسے دیکھتے جن سے پار و مجدش میں آجاتے۔

یہ آیات اُن بعض لوگوں کے حق میں بطور انعام القا ہوئیں جن کا ایسا ہی خیال اور حال تھا اور شاید ایسے ہی
اور لوگ بھی نکل آویں جو اس قسم کی باتیں کریں اور بدرجہ تعین کا لپسٹہ کو پھر متحرک ہیں :-

(ابراہیم) صحیحہ چہارم صفحہ ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰ شریعہ درعاشیرہ - روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۹۲ - ۵۹۳)

۶۱۸۸۳

پھر بعد اس کے منسہ رہا :-

رُفَقَا اَنْزَلْنَا قُرْبَانًا مِنْ الْقَادِيَانِ - وَيَا لِحَقِّ اَنْزَلْنَا وَوَيَا لِحَقِّ نَزَلِ - صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ
وَكَاَنْ اَمْرًا لِّلّٰهِ مَعْخُوْرًا -

یعنی بہت بڑے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس انعام پر از مسارف و محتاق کو قادیان کے قریب آتا ہے۔
اور ضرورت مقرر کے ساتھ آتا ہے اور بغیر وقت مقرر آتا ہے۔ خدا اور اُس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے
وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا۔

یہ آخری فقرات جس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی

لئے (ترجمہ از قرب) اس میں سے وراعت کرتے۔ اور

۱۰۔ اس انعام پر غر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیان میں فدا نے تعالیٰ کی طرف سے اس عاجز کا ظاہر ہونا اعلیٰ و نشوونما میں بطور
چیگولی کے پہلے سے تھا تھا۔ انہوں نے انعام سے اس سے یہ بات بیاہ شہرت پہنچ گئی کہ قادیان کو خدا نے تعالیٰ کے نزدیک و مشق
سے شہرت ہے تو اس پہ انعام کے سے بھی اس سے محل ملے۔ اس کی تفسیر یہ ہے کہ اِن ﴿اَنْزَلْنَا قُرْبَانًا مِنْ الْقَادِيَانِ وَوَيَا لِحَقِّ
نَزَلِ﴾ جَعْدَ النَّسَاءِ الْبَيْضَاءِ -

کہنے اس عاجز کی کوئی گرفتاری قادیان کے علاقہ پر ہے۔ (انزال اوہام صفحہ ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ شریعہ درعاشیرہ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۳۸ - ۱۳۹)

۱۱۔ انزال اوہام میں یہ فقرہ یوں ہے ﴿رُفَقَا وَرُفَقَا وَرُفَقَا﴾ (انزال اوہام صفحہ ۵۳)

قرار دیا۔ صاحب شریعت نبی جن کا قرآن میں ذکر ہے وہ تو ہی ہیں حضرت موسیٰ اور نبی کریم ﷺ
 انکے سامنے نبی ہیں وہ سب غیر شری ہیں۔ تو یا کہ عرض کے اصل کو بیکسو مانے تو نبیوں کے
 اور اللہ تعالیٰ کے باقی تمام نبیوں کو چھوڑ کر لے آئے۔ لہذا بانڈ من ذمک۔ خدا تو کہتا ہے کہ میں کا
 یہ قول ہونا چاہیے لکھا لفرق بین احد من سلسلہ لیکن ہم کو یہ سنایا جاتا ہے کہ
 نہیں صرف دو نبیوں کو ماننا ضروری ہے باقیوں کو نہ ماننے سے کوئی صیح و صالح نہیں ہوتا۔ اسے
 کافر ہونے سے مخالفت احراض کرنے سے پہلے قرآن شریف پر تو فوراً کر لیتے۔ قرآن کھلے اور غیر تویل
 طلب الفاظ میں لکھا ہے کہ ما نرسل المرسلین الا مبشرا من عند ربنا یعنی
 مرسلین کے بھیجے سے ہمارا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے دلوں کو بشارتیں دیں اور نہ ماننے
 والوں کو عذاب لکھی سے ڈرائیں پس جب مامورین کے بسوٹ کسے کی بڑی غرض ہی انذار و تبشیر
 ہوتی ہے تو شری اور غیر شری کا سوال ہی نہیں ہے۔ اور پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر نبی کریم کے بعد کسی اور کے انفر
 کی ضرورت نہیں تو کیوں خود نبی کریم نے مسیح موعود یا یحییٰ ماننے کو ضروری قرار دیا اور اس سے انکار کرنے
 والوں کو بیوردی اور ناری شہر دیا۔ اگر مسیح موعود یا یحییٰ ماننے کو ضروری قرار دینا غلطی ہے تو یہ غلطی
 سب سے پہلے خود نبی کریم سے سرزد ہوئی لہذا بانڈ من ذمک۔ اور پھر یہ غلطی اللہ تعالیٰ سے سرزد
 ہوئی جس نے ایک ایسے شخص کی خدمت میں یہ بیان لایا ضروری نہیں انہا کو خداؤں سے بھڑایا۔ مجھے
 تعجب پر نہیں ہے کہ نبی کریم تو یہ فرادیں کیا ایک وقت میری نسبت یہ ایسا آئیگا ان کے دسیان سے
 قرآن آئے جائیگا اور لوگ قرآن کو پڑھیں گے گروہ انکے خلق سے پیئے نہیں آئیگا لیکن ہم کو یہ کیا
 جاتا ہے کہ قرآن کے ہوتے ہوئے کسی شخص کو ماننا ضروری کیسے ہو گیا۔ ہم کہتے ہیں کہ قرآن کمال سرور ہے
 اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے ماننے کی کیا ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن نہ مانے سے انکار کیا ہے۔
 اسی لئے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہ کو بعد از طور پر دوبارہ دنیا میں بسوٹ کسے آئے پھر
 قرآن شریف آرا جاوے۔ معترض کو چاہیے کہ بشت مامورین کی انفرض پر غور کرے کیونکہ
 یہ مذکورہ طاقت تبرکی جس سے ہی پیدا ہوا ہے ہندوستان میں چونکہ اکثر لوگ مذہب میں اسلئے

سے حاشیہ: ہجرت موسیٰ اور نبی کریم کے انبیاء کا ذکر ہے۔ صفحہ

أَمْرًا مِّنَ النَّاسِ وَيَوْمَ تُدْأَى السُّبُحَاتُ خَرَّ سَاجِدًا لِلَّهِ كَسَاجِدٍ لِّمَلَأِكِهِمْ يَوْمَئِذٍ سَاجِدًا
تیرے ذریعے مریضوں پر برکت نازل ہوگی۔

برسار بلند تر محکم اقتادے پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار خدا تیرے سب کام درست
کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ رب الافواج اس طرف تو توجہ کرے گا۔ اس
نشان کا مدعا یہ ہے کہ تیرا ان شریف خدا کی کتاب اور میرے گمراہی کی باتیں ہیں۔
يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ قِيلَ لَكَ وَأَنْتَ رَأَىٰ مَا كُنَّا نَنبِئُكَ أَنَّكَ كُنَّا نَسْتَدْعِيكَ فَأَنْتَ رَأَىٰ مَا كُنَّا
اسے عیسیٰ نبی تھے وفات دوں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور میں تیرے تابعین کو تیرے منکوں
كُنَّا نَدْعُوكَ إِلَىٰ يَوْمِ الْبَيْتَةِ شَلَّةٌ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ وَ شَلَّةٌ مِّنَ الْأَخْيَرِينَ -
پر قیامت تک غائب رکھوں گا۔ ان میں سے ایک پستلا گروہ ہو اور ایک پچھلا۔
میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا
پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور اور حملوں سے
اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ أَنْتَ مَعْنَىٰ بِسْمِ اللَّهِ تَوْجِيدِي وَ تَقْوِيدِي - نَحْسَان
تُو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید ہیں وہ وقت آتا ہے
أَنْ تَعَانَ وَ تَعْرِفَتَ بِسْمِ النَّاسِ مَعْنَىٰ بِسْمِ اللَّهِ تَوْجِيدِي - أَنْتَ
کو تُو دہرایا جائے گا اور دنیا میں مشہور کیا جائے گا۔ تُو مجھ سے بمنزل میرے عرش کے ہے۔ تُو
مَعْنَىٰ بِسْمِ اللَّهِ تَوْجِيدِي - أَنْتَ مَعْنَىٰ بِسْمِ اللَّهِ تَوْجِيدِي لَأَيِّعَلَمَهَا الْخَلْقُ مَنَحْنُ
مجھ سے بمنزل میرے فرزند کے ہے۔ تُو مجھ سے بمنزل اس انتہائی قرب کے ہے جس کو دنیا میں جان سکتی ہے

لے یہ خدا کا قول کہ تیرے ذریعے مریضوں پر برکت نازل ہوگی۔ روحانی اور جسمانی دونوں قسم کے مریضوں پر مشتمل ہے۔ روحانی
طور پر اس لئے کہ نہیں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ پر ہزار لوگ نبیت کرنے والے ایسے ہیں کہ پہلے ان کی عملی حالتیں خراب تھیں اور
پھر نبیت کرنے کے بعد ان کے عملی حالات درست ہو گئے اور طرح طرح کے مسمی سے انہوں نے توبہ کی اور نماز کی پابندی اختیار
کی اور میں خدا ایسے لوگ اپنی جماعت میں پاتا ہوں کہ جن کے دونوں میں یہ سوزش اور تپش پیدا ہو گئی ہے کہ جس طرح وہ جذبات
نفسانی سے پاک ہوں اور جسمانی امراض کی نسبت ہیں نے بارہا مشاہدہ کیا ہے کہ اکثر خرافات کے امراض حلے میری دعا اور توجہ سے
شفا یاب ہوتے ہیں۔ (حقیقۃ الہی صفحہ ۸۴، ۸۵ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۷، ۸۸)

لے (ترجمہ از قرب) خوش خوش چل کر تیرا وقت نزدیک آپہنچا ہے اور محمدی گروہ کا پاؤں ایک بہت اونچے مینار پر چسبوں
سے قائم ہو گیا ہے۔

لے خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے اور یہ کلمہ بطور استعارہ کے ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں ایسے ایسے الفاظ سے متاوان

بعض امور جنہوں کے جواب

حقیقۃ الہی

اس الہام الہی کے ساتھ ایسا دل قوی ہو گیا کہ جیسے ایک سخت درونگہ زخم کسی مرد میں سے ایک دم میں اچھا ہو جاتا ہے۔ درحقیقت یہ امر بار بار آزمایا گیا ہے کہ وہی الہام الہی کسی دینے کے لئے ایک ذاتی خاصیت ہے اور جڑا اس خاصیت کی وہ یقین ہے جو وحی الہی پر ہو جاتا ہے۔ افسوس ان لوگوں کے کیسے الہام ہیں کہ باوجود دعویٰ الہام کے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ہمارے الہام ملتی امور ہیں نہ معلوم یہ شیطان ہیں یا رحمان ایسے الہاموں کا ضرر ان کے نفع سے زیادہ ہے مگر میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں کیونکہ اس کے ساتھ الہی چمک اور نور دیکھتا ہوں اور اسکے ساتھ خدا کی قدرتوں کے نمونے پاتا ہوں۔ غرض جب مجھ کو یہ الہام ہوا کہ ایسا اللہ بکافیت عبادہ تو میں نے اسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے منافع نہیں کریگا۔ تب میں نے ایک ہندو کھتری ملاو اعلیٰ نام کو جو ساکن قادیان ہے اور ابھی تک زندہ ہے وہ الہام لکھ کر دیا اور سارا قصہ اسکو سنایا اور اس کو امر تسربھیجا کہ تاجک مولوی محمد شریف کلازوی کی معرفت اسکو کسی گیند میں کھدو اگر اور مہر بنا کر لے آوے اور میں نے اس ہندو کو اس کام کیلئے محض اس غرض سے اختیار کیا کہ تا وہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا گواہ ہو جائے اور تا مولوی محمد شریف بھی گواہ ہو جاوے۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے ذریعے سے وہ انگشتری بصر (بصر الہام) مبلغ پانچ روپیہ طیار ہو کر میرے پاس پہنچ گئی جو اب تک میرے پاس موجود ہے جس کا نشان یہ ہے یہ اس زمانہ میں الہام ہوا تھا جبکہ ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سوا ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور میں ایک گناہ انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویہ گناہی میں پڑا ہوا تھا۔ پھر بعد اسکے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع فرمادیا اور ایسی متواتر فتوحات سے

حصہ اول

۱۴۰

ازالہ اوام

مالا کروہ بجائے خود اپنے تئیں معذور سمجھتے تھے کیونکہ ان کی بائبل کے ظہری الفاظ پر نظر قوی
افسوس کہ ہمارے مسلمان بھائی بھی اسی گرداب میں پڑے ہوئے ہیں اور حضرت مسیح کی نسبت
یہ حوولوں کی طرح ان کے دلوں میں بھی یہی خیال جما ہوا ہے کہ ہم انہیں سچے آسمان کو اترتے
دیکھیں گے اور یہ عجوبہ ہم کچشم خود دیکھیں گے کہ حضرت مسیح نذورنگ کی پوزٹاک پسینے ہوئے
آسمان سے اترتے چلے آتے ہیں اور دائیں بائیں فرشتے ان کے ساتھ ہیں اور تمام بازاری لوگ
اور دیہات کے آدمی ایک بڑے سیلے کی طرح اکٹھے ہو کر دُور سے ان کو دیکھ رہے ہیں اور

فیدہ اختلافاً کثیراً۔ قل لو اتبع الله اھوا عكم لفسدت السموات والارض
ومن فیھن ولیططت حکمتہ وکان الله عزیزاً حکیمًا۔ قل لو کان البھی
ملاذاً لعمیات ربی لفسد البھی قبل ان تسفد کلما ت ربی ولو جئنا مثلاً
مددا۔ قل ان کنتم تحبون الله فانبعونی یحببکم الله وکان الله غفوراً
رحیمًا پھر اس کے بعد الہام کیا گیا کہ ان عمارتوں میرے گھر کو بدل ڈالا۔ میری عبادت گاہ
میں ان کے چولھے ہیں میری پرستش کی جگہ میں ان کے پیلے اور ٹھنڈیاں رکھی ہوئی ہیں اور
جو ہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کتر رہے ہیں رٹھوٹھیاں۔ چھوٹی بیابان ہیں جن کو ہندوستان
میں سکوریاں کہتے ہیں۔ عبادت گاہ سے مورا اس الہام میں زمانہ حال کے اکثر مولوں کے دل میں جدیدیے
بھرے ہوئے ہیں اس بلجے داؤا یا کر جس روز وہ الہام مذکورہ ہا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا
ذکر ہے پتا تھا اس روز کاشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب رحیم میرزا غلام قادر میرے
قریب بیٹھ کر آواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے یہ فقرات کو پڑھا کہ
انا انزلنہ قریباً من القادیان تو میں نے شکر بت جو ب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف
میں لکھا تھا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا تھا ہے تب میں نے نظر ڈال کر جو لکھا معلوم ہوا کہ
فی الحقیقت قرآن شریف کے وہی صفحہ میں شاید قریب نصف کے صفحہ پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود
ہے تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ان واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا
کہ تم میری روں کا نام اغرا کے ساتھ قرآن شریف میں بھی لکھا گیا ہے کہ گھر قرآن اور قادیان لکھنا تھا

۱۴۰

۱۴۰

۱۴۰

پیش بار آدل

As the Muslims of India entertain different beliefs with regard to the coming Mehdi and especially the nature of his appearance among the Muslims, according to some Muslims he will be a reformer and engenderer of new life, like a true lover of peace and tranquility and a person poor in heart, — the Muslims of his party considering his appearance as merely spiritual, while other Muslims, such as Maulvi Mohammad Hussain of Batala, editor of *Isha-at-Uloom* and leader and advocate of Ahl-i-hadis or Wahabis of his class, believe that the "coming Mehdi" will be Ghazi, general slaughterer and upsetter of the empires of the nations other than Muslims, especially the bitter opponent of the British Empire and speak of the terrible consequences resulting from the bloody deeds of this Mehdi, I have written this pamphlet to show which of these two Muslim parties is right in its beliefs with regard to the coming Mehdi.

It will be better that our bonign Government will get this pamphlet translated into English and hence make itself acquainted with these differences concerning "the coming Mehdi".

Haqiqat-ul-Mehdi

حقیقت المہدی

The true nature of Al-mehdi

تاریخ ۱۱ فروری ۱۹۰۸ء بمبئی

حقیقت الہدی

اور اعتراض کا نام و نشان نہ رہے گا۔

خوب یاد رکھنا چاہیے کہ میری پیشگوئیوں میں کئی بھی امر ایسا نہیں ہے جس کی نظیر پہلے انبیاء و علیہم السلام کی پیشگوئیوں میں نہیں ہے۔ یہ جاہل اور بے تمیز لوگ چونکہ دین کے باریک علوم اور معارف سے بے بہرہ ہیں۔ اس لئے قبل اس کے جو عادتہ اللہ سے واقف ہوں نخل کے جوش سے اعتراض کرنے کے لئے دوڑتے ہیں اور ہمیشہ بموجب آیت کریمہ *تدعونکم بکم الددان* میری کسی گردش کے منتظر ہیں اور علیہم *حائزۃ المسوع* کے مضمون سے بے خبر۔ ان میں سے ایک نے علم جعفر کا دعویٰ کر کے میری نسبت لکھا ہے کہ "بندید جعفر ہیں معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص کا ذب ہے۔" مگر یہ نادان نہیں سمجھتے کہ جعفر ہی جھوٹا اور مردود علم ہے جس کے ذہن سے شیعہ یہ باتیں نکال کرتے ہیں کہ ابو بکر اور عمر رضو بائند ظالم اور دائرۃ ایمان سے خارج ہیں۔ پس ایسے جھوٹے طریق کا وہی لوگ اختیار کریں گے جن کے دل سچائی سے مناسبت نہیں رکھتے۔ اگر اس قسم کے حساب سے کوئی ہندو یہ جواب نکالے کہ فقط ہندو مذہب ہی سچا ہے اور باقی تمام فیوں کے مذہب جھوٹے ہیں تو کیا وہ مذہب جھوٹے ہو جائیں گے؟ افسوس یہ لوگ مسلمان کہلا کر کن کینہ خیالات میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ کشف اور خواب بھی ہر ایک کے یکساں نہیں ہوتے۔ وہ کامل کشف جس کو قرآن شریف میں اظہار علی الغیب سے تعبیر کیا گیا ہے جو دائرہ کی طرح پورے علم پر مشتمل ہوتا ہے وہ ہر ایک کو عطا نہیں کیا جاتا صرف برگزیدوں کو دیا جاتا ہے۔ اور ناقصوں کا کشف اور الہام ناقص ہوتا ہے جو بالآخر ان کو بہت شرمندہ کرتا ہے۔ اظہار علی الغیب کی حقیقت یہ ہے کہ جیسے کوئی اونچے مکان پر چڑھ کر ارد گرد کی چیزوں کو دیکھتا ہے۔ تو بلاشبہ آسانی سے ہر ایک چیز اس کو نظر آسکتی ہے لیکن جو شخص نشیب کے مکان سے ایسی چیزوں کو دیکھنا چاہتا ہے تو بہت سی چیزیں دیکھنے سے رہ جاتی ہیں۔ اور برگزیدوں سے خدا کی یہ عادت ہے کہ ان کی نظر کو اونچے مکان تک لے جاتا ہے۔ تب وہ آسانی سے ہر ایک چیز کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور انجام کی خبر دیتے ہیں۔ اور

۹۸۱ فی التوبة

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَرَأَى جِبْرَائِيلَ يُكَلِّمُ الْبَشَرَةَ
فَلَمَّا خَلَّصْتَهُ إِذَا فِيهَا مِنْهُ آيَاتٌ بَاطِنَاتٌ

كَفَيْتَةُ الرُّؤْيَا

س ۳۶ / ۱۳ / هـ

حضرت زبیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح و المنذی ثانی (رحمۃ اللہ علیہ)
کی تقریر فلسفہ خواب پر مبنی آن دوسری تقریر کے جو اپنے سالانہ خطبہ میں فرمائی

سابقہ

غلام نبی (رحمۃ اللہ علیہ) ایڈیٹر انچارج، طائف نیشنل پبلسیشن ہاؤس

نہایت نادر اور

۴۶

آب دیکھنا چاہیے کہ جس کا ہم مالک ہوسے پر جو آب کرتے ہیں، ہماری ہی آنا کافی ہے۔ اگر ٹھیک نہیں ہے، اس موقع پر، ہمیں اپنی اپنی حالت میں اور کھانسی کی آہٹ کی جانی ہے۔ اگر کھانسی اور سعال کے لیے دوا لینی چاہی ہے۔ اس کے لئے جلد کے اوپر کے مدد دہی موم ہوتا ہے۔ اس سے جلد کے دودھ اور دھولوں میں آہٹ سے بچاؤ دیکھ لیا ہے۔ اگر ماہ و دروہوں کے دودھ میں کیا فرق ہے۔ اس لئے وہ کوئی تھمشی آہٹ کوئی تھمشی ایسا نہیں جانتے دیکھتے کہ یہاں نہیں آجاتے۔ فرج کی شکل پر روشنی کرتے ہیں۔ گھر کے آگے اور آگے کو ٹیک کرتے ہیں۔ جو کبھی جڑوں سے جھاڑتے ہیں۔ مگر آئے ضرور ہیں۔ اور وہیں فائدہ بھی بہت پہنچتا ہے۔ ان کا باہر آنا ہی جانتے ہیں۔ کہ انہیں فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ورنہ وہ کیوں آئیں تو یہاں آنا ساری ضروری ہے۔ آہٹ سے بچنے کے لئے اس کے متعلق بڑا ضروری ہے۔ اور ضروری ہے۔ کہ جو باہر یہاں میں آئے۔ گھر کے یہاں کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے متعلق ہیں۔ دیکھتے ہو گا نا جیڑکا۔ تم ڈرو۔ کہ تم میں سے کوئی کاٹنا جائے۔ پھر یہ دورہ دورہ سب تک پہنچاؤ۔ آخر ان کا دروہ ہی سولہ جاکر تاکہ ہے۔ کیا کہ اندھ بننے کی جھانپوں سے یہ دورہ سولہ گیا کہ نہیں۔ اسی طرح ایک دو وقت میں آئیگا۔ خدا ہادی اولادوں اور ان کی اولادوں کی اولادوں سے بھی پرستے اسے پہنچاؤ۔ جبکہ یہ دورہ سولہ جاکر۔ لیکن یہ وقت آئیگا ضرور۔ اس لئے تمہیں جانتا ہے۔ کہ اس دورہ کی پورے اس سے فائدہ ساڑھ سال میں صرف ایک دورہ کھانا آنا کوئی زیادہ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ فراسوس ہے۔ کہ اگر لوگ اس طرف خیال نہیں کرتے۔ پھر پوری اور فائدہ نہیں ہوتا۔ اس وقت اسے سکتا ہے۔ جبکہ کہ طبی علم سے وہی طرح ڈاؤنٹی کی رکھتا ہو۔ اور اس کی حالت کو دیکھنا اور کھرب جاسے کے موم پر آئے والے دانتوں سے ہیں ایسی وقت نہیں ہو سکتی۔ بیسیوں لوگ ہرگز۔ جو نئے چاروں مجلسوں پر ملے ہونگے۔ اور انہوں نے اپنے نام میں بتلائے ہونگے۔ لیکن پھر میں میں نہیں ہونے سکتا۔ کیونکہ میں قدر جو ہمیں کوئی یہ نہیں رہتا۔ اور عظیم ضروری وقت سے وہی نہیں جاسکتی۔ اور وہ قیمت اس وقت ہو سکتی ہے۔ کہ دوست بہادریں اور اس کے ایسے مدد دہاں میں آئیں۔ اور یہ صورت میں معلوم ہو گیا ہے۔ کہ ان کو کسی صورت سے نہ اسے کی ضرورت ہے۔ ان کو کسی طرح کی حاجت۔ جو یہی کہہ سکتے ہیں اس کی تعلیم کا انتظام کیا جائے گا۔ یہ وہ ہے۔ جہاں آتے رہتے ہیں۔ ان کو کسی نہ کسی رنگ میں تعلیم دینی ہے۔ اور انہیں صحت فائدہ ہوتا ہے۔ کوئی یہ نہ کہے۔ کہ ہمارے پاس صحت سے موم کوئی گناہ ہے۔ جو موم ہو۔

آگ کو خشتدار دینے کی خاصیت اسکے اندر قائم رہے گی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ ایک بنائیت
ہی لطیف تکتہ ہے جسے نہ کھنکھارے اور نہ سے مچھلتی اور ہندو مذہب سے تیار ہو گئے اور لاکھوں مسلمان
کہانے والے انسان بھی جیسی کا شکار ہو گئے۔

(۲۰۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولانا شہر علی صاحب نے بیگانگی کا حضرت سید محمد علی
السلام کی زبان مبارک پر بعض فقرے عزت کے ساتھ رہتے تھے مثلاً آپ نے منگھ میں اکثر فرمایا
کرتے تھے دست و کار مل بیاہ۔ خداواری چو غم داری۔ الاحمال بالنہات سنا تھنا حد ملن جہد
آپ نہیں مثل زندگیا تینہ سنا۔ اگر حفظہ را تب نہ کنی زندگی۔ مالا میدارک کلفہ کلا یترک
کلمہ الطریقہ کلمہ الادب ادب تا بیست از لطف آبی۔ بند بر سر وہ ہر جگہ خواہی۔
(۲۰۷) بسم اللہ الرحمن۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب نے یا
تھے تھے کہ ہمارے ہی صاحب کے آریوں کو چاہئے کہ کہ اگر کم حق و غم ہمارے کتا یوں کا مطالعہ کریں

اور فرمائے تھے کہ جو ہمارے کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اسکے ایمان کے متعلق جھوٹ ہے۔

(۲۰۸) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ
حضرت سید محمد علی السلام کے زمانہ میں ایک بچے نے تھوڑے سے ایک چھبلی ماری ہادی ہادی
اسے مذقاً مولوی عبد الکریم صاحب روہی چھوٹی اہلیہ پر پھینک دیا جس پر اسے ڈکے لگنے کی
ترقیوں نکل گئیں اور چونکہ مسجد کعبہ تھا ان کی آواز مسجد میں بھی سنائی دی۔ مولوی عبد الکریم صاحب
بب گھر آئے تو انہوں نے طہارت کے جوش میں پانی بڑی کر بہت کچھ سخت سخت کہا حتیٰ کہ انکی
بھڑکی آواز حضرت سید محمد علی صاحب نے اپنے مکان میں بھی سن لی۔ چنانچہ
اس واقعہ کے متعلق اسی شب حضرت صاحب کو یہ لہام ہوا کہ یہ طریق اچھا نہیں۔ اس سے کہا
ہو جائے مسلمانوں کے لہام عبد الکریم کو لہام لہام یہ ہوا کہ صبح مولوی صاحب رحمہ تو اپنی اس
بات پر ہنسنے مندے تھے۔ اور لوگ انہیں مبارکبادیں دے رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام
مسلمانوں کا لیا رکھا ہے۔

(۲۰۹) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب
حضرت سید محمد علی السلام ایک شہادت کے لئے لندن تشریف لے گئے تو راستہ میں

حصہ اول

ازالہ و ابام

اور علماء وقت اُن کو سبیل کرتے رہے ہیں لیکن اس زمانہ کے اکثر علماء کی یہ عجیب عادت ہے کہ اگر قتلے تعالیٰ کا امام طاریت جس کا بھی سلسلہ منقطع نہیں اپنے وقت پر بعض مجلس مکاشفات نبویہ اور استعلاعات سر بستہ قرآنیہ کی کوئی تفسیر کرے تو نظر انکار یا ستورازا اس کو دیکھتے ہیں حالانکہ مصلحت میں ہمیشہ یہ حدیث پڑھتے ہیں کہ قرآن شریف کیلئے ظہر و بطن دونوں ہیں اور اس کے عبادت قیامت تک ختم نہیں ہو سکتے اور ہمیشہ اپنے منہ سے اقوال کرتے ہیں کہ اکثر اکابر محدثین کثوف و الامات اولیاء کو مدعی مہدی کے قائم مقام سمجھتے رہے ہیں۔ ہم نے جو سلسلہ فتح اسلام اہل حق مہدی میں اس اپنے کشفی و الہامی امر کو شائع کیا ہے کہ مسیح و عیسیٰ سے ملو یہی عاجز ہے میں نے مستجاب ہے کہ بعض ہمارے علماء اس پر بہت افرغتہ ہوئے ہیں اور انہوں نے اس بیان کو ایسی بدعات میں سے سمجھ لیا ہے کہ جو خارج اجماع اور برنات عقیدہ حنفی علیہا کے ہوتی ہیں حالانکہ ایسا کرنے میں ان کی بڑی غلطی ہے۔

اول تو یہ جانتا چاہیے کہ مسیح کے زہل کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری رہنمائی کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے ترکہ میں سے کوئی ترکہ ہو بلکہ مسلمانوں میں سے یہ ایک بے گناہ گوی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ انہیں نہیں تھا اور یہ بد بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کال نہیں ہو گیا۔ اور یہ پیشگوئیوں کے بارہ میں یہ ضروری نہیں کہ وہ ضرورتاً ہی ظاہری صورت میں ایسی ہی اہل بلکہ اکثر پیشگوئیوں میں ایسے ایسے سلسلہ مشہور ہوتے ہیں کہ قبیل از ظہور پیشگوئی خوب بسا اور کوئی نہ ہو وہ وحی نازل ہو گئی نہیں تاکہ چر جائیکہ دوسرے لوگ میں کو تین ہی طور پر سمجھ لیں۔ دیکھو جس حالت میں ہمارے سیدہ علی کہ اس وقت کا استدار کرتے تھے ان کے بیٹے پیشگوئیوں کو سننے کے کسی اور صورت پر کھسا اور وہ لوگ کا کسی اور صورت پر ہوا۔ تو پھر دوسرے لوگ گنہگار کے طور پر ساری امت ہی کہیں نہ ہو کہ ایسا دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہماری کج فہمی غلطی نہیں۔ سلف صالح ہمیشہ اس طریق کو منکر تسلیم ہی

احمدی اور غیر احمدی

بیابان

کیا فرق ہے؟



مفتی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

برموقع جلستہ لائبریری جامعہ احمدیہ ۱۹۰۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
تَحْمِیْدًا وَنَفْسًا عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟ ایک جماعت الگ بنانے کی وجہ

کل میں زندگی تھا۔ کہ ایک شخص نے کہا۔ کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں۔ کہ یہ لوگ وفاتِ مسیح کے قابل ہیں اور وہ لوگ وفاتِ مسیح کے قابل نہیں۔ باقی سب عملی حالت سزا نماز روزہ اور نکاح اور حج وہی ہیں۔ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیاتِ مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے۔ اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی۔ اور ایک بڑا شور مچا لیا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی۔ اور کئی حواص اور اولیا اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔ لیکن اس زمانہ میں بہت سی باتیں مسلمانوں میں ایسی داخل ہو گئی ہیں۔ جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

اور آپ کی پیروی سے نہیں بلکہ براہ راست مقام نبوت حاصل رکھتا ہو گا اور اسکی عملی حالتیں شریعت محمدیہ کے مخالف ہونگی اور قرآن شریف کی صریح مخالفت کر کے لوگوں کو فتنہ میں ڈالے گا اور اسلام کی ہتک عزت کا موجب ہو گا۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہرگز ایسا نہیں کرے گا کہ آپ کے شک و شبہوں میں کسب موعود کے ساتھ نبی کا نام موجود ہے مگر ساتھ اس کے امتنی کا نام بھی تو موجود ہے۔ اور اگر موجود بھی نہ ہوتا تو مفاسد مذکورہ بالا پر نظر کر کے ماننا پڑتا کہ ہرگز ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی مستقل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آئے کیونکہ ایسے شخص کا نام صریح طور پر ختم نبوت کے منافی ہے۔ اور یہ تاویل کہ پھر اس کو امتی بنایا جائیگا اور وہی نو مسلم نبی مسیح موعود کہلایا جائیگا۔ یہ طریق عزت اسلام سے بہت بعید ہے جس حالت میں حدیثوں سے ثابت ہے کہ ایسی امت میں سے یہود پیدا ہونگے تو انہوں نے اس بات سے کہ یہود تو پیدا ہو چکے اس امت میں سے اور تسبیح باہر سے آئے۔ کیا ایک خدا ترس کیلئے یہ ایک مشکل بات ہے؟ کہ جیسا کہ اسکی عقل اس بات پر تسلی پکڑتی ہو کہ اس امت میں بعض لوگ ایسے پیدا ہونگے جن کا نام یہود رکھا جائیگا۔ ایسا ہی ایسی امت میں سے ایک شخص پیدا ہو گا جس کا نام عیسیٰ موعود صریح موجود رکھا جائیگا۔ کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اتارا جائے اور اسکی مستقل نبوت کا جامہ اُتار کر امتی بنایا جائے۔ اگر کہو کہ یہ کارروائی بطور سزا کے ہوگی کیونکہ امتی نے انکو خدا بنایا تھا تو یہ جواب بھی بیہودہ ہے کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ کا کیا قصور ہے۔

۱۳۵۰ھ - یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ کا دوبارہ دنیا میں آنا باہمی عقیدہ ہے یہ سراسر افتراء ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کا جملہ صوفیوں پر پورا تھا کہ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوا لَدُنْهُمْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۗ أَفَبُحْبُوهُمُ كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ۔ جتنا تو معتزلاً اب تک حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں۔ اور بعض اکابر صوفیہ بھی انکی موت کے قائل ہیں اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں کوئی نئے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہاد کی خطا ہے جو اسرائیلیوں میں سے بھی بعض پریشگوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔ منہ

کے پاس صحابہ بیٹھے۔ آخر نتیجہ یہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فی اصحابی۔ گویا صحابہ خدا کا روپ ہو گئے۔ یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ ان کو ملتا اور دُور ہی بیٹھے رہتے۔ یہ بہت ضروری مسئلہ ہے۔ خدا تعالیٰ کا قُربِ بندگانِ خدا کا قُرب ہے اور خدا تعالیٰ کا ارشاد کُنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَؑ اس پر شاہد ہے۔ یہ ایک بڑے صبر کو تقویٰ سے ہیں جو سمجھتے ہیں۔ مأمورین اللہ ایک ہی وقت میں ساری باتیں کہیں یہ بیان نہیں کر سکتا بلکہ وہ اپنے دوستوں کے امراض کی تشخیص کر کے حسب موقع انکی اصلاح بذریعہ وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے اور رفتاً رفتاً وہ ان کے امراض کا ازالہ کرتا رہتا ہے۔ اب جیسے آج میں ساری باتیں بیان نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کہ بعض آدمی ایسے ہوں۔ جو آج ہی تقریر سن کر چلے جاویں اور بعض باتیں ان میں ان کے مذاق اور مرضی کے خلاف ہوں تو وہ محروم گئے۔ لیکن جو متواتر یہاں رہتا ہے۔ وہ ساتھ ساتھ ایک تبدیلی کرتا جاتا ہے اور آخر اپنے مقصد کو پالیتا ہے۔ ہر ایک آدمی چھٹی تبدیلی کا محتاج ہے جس میں تبدیلی نہیں ہے۔ وہ من کان فی حلدین کا اعلیٰ کا مصداق ہے۔ مجھے بہت مسوزو گذار رہتا ہے کہ جماعت میں ایک پاک تبدیلی ہو۔ جو نقشہ اپنی جماعت کی تبدیلی میرے دل میں ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا۔ اور اس حالت کو دیکھ کر میری دُہی حالت ہے۔ لَمَّا لَمَّ بِالرَّجُلِ لَفْسَلَتْ اَلْاَبْيَاسُ لَمَّا لَمَّ بِالرَّجُلِ لَمَّا لَمَّ بِالرَّجُلِ

صرف وفات مسیح مقصد نہیں

میں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رُٹ لئے جاویں اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیہ نفس کا علم حاصل کر دو کہ ضرورت اسی کی ہے۔ ہمارا یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح کی وفات حیدت پر چھگڑے اور مباشرتہ کہتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ اسی پر تبس نہیں ہے یہ تو ایک غلطی تھی۔ جس کی ہم نے اصلاح کر دی۔ لیکن یہاں کام اور ہمارا غرض ابھی اس سے بہت دُور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی

براہین احمدیہ

پہلی قسط

۴۹۹

تمہید ہشتم۔ جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے۔ وہ حقیقت میں اس قبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ اُمت سے اور یہ بدیہی اور

۴۹۹

کرتا: مطلق کر جس کے علم قدیم سے ایک ذرہ محض نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور حزن عاید نہیں ہو سکتا۔ اور جو ہر ایک قسم کے جہل اور کودگی اور ناتوانی اور غم اور حزن اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیوں کر اُس چیز کا عین ہو سکتا ہے کہ جو

بدیہی عین کامل ہے بجز مکر میں۔ پھر بعد اسکے فرمایا۔ اِنَا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ الْاُولٰٓئِیٰہِ وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَّلْنَاهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَّلْنَاهُ وَ رَسُوْلًا وَّ كَانَ اَمْرًا مِّنْ اَمْرِ مَفْعُوْلًا۔ یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اندر نیز اس الہام پر اذعان و حقائق کو قادیان کے قریب اُتارا ہے؛ و ضرورتِ حقہ کے ساتھ اُتارا ہے اور بغیرِ حقہ اُتارا ہے۔

خدا اور اسکے رسول نے غیر ذی خمی کو جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے عبادِ حق پر وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اُس شخص کے ظہور کیلئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرمایا ہے کہ میں اور تمہارے پیغمبروں کے کلامِ مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وہ اشارہ صحتِ سوم کے الہامات میں بھی ہو چکا ہے اور فرقانی اشارہ اس آیت میں ہے سَخُوْا الَّذِیْنَ اَدْمَسُوْا وَاَنْهَدُوْا عٰیْدِیْنَ بِالْحَقِّ

لِظُلْمِہُمْ عَلٰی الَّذِیْنَ کَلَّمُوْہُمْ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاسی ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلطی کا ظہور اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلطی مسیح کے ذریعہ سے

۴۹۹

ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دینِ اسلام جمع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی عزت اور انکسار اور توکل اور امتیاز اور آیات اور انوار کے رُوسے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔ اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابه واقع ہوئی ہے گو یا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بعد کی اتحاد ہے کہ فطرہ شغفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر

۱۰ الصفحہ

پہلے فصل

۶-۱

براہین احمدیہ

نے منع کیا ہے اور اسی کتاب کا پابند رہتا ہے جو اُس کے شارع نے دی ہے تو

برخلاف قسم دوم کے کہ اُس میں انفلک جائز ہے اور جب تک ولایت کسی ولی کی قسم سوم تک نہیں پہنچی عارضی ہے اور خطراتِ امن میں نہیں۔ وجہ یہ کہ جب تک انسان کی سرشت میں خدا کی محبت اور اُس کے غیر کی عداوت داخل نہیں رہتی کچھ رنگ ریشہ ظلم کا نہیں باقی ہو کہ وہ اُس کی ربوبیت کو

۵۰۵

خَلَقَ وَدَمًا فَانكسَهُ - پیدا کیا آدم کو پس اکرام کیا اُس کا۔ جَعَرِي اللهُ فِي خَلْقِ الْاِنْسَانِ
جری اللہ نبیوں کے خلوں میں۔ اس فقرہ الہامی کے یہ معنی ہیں کہ منصبِ ارشاد و
ہدایت اور موردِ وحی الہی ہونے کا دراصل عقدِ انبیاء ہے اور ان کے غیر کو بطور مستعار
مقام ہے اور یہ عقدِ انبیاء امت محمدیہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیل ناقصین عطا ہوتا ہے
اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عَلَمَاءُ اُمَّتِي
كَانِيْدِيَا بَنِي اِسْرَائِيْل - پس یہ لوگ اگرچہ نبی نہیں پر نبیوں کا کام اُن کو پُر
کیا جاتا ہے۔ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا - اور تھے تم ایک

۵۰۶

گڑھے کے کنارہ پر سو اُس سے تم کو خلاصی بخشی یعنی خلاصی کا سامان عطا فرمایا
عَسَىٰ رَبُّكُمْ اَنْ يُّرَحِمَكُمْ عَلَيْهِمْ ذٰلِكَ عَذَابُكُمْ اَنْ تَجْعَلُوْا جَهَنَّمَ
لِلْكَافِرِيْنَ حَصِيْرًا خدا نے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو آپ
رحم کرے۔ اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی
طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کیلئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اہل
مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریقِ رفیق اور
نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیاتِ قینہ
سے کھل گیا ہے۔ اُس سے سرکش رہیں گے۔ تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب

خدا نے تعالیٰ محمد میں کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لایا تھا اور
حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں باور

پہلی فصل

۶۰۲

برائین احمدیہ

وہ اس صورت میں بالکل اپنے نفس سے محو ہو کر اپنے شارع کی ذمہ داری

۵۰۵

جیسا کہ چاہیے تھا اور انہیں کیا۔ اور لقاۃ تام حاصل کرنے سے ہنوز ڈاڑھے۔ لیکن جب اس کی سرشت میں محبت الہی اور موافقت باللہ بخوبی داخل ہوئی۔ یہاں تک کہ خدا اس کے کان ہو گیا جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو گئیں

سڑکوں کو خوں و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ

سے گا۔ اور جلال الہی گمراہی کے خم کو اپنی بجلی قہری سے نیست نابود کر دے گا۔ اور

یہ زمانہ اس زمانہ کیلئے بطور اربابص کے واقع ہوا ہے یعنی اس وقت جلالی طور پر خدای تعالیٰ

اتمام محبت کریگا۔ اب بجائے اسکے جمالی طور یعنی فقہاء و احسان اتمام محبت کر رہا ہے۔

تَوَبُّواْ وَاصْبِرُوْاْ اِلَى اللّٰهِ تَوَجَّهُوْاْ عَلٰى اللّٰهِ تَوَكَّلُوْاْ وَاسْتَعِيْنُوْاْ بِالْحَبِيْبِ الرَّحِيْمِ

الصلوة۔ توبہ کرو اور فسق اور فحور اور کفر اور معصیت سے باز آؤ اور اپنے حال کی اصلاح کرو اور

خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس پر توکل کرو اور صبر اور صلوة کے ساتھ اس سے مدد چاہو۔

کیونکہ تکلیفوں سے درمیان دور ہو جاتی ہیں۔ اِنِّىْۤ اَنَا اَحْمَدُ عِی۔ اَنْتَ مَرَادِی

وَمَعِی۔ عَزَّوَجَلَّ كَرَامَتِكَ یَسِدِی۔ خوشخبری ہو تجھے اسے میرے احمد۔

تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے تیری کرامت کو اپنے ہاتھ سے

لگایا ہے۔ قُلْ تَلْمِزُوْا مِیْنٰیۤ اَنْ یَّعْضُوْا مِنْ اَبْصَارِہُمْ وَ یَحْفَظُوْا اَفْوَاجَہُمْ

ذٰلِکَ اَرْکٰی لَہُمْ۔ تو منہیں کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں انہر موموں سے بند رکھیں اور

اپنی ستر گاہوں کو اور کانوں کو نالائق اُمیر سے بچادیں۔ یہی ان کی پاکیزگی کیلئے ضروری

اور لازم ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر ایک مومن کے لئے منہیات سے

پرہیز کرنا اور اپنے اعضاء کو ناجائزہ افعال سے محتفظ رکھنا لازم ہے اور یہی طہارت

اس کی پاکیزگی کا مدار ہے۔

یاد کن فرمانِ قُلِ الْمُوْمِنِیْنَ

چشم گوش و ریدہ بندے حق گزین

۵۰۶

چشمہ معرفت

اپنی علمی اور عملی حالت میں قوت پیدا کرے کیونکہ وہ خدا جس کو کسی نے بھی نہیں دیکھا اُس پر یقین لانے کے لئے بہت گواہوں اور زبردست شہادتوں کی حاجت ہے جیسا کہ دو آیتیں قرآن شریف کی اس واقعہ پر گواہ ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:-

وَإِنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ فَلْيُنذِرْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ كَلِمَةَ اللَّهِ تَجِدُوهَا فِي الْقُرْآنِ كَلِمَةً بَاطِنَةً

یعنی کوئی قوم نہیں جس میں ڈرانے والا نبی نہیں بھیجا کرنا ہو۔ اور پھر جب ان قوموں میں ایک مدت دراز گزارنے کے بعد باہمی تعلقات پیدا ہونے شروع ہو گئے اور ایک ملک کا دوسرے ملک کے تدارک اور شناسائی اور آمد و رفت کا کسی قدر دروازہ بھی کھل گیا اور دنیا میں مخلوق پرستی اور ہر ایک کو کائنات بھی انتہا کو پہنچ گیا۔ تب خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا تا بذریعہ اس تعلیم قرآنی کے جو تمام عالم کی طبعی سلیسے مشترک ہے دنیا کی تمام متفرق قوموں کو ایک قوم کی طرح بناوے اور جیسا کہ وہ واحد لا شریک ہے۔ ان میں بھی ایک وحدت پیدا کرے اور نادرہ سب مل کر ایک وجود کی طرح اپنے خدا کو یاد کریں اور اُسکی وحدانیت کی گواہی دیں اور باپہلی وحدت قومی جو ابتدائے آفرینش میں ہوئی اور آخری وحدت اقوامی جس کی بنیاد آخری زمانہ میں ڈالی گئی یعنی جس کا خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے وقت میں ارادہ فرمایا۔ یہ دونوں قسم کی وحدتیں خدا نے واحد لا شریک کے وجود اور اُسکی وحدانیت پر دوہری شہادت ہو کیونکہ وہ واحد ہے اسلئے اپنے تمام نظام جسمانی اور روحانی میں وحدت کو دست رکھتا ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک متحدہ اور آپ خاتم الانبیاء کو ہیں اسلئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ و رسالت کرتی تھی یعنی مشبہ گذرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا۔ کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا۔ وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک

لے خاطر: ۲۵ لہ النساء: ۲۲

قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں زالدی
جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اسی اُمت میں سے ایک نائب مقرر کیا

جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہو اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے

پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اُس کے آخر میں مسیح موعود سے
اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ میدان ہو لے کیونکہ وحدت انہمی کی

خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے
اور وہ یہ ہے **هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظَاهِرَهُ عَلَىٰ الدِّينِ كُلِّهِ**

یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک
دین کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پست گئی میں
کچھ خلقت ہو اس لئے اس آیت کی نسبت اُن سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گذر

چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا کیونکہ اس عالمگیر غلبہ کیلئے
تین امر کا پایا جانا ضروری ہے جو کسی پہلے زمانہ میں وہ پائے نہیں گئے۔

۱) اول یہ کہ پورے اور کامل طور پر مختلف قوموں کے میل ملاقات کیلئے آسانی اور سہولت
کی راہیں کھل جائیں اور سفر کی ناقابل برداشت مشقتیں دور ہو جائیں اور سفر بہت جلدی طے

ہو سکے گویا سفر سفر ہی نہ رہے اور سفر کو جلد طے کرنے کے لئے فوق العادت اسباب میسر
آجائیں کیونکہ جب تک مختلف ممالک کے باشندوں کیلئے ایسے اسباب اور سامان حاصل

نہ ہوں کہ وہ فوق العادت کے طور پر ایک دوسرے سے مل سکیں اور آسانی ایک دوسرے کی
ایسے طور سے ملاقات کر سکیں کہ گویا وہ ایک ہی شہر کے باشندے ہیں تب تک ایک قوم
کے لئے یہ موقعہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ وہ یہ دعویٰ کریں کہ اُن کا دین تمام دنیا کے دینوں پر

المجلد ۱



ومعه حاشیة علیہ للامام ابی الحسن السندی

طبعہ قدیمی کتب خانہ بالاتفاق مع نور محمد اصحیح المطابع کارخانہ تجارت کتب

سلسلہ سیرۃ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مکتوبات احمدیہ

جلد ششم (حصہ اول)

(جس میں کفریہ و کذبین علماء کے نام کے خطوط ہیں)

— حُرَّتْبَه —

مخاکستہ: عرفانی الیکٹریس و ایڈیٹر احکم رفیع

مطبوعہ اشوک پریس سترپ بازار حیدرآباد دکن
قیمت فی جلد سہ معقول روپے چھاسکے ہند

اپنی صداقت کا ایک معیار دنیا کے سامنے پیش کیا کہ میں صلی
 پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا
 دوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور
 شان و نیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ شاں بھی
 ظاہریوں اور یہ طلت غالی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں
 پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے وہ میرے انجام کو
 کیوں نہیں دیکھتی۔ آج دنیا دیکھتی ہے اور جانتی ہے کہ اپنے
 جو دعویٰ کیا تھا وہ کس قوت اور فصاحت سے پورا ہوا ہے۔
 سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان سے نکل کر پنجاب اور پنجاب
 سے نکل کر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیلا اور اب
 ہندوستان سے نکل کر روئے زمین میں پھیل گیا اور دنیا
 کی ہر قوم اور ہر ملک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام
 بند ہو رہا ہے اور عیسائیت کی شکست کو خود عیسائی قوم نے
 اپنے عمل اور اپنے قلم سے تسلیم کر لیا ہے۔ جس مقصد کیلئے
 خدا تعالیٰ نے آپ کو سچوٹ فرمایا تھا وہ پوری قوت اور
 شان سے پورا ہوا اور ہر نیا دن اس کی ترقی کی شکل
 لیکر آتا ہے وہ جو مخالفت کے لئے کھڑے ہوئے تھے وہ
 اور ان کے اسباب ختم ہو گئے اور کوئی ان کا نام لیوا موجود

در واژہ بند ہو جائے کیونکہ ایسے وقت میں جبکہ شرارت انتہاء کو پہنچے ہو اور قطعی فیصلہ کا وقت آجاتا ہے تو مخالفوں کے حق میں انبیاء علیہم السلام کی بھی دعا قبول نہیں ہوتی۔ دیکھو حضرت لوح علیہ السلام نے طوفان کے وقت اپنے بیٹے کنعان کیلئے جو کافروں اور منکروں کو تھا دعا کی اور قبول نہ ہوئی۔ (درمحو سید، ہجود کو ع ۲) اور ایسا ہی جب فرعون ڈوبنے لگا تو خدا پر ایمان لایا مگر قبول نہ ہوا۔

ہاں اس خاص وقت سے پہلے اگر رجوع کیا جائے تو البتہ قبول ہوتا ہے۔ ولنذیقنہم من العذاب الاذی دون العذاب الاکبر لعلہم یرجعون یعنی جب خفیف کو آثار عذاب کیلئے ظاہر ہوں تو اس وقت کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ اسکے میں بار بار کہتا ہوں کہ ابھی اس عذاب الہی کا دنیا میں صرف آغاز ہی ظاہر ہوا ہے اور اس کا انتہاء اور غایت نہایت ہی سخت ہے لہذا لوگوں کو چاہیے کہ اس خاص جگہ کے وقت سے پہلے خدا کی طرف رجوع کر لیں اور خدا اور رسول اور امام وقت کی اطاعت کریں اور توبہ ترک محصیت دعا و استغفار کے ساتھ اس کا دفعیہ چاہیں اور اپنے اندر ایک نیک پاک نیت

پیدا کریں تا اس ہولناک عذاب سے محفوظ رہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ پختہ وعدہ ہے کہ وہ ایسے وقت میں ہمیشہ مومنوں کو نجات دیا کرتا ہے جیسا کہ فرمایا کہ ذلک حقا علینا انجیم المؤمنین۔

اب ہم اس مضمون کو اس دعا پر مشتمل کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم کو اور کل مومنوں کو اس بلا سے بچاؤ اور وہ راہ راست کی طرف رہنمائی کرے اور باہم صلح و صلاحیت حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

اب میں اپنی جماعت کے روحانی بھائیوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ اس غضب الہی کی آگ اور ہولناک عذاب سے بچنے کیلئے ہمارے پاس دو سامان ہیں۔ ایک ایمان اور دوسرا توفیق۔ ایمان تو یہ ہے کہ ہم اپنے کامل یقین کو جان لیں کہ ہمارے پاس اس عذاب الہی سے بچنے کیلئے اپنے ہادی و مولا حضرت

سین کا ذکر حدیث شریفہ اور روایا صحیحہ میں ہوا ایک مصطلق نہ ہوں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ بات ضرور ہے کہ (۱۶) ابھی تک میں اپنے اندر مالی یا علمی ایسی استعداد نہیں دیکھتا جس سے میں اپنے تئیں معقول پوری میں حضرت موصوف کا حاضر قرار دے سکوں۔ کیونکہ یہ عاجزان دونوں توفیق میں ابھی تک بے سزا سامان توفیق اور تہیہ رہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے ان وعدوں اور تسکینوں پر جو مجھے دی گئی ہیں ایمان رکھتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ بلکہ میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ جب تک وہ خدمت جبرائیل کے حصہ میں

لے السعیرۃ: ۲۲۔ لہ لونسو: ۱۰۴

امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کامل ایمان لانے اور نکلے مخلصانہ اتباع کے بغیر کوئی صورت نہیں۔
 اگر ہم ہمیں کے گوشہ حضور ہی کی مخلصانہ اتباع کے سبب اور اگر مرینگے تو انکی ہی محض الفت کے باعث گویا کہ
 بہاری زندگی اور موت حضور کی اطاعت اور مخالفت پر موقوف ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ ہم اس باسے
 ہر وقت ڈرتے اور اپنی تمام حرکات و سکنات کو ٹٹولتے رہیں کہ کسی امر میں ہم اپنے مادی و مولا کی ہدایت
 اور انکی امن بخش اطاعت سے باہر نہ رہ جائیں تاکہ ایسا تک عذاب الہی کا شکار نہ بنیں کیونکہ اس عذاب سے
 بچنے کیلئے امن پناہ سوائے اطاعت احمدیہ کے نہیں جو اسکے اندر رہے گا یقیناً نجات
 جائیگا کیونکہ ہمارا اس بات پر کامل ایمان ہے کہ یہ عذاب جو آج دنیا کو ہلاک کر کے عدم کی راہ دکھا رہا ہے
 صرف حضرت امام الزمان علیہ السلام کی مخالفت کے سبب ہے اس لئے یہ بات سنت اللہ کے برخلاف ہے
 کہ یہ عذاب حضرت اقدس کے مخلص متبعین پر بھی کسی طرح کا اثر ڈالے جیسا کہ قرآن کریم کی صمدانہ نظر
 سے یہ بات ثابت شدہ صداقت ہے کہ گذشتہ زمانوں میں حضرت انبیاء علیہم السلام کے مخلص ایماندار
 عذاب الہی کے وقت نجات پاتے رہے ہیں اور یہ بات صرف پہلے ہی نہ تھی بلکہ اب بھی جیسا کہ
 فرمایا: **وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرَ الْمُؤْمِنِينَ** مگر مومن مخلص بننا شرط ہے کیونکہ اگر مومن نہ ہوگا تو وہ
 حضرت لوط کی بیوی اور حضرت نوح کے بیٹے کی طرح صرف جسمانی قربت یا تعلق کی وجہ سے بچ نہیں سکتا
 اس لئے ہر ایک مومن احمدی بھائی کو لازم ہے کہ حضرت امام الزمان کی چھوٹی اور بڑی مخالفت ڈرتا
 ہو اور کانپتا ہو اور ہر وقت استغفار اور دعا میں مشغول رہے تاکہ جو باریک باریک امر میں نہ اپنی
 کے سبب ہم سے اکثر اوقات مخالفت ہو جاتی ہو اس کا تقارہ ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ اسکے انتقام
 کیلئے اپنے مولا خذہ سے محفوظ رکھے۔ اور جہاں تک ہمارے معلومات ہیں ہر ایک امر میں اپنے ہادی

مقرر ہو رہی نہ ہو اس نیا سوا شایانہ جاؤنگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل نہیں جلتے اور اس کا ارادہ
 رنگ نہیں کھتا اس لئے میں دوسرے کہتا ہوں کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلالی
 نزول کا رسول ہوں اور وہ یہ ہے کہ اب تک حضرت مسیح موعود کا جلالی نزول نہ تھا۔ اور اب سے
 جلالی شروع ہو گا یعنی پہلے لوگوں کو جلالی پر لے کر بھیجا جائے گا۔ مگر اب خدا تعالیٰ اپنے جلالی اور
 قہری حیرت کے ساتھ متنبہ کریگا اور اسی امر کی تصدیق کیلئے میں مامور ہوں۔ صفحہ ۱۳۲

ڈ (یہ بات اسکی بالکل سچ ثابت ہوگئی) سہ السورم : ۲۸

(۷)

(۱)



طاعون کا علاج

آسمانی نشان
فی تائید مسیح التران

ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا اما بانفسهم

مگر پنجاب و ہندوستان کے لوگوں پر یا مگر محض نہیں کہ ان چند سال کے اندر آفت طاعون نے اس ملک میں کیا کچھ انقلاب کر دکھایا ہے جس شہر یا گاؤں یا گھر میں قدم رکھتی ہے وہ صفائی کے بغیر نہیں چھوڑتی۔ اس کے ہیبت ناک سٹوں کے نظارہ سے دل کانپتے اور بدنوں پر لرزہ آتا ہے۔ یہ آسمانی کیمیا کی طرح دنیا کو کھاتی جاتی ہے۔ لوگ اپنے گھروں اور شہروں کو چھوڑ کر بھاگتے جاتے ہیں۔ عزیزوں اور اقارب میں تفرقہ ہو

تنبیہ۔ واقعہ جو کہ اشتہارِ جہان میں کا محض اس غرض سے کتاب حقیقۃ الوحی کے ساتھ شامل کیا جاتا ہے کہ تاہر ایک منصف مزاج معلوم کرے کہ یہ شخص جو اپنے اعلان کی سزا یا چکا ہو پہلے میری تصدیق کرنا تھا اور پھر جس آباد کی کوشش ہے جس پر وہیں سے اتفاق رکھے مرتد ہو گیا اور مجھ و تحمل وغیرہ ناموں سے بچا اور میرے مخالف کتاب منادۃً اسیع اندر مجاز محمدی بھی۔ اب ہر ایک منصف مزاج خود انصاف کی نظر سے دیکھ سکتا ہے کہ یہ نبی پر اہمیت جتنی میری تائید میں یہاں شہاد رکھا تھا اور جس حد تک یہ مصدقین میں وہ خدا نے طاعون وغیرہ کو اسکو محفوظ رکھا ہے۔ یہ سب اسلئے جائزہ دینا تھا کہ یہ نبی پر کفر نہ ہو بلکہ یہ نبی پر کفر نہ ہو بلکہ یہ نبی پر کفر نہ ہو بلکہ یہ نبی پر کفر نہ ہو۔ اپنے مبارک کی رو سے ہلاک ہوا۔ فالحمد لله علی ذلک۔

حاشیہ نمبر ۱۔ جس اشک اس بات کو بھی ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ میرا یہ اعلان صرف کلمہ نبوی پر ہے نہیں بلکہ اس کے

۴۱۸

رہا ہے۔ دنیا کے دم میں دم نہیں رہا۔ مخلوق اپنی بچاؤ کی مختلف تدبیروں میں شغول سے مگر افسوس کہ اس کی اصل حقیقت سے محض نادانقت ہیں۔

میرے دل میں بہرہ دہی بنی نوع کا ایک جوش ہو گیا کہ خدا تعالیٰ نے اس کو حقیقی قطعی اور یقینی علاج اس عاجز و بظاہر فرمایا جو اس کے میرا دل و ایمان و بہرہ دہی بنی نوع انسان مجھے مجبور کر رہی ہے کہ میں اس اصل علاج کو جو اس آفرینے و فیضیہ کیلئے کافی و نشانی ہوا جس کے اندر دنیا کے بچاؤ کے اسباب موجود ہیں پسک پر ظاہر کروں تاکہ جسکی قسمت میں اس سعادت سے حصہ لینا مقصود ہے نجات پائیں۔

پس واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ قریباً صد ایک سال سے اس علاج پر کوشش و تگ میں ظاہر فرما رہا ہے کہ زمانہ روحانی قیامت یعنی صلح و صلحیت کا زمانہ کا مقدمہ اور آغاز ہو جس کو اہل اسلام کے محاورہ میں فتح اسلام اور مسیحیوں کے نزدیک مسیح کے جلالی نزول اور اسکی بادشاہت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور وہ ایسا زمانہ ہے جس میں شیطانیت تسلط اور دجالی فتنہ و نیا سوسائٹی جانیلی اور زمین و روز و دشمن کی طرح خدا کے جلال کی معرفت سے سمور ہوگی اور حقیقی خدا پرستی اور راستبازی امن و صلح کاری دنیا میں قائم ہوگی اور قوم قوم سے اور بادشاہ بادشاہ سے لڑائی نہ کرے گی۔ مذہبی مخالفتیں تمام دنیا سوسائٹی جانیلی اور اہل دنیا ایک ہی طریقہ دین میں ہو کر صلح و صلحیت کا کامل نمونہ ظاہر کریں گی اور قومیں جسامتیں اور روحانی نعمتوں کو مال مال ہو کر نہایت امن و یقین کی حالت میں اپنی زندگی بسر کریں گی اور تمام جنگ جہاد فتن و فساد۔ بغض و عداوت کفر و محصیت رنج و مصائب دنیا سوسائٹی جانیلی۔ یہاں تک کہ شیر اور بیل بیٹھ اور بھیڑ یا اب

کی طرف سے ہے کیونکہ اس نے مجھے امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپ کے امتیاز کی طرف سے ہے کیونکہ اس نے مجھے ایٹھ مامور فرمایا ہے جیساکہ سورہ بروج آیت والیوم الموعود و نسا علیہ و مشہود کے مفہوم سے ثابت ہے کیونکہ یوم الموعود بھی وہ زمانہ ہے اور مشہود سے مراد حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور شاہد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے جناب موعود کی صداقت پر گواہی دینگے ایٹھ میں اپنے سچے دل سے خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کہ گواہی دیا ہوں کہ بلا شک شبہ حضرت آدم سے ابھرا صاحب خدا تعالیٰ کی طرف سے اس زمانہ کیلئے بیعت یا امرت منسوب امامت پر مشرت ہیں اور جناب کی خلافت خدا کی خوشنودی کا سبب اور مخالفت اس کے قرعہ خرابا ہو جب ہے۔ اپنا دنیا کے زیادہ

و باوجود وہی قدر علم کے پھر بھی مخالفت نہیں کرتا

x (نقل مطابق اصل)

ایام الصبح

مگر یاد رہے کہ کسی فرقہ متقدمین یا سابقین نے یہ نہیں مکھا کہ مسیح کو بڑی جہان میں خدا تعالیٰ نے
 چھپایا ہے۔ ہاں مسلمان صحیفوں کے ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ مسیح کا آسمان فرشتوں کے
 کا حصول پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہونا باطل ہے کیونکہ یہ صورت ایمان بالغیب کے مخالف
 ہے۔ اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے۔ کہ جب فرشتے زمین پر اترنے نظر اٹھنے
 تو اس وقت دنیا کا خاتمہ ہوگا۔ لہذا اس وقت کا ایمان منکور نہ ہوگا۔ اور فرماتا ہے کہ فرشتوں
 کو زمین پر اترتے دنیا کے لوگ ہرگز دیکھ نہیں سکتے۔ اور جب دیکھیں گے تو اس وقت یہ دنیا
 نہیں ہوگی۔ موجود قرآن شریف کے نصوص ہر جہہ اور آیات قطعیۃ الدلالت سے یہ امر
 ثابت ہو گیا کہ فرشتوں کا نزول اس وقت ہوگا کہ جبکہ ایمان لانا بے فائدہ ہوگا۔ جیسا کہ
 جان کنڈن کے وقت جب فرشتے نظر آتے ہیں تو وہ وقت ایمان لانے کا وقت نہیں
 ہوتا۔ تو اس صورت میں یا تو یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ مسیح کے نزول کے بعد ایمان نفع
 نہیں دینگا۔ مگر یہ عقیدہ تو صریح باطل ہے۔ کیونکہ اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول
 کے وقت اسلام دنیا پر کثرت سے پھیل جائے گا۔ اور مل باطلہ پاک ہو جائیں گی اور استبدادی
 ترقی کرے گی۔ پس جبکہ یہ عقیدہ رکھنا درست نہ ہوا تو بالضرورت برعایت نصوص صریحہ
 قرآن شریف کے اس دوسرے پہلو کو ماننا پڑا کہ فرشتوں کا اور ان کے ساتھ مسیح کا نازل
 ہونا ظاہر طور پر معمول نہیں ہے بلکہ بوجہ قرینہ بقیہ نفع صریح قرآن کے اس نزول کے تاہی طور
 پر مئے ہونے کیونکہ جسمانی طور پر حضرت عیسیٰ کا آسمان سے فرشتوں کے ساتھ نازل ہونا
 نفع صریح قرآن سے مخالف اور محارض پڑا ہے۔ یہی شکل تھی جو اکابر اسلام کو پیش آئی اور
 اسی شکل کی وجہ سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے کھلے کھلے طور پر بیان کر دیا کہ حضرت عیسیٰ
 فوت ہو گئے ہیں اور اسی وجہ سے امام ابن حزم بھی ان کی فوت کے قائل ہوئے۔ اور اسی
 وجہ سے تمام اکابر علماء معتزلہ کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ دنات باطلے۔ غرض
 آسمان سے نزل ہونے کا بطلان نہ صرف آیت قل صبحان ربی سے ثابت ہوتا ہے۔

۱۳۷

میں عذاب دینا چاہوں وہ عذاب میں گرفتار ہوا اور میں کوئیں چھوڑنا چاہوں وہ عذاب سے محفوظ ہے۔“

(بدجلد ۲ نمبر ۱۳، مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۰، مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء ”آخِرَةُ اللَّهِ إِلَى ذَاتِ مُسْتَمْتَلٍ“

فرمایا۔ چھوٹے زمانے تو آتے ہی رہتے ہیں لیکن سخت زلزلہ جو آنے والا ہے اس کے وقت میں تاثیر ڈال گئی ہے مگر میں کہہ سکے کہ تاثیر کتنی ہے۔“

(بدجلد ۲ نمبر ۱۳، مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ بدجلد ۲ نمبر ۱۵، مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲)

الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۰، مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء ”میں پچاس پاساٹھ آور نشان دکھلاؤں گا۔“

(بدجلد ۲ نمبر ۱۳، مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲، مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۱۹۰۶ء مارچ

”چند روز ہوئے یہ الہام ہوا تھا۔“

إِنَّمَا نُنَبِّئُكَ بِمَا لَفَافِحَةً لَّا تُنْفَكُ.

ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ مخلوق کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ ناسلم پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔“

(بدجلد ۲ نمبر ۱۳، مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲، مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۱۹۰۶ء مارچ

”خدا تعالیٰ نے میرے سر پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مؤمنانہ ہے۔“

(مکتوب بنام ڈاکٹر عبدالحکیم قرظہ مند ربر رسالہ ”الذکر والحکیم“ نمبر ۲۳، قرظہ ڈاکٹر عبدالحکیم قرظہ، انجمن علماء

نمبر ۸۵، مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۲۵ء صفحہ ۸)

۱۔ ترجمہ از مرتب، اللہ تعالیٰ نے اس میں تاثیر ڈال دی ہے وقت مقررہ تک۔

۲۔ الحکم میں یہ الفاظ ہیں ”میں پچاس پاساٹھ نشان آور دکھلاؤں گا۔“

۳۔ ترجمہ ”الہام“، ہم ایک لشکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا سرا پرہا ہوگا۔“ حقیقتہً الہامی صفحہ ۹۰۔

(روحانی خزائن جلد ۲۲، صفحہ ۹۹)

کی عبادت کے طور پر پیش آویں۔ ہر ایک قسم کی شرارت اور ضلالت کو چھوڑ دیں۔ پس اگر ان سات سال

سورہ پڑھے گیا کہ میں جانتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سورہ پڑھنا شاید اُس غریب نے کئی برسوں میں میں کیا ہوگا۔ مگر فطری خوشی نے خدا کی رضا کا جشن دلایا۔

بقیہ
حاشیہ

پس یہ خدا کی رحمت اور خدا کا نفع ہے جو اُس نے ہمیں اُن تکلیف سے بچایا۔ جن میں ہمارے معاملات گرفتار ہیں۔ میں اُس واحد و شریک کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اگرچہ سہاڑے پہنچے بھی وہ ہمیشہ میرا منتفض رہا۔ مگر سہاڑے کے بعد کچھ ایسے برکات روحانی اور جسمانی نازل ہوئے کہ پہلی زندگی میں نہیں ان کی نظیر نہیں دیکھتا۔

آنھوں نے اور جو سہاڑے کے بعد میری عزت زیادہ کرنے کے لئے ظہور میں آیا، کتاب سنت یحییٰ کی تالیف ہے، اس کتاب کی تالیف کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے وہ سامان عطا کئے جو تین سو برس سے کسی کے خیال میں بھی نہیں آسکتے تھے۔ میری یہ کتاب سولہ لاکھ صحابہ کے لئے ایسی ایک لطیف و دعوت ہے جس سے میں امید کرتا ہوں۔ کہ اُن کے دلوں پر بہت اثر پڑے گا۔ میں اس کتاب میں پاوانا تک صاحب کی نسبت ثابت کر چکا ہوں کہ ہر واحد صاحب درحقیقت مسلمان تھے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ! آپ کا دور تھا۔ آپ بڑے صالح آدمی تھے۔ آپ نے دو مرتبہ حج بھی کیا۔ اور اولیاد اسلام کی قرب پر اعتقاد بھی کرتے رہے۔ جہنم ساکھوں میں آپ کے دھابا میں اسلام اور توحید اور نماز روزہ کی تاکید پائی جاتی ہے۔ آپ نازکے بہت پابند تھے۔ اور جنس نفیس خود بائگ بھی دیا کرتے تھے فخری شادی آپ کی ایک نیکی مسلمان کی لڑکی سے ہوئی تھی جس سے سمجھا جاتا ہے کہ آپ نے چل مسلمانوں کے ساتھ تعلق رشتہ بھی پیدا کر لیا۔ اور اسی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ آپ کی بھاری یادگار وہ چولہ ہے جس پر محمد شریف اور قرآن شریف کی بہت سی آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ آپ نے یادگار کے طور پر گنتہ کو نہیں چھوڑا۔ اور نہ اس کے جیح کرنے کے لئے کوئی وصیت کی۔ جنس اولہ کو چھوڑا جس پر قرآن شریف لکھا ہوا تھا۔ اور جس پر جسی نظم سے یہ لکھا ہوا تھا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ مَنَّ عَلَیْہِمْ اِنَّہُمْ لَیْسُوْا بِمُؤْمِنِیْنَ مگر اسلام۔ پس یہ کتاب جو بعد سہاڑے میں آئی۔ یہ وہ عہدہ ربانی ہے جو مجھ کو پہلی عطا کیا گیا۔ اور خدا نے اس تفسیل کا ثواب مجھ کو پہلی عطا فرمایا۔

نوال اور جو سہاڑے کے بعد میری عزت کے زیادہ ہونے کا موجب بھلا ہے کہ اس

میں جو صحت پائے ان سے کہہ کر اجرت کے لئے پتہ تمام خیالات اور بیانیہ یا نظریہ کے پیش میں اور ہر یک خدمت میں حاضر ہیں اگر اپنی

میں میری طوط خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ کتب

عصر میں آٹھ ہزار کے قریب لوگوں نے سیرے ہاتھ میں بیعت کی اور بعض قادیان پہنچ کر اور بعض نے ہندوستان خط توہبہ کا اقرار کیا۔ پس میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس تقدیر ہی آدم کی توبہ کا ذریعہ ہو گا کہ وہ لوگ جو یہ اس قبولیت کا نشان ہے جو خدا کی رضا مندی کے بعد حاصل ہوتی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میری وصیت کر کے ان لوگوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پڑ رہی ہے۔ اور ایسا سہا بلکہ کجاہد گیا ہے کہ جماعت میں ایک اور عالم پیدا ہو گیا ہے۔ میں اکثر دیکھتا ہوں کہ مسجد میں روتے اور تہجد میں تعزیر کرتے ہیں۔ ناپاک مال کے لوگ ان کو کفر کہتے ہیں۔ اور وہ اسلام کا جگر اور دل ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے فوج و دست جیسا کہ خواجہ کمال الدین بی۔ اسے بڑی سرگرمی سے دن کی شامت میں کوشش کر رہے ہیں۔ ان کے چہرہ پر نیک نیتی کے نشان پاتا ہوں۔ وہ دن کے لئے سہاوش اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ نمازوں میں خشوع ظاہر کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے فوج و دست میں دیکھتا ہوں میرا اوتوب بیگ جوان صلح ہیں۔ بارہا میں نے ان کو نماز میں روتے دیکھا ہے۔

توبہ

غرض یہ سب اس راہ میں خدا پر ہے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے عقبہ غرض میرا فخر اور شامت اس راہ میں وہ صدق کہتے ہیں کہ جس کے بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں۔ اور ہمارے غرض دوست منشی زین الدین محمد ابراہیم صاحب انگریزی بیتی وہ ایمانی ہوش رکھتے ہیں کہ میں گمان نہیں کر سکتا کہ تم ہم بیتی میں ان کا کوئی تکبر بھی ہے۔ ہمارے غرض اور محبت و انصاف میں محمولوی محمد اورین صاحب ذکر کرنا اس پر مجبور ہی نہیں کیونکہ وہ تمام دنیا کو ہمالہ کے سیرے پاس ان نقرہ کے رنگ میں لٹیتے ہیں جیسا کہ انص صاحب برہنہ نے غرض ہم نے طریقی اختیار کر لیا تھا۔

اب ہمارے مخالفین کو سوچنا چاہیے کہ اس بارغ کی ترقی اور سرسبز ہی جہاد کے سہا بل کے بعد کس قدر ہوئی ہے۔ یہ خدا کی قدرت لے لیا ہے جس کی نگہ میں ہوں وہ دیکھے۔ ہماری اہم قسم کی غرض جماعت۔ ہماری لاہور کی غرض جماعت۔ ہماری سیالکوٹ کی غرض جماعت۔ ہماری کپور تھلہ کی غرض جماعت۔ ہماری ہندوستان کے شہروں کی غرض جماعتیں وہ نور انصاف اور محبت اپنے اندر رکھتی ہیں کہ اگر ایک بافرست آدمی ایک لمحہ میں ان کے منہ دیکھے تو یقیناً سمجھ لیا کہ یہ خدا کا ایک معجزہ ہے جو ایسا انصاف ان کے دل میں بھر دیتے ان کے چہرہ پر ان کی محبت کے نور چمک رہے ہیں وہ ایک پہلی جماعت جس کی خدا صدق کا نور دکھانے کیلئے تیار کرنا تھا

دو سوال اس عہد الحق کے سہا بل کے بعد میری عزت کا موجب ہوا جسے خدا سہا بل کا

اتھ سے اویان باطلہ کا مرجع ضروری ہے یہ ہوت چھوٹے نزل پر جسے ذریعہ سے ظہور میں نہ آدے

بقیہ حاشیہ

ہے اس جس کے پٹے میں لچھڑا ہو گئے کی ضرورت نہیں جس رنگ اور نوازت کی قبولیت میرے مضمون کے
پٹے میں پیدا ہوئی اور جس طرح اولی و شمس سے اگلی نے لچھ اور میرے مضمون کو عظمت کی نگاہ
سے رکھا کچھ ضرورت نہیں کہ میں اس کی تفصیل کروں بہت سی گواہیاں اس بات پر ہیں
پچھے ہو کہ اس مضمون کا جہد مذاہب پر ایسا فوق العادت اثر ہوا تھا کہ گویا ملک آسمان سے
نور کی برق سے کرنا مشہور گئے تھے ہر ایک سال اس کی طرف مینا کھینچا گیا تھا کہ گویا ایک دست فریب
اس کو کشتار کش عالم دہد کی طرف سے چار سے عیب لوگ بے اختیار اولی و شمس سے آگے یہ
مضمون نہ ہوتا آجھا جہاد محمد حسین و خیرہ کے اسلام کو بھگی اٹھانی پڑتی ہر ایک بچہ جانتا کہ
آج اسلام کی نیت ہوئی مگر سوچ کر کیا یہ فتح ایک دجال کے مضمون سے ہوئی پھر میں کہتا
ہوں کہ کیا ایک کہ فرسہ بیان میں یہ علامت اور یہ برکت اور یہ تاثیر ڈال دی گئی وہ جو میں کہتا
تھے اور ڈالنا مسلمان کو کافر کرتے تھے جیسے گزشتہ سال کی ہٹائی ہوئی گئی وہ جو میں کہتا
ذیل کیا کیا یہ وہی اہم نہیں کہ میں تیری امانت کر لوں کی امانت کروں گا اس جسے مضمون
میں ایسے شخص کو کہیں عزت دی گئی جو مولویوں کی نظر میں ایک کافر مرتد ہے کیا کوئی مولوی
اس کا جواب دے سکتا ہے۔

پھر علامہ اس عزت کے جو مضمون کی طرف کی وجہ سے عطا ہوئی۔ اسی روز وہ
بیشکری بھی پوری ہوئی جو اس مضمون کے اوسے میں پہلے سے شروع کی گئی تھی یعنی یہ کہ
یہی مضمون سب مضمونوں پر غالب آئیے

اور وہ اشتہارات تمام تعلقوں کی طرف جہد سے پہلے روانہ کئے گئے تھے شیخ محمد عثمان بھٹو
اور مولوی محمد اللہ اور شاہدہ خدیو کی طرف روانہ ہو چکے تھے جو اس روز وہ الہام بھی پڑ گیا
اور شہر لاہور میں روم چل گئی کہ نہ صرف مضمون اس شان کا تھا جس سے اسلام کی فتح ہوئی بلکہ
ایک اہلی بیٹھ گئی بھی پوری ہو گئی۔

اس روز ہماری جماعت کے بیاور سپاہی اور اسلام کے محرز کن تھے فیاض
مولوی عبدالکریم صاحب میاں کوئی نے مضمون کے پڑھنے میں وہ بافت خصانت
دکھائی کہ گویا ہر نغمہ میں اُن کو روح القدس مدد سے رہا تھا
سو یہ حق اس قدر تھیں ہم کو سہارے کے بعد میں۔ اب کوئی مولوی نہیں بچھاوے

اس مضمون کے پٹے میں لچھڑا ہو گئے کی ضرورت نہیں جس رنگ اور نوازت کی قبولیت میرے مضمون کے پٹے میں پیدا ہوئی اور جس طرح اولی و شمس سے اگلی نے لچھ اور میرے مضمون کو عظمت کی نگاہ سے رکھا کچھ ضرورت نہیں کہ میں اس کی تفصیل کروں بہت سی گواہیاں اس بات پر ہیں پچھے ہو کہ اس مضمون کا جہد مذاہب پر ایسا فوق العادت اثر ہوا تھا کہ گویا ملک آسمان سے نور کی برق سے کرنا مشہور گئے تھے ہر ایک سال اس کی طرف مینا کھینچا گیا تھا کہ گویا ایک دست فریب اس کو کشتار کش عالم دہد کی طرف سے چار سے عیب لوگ بے اختیار اولی و شمس سے آگے یہ مضمون نہ ہوتا آجھا جہاد محمد حسین و خیرہ کے اسلام کو بھگی اٹھانی پڑتی ہر ایک بچہ جانتا کہ آج اسلام کی نیت ہوئی مگر سوچ کر کیا یہ فتح ایک دجال کے مضمون سے ہوئی پھر میں کہتا ہوں کہ کیا ایک کہ فرسہ بیان میں یہ علامت اور یہ برکت اور یہ تاثیر ڈال دی گئی وہ جو میں کہتا تھے اور ڈالنا مسلمان کو کافر کرتے تھے جیسے گزشتہ سال کی ہٹائی ہوئی گئی وہ جو میں کہتا ذیل کیا کیا یہ وہی اہم نہیں کہ میں تیری امانت کر لوں کی امانت کروں گا اس جسے مضمون میں ایسے شخص کو کہیں عزت دی گئی جو مولویوں کی نظر میں ایک کافر مرتد ہے کیا کوئی مولوی اس کا جواب دے سکتا ہے۔

اس مضمون کے پٹے میں لچھڑا ہو گئے کی ضرورت نہیں جس رنگ اور نوازت کی قبولیت میرے مضمون کے پٹے میں پیدا ہوئی اور جس طرح اولی و شمس سے اگلی نے لچھ اور میرے مضمون کو عظمت کی نگاہ سے رکھا کچھ ضرورت نہیں کہ میں اس کی تفصیل کروں بہت سی گواہیاں اس بات پر ہیں پچھے ہو کہ اس مضمون کا جہد مذاہب پر ایسا فوق العادت اثر ہوا تھا کہ گویا ملک آسمان سے نور کی برق سے کرنا مشہور گئے تھے ہر ایک سال اس کی طرف مینا کھینچا گیا تھا کہ گویا ایک دست فریب اس کو کشتار کش عالم دہد کی طرف سے چار سے عیب لوگ بے اختیار اولی و شمس سے آگے یہ مضمون نہ ہوتا آجھا جہاد محمد حسین و خیرہ کے اسلام کو بھگی اٹھانی پڑتی ہر ایک بچہ جانتا کہ آج اسلام کی نیت ہوئی مگر سوچ کر کیا یہ فتح ایک دجال کے مضمون سے ہوئی پھر میں کہتا ہوں کہ کیا ایک کہ فرسہ بیان میں یہ علامت اور یہ برکت اور یہ تاثیر ڈال دی گئی وہ جو میں کہتا تھے اور ڈالنا مسلمان کو کافر کرتے تھے جیسے گزشتہ سال کی ہٹائی ہوئی گئی وہ جو میں کہتا ذیل کیا کیا یہ وہی اہم نہیں کہ میں تیری امانت کر لوں کی امانت کروں گا اس جسے مضمون میں ایسے شخص کو کہیں عزت دی گئی جو مولویوں کی نظر میں ایک کافر مرتد ہے کیا کوئی مولوی اس کا جواب دے سکتا ہے۔

بیت المقدس

یعنی خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے

کروا لقی نے یہاں کے بعد کو کسی عزت دینا میں پائی۔ کو کسی قبولیت اس کی لوگوں میں پھیلنے کو نہ مانی
توحشات کے وہاں سے اس پر کھلے۔ کون سی علمی فضیلت کی بگلی نہیں کو پینا کی گئی صوفی مشمول کوئی کے
لوہ سے ایک ہزار ہونے کا ڈھری گیا تھا کہ کوئی یہاں جا کر اثر کیا جائے۔ مگر اس کی بد بختی سے وہ وہاں سے
بھی باطل ہو گیا۔ اور اب تک اس کی صحبت کے پیر میں سے ایک چھوٹا بھی پیدا نہ ہوا۔ مگر اس کے مقابلہ پر
خدا تعالیٰ نے میرے ہاں کو پورا کر کے مجھے لڑو حکم کیا *

یہ دو شخص بڑے تئیں مبارک کی ہیں جو میں نے کبھی نہیں۔ پھر کیسے نصیحت وہ لوگ بھی جو اس
مبارک کو بے اثر سمجھتے ہیں۔ فعلیہ میں ان پست بقرہ اور لنگر وانی خطہ کا العشرۃ الکاملۃ۔

ہاتھ بڑھادہ ہر ایک صاف مغز مغز کتب پر پڑھ کر کہتے ہیں کہ وہ مبارک کے میدان میں آدیں ہاں

یقیناً سمجھیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے جہاں حق کے مبارک کے بعد یہ جس قسم کا ہر انعام و اکرام کیا۔ اور اس
کو قبول کیا۔ اور اس کیسے کہ وہ جانی ہو چھوٹا نکلا اور کوئی عزت اس کو حاصل نہ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے

اس کے تمام دعویٰ کو رد کیا۔ اس سے بڑھ کر جس مبارک میں ہوگا۔ جس نے اسے بڑھ کر دیا
نہیں کی۔ کیونکہ وہ ناچھ اور ذی عقل اور اس کی بہت اس کو قابل رحم ظہری تھی مگر اب

میں بددعا کروں گا۔ سو چاہیے کہ ہر ایک مبارک کی درخواست کہنے والا اپنی طرف سے چھپا
ہوا اشتہار شائع کرے۔ اور پھر وہی ہوگا کہ مبارک کہنے والا صرف ایک نہ ہو۔ بلکہ کہتے کہ

دین ہوں۔ اور تم کو مبارک کہنے ہر ایک شخص یا گیا ہے خواہ پنجاب کا ہو یا ہندوستان کا۔ یا
باز عرب کا یا دارخراں کا۔ اس نے یہ مشقت خائفوں پر ہوا تو نہیں رکھی گئی کہ وہ دلدرد از سفر

کو کہہ نہیں بلکہ حسب نطق و واجہل علیکہ الذین من حوج۔ سیدنا اللہ بکم الیس
ولای یرونہا بکم العسای۔ یہ قرآن پائی ہے کہ ہر ایک شخص اشتہارات کے ذریعہ

سے مبارک کہے۔ مگر یہ شرط ضروری ہے کہ جو الہامات میں نے رسالہ انعام انعام میں
صفحہ ۱۰۷ صفحہ ۶۱ تک لکھے ہیں۔ وہ کل الہامات اپنے اشتہار مبارک میں لکھے۔ اور بعض حوالہ

نہ دے بلکہ الہامات صفحات نہ کر وہ کے اشتہار میں درج کرے۔ اور پھر بعد اس کے مبارکات نہیں
کی دوا اس اشتہار میں لکھے۔ اور وہ یہ ہے

دوا

اسے خلتے خیر میں جو فلاں ابن فلاں ساکن تھے۔ فلاں ہوں اس شخص کو

♦ مولف نے فریضہ نبویہ کو اس سنت کی پوری پوری کو چھو لیا جس کے سفر پر گئی ہے۔ ایک اشتہار دیا ہے اس اشتہار کو جو اس
میں لکھا ہے۔ پڑھ کر دینے والے کو یہ اظہار ہے کہ وہ اس میں لکھے گئے لفظ میں تباہ کر کے ہے۔ بہت خوب ہی سنت رکھے

ہر ایک طرف اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جا۔ اور عیسائیت کا باطل مہجود فنا ہو جائے اور دنیا

توبہ حاشیہ

میں کا ہم فہم احمد ہے جوئی سے جو وہ برتنے میں کا ذب اور مغزی اور کا فرجات
ہوں اور یہ تمام الہام میں جس کو میں نے خاتم آتم کے صفحہ ۱۰۷ سے صفحہ ۱۱۲ تک اس
اشتہار میں لکھے ہیں یہ سب سیرتوں کی اشتراک شیطانی دساوس ہیں۔ تیری طرف
سے نہیں ہیں میں نے صفحہ ۱۰۷ کے طور پر لکھا تھا ہے کہ میں اپنے اس اصل میں تھا
ہوں اور اس کا یہ جوئی تیری طرف سے نہیں اور نہ یہ الہام تیری طرف سے ہیں
بلکہ وہ وحییت کا فر ہے تو اس آیت پر جو پر یہ احسان کر کہ اس مغزی کو
ایک سال کے اندر پاک کرنے کا لوگ اس کے فتنے سے امن میں آجائے اور اگر یہ
مغزی نہیں آتے تیری طرف ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی منہ کی پاک باتیں
ہیں تو مجھ پر جو میں اس کو کافر اور کذاب سمجھتا ہوں دیکھ اور ذات سے بھرا ہوا
مغلاب تو ہے کہ میں سے ایک برس کے اندر متزل کر آئیں۔

یہ اشتہار کسی سبب سے لکھنے کی طرف سے بغیر کسی تفسیر تہل کے آئیگا۔ تو ایک شخص کو کجا جانیگا
کہ اس اشتہار کو کجا ہی صحت میں پڑے تب میں کہتم ہونے پر تمام جماعت آئیں کہہ گئی اور یہی کہا
جانیگا کہ گویا بالہ اور میا پڑھو۔ ایسا ہی میری طرف اس اشتہار کے بعد اس ضمنوں کی خبر پڑا یا لکھی گئی۔
کہ میں وہ تمام جملات جو خاتم آتم کے صفحہ ۱۰۷ تک لکھے گئے ہیں اس میں ختم میں لکھا کر دیکھا
اور یہ دیکھا کہ اس کے لکھوں گا۔ کہ شے فدا نے تلور و ظہیم اگر تو جانتا ہے کہ میں نے جوئی مسیح کو جو
ہم نے لکھی ہوں سے بنایا ہے اور یہ تیرے الہامات نہیں بلکہ اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں بلکہ میرا
افزار ہیں یا شیطانی دساوس ہیں تو آج کی تاریخ سے ایک برس گزرنے سے پہلے مجھے وفات دے
یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا کر جو مجھ کو بترہ کر دیں اگر تو جانتا ہے کہ میرا دعویٰ تیرے الہام سے ہے۔
اور یہ سب الہامات تیرے الہامات میں جو اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں۔ تو اس مخالفت کو جو اپنے اشتہار
میں لکھے ہیں تیرے میری گفتگو کہ ان اور مجھ کو کاذب جانتا ہے۔ ایک سال کے عرصہ میں نہایت
لگہ کی باتیں ہوتی تھیں۔ اور جب اشتہار اس مخالفت میں لکھنے کے پاس پہنچے تو چاہیے
کہ وہ ایک جماعت میں پڑھا جائے اور بعد ختم ہونے ضمنوں کے سردار جماعت آئیں کہے۔
یہ جو بنی سبب ان لوگوں کے لئے ہے جو پچاس کو اس سے زیادہ فاصلہ پڑتے ہیں۔
لیکن اگر پچاس کو اس کے اندر میں جیسے شیخ محمد حسین بٹالوی اور شہناہ شاہ قسری اور امکاٹھ

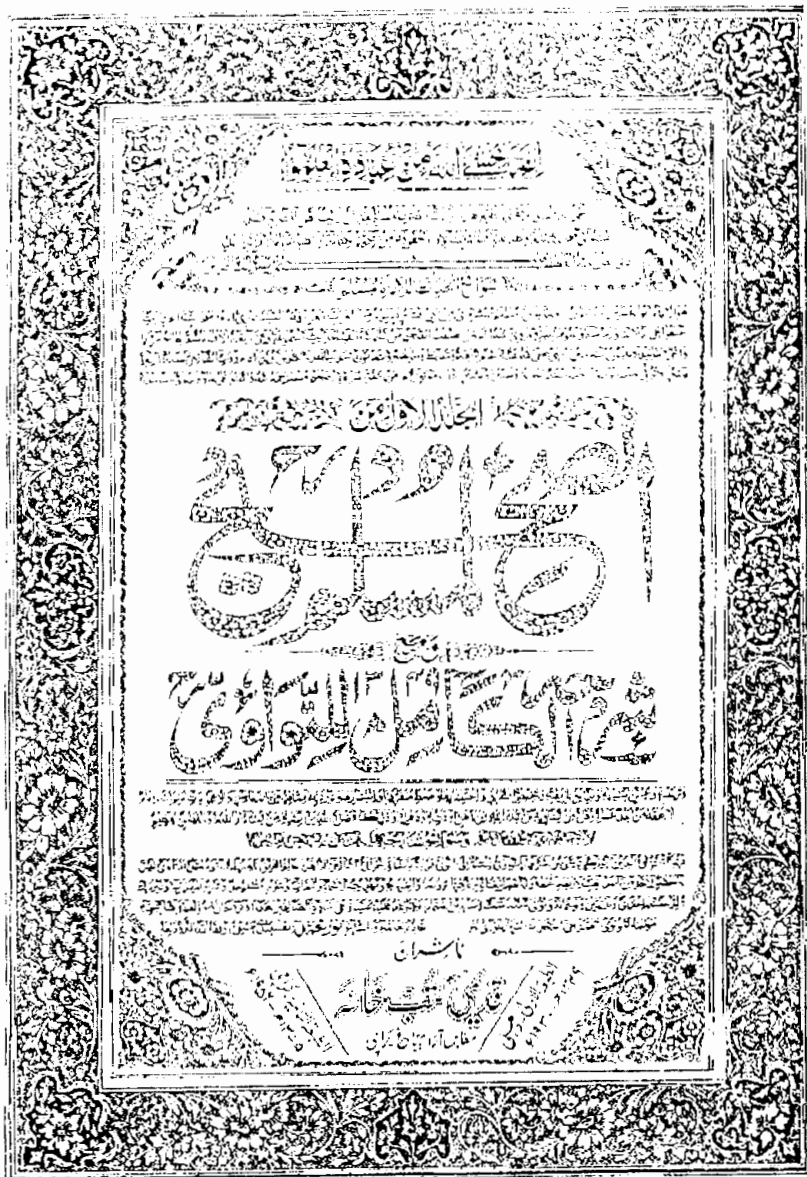
اور رنگ پھلجھائے۔ تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کا ذب خیال کروں گا اور خدا صاحب تکبہ کے میں ہرگز کا ذب نہیں۔ یہ سات برس کچھ زیادہ سال نہیں ہیں۔ اور اس قدر انقلاب اس تھوڑی مدت میں ہوجانا افسان کے اختیار میں ہرگز نہیں پس جبکہ میں سچے دل سے اللہ خدا تعالیٰ کی قسم کے ساتھ یہ اقرار کرتا ہوں اور تم سب کو اللہ کے نام پر صلح کی طرف بلاتا ہوں آپ تم خدا سے ڈرو۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں تو میں تباہ ہوجاؤں گا۔ ورنہ خدا کے مامور کو کوئی تباہ نہیں کر سکتا۔

یہ یاد رہے کہ معمولی بخشیں آپ لوگوں سے بہت ہونگی ہیں اور عینی علیہ السلام کی وقت قرآن اور حدیث سے پاپا یہ ثبوت پہنچ گئی۔ اس طرف سے کتا میں تالیف ہو کر لاکھوں انسانوں میں پھیل گئیں۔ طرف ثانی نے بھی ہریک تکبیس اور تدریس سے کام لیا۔ پاک کتابوں کے نیک لوگوں پر بڑے بڑے اثر پڑے۔ اور ہزار ہا سعید لوگ اس جماعت میں داخل ہو گئے۔ اور تقریری اور تحریری بحثوں کے نتیجے اچھی طرف کھلی گئے۔ اب پھر اسی بحث کو چھڑنا یا فیصلہ شدہ باتوں سے انکار کرنا محض شرمت اللہ ہے ایمانی ہے۔ کتا میں موجود ہیں۔ اس میں مباہلہ کے وقت پھر ایک گھنٹہ تک تبلیغ کر سکتا ہوں۔ پس فیصلہ کی یہی راہیں ہیں جو میں نے پیش کی ہیں۔ اب اس کے بعد جو شخص طے شدہ بحثوں کی تاحی درخواست کہے گا میں سمجھوں گا۔ اس کو تہی کی طلب نہیں بلکہ سچائی کو ماننا چاہتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اصل مسنون طریق مباہلہ میں یہی ہے کہ جو لوگ ایسے مدعی کے ساتھ مباہلہ کریں جو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتا ہو اور اس کو کا ذب یا کافر ٹھہراویں۔ ۵۵

ابرتسی اور محمد علی خاں اور میاں عبدالجبار خاں تو ان کے لئے یہ طریق آسن ہے۔ کہ وہ باہم مباہلہ کریں۔ وہی مسافت میں ملے کر دیں اور آدمی وہ ملے کریں۔ اور ایک دوسری جگہ میں مباہلہ ہو جائے۔ یہ چہری آخری اقسام بت ہے۔ اب بھی اگر کوئی شخص مسلم کو نہیں چھوڑے گا۔ تو اس پر خدا تعالیٰ کی جنت پوری ہو گئی۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔ عتقہ

۵۵



ومعه حاشية عليه للامام ابي الحسن السدي

طبعة قديمي كتب خانة بالاتفاق مع نور محمد / صح المطابع كارخانہ تجارت كتب

ایام الصلح

دلائل قویہ ابا یذکر لى التهلكة - پس ہم گنہگار ہونے کے اگر دیدہ دانستہ تہلکہ کی طرف قدم اٹھائیں گے اور حج کو جائز رکھیں گے۔ اور خدا کے حکم کے برخلاف قدم اٹھانا معصیت ہے حج کرنا مشروط بشرط ہے مگر فقہانہ اور تہلکہ سے بچنے کے لئے تطہی حکم ہے جس کے ساتھ کوئی شرط نہیں۔ اب خود موعود کو کہ کیا ہم قرآن کے تطہی حکم کی پیروی کریں یا اس حکم کی جس کی شرط موجود ہے۔ باوجود تحقق شرط کے پیروی اختیار کریں۔

ما سوا اس کے میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ اس سوال کا جواب دیں۔ کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو کیا نول اس کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کو دجال کے خطرناک فتنوں سے نجات دے یا یہ کہ ظاہر ہونے ہی حج کو چلا جائے۔ اگر بموجب نعوس قرآنیہ و حدیثیہ پہلا فرض مسیح موعود کا حج کرنا ہے نہ دجال کی سرکوبی تو وہ آیات اور احادیث دکھانی جائیں تا کہ پر عمل کیا جائے۔ لہذا اگر پہلا فرض مسیح موعود کا جس کے لئے وہ باعتبار آدھے امور ہو کر آئیگا قبل دجال ہے جس کی تاویل ہمارے نزدیک اہلاک بل باطلہ بذریعہ حج و آیات ہے تو پھر وہی کام پیلے کرنا چاہیے۔ اگر کچھ دیانت و تقویٰ ہے تو ضرور اس بات کا جواب دو کہ مسیح موعود دنیا میں آکر پہلے کس فرض کو ادا کریگا۔ کیا پہلے حج کرنا اس پر فرض ہوگا یا یہ کہ پہلے دجالی فتنوں کا قصہ تمام کرے گا۔ یہ سئلہ کچھ باہیک نہیں ہے صحیح بخاری یا سلم کے دیکھنے سے اس کا جواب مل سکتا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گوہی ثابت ہو کہ پہلا کام مسیح موعود کا حج ہے تو لو ہم پھر حال حج کو جائز رکھیں۔ ہر جہ با د اباد۔ لیکن پہلے کام مسیح موعود کا استیصال نون دجالید ہے تو جب تک اس کام سے ہم فریفت نہ کریں حج کی طرف رخ کرنا خلاف پیشگوئی نبوی ہے۔ ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے

۱۱

۱۔ اس جگہ کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ نزالہ آدم میں یہ لکھا ہے کہ دجال کا طواف بنیعت سے ہوگا جس طرح چور مھوں کا طواف بنیعت سے کرتا ہے اب یہ بیان اس کے خلاف ہے۔ کیونکہ قبل و حقیقت ایک گروہ صحابہ

براہین احمدیہ

پہلی نسل

۲۳۹

یونانی، لاطینی، انگریزی، سنسکرت وغیرہ سے کسی قدر دینی صداقتیں

۲۳۹

یہ کہ ایک مسیحی اور عیسائی اور ذلیل آدمی کی طرح سیدھا سہارا کی طرف بھاگے اور پھر صبر اور برداشت اور اطاعت اور خلوص کو صادق لوگوں کی طرح اختیار کرے تا انشاء اللہ اپنے مطلب کو پاوے۔ اور اگر اب بھی کوئی منہ پھیرے تو وہ خود اپنی بے ایمانی پر آپ گواہ ہے۔ بعض کو تاہم نظر لوگ جب دیکھتے ہیں کہ خدا کے نبیوں اور رسولوں کو بھی تکالیف پیش آتی رہی ہیں۔ تو اخیر پر وہ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر اقتدار الوہیت کے جو الہامی خبروں کا نشان سمجھا گیا ہے۔ نبیوں کے شامل حال ہوتا تو ان کو تکلیفیں کیوں پیش آتیں اور کیوں

اسی زمانے کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم پر مشغول تھا جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے۔ جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب کی تالیف ہونے پر یہ گھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے جس کا کل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔ عرض آنحضرت نے وہ

۲۳۹

کتاب مجھ سے لی۔ اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ مبارک کھٹکے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امر و سے مشابہ تھا مگر بقدر زبردوز تھا۔ آنحضرت نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کیلئے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک مرفق تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا۔ آنحضرت کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آکھڑا ہوا اور یہ عاجز آنحضرت کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ اور آنحضرت بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر چلوس فرما رہے تھے۔ پھر علامہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

الاستثناء

صبر حقیقہ

اشد الانكار - وعلى حياته يصتروا وتلك كلمة بها يموتون - فاجتنب ذلك ان كنت من الذين يؤمنون بالفرقان ولا يكفرون - ولا تكن كمثل الذين تركوا كلام الله وراء ظهورهم فلا يزالون - ويقولون ان المسلمين اجتمعوا على حياته كلابلهم يكدون - واين الاجتماع وفيهم المعززون - واذا قيل لهم الا نذكر ان في قول ربكم قلما تؤقتين اوبه لا تؤمنون - فليس جوابهم الا ان يجروا آيات الله ويقولوا ان معنى التوفى رفع الروح مع الجسم العنصر انظر كيف عن الحق يعنلون - ويعلمون ان هذا القول قول مجيب بدعيته بحضرة العزة يوم القيامة اذ يسئله الله عن ضلالة الامة وكذلك في الفرقان تقرؤن - فحجبت والله كل العجب من شأنهم ومن عقلمهم وعرفانهم - الا يعلمون انه ما كان لبشر ان يحضر يوم النشور - من قبل ان يقبض روحه ويكون من اصحاب القبور - ما لهم لا يتدبرون - وقد حشا الصحابة التراب فوق خير البرية - وعزازه موجود الى هذا الوقت في المدينة المنورة - فمن سوا الادب ان يقال ان عيسى ما مات وان هو الا شريك عظيم - يا كل المحسنات مخالفا الحصة بل هو توفى كمثل اخوانه - ومات كمثل اهل زمانه - وان عقيدة حياته قد جاءت في المسلمين من الملة النصرانية - وما اتخذوه الها الا بهذه الخصوصية - ثم اشاعها النصارى ببذل الاموال في جميع اهل البدو والحضر - بما لم يكن احد فيهم من اهل الفكر والنظر - واما المتقدمون من المسلمين فلم يصدر منهم هذا القول على طريق العثار العثرة - فهم قوم معدرون عند الحضرة بما كانوا خاطئين غير متعمدين - وما اخطوا الا من وجه الطبايع الساذجة والله يعفو عن كل مجتهد يجتهد بصحة النية - ويؤدي حق التحقيق من غير خيانه على قدر الاستطاعة - الا الذين جاؤهم الامام الحكم مع البيئات

۳۹

ما شل یجہ بار اول

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ اتَّخِذُوا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ

الحمد لله الموفق اني كتبت هذه الرسالة والمصحفة العجالة لعلاج مرض
المتنصرين الذي امتد من اذ وعرقتهم عداوة واكلمهم نار انكار الفرقان. والعول
على كتاب الله القرآن. فأردوا ان نجيبهم من مخيل الحرام. وترهبهم سوء داءهم ونهديم
الى دواء السقام. فالقنا هذا الكتاب مع انعام كثير لمن اجاب. وهو خمسة
الاقب من الدرر اهم لكل من اتى بمثله. وارى العجايب. وهو بفضل الله حسن
وطيب والطف وادق. وسميته الحصاة الاولى من

نور الحق

”عسى ربكم ان يرحمكم

وان عدا تم عن ناد جعلنا جهنم
للكافرين حصيرا ان هذا القرآن
يهدي للتي هي اقوم ويبيش المؤمنين
الذين يعملون الصالحات ان لهم
اجرا كبيرا“

قد طبع في المطبع المصطفى في باريس في لاهور سنة ١٣١١ هـ

لهذه المناضلة ان كانوا من الصادقين وعلمت من ربي انهم من المغلوبين - و
 والله اني لست من العلماء ولا من اهل الفضل والذهاة وكلما اتول من انواع
 حسن البيان او من تفسير القرآن فهو من الله الرحمن وكلما اخطأت فيه فهو
 متي وكلما هو حق فهو من ربي وان ربي اذواني من كأس العرقان ومعد لك ما
 ابرء نفسي من الشهوة والنسيان وان الله لا يتركني على خطأ طرفه عين و
 يصممني من كل مابين ويحفظني من سبل الشياطين - فيا اهل الاهواء و
 الدعاوى والرياء ان كنتم تحسبون انفسكم من اولي العلم والفضل والجاه
 او من الصلحاء والاولياء والاتقياء او من الذين يسمع دعواتهم كالاخصياء
 فأتوا بمثل ذلك الكتاب في جميع الانحاء واروني علمكم وقد ركع في حضرة
 الكبرياء وان لم تفعلوا ولم تفعلوا يامحضر السفهاء فتادبوا مع اهل الحق والنور
 والضياء ولا تعتدوا وكل الاعتداء وباهذا الاصنيعة للرب القوي لا فعل الخريكة
 والضعفكم وان الكرامات تظهر في وقت توهين الاعداء وان عباد الله يصرون
 عند انتهك الجور من اهل الجفاء واذا بلغ الظلم غايته قيد ركعهم مرات السماء
 فتوبوا من المعائب والعثرات ويادروا الى الحسنات والصلحاحات وان الجزامة
 كل الجزامة في قبول الكرامة فاقبلوها قبل الندامة واتقوا اسواد الخزي و
 الملامة ونكال القيامة فطوبى لكم ان جئتم كالتائبين المتشددين من لغاتمة
 النصيحة وعاتمة افهام العدا واتمام الحجة والسلام على من قبلنا قبل المذلة وترك
 سبيل المجرمين - واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين و

الراق
 المفترق الى الله الصمد غلام احمد عاقاه الله وايد
 وكان هذا مكتوباً في ذي القعدة ١٣١١هـ
 من هجرة نبي العهد مقبول الاحد صلى الله عليه وسلم
 من الازل الى الابد

ثانیں طبع قول

هَذَا كِتَابُ الْقَدَمِ مِنْ تَأْسِيدِ رَبِّي الْمَعَانِ
وَاللَّهِ بِأَنَّهُ مِنْ قُوَّةِ رَبِّي لَا مِنْ قُوَّةِ الْإِنْسَانِ
وَإِنَّهُ لَأَيَّةٌ عَظِيمَةٌ لِيُنَكَّرَ وَخَافَ الْمَدْيَانُ -
وَإِنِّي سَمِعْتُهُ

مَوْاهِبِ الْمَعِينِ

وَإِنَّا عَجَّدْنَا لِلَّهِ الْأَحَدِ غُلَامٌ أَحْمَدٌ طَائِفٌ لِلَّهِ
وَأَبْدٌ وَجِلٌّ قَرِيبٌ هَذِهِ تَالِيَانِ
فَارَا الْإِسْلَامَ وَهَبِطَ الْمَلَائِكَةُ
النِّكَاحُ
رَأْسِي

قد طبع في مطبع ضياء الاسلام قاديان باهتمام
الحكيم فضل الدين البھروی بلوچہ عشر خلون
من شوال سنہ ۱۳۲۰ھ مطابقاً الاربعہ عشر خلون من
شهر جنوری سنہ ۱۹۰۳ھ

سواہب الرحمن

۳

وَالْمَا تَقْرَهْتَ قَطَّ يَهْدِيكَ فِكَيْفَ إِلَىٰ هَذَا الْقَوْلِ يُعْرَىٰ - يَطْلُبُنِي فِي
 دس گاہے اس جہیں کلمات پر ذہن لاندہ ام پس چکڑے ٹوٹے میں منسوب کردہ شدہ۔ اس میں مراد بیان
 نیا طوطا نا علی بساط و یسبین ما فہمت بہ بصورۃ اخری۔ فاقول علی
 میں طلبید دس برس اسے نشستہ ام و آن ستمہا میگوید کہ بصورت دیگر گفتہ ہوں پس میگویم
 رسلاک یافتی ولا تعزلی الی قول ما اتعزلی۔ ومن حسن خصائل
 کہتہ ہستی ادرجان و مراد ٹوٹے آن سخن منسوب کن کہ میں خود را سوئے آن منسوب فی کلمہ و از سر تباغہ نیکو
 المرء ان یحقق ولا یعتد علی کل ما یروی۔ فاتق الله یا من یخرج جلدات
 کہ مردی ای شایہ نیست کہ تحقیق کند بہر روایتی کہ شیوہ اعتماد نہ نماید۔ پس ترس از قول اللہ کہ پرست مراد روح
 و یشہر منقصتی۔ و تعال اقص علیک قصتی۔ و اسمع منی معذرتی۔
 میکنی و منقصت من شہد میمانی و بجا کہ بر تو قصہ خود می خوانم۔ و معذرت من بشتہ
 ثم اقص ما انت قاض و اخطا خطوة التقی۔ و اسلاک سبیل التقوی و لا تقف
 باز ہند کہ صحابی اختیار است کہ کردہ باشی و بجز یہ سبیل گمان کلمہ بنن در او پر ہمین گمانی۔ و در بیان بجز مراد
 ما لیس لك به علم ولا تنسح الہدی۔ الی امر بیگمندی رہی۔ و یعلمنی من لدنہ
 کہ بود پر ہمین اطلاع ندای دہا پرستی کہ میں مراد نام کہ با من خود گفتگو میکنید و از غزائے خاص خود مراد
 و یحسن ادبی و یوحی الی رحمة منه فاتبع ما یروی۔ و ما کان فی ابن اتوک
 تعظیم میدہد و باب خود مراد بجز یہ مراد است خود یعنی وہی یہ فرستہ پس بن و بجا در او پر و کلمتیم و مراد ہند کہ
 سبیلہ و اختار طرقتاشتی۔ و کما قلت قلت من امر۔ و افضلت شیئا
 ما ہا و بگذرم و طریقہ ہستہ متفرق اختیار کنم و ہر کلمتیم از امر او گفتیم : از خود بجز یہ
 عن امری۔ و ما افتریت علی ربی الا علی و قد خاب من افتری۔ اتعجب
 نہ کردہ ام و ہر خود اند برنگ خود در مے نہ بستم و ہوا کہ شدنی است آنکہ مغتری مستم از
 من هذا فلا تعجب من فعل القدر الذی خلق الارض و السموات الطلا
 کہ و در تعجب میکنی میں بکار آن قدر تعجب کن کہ زمین و آسمان ہستہ۔ بخند را پیدا کردہ است۔

معاشرما تلتنا، ومانوا وحررتوا البیان ونحتوا البهتان ووقروا فی حیص بیص
وظنوا ظن السوء، فتحسبوا لتلك الظانین۔ واللہ یعلم انی ما قلت الا ما
قال اللہ تعالیٰ ولم اقل كلمة قط یخالفه وما مسها قلبي فی عمری، وأما
قولهم ان المسيح كان خالق الطيور وكان خلقه لخلق اللہ تعالیٰ بعينه و
كان احیاءه كاحیاء اللہ تعالیٰ بعينه بلا تفاوت، وكان معصوماً تاماً ومحموظاً
من مش الشیطان، وليس كمثلہ فی هذه العصمة نبیناً علی اللہ علیہ وسلم،
فهذا عندی ظلم وزور، کبرها كلمة تخرج من أفواههم وانهم فی هذه
الكلمات من الكاذبین، وأما افتراؤهم علی وظنهم کافی لا أو من بالملائكة
فما أقول فی جواب هذه الظنون الفاسدة التي لا أصل لها ولا أثر، غیر انی استهل
فی حضرت اللہ سبحانه واقول رب العفی ان كنت قلت مثل هذا، والا فالعن

سرة ماء، ثم یسروہ من یشہوا الی جبل الخضر ووجبل بیت المقدس فیقولون
لقد قتلنا من فی الارض علمم فلنقتل من فی السماء، فیرمون بنسبهم الی السماء
فیرد اللہ علیهم نساہم محضوبة دماء، ویحصرنی اللہ واصحابہ حتی تكون
راس الثور لاحدہم خیراً من مائة دینار لاحدکم الیوم، فیرغب نبی اللہ عیسیٰ
واصحابہ الی اللہ فیرسل علیہم النعت فی رقابہم فیصدحون فرسی کوت نفس
واحدة، ثم یهبط نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ الی الارض فلا یجدون فی الارض موضع
شیر الا ملاذہ زهمهم ونتمم، فیرغب نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ الی اللہ فیرسل
اللہ طیراً کاعناق البض فتحملہم تطرحہم حیث شاء اللہ، ویستوقد المسلمون
من تسیمهم ونساہم وجعابہم سبع سنین، ثم یرسل اللہ طراً لا ین منہ بیت
صدر ولا وبر فیضل حتی یرکها کالزلفة، ثم یقال للارض انبتی ثم تری وردی
برکتک نیومئذ تأکل العصایة من الرمانہ ویستقلون بحمفها ویبارک فی الرسل
حتى ان اللقحة من الابل لتکفی الفخام من الناس واللقحة من البقر لتکفی القبيلة
من الناس واللقحة من الغنم لتکفی الفخذ من الناس، فبینما هم كذلك اذ بعث اللہ

حجاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً

و زراجه چهل عربده با برهوا کنند	آنانکه برد علومی با حمله میکنند
هست این نفس که تکرار و با بکنند	گر یک نظر کنند درین نسخه کتب
وین امر دیگر است که ترک می کنند	باور نمی کنیم که نیابند عذر خواه

برایین احمدیه

چشم

(۵)

لقب

بکبریا همین الاحمد علی حقیقه کتاب الله القرآن و النبوة المحمدیه

مؤلف

حضرت آیت الله مرزا علی احمد صاحب مودتیه عود علی السلام

حصہ پنجم

صحابہ برائین احمدیہ

رہتے تھے اس ملک میں تو شاید نادار کوئی ایسا سال گذرنا ہوگا کہ زلزلہ نہ آتا ہو۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ اس ملک میں ہمیشہ زلزلے آتے رہے ہیں اور سخت زلزلے بھی آتے رہے ہیں حضرت عیسیٰ نے اپنی زندگی میں جب وہ اس ملک میں تھے اور ابھی کشمیر کی طرف سفر نہیں کیا تھا کئی زلزلے خود دیکھے ہونگے۔ پس جس نہیں سمجھ سکتا کہ ان معمولی حوادث کا نام شیگونی کیوں دکھا جائے۔ پس جس شخص کو آپ نے میری پیشگوئیوں میں تلاش کرنا چاہا اور نامراد رہے اگر آپ حضرت عیسیٰ کی ان پیشگوئیوں میں تلاش کرتے تو بغیر کسی محنت کے فی الفور آپ کو بل جاتا۔ اور یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے زلزلہ کا نام زلزلہ ہی رکھا کوئی نام نہیں کی۔ کیا آپ مجھے حضرت عیسیٰ کا کوئی ایسا فقرہ دکھا سکتے ہیں جس میں لکھا ہو کہ میں شیگونیوں میں زلزلے سے مراد درحقیقت زلزلہ ہے کوئی استعارہ نہیں۔ اور بغیر حضرت عیسیٰ کی

ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا زہد و عبادت پر جانا محض لپ ہے بلکہ عیب بچکر پوشیدہ طور پر اربعوں اور افضالت کی کامیاب کر کے ہونے کشمیر میں بھی لود ایک ہی عمرواں بسری، انزفوت ہو کر سری نگر علیہ خانیہ میں مدفون ہوئے اور اب تک آپ کی قبر ہے۔ یزاد دیتبولک بہ اور صلیب پر آپ فوت نہیں ہوئے۔ کچھ زخم بدن پر آئے تھے جن کا مہر عیسیٰ کے ساتھ علاج کیا گیا تھا۔ اور اس مہر کا نام اسی درجہ سے مہر عیسیٰ رکھا گیا۔

جن طرح عمارت سے سید موصیٰ آنحضرت علیہ السلام کی لڑائی میں مجروح ہوئے تھے اور کئی گند ٹوڑوں کے پیشانی مبارک پر آنحضرت علیہ السلام کو آئے تھے اور سر تا پا خون سے آلود ہو گئے تھے اسی طرح بلکہ اسی سے بہت کم حضرت عیسیٰ کو صلیب پر زخم آئے تھے پھر نہ معلوم تلخ لوگوں کو حضرت عیسیٰ کے یہی شہر کا نہ محبت، کہ آنحضرت علیہ السلام کے زخم تو قبول کرتے ہیں مگر حضرت عیسیٰ کا مجروح ہونا اور زخمی ہونا ان کی شان سے بلند تر سمجھتے ہیں اور شہر ڈالتے ہیں کہ انکی نسبت ایسا کیوں کہتے ہو اور ان کو تمام دنیا سے الگ ایک خصوصیت دینا چاہتے ہیں۔ وہی آسمان پر غرہ کر پھر زمین پر اترنے والے۔ وہی عقلمندی عمر پانے والے، اگر خدا نے ان کو پیدائش میں بھی لکھا نہیں رکھا بلکہ کئی حقیقی بھائی اور کئی حقیقی بہنیں ان کی ایک ہی ماں سے تھیں۔ مگر بھائی کی حقیقت میں صرف دیکھے تھے۔ نہ کوئی دوسرا بھائی تھا نہ بہن۔

ٹائٹل ریج بل انڈل

الحمد لله والمنة

کہ یہ رسالہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی لودران کے مریدوں
اور بخیال لوگوں پر تمام حجت کے لئے محض نصیحتانہ شائع کیا
گیا ہے اور بغرض اس کے کہ عام لوگوں پر حق واضح ہو جائے
اس رسالہ کے ساتھ چالیس روپیہ کے انعام کا اشتہار بھی
دیا گیا ہے جو اسی ٹائٹل ریج کے دوسرے صفحہ پر مندرج ہے اور
یہ رسالہ موسم بہ

حکیم حافظ

مطبع ضیاء الاسلام قادیان ضلع گورداسپور میں باہتمام
حکیم حافظ فضل الدین صاحب بیسوی مالک مطبع چیکریم ستمبر ۱۹۰۲ء
کو شائع ہوا

ضمیمہ نمبر 107

ہونے کا دعویٰ کہہ کے قوم کا صلح قرار نہیں دیتا اور نہ نبوت اور رسالت کا مدعی بنتا ہے۔ اور محض
ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رسوم جتانے کے لئے دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے یہ خوب آئی۔ اور
یا اللہم پُتْرا اللہ جھوٹ بولتا ہے یا اس میں جھوٹ طافا ہے وہ اس نجاست کے کپڑے کی
طرح ہے جو نجاست میں ہی پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مر جاتا ہے۔ ایسی کیفیت اس حالت
میں کہ خدا اس کو یہ عزت دے کہ تو نے اگر میرے پر افترا کیا تو میں تجھے ہاک کر دوں گا بلکہ
وہ بوجہ اپنی ہنرت و رجز کی ذلت کے قابل انتقام نہیں کوئی شخص اس کی پیروی نہیں کرتا کوئی
اس کو نبی یا رسول یا مومنین اللہ نہیں سمجھتا۔ ماسوا اس کے یہ بھی ثابت کرنا چاہئے کہ اس
مفسر یا نہ عادت پر بڑا پیش روں گئے۔ میں حافظ محمد یوسف صاحب کی بہت کچھ واقفیت
نہیں کرے بھی امید نہیں۔ خدا ان کے اندر ان اعمال بہتر جانتا ہے۔ ان کے دو قول تو میں یاد ہیں۔
ہوتا ہے کہ اب وہ ان سے انکار کرتے ہیں (۱) ایک یہ کہ چند سال کا عرصہ گزرا ہے کہ بڑے
بڑے جلسوں میں انہوں نے بیان کیا تھا کہ مولوی عبدالغفور نے میرے پاس بیان کیا کہ آسمان سے
ایک نوکریاں پر گرا اور میری طرف اس سے بے نصیب رہ گئی (۲) دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ نے
انسانی تشل کے طور پر ظاہر ہو کر ان کو کہا کہ مرزا غلام احمد حق پر ہے کیوں لوگ اس کا انکار
کرتے ہیں۔ اب مجھے خیال آتا ہے کہ اگر حافظ صاحب ان دو واقعات سے اب انکار کرتے
ہیں جن کو بار بار بہت سے لوگوں کے پاس بیان کر چکے ہیں تو نفوذِ باندہ بے شک انہوں نے خدا تعالیٰ
پر افترا کیا ہے۔ کیونکہ جو شخص سچ کہتا ہے اگر وہ مر بھی جائے تب بھی انکار نہیں کر سکتا

→ میں ہرگز قبول نہیں کرتا کہ حافظ صاحب ان دو واقعات کا انکار کرتے ہیں۔ یہ واقعات کا گواہ مفسر
نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت گواہ ہے اور کتاب الامداد نام میں ان کی زبانی مولوی عبدالغفور
صاحب کا کشف صحیح ہو چکا ہے۔ یہی تو حقیقت جانتا ہوں کہ حافظ صاحب ایسا کتاب مرتب ہرگز
نہیں کریں گے کہ تو تم کا طریق ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں۔ ان کے بیان کے مطابق
نے تو انکار نہیں کیا تو وہ کیونکر کیجے۔ جھوٹ بولنا مرد ہونے سے کم نہیں۔ منہا

حقیقۃ الوحی

ص ۱۱

لوگوں کی غلطی ثابت ہوتی ہے جو خواہ مخواہ حضرت عیسیٰ کو دوبارہ دنیا میں لائے ہیں اور وہ حقیقت
 جو الیاس نبیؑ کو دوبارہ آنے کی تھی جو خود حضرت عیسیٰ کے بیان سے کھل گئی۔ اُس سے کچھ
 عبرت نہیں پکڑتے بلکہ جس آنے والے کیسے موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے۔ اُس کا
 اہمیت حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہو گا اور امتی بھی ہو گا کیونکہ کا میثا امتی
 ہو سکتا ہے؛ کون ثابت کر چکا کہ اُس نے براہِ راست نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
 پیروی سے درجہ نبوت پایا تھا؛ ہذا اھو الحق وان تو کو اقل تعالو اندع آیت لکنا
 و آیت لکنا کھ و دستاؤ ناؤ و دستاؤ کھ و انفسنا و انفسنا کھ و نبہل فیکمل لغتنا اللہ
 علی الکاذبین۔ اور ہزار کوشش کی جائے اور تاویل کی جائے یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آیا ہو کہ جب لوگ نماز کیلئے مسجد کربلاؑ پر گئے
 تو وہ کیسی کی طرف بھاگے گا۔ اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور
 جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف
 متوجہ ہو گا اور شراب پیئے گا اور سور کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ
 پرواہ نہیں رکھیگا۔ کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن بھی پائی
 ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئے گا کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے
 آپ کی تتمہ نبوت کی مہر کو توڑ دے گا۔ اور آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لیگا۔

دشمن: حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے جس اپنے فائدہ کے لئے گھڑا تھا کہ ان کی

پہلی آمد میں ان کی خدائی کا کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ ہر دفعہ بار کھاتے رہے۔ کمزوری دکھلاتے رہے۔
 پس یہ عقیدہ پیش کیا گیا کہ آبر تانی میں وہ خدائی کا جلوہ دکھائیں گے اور پہلی کسر میں نکالیں گے۔
 تا اس طرح پہلی آمد کے حالات کی پردہ پوشی کی جائے۔ مگر اب وہ زمانہ آنا جاتا ہے کہ خود عیسائی
 ایسے عقائد سے منحرف ہوتے جاتے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ جب انکی عقلیں ترقی کریں گی تو وہ بہت
 آسانی سے اس عقیدے کو چھوڑ دیں گے۔ اور جیسا کہ بچہ پورا تیار ہو کہ پھر رحم میں نہیں رہ سکتا ہی طرح
 وہ بھی مشیتِ محراب اور جبل سے باہر آ جائیں گے۔ منہ

اس جگہ مولوی احمد حسن صاحب امرہوی کو ہمارے مقابلے کیلئے خوب موقع مل گیا ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ وہ بھی دوسرے مولویوں کی طرح اپنے مشرکانہ عقیدہ کی حمایت میں کہتا کہ کسی طرح حضرت مسیح ابن مریم کو موت سے بچالیں اور دوبارہ آکر خاتم الانبیاء بناویں۔ بڑی جانکاہی سے کوشش کر رہے ہیں اور انکو بڑا معلوم ہوتا ہے کہ سورہ نور کی منشا کے موافق اور صحیح بخاری کی حدیث امامکرمینہ کے مطابق اور مسلم کی حدیث ائمہ کرمینہ کے رو سے اسی امت مرحومہ میں سے مسیح موعود پیدا ہوگا۔ تاہم سو ہی سلسلہ کے مسیح کے مقابل پر محمدی سلسلہ کا مسیح ظاہر ہو کر نبوت محمدیہ کی شان کو دنیا میں چمکا دے۔ بلکہ یہ مولوی صاحب اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح یہی چاہتے ہیں کہ وہی ابن مریم جس کو خدا بنا کر قریباً پچاس کروڑ انسان گمراہی کے دلدل میں ڈوبا ہوا ہے دوبارہ فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے اور ایک نیا نظارہ خدائی کا دکھلا کر پچاس کروڑ کے ساتھ پچاس کروڑ اور ملا دے۔ کیونکہ آسمان پر بڑھتے ہوئے تو کسی نے نہیں دیکھا تھا وہی مقولہ تھا کہ پیراں مذہب پرند مریداں سے پرانند۔ مگر اب تو ساری دنیا فرشتوں کیساتھ اترتے دیکھے گی۔ اور پادری لوگ اگر مولویوں کا گلا پکڑ لیں گے کہ کیا ہم کہتے تھے یا نہیں کہ یہی خدا ہے۔ اُس منحوس دن میں اسلام کا کیا حال ہوگا۔ کیا اسلام دنیا میں ہوگا یا نہ ہوگا۔ علی الکاظمین۔ جو شخص کشمیر سری نگر محمد خان یار میں مدفون ہے۔ اُس کو ناحق آسمان پر بٹھایا گیا کس قدر ظلم ہے۔ خدا تو بہا بندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ مولوی اسلام کے نادان دوست کیا جانتے ہیں کہ ایسے عقیدوں سے کس قدر عیسائیوں کو مدد پہنچ سکتی ہے۔ اب خدا تعالیٰ کوئی نئی عظمت ابن مریم کو دینا نہیں چاہتا بلکہ یہاں تک کہ جس قدر پہلے اس سے حضرت مسیح کی نسبت اطراء کیا گیا ہے وہ بھی خدا کو سخت ناگوار گذرا ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کو کہنا پڑا۔ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ۔ اب آسمان کی سطرت

ملا

ازالہ اوہام

حصہ دوم

نور افشال مطبوعہ ۲۳ اپریل کا اعتراض

پہلے نور افشال میں مسیح کے مسود کی نسبت یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ مسیح کے مسود کی نسبت گیارہ شکر چشم دید گاہ موجود ہیں جنہوں نے ہنسے آسمان کو جہان ناک مد نظر ہے جاتے دیکھا چنانچہ معترض صاحب نے اپنے دعوے کی تائید میں دراصل کے اسل باب اول کی یہ آیتیں پیش کی ہیں

(۳) اَنّ پَر (یعنی اپنے گیارہ شاگردوں پر) اَس نے (یعنی مسیح نے) اپنے مرنے کے پیچھے آپ کو بہت سی قوی دلیلوں سے زندہ ثابت کیا کہ وہ چالیس دن تک انہیں نظر آتا رہا اور خدا کی باو شامت کی باتیں کہتا رہا اور اُن کے ساتھ ایک جا ہو کے حکم دیا کہ یرشولم سے باہر نہ جاؤ۔۔۔۔۔ اور وہ یہ کہہ کے اُن کے دیکھتے ہوئے اُپر اُٹھایا گیا اور بدلی نے اُن کی نظر سے چھپا لیا۔ اور اس کے جاتے ہوئے آسمان کی طرف تک رہے تھے دیکھو دعوہ مفید و شاک پسے ہوئے اُن کے پاس کھڑے تھے (۱۱) اور کہنے لگے اے جلیل مروت تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو یا سوچو تمہارے پاس کو آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اسی طرح جس طرح تم نے آسمان کو جلتے دیکھا پھر آوے گا۔

اب پوری صاحب صوف اس عہد پر خوش ہو کر سمجھ بیٹھے ہیں کہ حقیقت اسی جسم فلکی کے ساتھ مسیح اپنے مرنے کے بعد آسمان کی طرف اُٹھایا گیا۔ لیکن انہیں معلوم ہی کہ یہ بیان لوقا کا ہے جس نے نہ مسیح کو دیکھا اور نہ اس کے شاگردوں سے کبھی سنا۔ پھر ایسے شخص کا بیان کیونکر قابل اعتبار ہو سکتا ہے جو شہادت رویت نہیں اور نہ کسی دیکھنے والے کے نام کا اُس میں حوالہ ہے۔ ماسوا اس کے یہ بیان سراسر غلط فہمی کو بھرا ہوا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے اسی جلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو گیا تھا پھر زندہ ہو گیا۔ بلکہ اسی باب کی تیسری آیت ظاہر کر رہی ہے

مايكل جيمس طبع اول

الحمد لله الذي وفقنا لتأليف رسالة هذه التي ألقت
لائحة المولوى رسل بابا لاهور سحر و تبيكته و فضل فيه
كل امره تبيكته و سميت

اتمام الحجّة

على الذي ليج و زاغ

عزّ المجّة

و طبعت في مطبع گلزار محمد في بلدة لاهور سنة ۱۳۱۱ھ

قیمت في جلد ۳۰

تعداد جلد ۴۰۰

جیسے جلیل الشان امام قائل وفات ہو گئے اور امام بخاری جیسے مقبول الزمان امام مدینت نے محض وفات کے ثابت کرنے کے لئے دو متفرق مقامات کی آیتیں کو ایک جگہ جمع کیا۔ ابن قیم جیسے محدث نے مدارج السالکین میں وفات کا اقرار کر دیا۔ ایسا ہی علامہ شیخ علی بن احمد نے اپنی کتاب سراج منیر میں ان کی وفات کی تصریح کی۔ مستزاد کے بڑے بڑے علماء وفات کے قائل گذر گئے۔ پر ابھی تک ہمارے مخالفوں کی نظر میں حضرت عیسیٰ کی حیات پر اجماع ہی رہا۔ بیخوب اجماع ہے۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کے حال پر رحم کرے یہ تو حد سے گذر گئے۔ جو باتیں اللہ اور رسول کے قول سے ثابت ہوتی ہیں انہیں کو کلمات کفر قرار دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب ہم اس تقریر کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتے اور نہ ہم جتلا نا چاہتے ہیں کہ مولوی رسل بابا صاحب کے رسالہ حیات المسیح کس قدر بے بنیاد اور واہیات باتوں سے پُرسے لیکن نہایت ضروری امر جس کے لئے ہم نے یہ رسالہ لکھا ہے یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنے رسالہ مذکورہ میں محض عوام کا دل خوش کرنے کے لئے یہ چند لفظ بھی منہ سے نکال دیئے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ مِنْهَا اِلَى الْقُدْسِ سَاعَةٌ فِی الرَّیْلِ وَالسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُہٗ اَدَامَ اللّٰهُ وَجُودَکُمْ وَحِفْظَکُمْ وَاَیْدَکُمْ وَفَضْلَکُمْ عَلٰی اَعْدَائِکُمْ۔ آمین۔

کتبہ خداداد محمد سعید الطرابلسی عفا اللہ عنہ

ترجمہ لے حضرت مولانا دامنا السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ میں خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپ کو شفا بخشنے۔ میری بیماری کی حالت میں یہ خط شامی صاحب کے آیا تھا جو کچھ آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی قرادہ و دوسرے حالات کے متعلق سوال کیلئے سو میں آپ کی خدمت میں مفصل بیان کرتا ہوں اور یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت اللحم میں پیدا ہوئے اور بیت اللحم اور بلدہ قدس میں جن کو کاناصلہ تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدہ قدس میں ہے اور اب تک موجود ہے اور اُس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اور اسکے اندر حضرت عیسیٰ کی قبر ہے اور اسی گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے اور وہ فوس قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور ابنی اسرائیل کے عقیدہ میں بلدہ قدس کا نام یہ و شلم تھا اور اسکے اور شلم بھی کہتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ کے فوت ہونے کے بعد اس شہر کا نام ایلیا رکھا گیا اور پھر فتح اسلام کے بعد اس وقت تک اس شہر کا نام

ذات کی نسبت منسوب کر لیا جیسا کہ وہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب تھی اور منسوب کرنے کے وقت یہ زفرمایا کہ اس آیت کو جب حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب کریں تو اسکے اور معنی ہونگے اور جب میری طرف منسوب ہو تو اسکے اور معنی ہیں۔ حالانکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت میں کوئی معنوی تشبیہ و تبدیل ہوتی تو رفع فقہ کے لئے یہ عین فرض تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس تشبیہ و تمثیل کے موقع پر فرمادیتے کہ میرے اس بیان سے کہیں ٹوٹی نہ سمجھ لینا کہ جس طرح میں قیامت کے دن فلما تو قیلتی کہہ کر جناب الہی میں ظاہر کرونگا کہ بڑھنے والے لوگ میری وفات کے بعد بگڑے۔ اسی طرح حضرت مسیح بھی فلما تو قیلتی کہہ کر یہی کہیں گے کہ میری وفات کے بعد میری امت کے لوگ بگڑے کیونکہ فلما تو قیلتی سے میں تو اپنا وفات پانا مراد رکھتا ہوں لیکن مسیح کی زبان سے جب فلما تو قیلتی نکلیگا تو اس سے وفات پانا مراد نہیں ہوگا بلکہ زندہ اٹھایا جانا مراد ہوگا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرق کر کے نہیں دکھلایا جس سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں موقعوں پر ایک ہی معنی مراد لئے ہیں۔ پس اب ذرہ آنکھ کھولو کہ دیکھ لینا چاہیے کہ جبکہ فلما تو قیلتی کے لفظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ نے دونوں شریک ہیں گویا یہ آیت دونوں کے حق میں وارد ہے تو اس آیت کے خواہ کوئی معنی کرو دونوں اس میں شریک ہوں گے۔ سو اگر تم یہ کہو کہ اس جگہ تو قی کے معنی زندہ آسمان پر اٹھایا جانا مراد ہے تو ہمیں اقرار کرنا پڑے گا کہ اس زندہ اٹھانے جانے میں حضرت عیسیٰ کی کچھ خصوصیت نہیں بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ کیونکہ آیت میں دونوں کی مساوی شراکت ہے۔ لیکن یہ تو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ وفات پا گئے ہیں اور مدینہ منورہ میں آپ کی قبر مبارک موجود ہے تو پھر اس سے تو بہر حال ماننا پڑا کہ حضرت عیسیٰ بھی وفات پا گئے ہیں۔ اور لطف تو یہ کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے اور ہم زیادہ صفائی کے لئے اس جگہ حاشیہ میں اخویم سبئی فی اللہ مستید مولوی محمد السعیدی طرابلسی کی شہادت درج کرتے ہیں اور وہ طرابلس بلاد شام کے رہنے والے ہیں اور انہیں کی حدو میں حضرت

ملفوظات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام

جلد ۵

موفق پدی کر دینی چاہیے اور خدا تعالیٰ خود بھی سامان مہیا کر دیتا ہے جیسا کہ مجھ کو بہار کر دیا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کر دے جیسا کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا کہ تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ تیرے ہاتھ میں کسریٰ کے سونے کے کڑے پہنائے جائیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب کسریٰ کا ملک فتح ہوا تو حضرت عمرؓ نے اس کو سونے کے کڑے جو ٹوٹ میں آئے تھے پہنائے حالانکہ سونے کے کڑے یا کوئی اور چیز سونے کی مردوں کے لئے ایسی ہی حرام ہے جیسا کہ اور حرام چیزیں۔ لیکن چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے یہ بات نکلی تھی اس لئے پوری کی گئی۔ اسی طرح ہر ایک دوسرے انسان کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

نستایاک

دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دونو چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑکی اور ایک نیچے کے دھڑکی یعنی عراق اور کثرت لؤل۔ ہمارے مخالف مولوی اس کے معنی یہ کرتے ہیں۔ کہ وہ سچے جوگیوں کی طرح دو چادریں اوڑھے ہوئے آسمان سے نیچے اتریں گے لیکن یہ غلط ہے چونکہ معبودوں نے ہمیشہ زود چادریں کے معنی بیماری کے ہی رکھے ہیں ہر ایک شخص جو زود چادریں دیکھے یا کوئی اور نند چیز تو اس کے معنی بیماری کے ہی ہوں گے اور ہر ایک شخص جو ایسا دیکھے آنا سکتا ہے کہ اس کے معنی یہی ہیں۔

درد و موتوں کے جھگڑے پر فرمایا کہ

ما یصلح لقل

الهدى
والتبصرة لمن یرى

١٢ جون سنه ١٩٠٢ هـ
٦

التمن فی جلد ١٢
محمول ذاك ١٠
وی پی ١

طبع فی دار الامان قادیان المطبع ضیاء الاسلام

بإهتمام الحکیم فضل بن الجمیل

من الضربة فلا تهنوا ولا تحزنوا وان الله محكم لديكم بالصدق والطاعة - ولقد نصركم الله ببدر وانتم اذلة - والان اعيد اليكم البدر في المرة الثانية - وان الفقم قريب ولكن لا بالسيف والمحمية - بل بالضرع والوعده الهمة والادعية - فلا تظنوا ظن السوء واسعرا الي كالحصاة ولا تموتوا الا وانتم مسلمون وصلوا على محمد خيرا البرية - وان هذه مائة كيليلة البدر عدة - وكليلة القدر مرتبة فابشروا ببدركم وانتظروا ايام النصر -

في ذكر اهل الجرائد والاعخبار

لعلك تقول بعد ذلك ان اهل الجرائد والاعخبار يستحقون ان يصلحوا مفسد البلدان والديار - فاقول رحمك الله انه خطأ في الافكار - ائتبر من هؤلاء امراض النفوس - ووساوس القسوس - نعم لا شك ان هذه الصناعات تفيد قومنا لورعه حق المراعات - و تكون كهلاك الى مجاهل - وتقود الى مناهل - وتكون كمنصر للدينيات - وان الجرائد ترمي الغائب كالمشهود - والغائب كالموجود - وتكون الوصلة الى بعض الخفايا - بل قد تعين على فصل القضايا - وترمي

في الحاشية - اقل بلدة بأبى الناس فيها اسمها يدعيانة - وهي قول امرئ قامت الاشرار فيها للأهانة - فلما كانت بيعة المخلصين - حرية لقتل الدجال اللعين - باشاعة الحق المبين - اشرفى الحديث ان المسيح يقتل الدجال على باب اللذ بالضربة الواحدة - فلذ المقص من لفظ لدعيانة كما لا يخفى على ذوي الصلوة

ازالہ اوہام

۴۰۰

حصہ دوم

اب سمجھنا چاہیے کہ گواہی جہاں طور پر قرآن شریف اکمل و اتم کتاب ہے مگر ایک حصہ کثیر و
 جزین کا اور طرز تقریر عبادت و غیرہ کا مفصل اور مبسوط طور پر احادیث سے ہی ہم نے لیا ہے
 اور اگر احادیث کو ہم بجلی سا قطلاعت باز سمجھ لیں تو پھر اس قدر بھی ثبوت دینا ہمیں مشکل
 ہوگا کہ درحقیقت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما و عثمان و انور رضی اللہ عنہم علیہم السلام اور جناب علی رضی اللہ عنہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور امیر المؤمنین تھے اور وہ جو در کتھے تھے صرف
 فرضی نام نہیں کیونکہ قرآن کریم میں ان میں سے کسی کا نام نہیں۔ ہاں اگر کوئی حدیث قرآن شریف
 کی کسی آیت سے صریح مخالف و مغائر پڑے مثلاً قرآن شریف کہتا ہے کہ سب ابن مریم
 فوت ہو گیا اور حدیث یہ کہے کہ فوت نہیں ہوا تو ایسی حدیث مردود اور ناقابل اعتبار ہوگی
 لیکن جو حدیث قرآن شریف کے مخالف نہیں بلکہ اس کے بیان کو اور بھی بسط سے بیان کرتی
 ہے وہ بشرطیکہ جرح سے خالی ہو قبول کرنے کے لائق ہے۔ پس یہ کمال درجہ کی بے نصیبی اور
 بھاری فطلی ہے کہ یک نخت تمام حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ لیں اور ایسی متواتر پیشگوئیاں
 کو جو خیر و ثمر و نفع میں ہی تمام ممالک اسلام میں پھیل گئی تھیں اور مستحکمات میں کبھی گئی
 تھیں بدموضوعات داخل کر دیں۔ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ سب ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی
 ایک سولہ درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح
 میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پسا اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی تو اگر
 کا اول درجہ اس کو حاصل ہے سائیل بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت بہمانی
 پکیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں درحقیقت میں لوگوں کا کام ہے بلکہ خدا تعالیٰ نے
 بصیرت دینی اور حق شناسی کے کچھ بھی بخود اور حصہ نہیں دیا اور باعث اس کے کہ ان
 لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت ہوتی نہیں رہی اس لئے جو بات ان کی اپنی
 سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور مستغلات میں داخل کر لیتے ہیں۔ قانون قدرت ہے شک
 حق اور باطل کے آزمانے کے لئے ایک آلہ ہے مگر ہر ایک قسم کی آزمائش کسی بدمدار نہیں۔

درین زمان برکت نشان لعون خالق کون و مکان

کتابت طاب

مستحبہ

عسل مصفی

جس میں حضرت مسیح ناصری کی فائت اور سنت مسیح موعود کے عابد کی آیت
بدلائل عقلمیہ یا قالیہ برضا حتم تم کیا گیا ہے

از نا ایف

ابو العطار فراخند بخش احمدی قادیانی کیچھوڑ کے سرین مان مسیح موعود کا اصل وود بسا

بماہ اپریل ۱۹۰۱ء مطابق نعرہ ذی الحجہ ۱۳۱۶ھ

در مطبع اسلامیا واقعہ لاہور مطبع کرید

سواب مجدد تسلیم کئے گئے ہیں۔ جن میں سے بعض نے اپنی زبان سے دعویٰ جدید کیا ہے اور بعض نے نہیں کیا۔ صرف بعض لوگوں نے انکو اپنے اعتقاد اور علم سے مجدد تسلیم کر لیا ہے۔ ہم انکے نام صدی وار لکھ دیتے ہیں۔ تاکہ جو لوگ انکے اسمائے مبارکے نام اذق اور نا آشنا ہیں۔ اچھی طرح سے واقف ہو جائیں۔

• پہلی صدی میں اصحاب ذیل مجدد تسلیم کئے گئے ہیں

۱) محمد بن عبدالعزیز (۲) سالم (۳) قاسم (۴) مکحول۔ علاوہ انکے اور بھی اس صدی میں مجدد مانے گئے ہیں۔ چونکہ جو کچھ جماعت صفات تھے جنہاں ہے۔ وہ سب کا سردار اور فی الحقیقت وہی مجددی نفسانہ جاتا ہے۔ اور باقی اس کی ذیل سمجھے جاتے ہیں۔ جیسے انبیاء و نبی اسرائیل میں ایک نبی بڑا ہوتا تھا۔ تو دوسرے اسکے تابع ہو کر کارروائی کرتے تھے۔ چنانچہ صدی اول کے مجدد تصدیف جماعت صفات حسنی حضرت عمر بن عبدالعزیز تھے دیکھو حکم الثاقب جلد ۴ صفحہ ۹۔ وقرۃ العیون و مجالس اللابرار۔

دوسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

۱) امام محمد ادریس ابو عبداللہ شافعی (۲) احمد بن محمد بن حنبل شیبانی (۳) یحییٰ بن معین بن علقم عطفانی (۴) اشعوب بن عبدالعزیز بن داؤد قیس (۵) ابو عمرو مالکی۔ صری (۶) خلیفہ ماموں رشید بن ادریس (۷) قاضی من بن زیاد حنفی (۸) جنید بن محمد بغدادی صوفی (۹) سہل بن ابی سہل بن زحلہ شافعی۔ (۱۰) بقول امام شعرانی مارت بن اسعد محاسبی ابو عبداللہ صوفی بغدادی۔ (۱۱) اور بقول قاضی القضاة علامہ عینی۔ احمد بن خالد الخلال اور یحییٰ بن عبداللہ بغدادی۔ دیکھو حکم الثاقب جلد ۴ صفحہ ۱۰۔ وقرۃ العیون و مجالس اللابرار۔

تیسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

۱) قاضی احمد بن شریف بغدادی شافعی (۲) ابو الحسن اشعری متکلم شافعی۔ (۳) ابو یوسف طحاوی ازوی حنفی (۴) احمد بن شعیب (۵) ابو عبد الرحمن نسائی (۶) خلیفہ مقتدر عباسی

(۷) حضرت شبلی صوفی (۱۸)، حمید الدین حسین (۱۹)، ابو الحسن کرمی صوفی حنفی (۱۰)، امام
جتی بن محمد قسطنطنی مجد و اصحاب اہل حدیث۔

چوتھی صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) امام ابو بکر باقلانی (۱) خلیفہ قادر باللہ عباسی (۲)، ابو حامد سمرقانی (۳)، حافظ ابو
نصیم (۴)، ابو بکر خوارزمی حنفی (۵)، بقول شاہ ولی اللہ، عبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف بالحاکم شاپوری
(۶)، امام ہسینی۔ (۷) حضرت ابو طالب ولی اللہ صاحب قوت القلوب جو طبقہ صوفیاء سے
چلے (۸) حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغداد (۹) ابو اسحاق شیرازی (۱۰) ابیہم
بن مال بن یوسف فقیہ و محدث۔

پانچویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن محمد ابو حامد امام غزالی (۲)، بقول عینی و کرمانی حضرت راعوی حنفی (۳)،
خلیفہ مستنصر باللہ تھمدی باللہ عباسی (۴)، عبداللہ بن محمد انصاری ابو سہیل
چوہی (۵)، ابو الطاہر سلفی (۶)، محمد بن احمد ابو بکر شمس الدین سرخسی فقیہ حنفی۔

چھٹی صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن عمر ابو عبداللہ طغرالدین ملازی (۲)، علی بن محمد (۳)، عزالدین ابن کثیر (۴)،
امام زین العابدین صاحب ذبہ شرح شفا (۵) یحییٰ بن جہش بن میرک حضرت شہاب
الدین سہروردی شہید امام طریقت (۶) یحییٰ بن اشرف بن حسن علی الدین لوزی۔
(۷) حافظ عبدالرحمن ابن جوزی۔

ساتویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) احمد بن عبداللہ تقی العزیز ابن تیمیہ حنبلی (۲)، تقی الدین ابن وقیف (سید) (۳)،
شاہ شرف الدین مخدوم بہائی سندھی (۴)، حضرت معین الدین چشتی (۵)، حافظ

ابن اقیم جوزی شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن اقیم الجوزی دکنی دمشقی
صنبل (۶) عبداللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان بن خلاج ابو محمد عقیف الدین یافعی
شافعی (۷) قاضی بدر الدین محمد بن عبداللہ الشبل حنفی دمشقی -

آٹھویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) حافظ علی بن محمد متملانی شافعی (۲) حافظ زین الدین عاتق شافعی (۳) صالح
بن عمر بن اسلمان قاضی بلقیانی (۴) علامہ ناصر الدین شاذلی ابن سنت سیلی -

نویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) عبدالرحمن بن کمال الدین شافعی معروف بابام جلال الدین سیوطی (۲) محمد بن عبد
الرحمن سخاوی شافعی (۳) سید محمد جون پوری متبذی بادقبول بعض دسویں صدی کے مجتہدین

دسویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) ملا علی قاری سلاطین محمد طابعتی گجراتی محی الدین محی السنہ (۲) حضرت علی بن مسلم
الدین معروف بجلی متقی ہندی کلمی -

گیارہویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) عالمگیر بادشاہ غازی اورنگ زیب (۲) حضرت آدم بنوری صوفی (۳) شیخ احمد
بن عبداللہ صدیق زین العابدین فاروقی سرسندی معروف بابام ربانی مجدد اہل تانی

بارہویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان نجدی (۲) مرزا مظہر جان جاناں دہلوی (۳) سید
عبدالغادر بن احمد بن عبدالقادر حسنی کوکبیانی (۴) حضرت محمد شاذلی اللہ صاحب محدث
دہلوی (۵) امام شوکانی (۶) علامہ سید محمد بن اسمعیل امیرین دکنی محمد حیات بن ملا علی

بعض کے نزدیک حضرت امیر تیمور بادشاہ بھی مجدد ہیں۔

سنہی - نی، پڑھو صدی کے مجدد و اصلاحی ہیں

(۱) سید احمد بریلوی (۲)، شاہ عبدالغنی محدث دہلوی (۳) مولوی محمد امین شہید بریلوی (۴) بعض کے نزدیک شاہ رفیع الدین صاحب بھی مجدد ہیں (۵) بعض نے شاہ عبدالقادر کو مجدد و تسلیم کیا ہے۔ ہم اسکا انکار نہیں کر سکتے۔ کہ بعض لوگ میں بعض بزرگ ایسے ہی ہوں گے جنکو مجدد مانا گیا ہو۔ اور میں انکی اطلاع نہ ملی ہو۔ وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو جامع مبع صفات انسان ہے۔ کوئی کامل انسان ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ شریعت اسلامی کے تمام محکمات کی خدمات کو سرانجام دے سکتا۔ اسلئے ضروری بلکہ اشد ضروری تھا۔ کہ شریعت حقہ اسلام کے پہلو اور ہر محکمہ کے ضعف اور کمزوری کو دور کرنے کے لئے الگ الگ افراد اس خدمت پر مامور ہونے اور مشاہدہ اور تجربہ کو ایسا ہی دیتا ہے کہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ نہایت مجددین سے واضح ہوتا ہے۔ کہ کوئی فخر و فقیہ ہے کوئی محدث ہے۔ کوئی مفسر ہے کوئی صوفی کوئی مشکم ہے۔ اور کوئی بادشاہ ہے۔ الغرض جن کاموں کو ایک ذات جامع مبع صفات انسان ہی پر جس و خوبی سرانجام دیتی تھی۔ اب مختلف زمانوں میں مختلف افراد مختلف پہلوؤں میں ان خدمات کو بجا لاتے رہے۔ اور اس سے کوئی مسلمان انکا نہیں کر سکتا۔

جب یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا۔ کہ ہر صدی کے سرسری مجدد کا آنا ضروری ہے۔ تو اب کوئی وجہ نہیں کہ چودھویں صدی کے سرسری کوئی مجدد۔ حوالہ نمبر بدو کا آنا نہایت ہی ضروری ہے۔ خاص کر ایسے پر فتن زمانہ میں جبکہ اسلام پر پہلو اور ہر طرف سے مصائب کے پہاڑ کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں۔ اور اسلام ایسے شرخصیں چس گیا ہے۔ کہ جس سے جائزہ نہایت ہی مشکل ہو گئی ہے۔

اسی بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہر صدی میں جو مجدد آیا ہے۔ اسکا حکم کام ہی ہوتا تھا۔ کہ اسلام چس پہلو سے حملہ کیا گیا۔ یا جس بات میں اسلام ضعیف ہو گیا۔ اسے حملہ یا نقص کے دور کرنے کے لئے وہ مجدد کوہرا ہوا اور مجدد کے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام

سُنَنُ الدَّارِقُطْنِيِّ

تأليف

شيخ الإسلام حافظ عمرو . القذافي علم الحديث ومعهذ علماء رجاله

الإمام الكبير علي بن عمر الدارقطني

المرور سنة ٢٠٦ والمتوفى سنة ٢٨٥ هـ

وبذيله

التعليق لمغني عن الدارقطني

تأليف

المحدث العلامة

أبي الطيب محمد شمس الحق العظيم آبادي

الجزء الأول

عبد الله الكتب

بيروت

الطبعة الرابعة
١٤٠٦ هـ - ١٩٨٦ م

بيروت - المزرعة بمنطقة الامان - الطبعة الاولى - ص.ب. ٨٧٢٢
للشؤون : ٢٠٦١٦٦ - ٢١٥١٤٢ - ٢١٢٨٨٩ - برلين : تيمليكس - فاكس : ٣٣٣٠



دینار الطاحی عن یونس عن الحسن ، عن ابی بکرۃ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، إن اللہ عز وجل إذا تجل لشیء من خلقہ خشع له ، تابعہ نوح بن قیس عن یونس ابن عبید

۱۰ - حدثنا أبو سعید الأصطخری ثنا محمد بن عبد اللہ بن نوفل ثنا عبید بن یعیش ، ثنا یونس بن بکر عن عمرو^(۷) بن شمر عن جابر ، عن محمد بن علی قال . إن لہدینا آیتین لم تكونا منذ خلق السماوات والأرض ، یکسف القمر لأول لیلۃ من رمضان ، وتکسف الشمس فی النصف منه ، ولم تكونا منذ خلق اللہ السماوات والأرض .

۱۱ - حدثنا ابن ابی داود ثنا أحمد بن صالح ومحمد بن مسلمة قالانا ابن وهب ، عن عمرو ابن الحارث أن عبد الرحمن بن القاسم حدثہ عن أبیہ ، عن عبد اللہ^(۸) بن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : « إن الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ لا ینحسفان لموت أحد ولا حیاته ، ولکنهما آیتان من آیات اللہ ، فإذا رأیتما فصلوا . »

الآخيرة أعني : ولكن الله إذا تجلى لشيء الخ وإيماء في سنن النسائي من حديث قبيصة الغلال ومن حديث الثمان بن بشير ولفظه : إن الله عز وجل إذا تجل لشيء من خلقه خشع له ، وقد أظال الحافظ ابن القيم الكلام في معنى هذه الزيادة في كتابه مفتاح دار السعادة بما لا مزيد عليه . قوله : عمرو^(۷) بن شمر عن جابر ، كلاهما ضعيفان لا يحتاج بهما . قوله : عن عبد الله^(۸) ابن عمر ، الحديث أخرجه الشيباني ، وأعلم أنه ثبت عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم في الكسوف والخسوف في كل ركعة ركوع ، وفي كل ركعة ركوعان ، وفي كل ركعة ثلاث ركوعات ، وأربعة ركوعات ، وخمس ركوعات ، قال الحافظ في فتح الباري : وجمع بعضهم بين هذه الأحاديث بتعدد الواقعة ، وأن الكسوف وقع مراراً فيكون كل من هذه الأرجه جائزاً ، وإلى ذلك ذهب إسحاق بن راهويه ، لكن لم يثبت عنده الزيادة على أربع ركوعات ، وقال ابن خزيمة وابن المنذر والخطابي وغيرهم : يجوز العمل بجميع ما ثبت من ذلك ، وهو من الاختلاف المباح ، وقواه النووي في شرح مسلم . واقه أعلم .

(۲ ج ۵ م - سنن الدارقطني)

ایسا ہی ذرہ انصاف کرنا چاہیے کہ کس وقت اور چمک سے کس وقت اور خسوت کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور ہمارے دعویٰ پر آسمان نے گواہی دی۔ مگر اس زمانہ کے نقل الممولوی اس سے بھی منکر ہیں۔ خاص کر رئیس القباہین عبدالحق غزنوی اور اس کا تادم گروہ علیہمہمذبحا لعن اللہ المذبح مستحق۔ اپنے ناپاک لشہباز میں نہایت ہراس سے کہتا ہے کہ یہ پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی اسے پیدا مجال! پیشگوئی تو پوری ہو گئی، لیکن آجھب کے فسار نے تجھ کو اندھا کر دیا۔ پیشگوئی کے اس لفظ جو امام محمد باقر سے واقفین میں مروی ہے یہ ہے: "ان لمہدینا ایسین لہ تکون امنہ خلق التملیٰ و الاحرض ینسکست القمر لادل لیلہ من رمضان و تنسکست الشمس فی النصف منہ الہ۔ یعنی ہمارے مہدی کی تہیہ اور تصدیق کے لئے دو نشان مقرر ہیں۔ اور جب کہ زمین و آسمان پیدا کئے گئے وہ دو نشان کسی مہدی کے وقت ظہور میں نہیں آئے۔ اور وہ یہ ہیں کہ مہدی کے اذکار کے وقت میں چاند کو اس پہلی رات میں گرہن ہوگا جو اس خسوت کی تین دنوں کے بعد پہلی رات یعنی تیسری رات۔ اور سورج کو اس کے گرہن کے دنوں میں سے اس دن گرہن ہوگا جو درمیان دن ہے یعنی اٹھائیس منہج کو اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مہدی کے لئے اتفاق نہیں ہوا کہ اس کے ڈو کی مدت میں خسوت و خسوت میں ان تاریخوں میں ہوا اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اس عرض سے نہیں تھا کہ وہ خسوت کس وقت کے برضاعت ظہور میں آئے گا اور یہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ ہے۔ بلکہ صرف یہ مطلب تھا کہ اس مہدی سے پہلے کسی مہدی صادق یا کاذب کو یہ اتفاق نہیں ہوا ہوگا کہ اس نے ہدویت یا رسالت کا دعویٰ کیا ہو۔ اور اس کے وقت میں ان تاریخوں میں رمضان میں خسوت کسوف ہوا ہو۔ پس ان مولویوں کو چاہئے تھا۔ کہ اگر اس پیشگوئی کی صحت میں شک تھا تو ایسی کوئی نظیر سابق زمانہ میں سے جو اس کسی کتاب کے ہمیش کرتے جس میں لکھا ہوتا کہ پہلے ایسا دعویٰ ہو چکا ہے۔ اور اس کے وقت میں ایسا خسوت کسوف بھی ہو چکا ہے مگر اس طرف تو انہوں نے رخ بھی نہیں کیا۔ اور یہ احمقانہ عذر پیش کر دیا ہے کہ اس پیشگوئی کے یہ معنی ہیں کہ چاند کو رمضان کی پہلی رات میں گرہن لگے گا۔ اور پندرہ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔ لاجل لاف لاف۔ ان عقول نہیں کسی لفظ سے گھمٹے لے سادلو! آنکھوں کے اندھوں مولویت کو بدنام کرنے والو! ذرہ سوچو!

وذرء هذا ابيان بعض العلماء واما صاحب الانسان الكامل عبدالمكريم
 يترجم علماء كقول في ترجمته صاحب كتاب انسان كامل عبدالمكريم
 الذي هو من المتصوفين فبلغ الامر الى النهاية وقال ان التشليث
 هو تصوف في حقه اس باره مي تدهي كروي اور كهاك تشليث
 بعنه حق ولا حرج فيه وان عيسى كذا وكذا ايل اشار الى انه ليس
 ايک مسی کے روح حق ہے اور اس میں کچھ حرج نہیں اور عیسیٰ ایسا ہوا اور ایسا ہو بلکہ اس طرف اشارہ کر دیا کہ
 مخلوق ومنهم من اعتدى في كذبه وقال بسم الله الارب والاربن و
 وہ خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں سے نہیں ہوا اور بعض آدمی جھوٹ بولنے میں بہت بڑھ گئے اور یہ لکھ کر بسم اللہ الارب والاربن
 روح القدس كذلك ايدوا القرية ونصرها وكان الكذب اول الامر
 روح القدس اس طرح انہوں نے جھوٹ کی تائید کی اور جھوٹ کو مدد دی اور جھوٹ پہلے پہلے تو
 قليلا ثم من جاء بعد كاذب الحق بكذبه كذبا اخر حتى ارتفعت
 تھوڑا سا پھر جو شخص ایک جھوٹ کے بعد آیا اس نے کچھ اپنی طرف سے بھی پہلے جھوٹ پر زیادہ کیا یہاں تک کہ جھوٹ کا
 عمارة الكذب وجعل ابن عجوزة ابن الله وبعد ذلك جعل الله العالمين
 عمارت بہت اونچی ہو گئی اور ایک برسی عورت کا بچہ خدا کا بیٹا بنا لیا اور پھر خدا کے مانگنا خبردار ہو کر
 الالعة الله على الكاذبين ان عيسى الانبياء الله كانبيا اخرين وان
 جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ عیسیٰ صوفیوں اور نبیوں کی طرح ایک نبی خدا کا ہے اور وہ
 هو الاكلام شريعة النبي المحصوم الذي حرم الله عليه المراض حتى
 اس نبی محصوم کی شریعت کا ایک نام ہے جس پر تمام دودھ پلانے والی حرام کی گئی تھیں یہاں تک کہ
 اقبل على ثدي امه وكلمه ربه على طور سينين جعله من المحبوبين لهدوه موسى
 اپنے ثل کی چھاتیوں تک پہنچا لیا اور اس کا خدا کو سینا میں اس سے حکلام ہوا اور اس کو پیاما بنا لیا اور موسیٰ
 في الغائبة كما الله من حبل وكلم الشيطان عيسى على جبل فانظر الفرق بينهما ان كنت من الناظرين
 تھا ایک پیارا اور موسیٰ سے حکلام ہوا اور ایک پہاڑ پر شیطان جسے سے حکلام ہوا اس میں وہ نفس تم کے
 حکلام میں غور کر اگر غور کرنے کا مادہ ہے۔

فتی اللہ الذی اشارك الله فی كتابه الی حیاتہ و فرض علینا ان نؤمن
 مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر یقین لائیں
 انہ حتی فی السماء ولم یحُتْ و لیس من المیتین۔

کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مردوں میں سے نہیں۔

و اما نزول علیہ من السماء فقد اثبتنا بطلانہ فی کتابنا الحماہ
 مگر یہ بات کہ حضرت یحییٰ آسمان کو نازل ہوئے سو ہم نے اس خیال کا باطل ہونا ہی کتاب حمزہ البشری
 و خلاصتہ انا لانجد فی القرآن شیئاً فی ہذا الباب من غیر خبر و قاتہ
 میں بخوبی ثابت کر دیا ہے اور نہ صراحتاً ہے کہ ہم قرآن میں بغیر وفات حضرت یحییٰ کے اور کچھ ذکر نہیں پاتے اور
 الذی تجدها فی مقامات كثيرة من الفرقان الحمید نعم جاء لفظ النزول
 وفات کا ذکر نہ ایک جگہ بلکہ کئی مقامات میں پاتے ہیں ان بعض احادیث میں نزول کا

فی بعض الاحادیث و لکنہ لفظ قد کثر استعمالہ فی لسان العرب
 لفظ آیا ہے لیکن وہ لفظ ایسا ہے کہ زبان عرب میں اکثر استعمال اس کے

على نزول المسافرین اذا نزولوا من بلدة ببلدة او من ملك بملك
 مسافروں کے حق میں ہے جب وہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں اور جوں اور یہ ایک ملک سے دوسرے
 متخربین و النزول هو المسافر كما لا يخفى على العالمین۔
 ملک میں سفر کر کے آئیں اور نزول تو مسافر کو ہی کہتے ہیں جیسا کہ جلفظہ والوں پر پوشیدہ نہیں۔

و اما لفظ التوفی الذی يوجد فی القرآن فی حق المسیح و غیرہ
 مگر توفی کا لفظ قرآن میں حضرت مسیح اور دوسروں کے حق میں پایا جاتا ہے سو اس میں بغیر حقے ماننے کے
 من یعنی آدم فلا سبیل فیہ الی تاویل اخری بغیر الاماتة و اخذنا
 اور کوئی تامل نہیں ہو سکتی اور یہ معنی نارغے کے ہم نے

معناه من النبی و من اجل الصحابة لا من عند انفسنا و انت تعلم
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے بڑے صحابہ سے لئے ہیں یہ نہیں کہ اپنی طرف گھڑے ہیں اور جو جانتا ہے کہ

جس سے ظاہر ہے کہ مسیح کے لئے والوں دعوا حقیقی طور پر پیر ہوں یا برائے نام کا جب
 کبھی منکران مسیح سے مقابلہ ہوا۔ تو متبعان مسیح ان منکران مسیح پر غالب رہے۔ مگر اگر حقیقت
 عیسائی مسیح کے پیر نہیں بلکہ صرف اسی طور پر اسکی طرف منسوب ہیں اگر پیشگوئی کا تعلق حقیقی
 حقیقی متبعین سے ہوتا تو عیسائیوں کا غلبہ ہرگز نہ ہوتا۔ پس برائے نام پیر ہوں کا غلبہ ثبوت
 ہے اس بات کا کہ پیشگوئی کا تعلق اسم سے ہوتا ہے۔ سکتے جب تک موجودہ عیان اسلام ہی
 طور سے مسلمان کہلاتے ہیں اور عیسائیوں اور یہودیوں میں مل نہیں جاتے اسوقت تک اگر وہ
 کہہ دینے پر کا بعض ہیں تو پیشگوئی کے صدق پر کوئی نقص لازم نہیں آتا۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ امر حقیقی
 تو غیر گھروں کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ عذرت کے منکرین کی طرف سے نہیں ہو سکتا کیونکہ غائب
 کے منکرین کے بیٹے تو تاسو چننا ہی کافی ہے کہ گم ہونے کے علاوہ اسکی طرف سے ہی مسیح موجود ہو کر
 نئی ننگ چکا ہے پس وہ دکھیز کی وجہ سے کافر بن چکے ہیں اور تکفیر کا مسئلہ منکرین صلیب
 کے نزدیک بھی سست ہے۔ فہم برودا

گیا ر حواں اعتراف میں کیا جانتا ہے۔ اچھا اگر حضرت مسیح موجود تھے تو ہم
 منکرین کو کافر سمجھتے تھے تو کیوں آپنے ان سے وہ سلوک روا رکھا جو کافروں سے جائز
 نہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا اعتراف کن مسترض کی تاوا حقیقت برداشت کرتا ہے
 کیونکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موجود نہ تھے نیز حاضرین کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز
 رہا ہے جو مسیحیوں نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔

غیر حاضرین سے ہماری غائزیں الگ کی گئیں ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا انکے
 جنازے پڑھنے سے روک لیا اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم انکے ساتھ ملکر دیکھتے ہیں۔ وہ
 تم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دوسرے نبوی۔ دینی تعلق کا جسے بڑا وسیع
 عبادت کا اکتھا ہونا ہے اور نبوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ واطہ سے سوچنا
 ہمارے لیے حرام قرار دے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو ہمیں
 کہتے ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اسیا کہہ کر کہو کہ غیر احمدیوں کی مسلم

کتابت النفل

جلد ۱۰

۱۷۰

کیوں نہیں جانتے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے ہاں ماشاء اللہ منافقین کو حضرت مسیح موعود نے کبھی سلام نہیں کیا اور نہ ان کو سلام کہنا جائز ہے غرض ہر ایک طریقہ سے ہم کو حضرت مسیح موعود نے غیروں سے ننگ کیا ہے اور یہ کوئی تعسفی نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہو اور پھر ہم کو اس سے نہ روکا گیا ہو۔ اس لئے یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ بات ہے تو کیوں وہی ایسی احمدی صورت کا نکاح منع نہیں قرار دیا جاتا جس کا خاندان غیر احمدی ہے یا کیوں ایک احمدی باپ کا در غیر احمدی بیٹے کو جانا ہے حالانکہ مسلمان کا کافر وارث نہیں ہو سکتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت کے احکام دو قسم کے ہیں ایک وہ جو ہر ایک انسان کے لئے ہیں اور ایک وہ جو مشرک حکومت کے لئے ہیں مثلاً نماز پڑھنا ہر ایک کا فرض ہے لیکن چار کے ہاتھ کاٹنا ہر ایک کا فرض نہیں بلکہ حکومت کا فرض ہے اسی طرح روزہ رکھنا ہر ایک مسلمان کے لئے فرض ہے مگر زانی کو سنگسار کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض نہیں بلکہ صرف اسلامی حکومت کا فرض ہے اب اگر اس صل کے تحت غیر احمدیوں اور احمدیوں کے تعلقات پر نظر ڈالی جاوے تو سارے جھگڑے کا فیصلہ چھتا ہے اور وہ اس صلح کو جو کہ نماز الگ کرنے کا مسئلہ حکومت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اس لئے اس پر ملکہ آمد کا حکم دیا گیا یہی حال جنازوں اور رشتے اور ناٹوں کا ہے لیکن وراثت اور نکاح منع ہو جانے کا مسئلہ حکومت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس لئے حضرت مسیح موعود نے خاص کے متعلق کچھ نہیں لکھا اگر آپ کو حکومت دی جاتی تو آپ انکے متعلق بھی حکم جاری فرماتے پس مسئلہ وراثت کے متعلق ہم پر کوئی اعتراض نہیں ہاں اگر کوئی ایسا مسئلہ ہے جو حکومت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اور پھر حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق ایسا فیصلہ نہیں فرمایا تو اس کو پیش کیا جاوے ورنہ یہ کہنا کہ غیر احمدیوں کے ساتھ بعض اسلامی سلوک جائز رکھے گئے ہیں ایک دعویٰ ہے جسکی کوئی بھی دلیل نہیں۔ فتہ بردار

بارھواں اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے جو عبد العظیم کو خط لکھا ہے اس میں اپنے لکھنے کے خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ جسکو تیری دعوت پہنچی ہے وہ اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں اس سے پتہ لگتا ہے کہ کم از کم وہ لوگ کافر

۱۸۹۹ء ” جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا

مخالفت رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جنسی ہے“

(از خط حضرت اقدس بنام بابوالعیش صاحب ۱۶ جون ۱۸۹۹ء مجلہ اشتادات جلد ۵ صفحہ ۲۰۵۔ تبلیغ رسالت جلد نمبر صفحہ ۱۷۰)

۳۰ جون ۱۸۹۹ء ” ۳۰ جون ۱۸۹۹ء میں مجھے یہ الام ہو جا:

پہلے بیہوشی۔ پھر غشی۔ پھر موت

ساتھ ہی اس کی تقسیم ہوئی کہ یہ الام ایک منگھل دوست کی نسبت ہے جس کی موت سے ہمیں رنج پہنچے گا۔ چنانچہ اپنی جماعت کے ہمت سے لوگوں کو یہ الام شنایا گیا اور الحکم نمبر ۲۳ جلد ۳۰۔۳۱ جون ۱۸۹۹ء میں دسج ہو کر شائع کیا گیا۔

پھر آخر جولائی ۱۸۹۹ء میں ہمارے ایک خیریت منگھل دوست یعنی ڈاکٹر محمد بوڑھے خان اسسٹنٹ مہرجن ایک ناگمانی موت سے قصور میں گذر گئے۔ اول بیہوش رہے پھر یکہ غشی طاری ہوگئی پھر اس ناپائیدار دنیا سے کوچ کیا اور ان کی موت اور اس الام میں صرف میں بائیس دن کا فرق تھا:

(ستیکھ الوی صفحہ ۲۱۳، ۲۱۴۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴)

۱۸۹۹ء ” صبح حضرت اقدس کو یہ رویا ہوا ہے کہ حضرت مکہ معظمہ قیصرہ ہند سلما اللہ تعالیٰ کو یا حضرت اقدس

کے گھر میں رونق افروز ہوئی ہیں۔ حضرت اقدس رویا میں عاجز راقم عبدالمکریم کو جو اس وقت حضور اقدس کے پاس بیٹھا ہے فرماتے ہیں کہ حضرت مکہ معظمہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم بکھیرنا ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے ان کا کوئی شکر تیرے بھی ادا کرنا چاہیے۔ اس رویا کی تعبیر یہ تھی کہ حضرت کے ساتھ کوئی نصرت الہی شامل ہوئی چاہتی ہے۔“ (از خط مولانا عبدالمکریم صاحب مندرجہ الحکم نمبر ۲۴ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۹۹ء صفحہ ۳)

لے اس ہفتہ میں سب سے عجیب اور دلچسپ بات جو واقع ہوئی..... وہ ایک کچی کا حضرت کے نام آتا تھا۔ اس میں پختہ ثبوت اور تحصیل سے نکھاسے کہ جلال آباد (علاقہ کابل) کے علاقہ میں یوز آسنٹ نی کا چورتہ موجود ہے اور وہاں مشہور ہے کہ دو ہزار برسوں ہونے کے یہی شام سے یہاں آیا تھا اور سرکار کابل کی طرف سے کچھ جاگیر بھی اس چورتہ کے نام ہے... ۱۰۰۰ اس خط سے حضرت اقدس ویس قدر خوش ہونے کے فرمایا ” اللہ تعالیٰ گواہ اور ملیم ہے کہ اگر مجھے کوئی کردوں روپے لادیتا تو میں کبھی اتنا خوش نہ ہوتا جیسا اس خط نے مجھے خوشی بخشی ہے“..... خدا کا علم اور قدرت دیکھئے نمر کے وقت

۱۸۸۸ء "اور مجھے بشارت دی ہے کہ میں نے تجھے شامخت کر لے کے بعد تیری دشمنی توڑ تیرے سر کی مخالفت اختیار کی وہ جیسی ہے"

(مکتوب حضرت آدمؑ، اگست ۱۸۸۸ء، ص ۱۳۰، ج ۱، مکتوبات، ص ۱۳۰، ج ۱، مکتوبات، ص ۱۳۰)

۱۸۸۸ء "یہ بات کھلی کھلی امام اہلبیت نے ظاہر کر دی کہ بشر جو فوت ہو گیا ہے وہ بے گناہ نہیں آیا تھا بلکہ اسکی موت ان سب لوگوں کی زندگی کا موجب ہوئی جنہوں نے حضرت آدمؑ کی موت سے تم کیا اور اُس ابتلاء کی برداشت کر کے کہ جو اُس کی موت سے ظہور میں آیا"

(سبز شتا صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰)

۱۸۸۸ء "اس موت کی تقریب پر بعض مسلمانوں کی نسبت یہ امام ہوا۔

أَحْسَبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا: آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْقَهُونَ. قَالُوا: تِلْكَ أَلْسِنَةٌ فِتْنَةٌ
تَدُلُّكُمُ عَلَىٰ حَقِّ حَقِّ تَكْوِينٍ مَعْرُوفًا أَوْ تَعْمَلُونَ مِنَ الْمَلَائِكِينَ. شَهِدَتِ الْمَلَكُوتَةُ قَوْلَهُ
عَمَلُهُ حَقِّ حَقِّينَ. إِنَّ الْعَالَمِينَ لَأَبْرُؤُهُمْ بِمَا كَانُوا فِي حَسَابٍ.

اب خدا تعالیٰ نے ان آیات میں ہات بٹلا دیا کہ بشر کی موت لوگوں کی آزمائش کے لئے ایک ضروری امر ہے۔ جو کچھ تھے وہ صلح و عہد کے طے سے ناامید ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ تو ایسی طرح اس یوسف کی باتیں ہی کرتا ہے گا یہاں تک کہ قریب مرگ ہو جائے گا یا فرج جائے گا۔ سو خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ ایسوں سے اپنا منہ پھیرے جبکہ وہ وقت پہنچ جائے اور بشر کی موت پر جزا ثابت قدم رہے ان کے لئے بے اندازہ اجر کا وعدہ ہوا کہ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں اور گناہ جنہوں کی نظر میں میرا ناک۔"

(مکتوب ۲، دسمبر ۱۸۸۸ء، ص ۱۳۰، ج ۱، مکتوبات، ص ۱۳۰، ج ۱، مکتوبات، ص ۱۳۰)

۱۸۸۸ء "إِنِّي لَأَنْتَ إِذَا كَانَ مِنْكَ شَيْءٌ أَوْ كَانَ مِنْهُ بَشِيرًا فَتَوَقَّاهُ اللَّهُ فِي آيَاتِهِ الْبَرِّعَاتِ. وَهُوَ خَيْرٌ

لے میں بشری قول کی موت۔ اور قرب)

تو (قریب اور قرب) میرا ایک اور جس کا نام بشر ہے اور بشری قول کے آیات میں فوت ہو گیا اور حق یہ ہے کہ میں لوگوں نے نظری اور شہادت میں کھلنے کو اختیار کیا ہے ان کی نظر خدا تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔ اس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے اہم ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ تم صحت اپنے فضل اور احسان سے وہ مجھے واپس دے گئے (میں اس کا شکر ادا ہوا گا۔ سو اللہ تعالیٰ نے ایک اور ایسا عطا کیا۔)

جس زمانہ میں ان مولویوں اور اُن کے چیلوں نے میرے پر تکذیب اور بدزبانی کے حملے شروع کئے اُس زمانہ میں میری ہیبت میں ایک آدمی بھی نہیں تھا۔ گو چند دوست جو اُن کیوں پر شمار ہو سکتے تھے میرے ساتھ تھے۔ اور اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے ستر ہزار کے

دوسرے معنوں سے ختم نبوت محفوظ رہا ہے۔
 اسی بگڑے جی بارہم کہ خدا نے حکیم طہم نے شیخ دنیا دہی دیکھی ہے یعنی بعض نفوس بعض کے مشابہ ہوتے ہیں نیک نیکوں کے مشابہ اور بد بادل کے مشابہ مگر ایسی جہ سے امر حق ہو سکے اور زور خود سے ظاہر نہیں ہوتا لیکن آنحضرت کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رحمت کا زمانہ ہوگا تا کہ امت مرحومہ دوسری امتوں سے کس بات میں کم نہ ہو۔ پس اُس نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گزشتہ نبی سے مجھے اُس نے تشبیہ دی کہ وہی میرا نام رکھ دیا۔ چنانچہ آدم ابوہریم نوح موسیٰ داؤد سلیمان و سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمام نام برائے ہیں احمد و علی میں میرے دیکھے گئے اور اس صورت میں گویا تمام انبیاء گزشتہ امتوں میں دوبارہ پیدا ہو گئے یہاں تک کہ سب کے آخر میں پیدا ہو گیا اور جو میرے خلاف تھے

اھذنا للصلوٰۃ المستقیمہ صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

پس یہ آیت صاف کہہ رہی ہے کہ اس امت کے بعض افراد گزشتہ نبیوں کا مکمل دیا جانے کا اور نیز یہ کہ گزشتہ کفار کی عادات بھی بعض منکروں کو دی جائیں گی اور بڑی شدت سے

میں عذاب دینا چاہوں وہ عذاب میں گرفتار ہو اور جس کو میں چھوڑنا چاہوں وہ عذاب سے محفوظ ہے۔“

(بدرد جلد ۲ نمبر ۱۳، سورہ ۲۹، پارچہ ۱۹ صفر ۱-۱، المکمل جلد ۱۰، نمبر ۱۱، سورہ ۳۱، پارچہ ۱۹ صفر ۱)

۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء ” اَخْرَجَهُ اللهُ إِلَىٰ ذَاتِ حَسْبٍ لِّهِ“

فرمایا: چھوٹے زلزلے تو آتے ہی رہتے ہیں لیکن سخت زلزلہ جو آنے والا ہے اس کے وقت میں تاخیر نکالی گئی ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ تاخیر کتنی ہے۔“

(بدرد جلد ۲ نمبر ۱۳، سورہ ۵، اپریل ۱۹ صفر ۲-۲، بدرد جلد ۲ نمبر ۱۵، سورہ ۱۲، اپریل ۱۹ صفر ۲-۲، المکمل جلد ۱۰، نمبر ۱۱، سورہ ۳۱، پارچہ ۱۹ صفر ۱)

۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء ” میں پچاس یا ساٹھ اور نشان دکھلاؤں گا۔“

(بدرد جلد ۲ نمبر ۱۳، سورہ ۵، اپریل ۱۹ صفر ۲-۲، المکمل جلد ۱۰، نمبر ۱۲، سورہ ۱۱، اپریل ۱۹ صفر ۱)

۱ مارچ ۱۹۰۶ء

” چند روز ہونے یہ الہام ہوا تھا۔“

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا سُبُلَ الَّذِينَ كَفَرُوا قَدْ نَسُوا اللَّهَ فَمَا وَفَدَهُ لَكَ.

ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ گھوڑکے ہاں لڑکا ہو کیونکہ ناسلہ پاتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔“

(بدرد جلد ۲ نمبر ۱۳، سورہ ۵، اپریل ۱۹ صفر ۲-۲، المکمل جلد ۱۰، نمبر ۱۲، سورہ ۱۱، اپریل ۱۹ صفر ۱)

۱ مارچ ۱۹۰۶ء

” خدا تعالیٰ نے یہ سب پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مؤاخذہ ہے۔“

(مکتوب بنام ڈاکٹر عبدالحکیم قرطبی مندوب رسالہ ”الذکر الحکیم“ نمبر ۲۳، مرتبہ ڈاکٹر عبدالحکیم قرطبی، مکتوب بنام ڈاکٹر عبدالحکیم قرطبی، ۱۵ جنوری ۱۹۰۵ء صفر ۸)

۱۔ ترجمہ از مرتب، اللہ تعالیٰ نے اس میں تاخیر نکالی ہے وقت مقررہ تک۔

۲۔ المکمل میں یہ الفاظ ہیں ”میں پچاس یا ساٹھ نشان آور دکھلاؤں گا۔“

۳۔ ترجمہ ”اسم“ ”ہم ایک لشکر کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرے اپوتا ہو گا۔“ (مختصر الوہی صفر ۹-۹)

روحانی خزائن جلد ۲۲ صفر ۱۹۹

اس امام کی شریعت میں حضرت سیح موعود نے الذین کفروا خیر ائمہی مسلمانوں کو قرار دیا ہے
فندرتوا۔ پھر حضرت صاحب کا یہ امام بھی چھپ چکا ہے کہ۔۔۔ یریدون لیسطفوا
نورا لله باقواہم واللہ متہم نورا ولوکسا الکافرون۔ اس امام
میں تو مزید کافرو کا لفظ موجود ہے۔۔۔ امام بھی حضرت سیح موعود کو بہت وقفہ ہوا کہ۔۔۔
وامتازوا الیوم ایہا البحر ہون یعنی اسے بحر و اتم بہت مت سے اسلام کرنام
کر رہے ہو آج کے دن سے تم کو الگ کر دیا جاتا ہے۔ پھر ایک اور امام ہے جس میں بھلائی
کنجائش باقی رہتی ہی نہیں سوائے اسکے کہ امام کا انکار کر دیا جائے اور وہ امام ہے
قل یا ایہا الکفار انی من المصد قین (دیکھ حقیقتہ الومی صفحہ ۹۲) اب
کہاں ہیں وہ لوگ جن کا یہ قول ہے کہ سیح موعود کو ماننا جزو ایمان نہیں وہ دیکھیں کذا سیح
موعود کو حکم دیتا ہے کہ تو کہے کافر میں صادقین میں سے ہوں یہ بات تو صاف ظاہر ہے
کہ اس امام میں مخاطب ہر ایک ایسا شخص ہے جو حضرت سیح موعود کو صادق نہیں سمجھتا کیونکہ
نقرہ انی من المصد قین اس کی طرف صاف اشارہ کر رہا ہے۔ پس ثابت ہوا
کہ ہر ایک جو آپ کو صادق نہیں جانتا اور آپ کے دعویٰ پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے۔ پھر اسکے
ساتھ یہ امام بھی قابل غصہ ہے کہ قطع دابر القوم الذین لایؤمنون۔۔۔ میں حضرت
سیح موعود کے منکروں کو قوم لایؤمنون کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ پھر حقیقتہ الومی صفحہ
۱۰۰ پر حضرت صاحب کا یہ امام درج ہے کہ۔۔۔

چو در خسروی آغاز کردند : مسلمان را مسلمان باز کردند

اس امامی شعر میں اللہ تعالیٰ نے مسند کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے
اس میں خدا نے غیر ائمہوں کو مسلمان بھی کہا ہے اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے مسلمان
تو اس نے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے بجا سے جاتے ہیں اور جب تک ایٹھا ہوتا
نہ کیا جاوے تو گو کہ پتہ نہیں چلتا کہ کون مراد ہے مگر ان کے اسلام کا اسے انکار کیا گیا ہے کہ
وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں بلکہ مرتد ہے کہ انکو پھرنے سے مسلمان
کیا جاوے۔ پھر حضرت سیح موعود کا ایک اور امام ہے جو آپ کو اپنی وفات سے چند دن پہلے



انکبۃ صداقت

جس میں

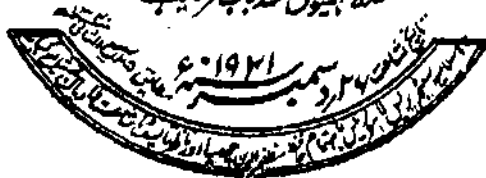
عزت امام جماعت احمدیہ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح

نے

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے متعدد چند رفقاء کی جماعت احمدیہ کے علمبرداروں کے

اسباب صحیح واقعات اور سچے حالات کا انکشاف اور سپاٹ سے پڑا ہونے والی

غلط فہمیوں کا سدباب فرمایا ہے



باب اول

اُن غلط واقعات کی تردید میں جو مولوی محمد علی صاحب نے
اختلاف پہلے کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کئے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کا تبدیلی عقیدہ بعد مولوی محمد علی صاحب نے اختلافات کی ایک تاریخ کے متعلق مجھ پر بے جا الزام بیان کی ہے۔ جس میں انہوں نے اپنی طرف سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جس طرح حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد بعض اوقات سے متاثر ہو کر میں نے (یعنی اس عاجز نے) اپنے عقائد میں تبدیلی پیدا کی ہے۔

تقدیر و عقائد میں تبدیلی عقیدہ مولوی صاحب میں اُس کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اول کہ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق یہ خیال پھیلا یا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی آیت اسمہ احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم (سورہ آیت)

کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام ہی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

پہرے عقائد کا بیان میں تسلیم کرنا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔ لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرنا کہ مسطورہ یا اس سے تین چار سال پہلے سے میں نے یہ عقائد

اختیار کئے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں آگے ثابت کر دوں گا۔ ان میں سے اول الذکر اور آخر الذکر حضرت مسیح موعودؑ وقت سے ہیں۔ اور دوسری الذکر عقیدہ جیسا کہ خود میں نے اپنے ٹیکچر میں بیان کیا ہے۔ جو چھپ بھی چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت اساذی الکوم عقیدہ ایسا اہل روم سے گفتگو اور اپنی تعلیم کا نتیجہ ہے۔

انوارِ خلافت

(مجموعہ تقاریر جلسہ سالانہ 1915ء)

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

انوار خلافت

انوار العلوم جلد - ۳

نے کہا آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں جو یہ مشورہ کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں میں یہ نہیں مان سکتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں۔ اس سے شیخ یعقوب علی صاحب ہاتھی کر رہے تھے۔ میں نے ان کو کہا آپ کہہ دیں کہ واقعہ میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں یہ منکر وہ حیران سا ہو گیا۔ لیکن جب اس سے یہ پوچھا گیا کہ آپ جس مسیح کے آنے کے منتظر ہیں اس کے منکروں کو کیا کہتے ہیں۔ تو کہنے لگا بس بس میں سمجھ گیا بے شک آپ کا حق ہے کہ ہم کو کافر سمجھیں۔

پس تم لوگ دین کو اپنی جگہ پر رکھو اور دنیا کو اپنی جگہ پر۔ اور جہاں دین کا معاملہ آئے وہاں فوراً الگ ہو جاؤ۔ وہ لوگ جو اس بات سے چڑتے ہیں کہ ہمیں کافر کیوں کہا جاتا ہے۔ ان سے پوچھو کہ جب تمہارا مسیح آئے گا اور جو لوگ اسے نہیں مانتے ان کو کیا کہو گے۔ یہی بات کہ ان کی گردن اڑاؤ۔ لیکن ہم تو کسی کی گردن نہیں اڑاتے ہم تو شریعت کا توثیق استعمال کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو کہو اگر تمہارے خیال میں ہم ایک جھوٹے مسیح کو مانتے ہیں تو پھر ہمارے جنازہ پڑھنے سے تمہارے مردہ کو فائدہ کیا ہو گا کیا جس صورت میں کہ ہم مسلمان ہی نہیں ہماری دعا سے آپ کا مردہ بخشا جاسکتا ہے۔ پس اگر ان باتوں پر کوئی غور کرے تو کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہو سکتا۔

اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے۔ تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعود کا کفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کہتے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچے کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔ پھر میں کہتا ہوں بچہ تو گنہگار نہیں ہوتا اس کو جنازہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بچہ کا جنازہ تو دعا ہوتی ہے اس کے پیسہ مانگنے کے لئے اور اس کے پیسہ مانگنے کے لئے نہیں بلکہ غیر احمدی ہوتے ہیں۔ اس لئے بچہ کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔ باقی رہا کوئی ایسا شخص جو حضرت صاحب کو تو سچا مانتا ہے لیکن ابھی اس نے بیعت نہیں کی یا احمدیت کے متعلق غور کر رہا ہے اور اسی حالت میں مر گیا ہے اس کو ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی

کلمۃ الفصل

جلد ۱۲

۱۱۰

جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں
تفریق کریں یعنی اللہ پر ایمان لے آئیں اور رسولوں کو نہ مانیں! کہتے ہیں کہ ہم بعض رسولوں کو مانتے
ہیں اور کسی کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ کوئی مین مین کی راہ نکالیں یہی لوگ کچے کاڑھیں ہیں۔
اللہ نے کافروں کے لیے ذلیل کرنا اور عذاب تجویز کیا اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کھلے
الفاظ میں ان لوگوں کا رد کیا ہے جو تمام رسولوں کا ماننا نہ دیا انہیں سمجھتے۔ یہ اس آیت
کے تحت ہر ایک ایسا شخص جو روٹی گو تو ماننا، ٹکڑی گو نہیں مانتا یا کسی کو ماننا، جو کھجور کھانے کو نہیں مانتا اور
تعمیر کو مانتا ہے پر بیخ موجود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ بیکار اور ذلیل اور ذلیل سے
خدا ہے اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں ہے بلکہ اس کی طرف سے ہے جس نے اپنے
کلام میں ایسے لوگوں کے لیے اولیٰک ہم انکا فساد و نحقانیا پر فتنہ بڑھا

اور اگر یہ کہا جائے کہ اس آیت میں تو صرف رسولوں پر ایمان لے کر لینا ہے
مسیح موجود کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا ایک عظیم ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں
مسیح موجود کے متعلق جیسیوں جگہ نبی اور رسول کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جیسا کہ
قرآنی دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا "یا بھیجہ زلیا یا ایہا النبی
اطمحو البصیح والمعتز یا من طرح فرمایا الخی صبح اللہ رسول اتومر صبح صبح
نے ایسی اپنی کتا جوں میں اپنے دعویٰ رسالت اور نبوت کو بڑی مراحت کے ساتھ
بیان کیا ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں کہ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں" اور دیکھو یہ
۵۔ اس مشنڈام آیا جیسا کہ آپ لکھا ہے کہ "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں
اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہو گا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر
اس سے انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اسوقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں"۔
دیکھو حضرت مسیح موجود بروت ایڈیٹر اخبار عام لاہور، یہ خط حضرت مسیح موجود نے اپنی وفات سے
صرف تین دن پہلے یعنی ۲۲۔ مئی مشنڈام کو لکھا اور آپ کا یوم وصال ۲۶۔ مئی مشنڈام کو اخبار
عام میں شائع ہوا۔ پھر اسکی پر اس نہیں کہ مسیح موجود نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے بلکہ نبیوں کے
سرکار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی آئینہ اسے مسیح کا نام نبی اللہ رکھا میں صبح مسلم سے

من جعلتها هذا الهام، أعني يا عيسى اني متوفيك ورافعك الي ومطهرك من
الذين كفروا وجاهل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة،
وان الله قد سماك في هذا عيسى؛ ومن جعلتها الهام آخرها طين ربي فيه
وقال اني خلقتك من جوهر عيسى وانك وعيسى من جوهر واحد وكشيئ
واحد؛ ومن جعلتها الهام سمي فيه كل من خالفني من العلماء اليهود و
النصارى. ثم ما ألهمت الى عشرين سنين بمثل هذه الالهامات وما كنت
أدرى اني أمر بعد هذه المدة الطويلة وأسمي مسيحا موعودا من الله تعالى
بل كنت ظننت ان المسيح نازل من السماء كما هو مركز في مدارك القوم، ولكني
كنت اقول في نفسي تعجب ان الله ليم سماك عيسى ابن مريم في الهاصه المتواتر
المتتابع ولیم قال انك وانه من جوهر واحد، ولیم سمي الخالفين اليهود
والنصارى؛ فظهرت علي معاني تلك الالهامات والاشارات بعد

وعن ابن مسعود لا يأتي مائة سنة وعلى الارض نفس متفوسة اليوم رواه مسلم،
وهكذا ذكر البخاري في صحيحه والمضمون واحد لا حاجة الى الاعادة. فوجب
من هذا على كل مؤمن ان يؤمن بموت الدجال بعد المائة من زمان رسول الله
صلى الله عليه وسلم الا فكيف يمكن التخلف فيما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
يوس من الله تعالى مؤكدا بقسمه، والقسم يدل على ان الخبر يحول على الظاهر لا تأويل
فيه ولا استثناء والا فامى قائده كانت في ذكر القسم؛ فتدبرك المفتشين المحققين -
واما تطبيق هذين الحديثين فلا يمكن الا بعد تأويل حديث الدجال وجملة من
قبيل الاستعلاء، فنقول ان حديث خروج الدجال يدل على خروج طائفة
الكذابين في آخر الزمان من قوم النصارى، وفي الحديث اشارة الى انهم يشابهون
آباءهم المتقدمين في فكرهم وخطيئتهم واتباع فتنتهم وحرصهم على اضلال الناس
كانهم هم، الا ان آباءهم كانوا مقيدين بالسلاسل والغلال ولكن هؤلاء يخرجون
من ذلك السجن ويضع الله عنهم اغلالهم تبعثون يمينا وشمالا ويفسدون في الارض

پیغامِ صلح

رقسم فرمودہ

حضرت اقدس میرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

پیغام صلح

سے نظر آوے اور کوئی کسی کو نہ سے۔ یہی حال اسلام کا ہے کہ اس کی آسمانی روشنی صرف ایک ہی طرف سے نظر نہیں آتی۔ بلکہ ہر ایک طرف سے اس کے ابدی چراغ نمایاں ہیں۔ اس کی تعلیم بجائے خود ایک چراغ ہے۔ اور اس کے ساتھ جو خدا کی نصرت کے نشان ہیں۔ وہ ہر ایک نشان چراغ ہے۔ اور جو شخص اس کی سچائی کے اظہار کے لئے خدا کی طرف سے آتا ہے۔ وہ بھی ایک چراغ ہوتا ہے۔ میرا بڑا حصہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گذرا ہے۔ مگر میں سچ کچھ کہتا ہوں کہ میں نے کسی دوسرے مذہب کی تعلیم کو خواہ اس کا عقائد کا حصہ اور خواہ اخلاقی حصہ اور خواہ تدبیر منبری اور سیاست مدنی کا حصہ اور خواہ اعلیٰ صالحہ کی تقسیم کا حصہ ہو۔ قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا۔ اور یہ قول میرا اس لئے نہیں کہ میں ایک مسلمان شخص ہوں۔ بلکہ سچائی مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں گواہی دوں۔ اور یہ میری گواہی بے وقت نہیں۔ بلکہ ایسے وقت میں جب کہ دنیا میں مذاہب کی کشتی شروع ہے۔ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس کشتی میں آخر اسلام کو فتح ہے۔ میں زمین کی باتیں نہیں کہتا۔ کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں۔ بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔ زمین کے لوگ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ شاید انجام کار عیسائی مذہب دنیا میں پھیل جائے یا بدھ مذہب دنیا پر حاوی ہو جائے۔ مگر وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ یاد رہے کہ زمین پر کوئی بات ظہور میں نہیں آتی۔ جب تک وہ بات آسمان پر قرار نہ پائے۔ سو آسمان کا خط مجھے بتلاتا ہے۔ کہ آخر اسلام کا مذہب دلیوں کو فتح کریگا۔ اس مذہب جنگ میں جیسے حکم ہے کہ میں حکم کے طالبوں کو ڈراؤں۔ اور میری مثال اس شخص کی ہے۔ کہ جو ایک خطرناک ڈاکو قتل کے گروہ کی خبر دیتا ہے۔ جو ایک گاؤں کی

۳۳

۱۳ جنوری ۱۹۰۶ء (۱) "لَا يُعْبَلُ عَمَلٌ بِشَقَالٍ ذَرَّةٍ قَبْلَ غَيْرِ التَّقْوَى (۲) اَزْزَلَاةُ السَّاعَةِ وَتَقْدِيرُ مَا يَنْصُرُونَ (۳) عَقَبَتِ الدِّيَارُ لِكَيْفِهَا (۴) اَقْلَانِ مَا يَتَّبِعُونَ بِكَذِّبَتِي تَوَالًا وَمَقَاوِلًا" (کاپی الامات حضرت سید محمد علیہ السلام صفحہ ۵۳)

۱۴ جنوری ۱۹۰۶ء (۱) "كَلَّمَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي (۲) سَلَامًا قَوْلًا وَسُنَّةً رَئِيَةً رَحِيمَةً (۳) ہم مکہ میں مری گئے یا مدینہ میں۔ (کاپی الامات حضرت سید محمد علیہ السلام صفحہ ۵۵) (ترجمہ) خدا نے ابتداء سے مقدر رکھ چھوڑا ہے کہ وہ اور اس کے رسول غالب رہیں گے (۲) خدا نے رحیم کتاب سے کہ سلامتی ہے یعنی خائب و خاسر کی طرح تیری موت نہیں ہے۔ اور یہ کلمہ کہ ہم مکہ میں مری گئے یا مدینہ میں اس کے یہ معنی ہیں کہ قبل از موت مکی فتح نصیب ہوگی، جیسا کہ وہاں دشمنوں کو قہر کے ساتھ مغلوب کیا گیا تھا اسی طرح یہاں بھی دشمن قہری نشانوں سے مغلوب کئے جائیں گے۔ دوسرے یہ معنی ہیں کہ قبل از موت مکی فتح نصیب ہوگی۔ خود بخود لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہو جائیں گے۔ فقرہ "كَلَّمَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي" مکی حکوت اللہ کہ کتابت سے "قَوْلًا وَسُنَّةً رَئِيَةً رَحِيمَةً" یعنی "خوبی کی طرف"۔ (بدرد جلد ۲ نمبر ۳ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲ مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

۱۵ جنوری ۱۹۰۶ء "تزلزل در ایوان کسری است" (بدرد جلد ۲ نمبر ۳ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۱۶ (ترجمہ از مرتب) (۱) کوئی عمل تقویٰ کے بغیر ذرہ بھر قبول نہیں کیا جائے گا (۲) قیامت والا زلزلہ۔ اور جو عمل توڑ پھوٹے جائیں گے ہم ان کو گراتے جائیں گے (۳) گھومتے جائیں گے جیسا کہ ہمیں بنا پکا ہولی (۴) کہ دسے کہ میرے رب کو تم ساری پر وہی کیا ہے اگر تم دشمنیں کرو گے۔

۱۷ (ترجمہ از مرتب) شاہ ایران کے محل میں تزلزل پڑ گیا۔

(نوٹ از مرتب) چنانچہ اس واقعہ کے بعد بالکل غلط وقت وقوع ایران میں ملحدی شور و فساد برپا ہوا اور مرزا محمد علی شاہ ایران نے مجبوراً بتاریخ ۱۵ جولائی ۱۹۰۶ء روس کے سفارت خانہ میں پناہ لی۔ آخر وہ تخت سے معزول کیا گیا اور پارلیمنٹ بنا کر مصلحت دیکھی "دعوت الامیر" تعینت حضرت سیدنا امیر ولایت منی علیہ السلام آٹھ ماہی آیدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آید۔ ایڈیشن نمبر ۲ صفحہ ۲۰۵-۲۰۶، ناری ایڈیشن صفحہ ۲۶۶-۲۶۷ میں دوسری پیشکش ہوئی۔

دوسرا حصہ

چشمہ معرفت

پھر ہاں اس کے اگر اس درجہ سے انکار کیا جاتا ہے کہ یہ امر خارق عادت ہے تو کیا موجب اصول آدلوں کے دید کے بعد اللہ ماضی ہونا یہ خارق عادت امر نہیں ہے پھر جبکہ لیکچر امر کی موت نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ وہ قادر خدا اس زمانہ میں بھی برضات و دید کے معرکہ کردہ قانون قدرت کے اللہ کرنا ہے تو دید کا سارا قانون قدرت دریا برد ہو گیا اس صورت میں دید کی بات کا کوئی بھی اعتبار نہ رہا۔ ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اُس پر اعتبار نہیں رہتا اور اگر لیکچر ام طال میں کوئی سے تسلی نہیں ہوتی تو پھر درخواست کرنے سے اور کوئی ذریعہ تسلی کا پیدا ہو سکتا ہے اور خدا قتلہ کی بعد الامامی پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں تسلی دے سکتی ہیں غرض دید کا قانون قدرت ایسا جھوٹا ثابت ہوا کہ ساتھ ہی دید کو بھی لے ڈوبا۔ پھر اسی بنا پر اعتراض کرنا حیا سے بعید ہے۔ ظاہر ہے کہ دید نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کے بعد خدا کی قوت متعظم ہمیشہ کے لئے مسلوب رہے گی مگر ہم نے چکے ہوتے نشانیوں کے ساتھ ثابت کر دیا کہ دید نے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اور جو کچھ آئندہ کے لئے خدا کے اللہ کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ محفل اور قانون قدرت کے برضات ہے وہ سراسر جھوٹ اور ضلالت حق ہے بلکہ خدا ہمیشہ اپنے بندوں کو اللہ کرتا ہے تو پھر بتلاؤ کہ اس کے بعد بار بار اسی دید کو پیش کرنا جس کے قانون قدرت کا نونہم دیکھ چکے ہیں۔ کس قدر ضلالت حیا و خرم ہے۔

۲۲۲

غرض لیکچر امر کی موت نے ثابت کر دیا کہ دید کی تعلیم سراسر غلط ہے کہ اس کے بعد اللہ نہیں ہے تو پھر دید کے معرکہ کردہ قانون قدرت پر اعتبار کیا رہا۔ خدا تعالیٰ کے کر ڈا قانون قدرت ابھی معنی ہی ادراہستہ آہستہ ظاہر ہو رہے ہیں مگر افسوس ان لوگوں پر کہ دانستہ آنکھ بند کر لیتے ہیں مگر لیدر پ کا کوئی شخص یہ بات ظاہر کرے کہ میں تمہیں سے پائی نکال سکتا ہوں یا تمام تمہیں کو پائی بنا سکتا ہوں تو اس کے مقابل پر یہ لوگ دم بھی نہ ماریں اور فی ظہور آہستہ دھند قہا کہنے لگیں مگر خدا کے کلام نے جو کچھ بیان کیا اُس کو نہیں مانتے۔

ماہنامہ بارادول

الحمد لله والمنة کہ بہر سالہ

موسومہ

ایام الصالح

تعداد اشاعت ۱۰۰

قیمت فی جلد ۱۰۰

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم حافظ فضل الدین صاحب

بھیروی ملاک مطبع کے مطبوع ہوا

یکم جنوری ۱۸۹۹ء

بام الصبح

ذَوِّجَدِّكَ ضَلَّاهُ فَهَدَىٰ - اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آہ
 نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی اُستاد سے نہیں پڑھا تھا۔ مگر حضرت علیؓ اور حضرت موسیٰ
 کتیبوں میں بیٹھے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی اُستاد سے تمام تورات پڑھی تھی۔
 غرض اسی لحاظ سے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اُستاد سے نہیں پڑھا خدا آپ
 ہی اُستاد ہوا۔ اور پہلے پہل خدا نے ہی آپ کو افتخار کیا۔ یعنی پڑھ۔ اور کسی نے نہیں کہا۔
 اس لئے آپ نے خاص خدا کے زیر تربیت تمام دینی ہدایت پائی اور دوسرے نبیوں کے دینی
 معلومات انسانوں کے ذریعہ سے بھی ہوئے۔ سو آنے والے کا نام جو ہمہدی رکھا گیا۔ سو
 اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کریگا۔ اور قرآن اور حدیث
 میں کسی اُستاد کا شکر نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔
 کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا
 ہے۔ یا کسی مفسر یا محدث کی شاکردی اختیار کی ہے۔ بس یہی ہمدویت ہے جو فوت تھکتی
 کے تہلیل پر مجھے حاصل ہوئی ہے۔ اور امرار دین بلا واسطہ میرے پرکھوئے گئے۔ اور
 جس طرح مذکورہ بالا درجے سے آنے والا ہمہدی کہلائے گا اسی طرح وہ سچ بھی کہلائیگا کیونکہ
 اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت بھی اثر کرے گی۔ لہذا وہ عیسیٰ ابن مریم بھی
 کہلائیگا اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت اپنے خاندان ہمدویت کو اس کے اندر چھو لگا۔
 چہ بیکار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہمہدی ہے اور اس لئے خدا نے عید نام رکھا کہ اصل ہمدویت کا حضور اور نزل ہے اور
 ہمدویت کی حالت کا وہ ہے جو نبی کی تمام کائنات اور ہندی اور غیب نہ ہے اور صاحب اس حالت کا ہی عملی
 تکمیل محض خدا کی طرف دیکھے۔ اور کوئی نافرمان نہ دیکھے۔ عرب کا عمارہ ہے کہ وہ کہتے ہیں حور
 بھوٹا۔۔۔ یہ مرتبہ ہمدویت کا درجہ انسان ہی تکمیل محض خدا تعالیٰ کی طرف سے دیکھے جزاں ہمدی کا ل کی میں کی تکمیل تمام
 ذمہ محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ہوئی ہو دوسرے کو محسوس نہیں آسکتا کیونکہ اپنی جہد و جدان کوشش کا اثر خود ایک
 ایسا خیال پیدا کرے کہ جو ہمدویت نام کے معانی ہے۔ اس لئے مرتبہ ہمدویت کا علم جو اس کے جو مرتبہ ہمدویت کا
 کے تابع ہے جو کثرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے کو جو تکمیل حاصل نہیں۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ
 من یشاء فاشہدوا انما نشہد ان محمداً عبد اللہ ورسولہ۔ -

Handwritten text at the top of the page, likely a title or introductory note.

Handwritten text on the left side of the page, providing commentary or context.

۱۹۹۸
 جنوری ۱۹۹۸ء
کتاب البریۃ
 مع
آیات البریۃ
 مطبع ضیاء الاسلام ٹاؤن ایف بی پی
 تعداد اولد ۰۰۰

Handwritten text at the bottom of the page, likely a concluding note or signature.

کیونکہ بشالہ اور گورداسپور میں مشنری صاحب موجود ہیں اور نہ اس نے کوئی خاص وجہ بتلائی کہ وہ کیرل خاص کو میرے پاس آیا ہے۔ جب کہ اور بھی مشنری صاحب موجود ہیں۔ اس نے صرف یہ کہا کہ اتفاقاً ایک شخص کے آپ کی کوٹھی بتلانہ پر آیا ہوں جب ہم نے اس سے پوچھا کہ تم نے کراہیل ریل کا کہاں سے لیا تو وہ بتلانہ سکالین باتوں پر ہماری خاص توجہ غور کے واسطے جوٹی اور غور طلب معاملہ بننے سمجھا اور یہ میرے دل میں گذرنا کہ اس کے بیانات لیکچرار کے قاتل کے بیانات سے عجیب تشبیہ رکھتے ہیں۔ پس ہم نے اس کی طرف خاص دھیان رکھا۔ پس اس سے گفتگو کر کے ہم نے قصہ مذکور کیا۔ اس شخص نے واقفیت دین عسوی سے ظاہر کی ہم نے پوچھا کہاں سے یہ واقفیت حاصل کی۔ اس نے کہا کہ قادیان میں ایک عیسائی بلال کا رہتا ہے جو مسلمان ہو کر مرزا صاحب کے یہاں رہتا ہے نام اس کا ساتیاں ہے۔ اس کے پاس انجیل مقدس تھی اور مخالف کیا کرتا تھا جہاں سے مجھے شوق و رغبت ہوئی۔ میں نے اس نوجوان کو مہاں سنگھ گیٹ والے شفا خانہ میں بھیج دیا۔ کہ وہاں طالب علموں کے پاس رہے اور تعلیم پائے۔ اور ہم نے اس کو بوتلوں کے صاف کرنے وغیرہ کا کام دیا۔ قریباً پانچ چھ یوم تک وہ اس جگہ رہا۔ اول اس میں قابل توجہ یہ بات تھی کہ وہ مرزا صاحب

اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فدا سی خواں مسلم میرے لئے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مستور کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی نعمت تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں مستر یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا

کے حق میں بہت ہی برا بکتا تھا۔ دوام وہ بیستہ لینے کی از حد خواہش رکھتا تھا۔ اور سوام وہ بلاوجہ اور بلاطلبی ہمارے کوشش پر اگر گشت اور سیر اور ملاقات چاہتا تھا اور باوجودیکہ ۱۷ سال کی عمر میں وہ عمری ہوا تھا۔ اپنی گوت (برہمن) سے ناداقت تھا اور ناکوں سے ناداقت تھا اور مختلف اشخاص سے مختلف قسم کی اپنی نسبت کہانی میان کی۔ مثلاً ایک شخص سے اُس نے اپنے دوست ایسڈاس نام کو بچائے کر پارام کے بتلایا۔ بعد القضاے پانچ روز ہم نے اپنے اسپتال واقع بیاس پر اُسے بھیج دیا۔ وہاں بھی میرے طالب علم پڑھتے ہیں جاتے ہی اس نے ایک خط مولوی نور الدین کے نام جو میرزا صاحب کا دہانے ہاتھ کا فرشتہ ہے لکھا یہ اسی شخص کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ خط اُس نے لکھا ہے۔ مطلب اس خط کا یہ تھا کہ میں عیسائی ہونے لگا ہوں آپ روک سکتے ہیں تو روک لیں۔ یہ مطلب بھی اُس کی زبانی ہی معلوم ہوا تھا اور دیگر شہادت بھی ہے۔ باعث خط لکھنے کا یہ تھا کہ ہم نے اس کو کہا تھا کہ یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم مرزا صاحب کو لکھیں کہ یہ شخص عیسائی ہونا چاہتا ہے۔ کل کو یہ نہ کہیں کہ تم اُن کے چور ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں میں خود ہی خط لکھتا ہوں۔ اور اس نے خط لکھ کر بیرون ڈاک میں ڈالا۔ اور مجھے خط کے ذریعے سے خط لکھنے سے منع کیا تھا جب تک میرے بیستہ کا وقت ہو۔ وہ خط

تفاتیق ہوا۔ ابن کا نام علی علی شاہ تھا۔ ابن کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھا تو ادیان میں شیعہ کے لئے ستر کیا تھا۔ اور ابن آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے پہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب پر پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے عاقل و ذہین تھے اور ابن دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا میرے والد صاحب نے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے کیونکہ وہ نہایت عمدہ اور سرفرتے تھے کہ حکمت میں فرق نہ آوے اور نیز ابن کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے الگ

تفاتیق
ابن کا
نام علی
علی شاہ
تھا۔

پیش ماہل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
أَنْزَلَ هَذِهِ السُّورَةَ
وَجَعَلَ فِيهَا آيَاتٍ
بَيِّنَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ

ایمان و ایمان

مطبع
ضیاء
الاسلامیہ
میں حکیم فضیلین
کے احقر سے
جمشید پور میں

کردار و نگرانی کے گھر تک پہنچا دیں کیونکہ نگاروں اور خیانت پیشوں کی ساز و باجی یہی ہے کہ ان کے خیانت کے
 طریقوں کو پرشبیہ نہ دکھائے اور مست اور آسٹ کو کھینچے پہلے ہی عرض دے کہ جسے اس رسد کو
 کھانا ہے غلط بیانی کے صحیح الزام کا فیصلہ پہلے کے کیونکہ یہ کمینا بد زبانی جو میری نسبت کی گئیں اور کہا گیا کہ
 یہ شخص غلط بیان اور تکیہ منصب اور غیبت النفس ہے یہ ایسا غیبت سے بھرا بڑا بہتان ہے کہ کوئی
 صادق آدمی اس پر سر نہیں کر سکتا اور نیز اس پر خاکوش دہنے سے خلق اللہ کو ضرور ہنسی ہے جاہلوں کے گدھوں کا
 گناہ ہے غلط بیانی اور ہرستان طرز ہی مست بانوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شرمناک اور بد ذات آدمیوں کا کام ہے
 کہ جو خدا سے ڈریں اور نہ خلقت کے لعل و لعل کی پروا رکھیں اور چونکہ نا حق ان لوگوں نے گالیوں دیکھ کر اور سوج

بیر غیال میں غیالی شرم نے ان کو بہت ہی سزا دی اور جب میرے بعض مخلصوں نے ان کو کہہ سنا کہ تم
 کو سنا تا تو پھر دروغ غیاب میں ہوا کہ اس طرح اس حالت میں ہے کہ جب خاندان ہرگز صورت کے پاس جا سکے۔
 پتھر کھول کر سنا گیا کہ سنیہ پتھر میں یہ بیان لکھا ہے کہ یہ انہوں نے جو مہمانوں کا بل دیا ہے وہ سب
 وہ نہ ہوگی ماضی میں جو محبت کرنے پر تو ہرے ہر میں گرتی تھیں وہ نہیں شکر تھی میں کیڑے نہیں پائی
 ہے۔ یہ نہیں لکھا کہ ایسا ہو کہ ہرگز محبت نہ کر سکتا ہو بلکہ یہ لکھا ہے کہ اگر وہ قابل اور ہو تو ہرگز کوئی
 نیکو نہ ہوتی جہاں تب بھی رنگ ہوگا تو یہ جو بے سکندرہ لوگ خاکوش ہو گئے جہاں میں سے ایک
 پندتھی لے کر بے شک ایسی حالتوں میں لگا رنگ لگا کہ مضائقہ نہیں وہ یہاں سے رنگ پر ماضی
 میں عرض اس سے ہے نتیجہ ہو کہ علم ہوتی ہو کی کہی ہے کہ نہ لوگ ضرورتوں کے وقت بھی ہوں
 اور ہوشیوں سے رنگ لگا کریں گئے ہرے کہ غیاب کا شمس میں کو کبیل ہیں کہ انسان کی
 ظفری حیرت و حیرت ہزار ہر ذریعہ سے ہم پر نسبت یہ جیتی ہے انسان تو انسان ہے کہ ماضی
 زمین کے لئے فریت لکنا ہے۔ ہر حال کلام ہے کہ اگر اس بل میں کوئی اور کہہ صاحب بھی ہو
 کہ چاہتے ہیں تو ہم اپنے خرقہ سٹن کو ان کی درخواست پتہ بیان میں لکھتے ہیں اور ہرگز

۱۳۵۰ء تک ہوت ہے۔

راقم امین و اعظام احمد

۱۳۵۰ء تک ہوت ہے۔

(اثر پہلے برآمد)

المحمد لله والمنت كہ رسالہ طیبہ مبارکہ

المسماة به

شهادة القرآن

نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان

مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ میں

باہتمام

منشی غلام قادر صاحب

فصیح کے چھاپا

یہ چند احکام بطور نمونہ دیکھنے کے ہیں اس میں ایک تھوڑی سی عقل کا آدمی بھی سوچ سکتا ہے کہ بظاہر یہ تمام خطاب صحابہ کی طرف ہی لیکن درحقیقت تمام مسلمان ان احکام پر عمل کرنے کے لئے مامور ہیں نیز کہ صرف صحابہ مامور ہیں دیس۔ غرض قرآن کا اصلی اور حقیقی اسلوب جس سے سارا قرآن بھرا پڑا ہے یہ ہے کہ اسکے خطاب کے مورد حقیقی اور واقعی طور پر تمام مسلمان ہیں جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے گو بظاہر صورت خطاب صحابہ کی طرف واضح معلوم ہوتا ہے پس جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ یہ وعدہ یا وعید صحابہ تک ہی محدود ہے وہ قرآن کے عام محاورہ سے عدول کرتا ہے اور جب تک پورا ثبوت اس دعویٰ کا پیش نہ کرے تب تک وہ ایسے طریق کے اختیار کرنے میں ایک ٹھوس ہے۔ کیا قرآن صرف صحابہ کے واسطے ہی نازل ہوا تھا۔ اگر قرآن کے وعدہ اور وعید اور تمام احکام صحابہ تک ہی محدود ہیں تو گویا بعد میں پیدا ہونے والے قرآن سے بکلی بے تعلق ہیں۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْخَطَايَا۔

اور یہ کہنا کہ حدیث میں آیا ہو کہ خلافت تیس سال تک ہوگی عجیب فہم ہے جس حالت میں قرآن کریم بیان فرماتا ہو کہ ثَلَاثَةَ عَشْرَةَ اَيَّامًا وَاثْنَيْ عَشَرَ سَنَةً اٰخِرِيْنَ تُوْبِحُ لَكَ الْقِيَامَةُ۔ اگر حدیث پیش کرنا اور اسکے معنی مخالفت قرآن قرار دینا معلوم نہیں کہ کس قسم کی کجی ہے اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہو تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہو کہ آسمان سے اسکی نسبت آواز آئیگی کہ هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَقْدِيْنِيَّةِ۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہو جو قرآنی کتاب میں دستِ بزرگوں کا جرح ہو اور اسکی صحت میں کلام ہو کیا معترض نے غور نہیں کیا جو آخری زمانہ کی نسبت بعض خلیفوں کے ظہور کی خبریں دیتی ہیں کہ حادثہ آئیگا مہدی آئیگا۔ آسمانی خلیفہ آئیگا۔ یہ خبریں حدیثوں میں ہیں یا کسی اور کتاب میں۔ احادیث سے یہ ثابت ہے کہ زمانے تین ہیں۔

القمر والشمس في رمضان. ليكون آيتين لي من ربي الرحمن ثم انزل الطامون
 لعل الناس يتفكرون. فما لكم لا تنظرون الى ابي الله اوتعانت عيونكم ما
 تنظرون. ايها الناس عندي شهادات من الله فهل انتم تؤمنون -
 ايها الناس عندي شهادات من الله فهل انتم تسلمون - وان تعدوا
 شهادات ربي لا تحصوها فاتقوا الله ايها المستعجلون. افكلما جاءكم
 رسول بما لا تهوى انفسكم ففرقوا بتم ورفقا تقتلون انا نصرنا من ربنا
 ولا تنصرون من الله ايها الخاشعون - اقتلتموني بقتاوى القتل او دعوى
 رفعتموها الى الحكام ثم لا تستدمون كتب الله لاغلبين انا ورسلي ولن تبجزوا
 الله ايها المهاربون - ووالله اني صادق ولست من الذين يخلفون - انكروا
 وقد تمت عليكم الحجة الا تردون الى الله او انتم كسيما خلدون - الا
 متدبرون سورة النور والتحريم والفاحة او تكرهون قراءتها او
 على انفسكم تحرمون - وهذه رسالة مني اهديت لكم يا اهل الندوة
 لعلكم تفقهون عيونكم او تتم عليكم حجة الله فلا تعتذرون بعدها ولا
 تختصمون واني سميتها

حُفَّةُ النَّدْوَةِ

وان اُرسل اليكم رسلي وانظركم يرجعون
 واني ادعو الله ان يجعلها مباركة لقوم لا يستكبرون - رب اشهد اني بلغت
 ما امرت فاكنتي في الذين يبلغون رسالاتك ولا يخافون - آمين ثم آمين.

کام بھی انہیں مولویوں میں سے بعض سے ظہور میں آئے۔ میرے پر مجھ کوئی مخبر یاں بھی کی گئیں اور خواہ مخواہ
گوشت کو مختلف واقعہ باتوں کے ساتھ اکٹھا کیا بلکہ کچھ خبر ہے کہ اسکا بیچہ لکھا گیا ہے ۹۶ یہ پتہ کہ
میں ترقی کرنا گیا جب یہ لوگ میری کنجی اور تکذیب کے لئے کھڑے ہوئے اور خود بخود پیشگوئیاں کیں کہ
جلد تو ہم اس شخص کو نابود کر دیں گے۔ اُس وقت میرے ساتھ کوئی بڑی جماعت نہ تھی بلکہ صرف چند
آدمی تھے جن کو انگلیوں پر گن سکتے تھے۔ بلکہ براہین احمدیہ کے زمانہ میں سب براہین احمدیہ چھپ
رہی تھی۔ میں صرف اکیلا تھا۔ کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ اس وقت میرے ساتھ کوئی ایک تھا۔ یہ وہ
زمانہ تھا کہ جبکہ خدائے تعالیٰ نے پچاس سے زیادہ پیشگوئیوں میں مجھے خبر دی تھی کہ اگرچہ تو اس وقت
اکیلا ہو مگر وہ وقت آتا ہے کہ تیرے ساتھ ایک دنیا ہوگی۔ اور پھر وہ وقت آتا ہے جو تیرا اس قدر
خروج ہوگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے کیونکہ تو برکت دیا جائیگا۔ خدا پاک ہے
جو چاہتا ہے کہ تیرے سلسلہ کو اور تیری جماعت کو زمین پر پھیلا سکا اور انہیں برکت دیا
اور بڑھائے گا اور انکی عزت زمین پر قائم کرے گا۔ کہ وہ اسکے عہد پر قائم ہونگے۔ اب دیکھو کہ
براہین احمدیہ کی ان پیشگوئیوں کا سن کا ترجمہ کیا گیا وہ زمانہ تھا جبکہ میرے ساتھ دنیا میں ایک ہی شخص تھا
جبکہ خدائے مجھے یہ دُعا سکھائی کہ رَبِّ لَا تُذَرْنِي فَرْدًا وَاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ یعنی اے
تھا مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہو۔ یہ دُعا الہامی براہین میں منج ہو۔ فرض اس وقت
کے لئے تو براہین احمدیہ خود گواہی دے رہی ہے کہ میں اس وقت ایک گناہ آدمی تھا مگر آج دو دو مخالفانہ
کوششوں کے ایک لاکھ سے بھی زیادہ میری جماعت مختلف مقامات میں موجود ہے۔ پس کیا یہ معجزہ ہے
یا نہیں کہ میری مخالفت اور میرے گرانے میں ہر قسم کے فریب شرح کے لئے مگر یہ سب
مولوی اور اُنکے رفیق چھوٹے بڑے سب کے سب نامراد ہے۔ اگر یہ معجزہ نہیں تو پھر معجزہ کی تعریف نہ
جسبہ پوش خود ہی کریں کہ کس چیز کا نام ہے۔ اگر میں صاحب معجزہ نہیں تو مجھ ناہوں۔ اگر قرآن سے
ابن مریم کی وفات ثابت نہیں تو میں مجھ ناہوں۔ اگر حدیث معراج نے ابن مریم کو مُردہ رُو حل میں
نہیں بٹھا دیا تو میں مجھ ناہوں۔ اگر قرآن نے سورہ نور میں نہیں کہا کہ اِس آیت کے جیسے اسی آیت میں

چہانگے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔ نے فانی انسانوں
 ہتھیار چوماؤ۔ اور سوچو کہ مجز بسکے مجزہ کیا ہوتا ہے کہ اس قدر مخالفوں کے جنگ و جدل کے بعد آخر
 براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئیاں سچی نکلیں جو آج سے بائیس برس پہلے کی گئی تھیں۔ تم ثابت نہیں کر سکتے
 کہ اس زمانہ میں ایک فرد انسان بھی میرے ساتھ تھا مگر اس وقت اگر میری جماعت کے لوگ ایک جگہ
 آباد کئے جاویں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ شہر اتر سر سے بھی کچھ زیادہ ہوگا۔ حالانکہ براہین کے
 زمانہ میں جب یہ پیشگوئی کی گئی تھی صرف اکیلا تھا۔ پھر اگر مولویوں کی مزاحمت درمیان نہ ہوتی۔
 تو براہین احمدیہ کی پیشگوئی پر دو ہزار تک نہ چڑھتا۔ لیکن اب تو مولویوں اور ان کے تابعداروں کی
 مخالفانہ کوششوں نے اس اعجاز پر دو ہزار تک چڑھا دیا اور بجائے اسکے کہ حسب مضمون **اِنَّ يٰۤاٰتِ
 كٰذِبًا فَعَلَيْهِمْ كَذٰبٌ** مجھے صرف صادق ہونے کی وجہ سے اس آیت کی مقرر کردہ علامت سے برکت
 مل جاتی۔ اب تو اسکے علاوہ براہین احمدیہ کی عظیم الشان پیشگوئیاں جو اس زمانہ سے میں بائیس برس
 پہلے دنیا میں شائع ہو چکی ہیں وہ پوری ہو گئیں اور ہزار ہا اہل فضل و کمال میرے ساتھ ہو گئے۔ اب
 دو ہزار جز اس آیت کا دیکھو **وَ اِنَّ يٰۤاٰتِ كٰذِبًا فَعَلَيْهِمْ كَذٰبٌ** بعض الذی یبعد کثیر متبعیا بھی
 کیا اعجازی رنگ میں پورا ہوا۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اتنی مہینوں میں اراداً ہاں تاک
 ہر ایک شخص جو تیری اہانت کرے گا وہ نہیں مرے گا جب تک وہ اپنی اہانت نہ دیکھ لے۔ اب ان مولویوں سے
 پوچھ لو کہ انہوں نے میرے مقابلے خدا کے حکم کو کوئی ذلت بھی دیکھی جو یا نہیں۔ اب کون میری توہین کر نیو والا
 اصل سکتا ہو کہ قرآن کی یہ پیشگوئی جو یصبر کہ بعض الذی یبعد کہ ہے میری تائید کیلئے ظہور میں نہیں
 آئی بلکہ قرآن شریف نے بعض کے لفظ سے جملہ پاک و عید کی پیشگوئی کیلئے بعض کا نمونہ کافی جو اور اس جگہ
 نمونے کو نہیں۔ کیا مخالفوں کی اس میں کچھ تصوری ذلت ہے کہ غلام دستگیر علی کی کتاب فتح رحمانی میں ص ۲۵
 میں میرے پر عالم نظروں میں بڑھانے کی فریقین میں جو کا ذب پر بڑھانے کے خود ہی چند روز کے بعد مر گیا۔ تم حسن
 لے دیکھو کہ کیا یہ مجھ نہیں کہ جس مولوی نے کس کے بعض نادان ملائوں سے میرے پر فتویٰ لکھوا دیا تھا۔ وہ
 سب اذکر کے خود ہی مر گیا۔ مزہ

نور احمد نے کہا کہ خدا کی قدرت سے کیا تعجب کہ وہ لڑکائے۔ اس سے قریباً تین برس کے بعد جیسا کہ ابھی لکھتا ہوں دہلی میں میری شادی ہوئی اور خدا نے وہ لڑکا بھی دیا اور تین اور عطا کئے۔ اس بیان کی تمام یہ لوگ تصدیق کریں گے بشرطیکہ قسم نمونہ نمبر ۲ سے کر پوچھا جائے۔ اور حافظ نور احمد سخت مخالف ہے مگر نمونہ نمبر ۲ کی قسم اس کو بھی سچ بولنے پر مجبور کرے گی۔

10- تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بشاوی ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنۃ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اُس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آجکل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اسکو یہ الہام سنایا۔ جس کو میں کسی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ بکر و شیبہ۔ جس کے یہ معنی اُن کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بوز۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا۔ اور اسوقت بفضلہ تعالیٰ چارپسہ اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے میں نہیں یقین کر سکتا کہ مولوی محمد حسین بوجہ شدتِ خداداد تعصب اس پیشگوئی کی نسبت اپنی واقعیت بیان کر سکے۔ لیکن اگر حلفت مطابق نمونہ نمبر ۲ دیکھائے تو ایسی صورت میں اُمید ہے کہ سچ بولی دے۔

11- تخمیناً سولہ برس کا عرصہ گزرا ہے کہ میں نے شیخ حامد علی اور لالہ شرمیت کھتری ساکن قادیان اور لالہ ملاوہل کھتری ساکن قادیان اور جان محمد مرحوم ساکن قادیان اور بہت سے اور لوگوں کو یہ خبر دی تھی کہ خدا نے اپنے الہام سے مجھے اطلاع دی ہے کہ

نمائت شیب اور شریف اور عالی نسب..... بزرگوار خاندان سادات سے یہ تعلق قرابت، اس عاجز کو پیدا ہوا اور اس نکاح کے نام پر زری مصارف تیار می مکان وغیرہ تک ایسی آسانی سے خود تعالیٰ نے ہم پر پھینکے کہ ایک ذرہ بھی نکل کر نہ پڑا اور اب تک ایسی اپنے وعدہ کو پورے کئے چلا جاتا ہے۔" (شخصی مضمون ۳۳ ص ۳۳۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۳۸۳، ۳۸۴)

۱۸۸۱ء (قریباً) "ہم پیشگوئی کو دوسرے اہلکامات میں اور بھی تصریح سے بیان کیا گیا ہے یہاں تک کہ اس شرکاء نام بھی رہ گیا تھا جو ملی ہے اور یہ پیشگوئی بت سے وگن کوستانی گئی تھی..... اور یہ کہ کھانگیا تھا ایسا ہی تصور میں آیا کہ یہ بغیر سابق تعلقات تو ابت اور رشتہ کے وہی میں ایک شریف اور مشہور خاندان سادات میں میری شادی ہوگئی..... سو چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈاکے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی رُوح اپنے اندر رکھتا ہوگا اس لئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی ڈاکے میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نروں کو جس کی میرے ہاتھ سے تحریر ہی ہوئی ہے وہاں میں زیادہ سے زیادہ پہلا رہے اور عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی دادی کا نام شہناز تھا اسی طرح میری بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے یہ تقاضی کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ کبھی ناموں میں بھی اس کی پیشگوئی لکھی ہوتی ہے۔" (تریاق المکلوب صفحہ ۶۳، ۶۵۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۷۴، ۲۷۵)

۱۸۸۱ء (تخمیناً) "تعمین اٹھارہ برس کے قریب وعدہ گزارا ہے کہ مجھے کسی تفریق سے سولہوی محمد حسین شاہی ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنۃ کے مکان پر جہانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی امام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ امام شہناز جہاں کو میں کئی وعدہ اپنے مخلصوں کو سننا چکا تھا اور وہ یہ ہے کہ

سَيَكُونُ وَشَيْبًا

جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عمریں میں سفر نکاح میں لائے گا ایک بچہ ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ امام جو بچہ کے متعلق تھا پورا ہو گیا اور اس وقت بفضل تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور یہ وہ کے امام کی انتہا ہے۔"

(تریاق المکلوب صفحہ ۳۳۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۷۱)

لے خاکسار کی رائے میں یہ امام الہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت آماں جان کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے جو بڑے ہی کنواری نہیں اور شیب یعنی بیوہ رہ گئیں۔ واقترا علم۔ (مرتبہ)

پھر ماسوا اس کے لگراں وجہ سے انکار کیا جاتا ہے کہ یہ امر خارق عادت ہے۔ تو کسی
 بموجب اصول آریوں کے دید کے بعد الہام الہی جو نایہ خارق عادت امر نہیں ہے پس جبکہ
 لیکچر میں موت نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ وہ قادر خدا اس زمانہ میں بھی برضلات دید
 کے معقولہ قانون قدرت کے الہام کر رہے تو دید کا سارا قانون قدرت دریا بُرد ہو گیا
 اس صورت میں دید کی بات کا کوئی بھی اعتبار نہ رہا۔ ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا
 ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اُس پر اعتبار نہیں رہتا اور اگر لیکچر ام والی پیشی کوئی
 سے تسلی نہیں ہوتی تو پھر درخواست کرنے سے اور کوئی ذریعہ عمل کا پیدا ہو سکتا ہے اور خدا
 تعالیٰ کی صمد الہامی پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں تسلی دے سکتی ہیں۔ غرض دید کا قانون
 قدرت ایسا جھوٹا ثابت ہوا کہ ساتھ ہی دید کو بھی لے ڈوبا پھر اسی بنا پر اعتراض کرنا حیا
 سے بعید ہے۔ ظاہر ہے کہ دید نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کے بعد خدا کی قوتِ مخم ہمیشہ کے لئے
 مسلوب رہے گی مگر ہم نے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ ثابت کر دیا کہ دید نے جو کچھ دعویٰ
 کیا ہے اور جو کچھ آئندہ کے لئے خدا کے الہام کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ محال اور قانون قدرت
 کے برضلات ہے وہ مہر مہر جھوٹ اور ضلالت حق ہے بلکہ خدا ہمیشہ اپنے بندوں کو الہام کرتا
 ہے تو پھر بتلاؤ کہ اس کے بعد بارہا اسی دید کو پیش کرنا جس کے قانون قدرت کا نونہم دیکھ
 چکے ہیں۔ کس قدر ضلالت حیا و شرم ہے۔

۲۲۳

غرض لیکچر میں موت نے ثابت کر دیا کہ دید کی یہ تعلیم مہر مہر غلط ہے کہ اس کے بعد الہام
 نہیں ہے تو پھر دید کے معقولہ قانون قدرت پر اعتبار کیا رہا۔ خدا تعالیٰ کے کر وڑ کا قانون
 قدرت ابھی غنی ہیں اور آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہے ہیں مگر ان سوس الی لوگوں پر کہ دانستہ آنکھ
 بند کر لیتے ہیں مگر یورپ کا کوئی شخص یہ بات ظاہر کرے کہ میں تجھ میں سے پانی نکال سکتا
 ہوں یا تمام تجھ کو پانی بنا سکتا ہوں تو اُس کے مقابل پر ہر لوگ دم بھی نہ مایں اور فی الفور آمنا
 و صدقہ کہنے لگیں مگر خدا کے کلام نے جو کچھ بیان کیا اُس کو نہیں مانتے۔

مجموعہ اشہارات
حضرت مسیح موعود علیہ السلام
جلد سوم

(از ۱۸۹۸ء تا ۱۹۰۸ء)

النَّشْرُ
الشَّرْكَتُ الْإِسْلَامِيَّةُ رِبْوَعٌ

(۲۷۶)

مولوی ثناء اللہ صاحب اترسی کے ساتھ آخری فیصلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محمدؐ ونبیؐ علیٰ رسولہٖ الیکرمؐ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبعہ اہلبیتہ۔ مدت سے آپ کے پرچہ الحمدیث میں میری محکومیت اور قضیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود، کتاب و مجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اللہ کتاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرنا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پیغام کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سنا سنا میرے پرکھ کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھ ان گالیوں اور ان بہتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کتاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کتاب کی بہت کم نہیں ہوتی اور آخری وقت اور صحت کے ساتھ لپٹا ہوا شہدائوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے نذول کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کتاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے سالک اور خطیب سے مشورت ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکتوبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے اٹھو تھے جسے بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے ظالموں پر عینہ وغیرہ ہلک جیسا دنیا میں آپ پر میری

زندگی میں ہی وارد نہ ہونی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں۔ مجس دُعا کے طور پر نہیں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دُعا کرتا ہوں کہ مجھے میرے ملک بصیر و قدیر جو حلیم و خیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح مولود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اسے میرے پیار سے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ مولیٰ شہداء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے آمین۔ مگر اسے میرے کامل اور صادق خدا۔ اگر مولوی شہداء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عابوسی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ حسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و بیضہ وغیرہ امراض ہلکے سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روہر و اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانوں سے توہر کرے جس کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یارب العالمین۔ میں اُن کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی۔ وہ مجھے اُن چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دُنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانوں میں آیت لاقصص مالئیس اللہ ہم علمہ پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دُنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دُور دُور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درہم کا ہڈ آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالیوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی شہداء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے لے میرے آقا اور میرے پیچھے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتی ہوں کہ مجھ میں اور شہداء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دُنیا سے اٹھائے یا کسی اور نہایت صفت آفت

ہیں جو موت کے برابر جوتھا کر۔ اے میرے پیارے ناک تو ایسا ہی کہ آمین۔ تم آمین۔ روتا
 اچھے بیتکنا و بسہ صابانہ و انت خیر الغاتمین۔ آمین
 ہا از مولیٰ صابانہ اس ہے کہ وہ میرے اس تمام خون کو اپنے پیر میں چاہ دیں اور چاہیں اس کے لیے کہ
 وہ ایسا ہی لڑائے اور ہے۔

الربا

عبد اللہ احمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافہ اللہ و آید

رقوم ۵۷ اپریل ۱۹۰۸ء

مرزا حکیم رحمت اللہ و سعادت احمدی کلکتہ سے دوبارہ چھاپا گیا ۱۹ اپریل ۱۹۰۸ء
 سول اینڈ پبلشرز آف انڈیا لکھنؤ (۱۹ اپریل ۱۹۰۸ء کے نصف صفحہ پر ہے)

(۲۷۷)

اعلان

بلاد دوم

رَمَقِ اَخْلَقَهُ مَشُونِ اَفْرَقِي عَلَيَّ اَللّٰهُ كَذِبًا اَرْكَتَابِ اَيَاتِي ۱۹

انہوں نے کہا کہ اس ملک کے اکثر لوگ جو مولوی کہتے یا نہیں جانتے کہ وہ راستے ہیں جو خدا تعالیٰ
 کا کلام لکھ کر لیا جاتا ہے تو کچھ نہیں کہ وہ افسوس ہے۔ انہیں مانگوں پر تمام محنت کے ساتھ
 جمع کرنے کی کتاب حقیقتہً الہامی تالیف کی ہے۔ کہ تک یہ لوگ لیا کریں گے یا تو ہر ایک فیصلہ کے لئے

ملفوظات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی مہود علیہ السلام

جلد ۹

شامت اہمال کے سبب اسی طرح ہلاک ہونے تھے جیسے کہ اب ہو رہے ہیں۔ دین اسلام کی خاطر اگر اس وقت سکواہ ملی تھی تو اس وقت بھی دین اسلام ہی کی خاطر سکواہ چل رہی ہے۔

مشاورۃ اللہ

فترمایا۔

یہ زمانہ کے معاملات ہیں۔ رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ ایسا تک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔ کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا۔ شواہد اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کی تفسیر دکھائی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور آج کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ اجیب دعوتہ السالطین صوفیہ کے نزدیک بڑی کرامت استہجوت دعا ہی ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں ہیں

خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تسلی

احمد صاحب جو کہ مداس سے بیعت کے واسطے آئے ہیں۔ ان کے متعلق عرب صاحب ابو سعید نے ذکر کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ قادیان میں آنے سے پہلے میں نے لویا میں یہ سدا نقشہ جو ہو دیکھا تھا۔ یہ تمام مکانات وغیرہ مجھے ایسے دکھائے گئے تھے۔
حضرت نے فرمایا۔

خدا تعالیٰ تسلی دینے کے واسطے یہ باتیں دکھلا دیتا ہے اور اس کی تسلی بے نظیر ہوتی ہے۔ دیکھو مشرقاً قرآن زمین پر کسی کو یہ تسلی نہیں دی گئی کہ اتنی حفاظت کلی سن فی الصلوٰۃ یہ تسلی فقط ہم کو اس گھر کے متعلق عطا فرمائی گئی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے عجیب کام ہیں۔

شہ البقرۃ ۱۸۷

ازالہ اولہام

قصہ

سودہ میں ہے جو پیدا ہو گیا۔ قال حمد لله على ذلك .

ازراہ جملہ ایک سے کہ جس کے نزول کی علامت یہ تھی ہے حکم فرشتوں کے پرول پر
اس نے اپنی تخیلیاں کھلی ہوئی ہوں گی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کا وارا اور بیابان
ہاتھ جو تحصیل علیہم تعالیٰ اور انوار باطنی کا ذریعہ ہے آسمانی ہوگوں کے ساتھ ہے پر ہوگا اور محبت اور
کتبوں اور مشائخ سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے علم لدنی پائے گا اور اس کی ضروریات زندگی کا
بھی خدا ہی متولی اور محقق ہوگا جیسا کہ عرصہ دس سال سے براہین و حرمہ میں اس علامت کی نسبت
یہ الہام چھپ چکا ہے کہ انک یا عیننا سمیتك المتوكل وعلمته من لدنا علما
یعنی تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے تم نے تیرا نام جو کل رکھا ان ہی طرف سے علم سکھایا بلو ہے
کہ اب جو سزا جو حدیث میں ہے صفات اور قوی طیبہ میں جیسا کہ صاحب طبعات شرح مشکوٰۃ
نے حدیث مند ربہ قول کی شرح میں ہی منضجے میں عن لیلہ ابن ثابت قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم طوبى للشام قلنا لای ذلک یا رسول الله قال لان
ملائکة الرحمن باسطة اجنتها علیها رواہ احمد والترمذی۔ یہ بات بتی
حدیثوں اور قرآن کریم سے ثابت ہے کہ جو شخص کامل اتقلد اور کامل توکل کا مرتبہ پیدا کر لیتا
ہے تو فرشتے اس کے علوم کئے جاتے ہیں اور ہر ایک فرشتہ اپنے منصب کے مطابق اس کی
خدمت کرتے ہیں۔ وقال الله تعالى ان الذین قالوا انما اولئنا الله شعا مستقلموات غفرل
علیہم الملائکة الاتخافوا ولا تخزنوا وابتشوا وبالجنة التي کنتم توعدون
ایسا ہی خدا تعالیٰ فرماتا ہے وحسننا هم فی البتداء بھرا یعنی اٹھائے ہم نے ان کو جگہوں
میں اور دیواروں میں۔ اب کیا اس کے یہ معنی کرنے چاہئیں کہ حقیقت میں خدا تعالیٰ اپنی گود
میں لے کر اٹھائے پھر ہر سو ہی طرح لانکے یہوں پر ہاتھ رکھنا حقیقت میں ممکن نہیں۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ عاجز ایسی علامت متذکرہ بلا کے ساتھ آیا ہوگا اور آخر طائر
پر اس عاجز کے وہوں ہاتھ میں اور طبی قوتوں کے سہارے سے علوم لدنی کھل رہے ہیں۔ اگر کوئی

۷۱ م احمد ۳۰۱۰ عن ابن اسحاق ۷۱۰

الإسلامية ليكون بلاغاً تاماً للطالبين - فاعلموا يا معشر الكرام كيف
 كما برأى طالبان دين صليخ بمرتبة كمال رسد - پس باندكے گدہ بڑگان دہما ہنہما صاحب
 اولى الابصار والاهتمامات الله قد بعثني مجدداً على راس هذا المائة
 بعيرت دہم کہ خدائے عزوجل مرا برسر اس صدی مجدد نبوت فرمودہ و بندہ را برائے صلحت عامہ
 وانقص عهد المصالح العامة واعطاني علوماً ومعارف تجب لاصلاح
 خاص گردانیدہ است - و مرا آن علوم و معارف بخشید کہ برائے اصلاح این امت انداجب
 لهذا الامة ووهب لي من لدانه علمياً لاتمام الحجۃ على الكفرۃ العجۃ - و
 اند - و مرا ہرگز نہ بخشید تاکہ بر کافران و فاسقان محبت تمام شود - و مرا تہہ آزدہ
 اعطاني ثمر اغصاً طيباً بالتغذية جياح الملة - و كما ساهما قال العطاشي
 تر عنيت کہ اگر سنگان گنت را غذا دادہ شود - و جاہرائے پر بخشید تا نشانگان ہايت و
 الهداية والمعرفة وجعلني اماما لكل من يريد صلاح نفسه ويحب
 معرفت را نشانیدہ شود - و مرا برائے ہر آن شخصے کہ معرفت نفس خود ہمید و مقاب رب خود سے خواہد
 رضاه و ربه وجعلني من المكين الملايين - و اكمل على نعمة واتم تفضله
 اتم گد بند و مرا از آمان گمانید کہ بشرف کمال الہیہ شرف میباشند - و ہر من نعمتاً خود کمال کہ در فضل
 وسعاني المسيم ابن مريم بالفضل الرحمة - وقد بعثني وبينه تشابه الفطرة
 خود تمام رسانیدہ تمام من افضل خود مسیح ابن مريم نہاد - و درین وسیع ابن مريم تشابه فطرت مقدر
 كالجوهر من من المادة الواحدة ووهب لي علوماً مقدسة نقيه ومعار
 کہ - و پانچ دو ہر از یک مادہ ہی باشند و مرا علوم مقدسہ و معارف بخشید و معارف مہمات و درشن
 صافية جليلة و علمي ما لم يعلم غيري من المعاصرين - و صب في
 معادکہ و مرا ہرگز نہ بیا معرفت کہ غیر من از مردم ہم زمانہ من اذ ان لا یخبر اند - و در دل من سعادت
 قلبي ما لم يحيطوا بها على - ونور الميمته احداً منهم وجعلني من
 پر حیت کہ علم من از ایشان اسے دانست و در دل من نعمے معرفت کہ کسی کس نیز ایشان بدان شایلی نہاند

بیتا مصلح

اور حق پوشی میں مد سے گزر گئے ہیں۔ ہائے افسوس ان کو کیا ہو گیا کہ اذہمدا
 صمیم واقعات سے مُنہ پھیر لیتے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے
 ملک میں ایک بادشاہ کی حیثیت سے ظہور فرمائیں ہوئے تھے۔ تاہم گمان
 کیا جاتا کہ چونکہ وہ بادشاہی جبروت اور شوکت اپنے ساتھ رکھتے تھے اسلئے
 لوگ جان بچانے کے لئے ان کے جھنڈے کے نیچے آگئے تھے۔

پس سوال تو یہ ہے کہ جب کہ آپ کے لئے ایسی غریبی اور مسکینی اور تنہائی کی
 حالت میں خدا کی توجیہ اور اپنی نبوت کے بارے میں منادی شروع کی تھی تو اسوقت
 کس تلوار کے خوف سے لوگ آپ پر ایمان لے آئے تھے۔ اور اگر ایمان نہیں لائے
 تھے تو پھر جبر کرنے کے لئے کس بادشاہ سے کوئی لشکر مانگا گیا تھا۔ اور مدد طلب کی
 گئی تھی۔ اسے حق کے طالبو! تم یقیناً سمجھو کہ یہ سب باتیں ان لوگوں کی افتراء ہیں۔
 جو اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ تاریخ کو دیکھو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 دہی ایک تیسرا لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا۔ اور ماں
 صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔ تب وہ بچہ جس کے ساتھ خدا کا ہاتھ تھا۔

بغیر کسی کے سہارے کے خدا کی پناہ میں پرورش پاتا رہا۔ اور اس مصیبت اور تنہائی
 کے ایام میں بعض لوگوں کی بکریاں بھی چرائیں۔ اور بجز خدا کے کوئی متکفل نہ تھا اور
 پچیس برس تک پہنچ کر بھی کسی چچانے بھی آپ کو اپنی روٹی نہ دی۔ کیونکہ جیسا کہ
 بظاہر نظر آتا تھا۔ آپ اس لائق نہ تھے کہ خانہ داری کے اخراجات کے متحمل ہو سکیں۔
 اور یہ مضمحل اتھی تھے۔ اور کوئی حرفہ اور پیشہ نہیں جانتے تھے۔ پھر جب آپ چالیس
 برس کے سن تک پہنچے تو یک دفعہ آپ کا دل خدا کی طرف کھینچ گیا۔ ایک غار منگہ
 سے چند میل کے فاصلہ پر ہے جس کا نام حرا ہے۔ آپ دیکھے وہاں جاتے اور غار
 کے اندر چھپ جاتے۔ اور اپنے خدا کو یاد کرتے۔ ایک دن اسی غار میں آپ

دوسرا حصہ

چشمہ معرفت

کامل تعلق تھی ثابت ہوتا ہے کہ بظاہر بہت سے تعلقات میں وہ گرفتار ہو۔ بیویاں ہوں
اولاد ہو تجارت ہو نہایت ہو اور کسی قسم کے اُس پر بلوچہ پڑے ہوئے ہوں اور پھر وہ
ایسا ہو کہ گویا خدا کے سوا کسی کے ساتھ بھی اُس کا تعلق نہیں۔ یہیں کامل انسانوں کے علامات
میں مگر ایک شخص ایک بن میں بیٹھا ہے نہ اُس کی کوئی جوڑو سے نہ اولاد ہے نہ دوست
ہیں اور نہ کوئی بوجھ کسی قسم کے تعلق کا اُس کے دامن گیر ہے تو ہم کیونکر سمجھ سکتے ہیں کہ اُس
نے تمام اہل و عیال اور ملکیت اور مال پر خدا کو مقدم کر لیا ہے اور بے امتحان ہم اُس کے
کیونکر قائل ہو سکتے ہیں مگر ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیویاں نہ رکھتے
تو ہمیں کیونکر سمجھ آ سکتا کہ خدا کی راہ میں جاں فشانے کے موقع پر آپ ایسے بے تعلق تھے کہ
گرا آپ کی کوئی بھی بیوی نہیں تھی مگر آپ نے بہت سی بیویاں اپنے حلال میں لاکر صدمہ
استغافروں کے موقع پر یہ ثابت کر دیا کہ آپ کو جسمانی لذات سے کچھ بھی غرض نہیں اور آپ
کی ایسی نگرانی زندگی سبک کر کوئی چیز آپ کو خدا سے روک نہیں سکتی۔ تاریخ دلائل لوگ جانتے
ہیں کہ آپ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے اور

آپ نے ہر ایک لڑکے کی وفات کے وقت یہی کہا کہ مجھے اس سے کچھ تعلق نہیں میں خدا کا ہوں
اور خدا کی طرف جاؤں گا ہر ایک دفعہ اولاد کے مرنے میں جو نجات جگر ہوتے ہیں ہی منہ سے
نکلنا تھا کہ اسے خدا ہر ایک چیز پر میں تجھے مقدم رکھتا ہوں مجھے اس اولاد سے کچھ تعلق نہیں
کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ آپ بالکل دنیا کی خواہشوں اور شہوات سے بے تعلق تھے
اور خدا کی راہ میں ہر ایک وقت اپنی جان، تحصیل پر رکھتے تھے تاکہ مرتبہ ایک جنگ کے موقع
پر آپ کی انگلی پر تلوار لگی اور خون جاری ہو گیا تب آپ نے اپنی انگلی کو مخاطب کر کے کہا کہ اے
انگلی تو کیا چیز ہے صرف ایک انگلی ہے جو خدا کی راہ میں ذبح ہو گئی۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے گھر میں گئے اور دیکھا کہ گھر میں کچھ اسباب
نہیں اور آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور چٹائی کے نشان پٹیچہ پر لگے ہیں تب عمر کو یہ

مخاطب سے اُس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر۔ اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چار شنبہ۔ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔ اور پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق پیر کے دن اس کا حقیقہ ہوا۔ اور اس کی پیدائش کے دن یعنی بروز چار شنبہ چوتھے گھنٹہ میں کوئی دن کے احساگ باراں کے بعد خوب بارش ہوئی۔

یہ چار لڑکے ہیں جن کی پیدائش سے پہلے ان کے پیدا ہونے کے بارے میں خدا تعالیٰ نے ہر ایک دفعہ پر مجھے خبر دی اور یہ ہر چار پیشگوئی نہ صرف زبانی طور پر لوگوں کو سنتانی گئیں بلکہ پیش از وقت اشتہاروں اور رسالوں کے ذریعے لاکھوں انسانوں میں مشہور کی گئیں۔ اور پنجاب اور ہندوستان میں بلکہ تمام دنیا میں اس عقیم المشان غریب گوئی کی نظیر نہیں ملے گی۔ اور کسی کی کوئی پیشگوئی ایسی نہیں پاؤ گے کہ اول تو خدا تعالیٰ نے چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی کٹھی خبر دی اور پھر ہر ایک لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے الہام سے اطلاع کر دی کہ وہ پیدا ہونے والا ہے۔ اور پھر وہ تمام پیشگوئیاں لاکھوں انسانوں میں شائع کی جائیں۔ تمام دنیا میں پھرو۔ اگر اس کی کہیں نظیر ہے تو پیش کرو۔ اور عجیب تر یہ کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں دی تھی اس وقت ہر چار لڑکوں میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور اشتہار مذکور میں خدا تعالیٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھ دیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۔ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء دوسرے کالم کی سطر نمبر ۷۔ سو جب اس لڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔ تب اس نام رکھنے کے بعد یک دفعہ وہ پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی یاد آگئی۔ اب ناظرین کے یاد رکھنے کے لئے ان ہر چار پسر کی نسبت یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ کس کس تاریخ میں ان کے تولد کی نسبت پیشگوئی ہوئی اور پھر کس کس تاریخ

پیغام صلح

سے نظر آدے اور کوئی کسی کو نہ سے۔ یہی حلال اسلام کا ہے کہ اس کی آسمانی روشنی صرف ایک ہی طرف سے نظر نہیں آتی۔ بلکہ ہر ایک طرف سے اس کے ابدی چراغ نمایاں ہیں۔ اس کی تعلیم بجائے خود ایک چراغ ہے۔ اور اس کے ساتھ جو خدا کی نصرت کے نشان ہیں۔ وہ ہر ایک نشان چراغ ہے۔ اور جو شخص اس کی سچائی کے اظہار کے لئے خدا کی طرف سے آتا ہے۔ وہ بھی ایک چراغ ہوتا ہے۔ میرا بڑا حصہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گزرا ہے۔ مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے کسی دوسرے مذہب کی تعلیم کو خواہ اس کا عقائد کا حصہ اور خواہ اخلاقی حصہ اور خواہ تدبیر منزلی اور سیاست مدنی کا حصہ اور خواہ اعمال صالحہ کی تقسیم کا حصہ ہو۔ قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا۔ اور یہ قول میرا اس لئے نہیں کہ میں ایک مسلمان شخص ہوں۔ بلکہ سچائی مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں گواہی دوں۔ اور یہ میری گواہی بے وقت نہیں۔ بلکہ ایسے وقت میں جب کہ دنیا میں مذاہب کی گشتی شروع ہے۔ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس گشتی میں آخر اسلام کو فتح ہے۔ میں زمین کی باتیں نہیں کہتا۔ کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں۔ بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔ زمین کے لوگ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ شاید انجام کار عیسائی مذہب دنیا میں پھیل جائے یا بد مذہب دنیا پر حاوی ہو جائے۔ مگر وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ یاد رہے کہ زمین پر کوئی بات ظہور میں نہیں آتی۔ جب تک وہ بات آسمان پر قرار نہ پائے۔ سو آسمان کا خدا مجھے بتلاتا ہے۔ کہ آخر اسلام کا مذہب دلوں کو فتح کریگا۔ اس مذہب کی جنگ میں مجھے حکم ہے کہ میں حکم کے طالبوں کو ڈراؤں۔ اور میری مثال اس شخص کی ہے۔ کہ جو ایک خطرناک ڈاکوئل کے گروہ کی خبر دیتا ہے۔ جو ایک گاؤں کی

براہین احمدیہ

دیباچہ

کہ باوجود صد موائج اور موانح کے عرض خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد نے اس حصہ کو خلعت و جود نشا۔ چنانچہ اس حصہ کے چند اوائل درق کے ہر ایک صفحہ کے سر پر نصوت الحق لکھا گیا مگر پھر اس خیال سے کہ تا یاد دلایا جائے کہ یہ وہی براہین احمدیہ ہے جس کے پہلے چار حصے طبع ہو چکے ہیں بعد کے ہر ایک سر صفحہ پر براہین احمدیہ کا حصہ ختم لکھا گیا۔ پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر مکتوا کیا گیا۔ اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اسلئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔

دوسرے سبب اس التوا کا جو تین برس تک حصہ ختم لکھا نہ گیا یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ ان لوگوں کے دلی خیالات ظاہر کرے جن کے دل مرض بدگمانی میں مبتلا تھے اور ایسا ہی ظہور میں آیا۔ کیونکہ اس وقت دیر کے بعد علم طبع و لک بدگمانی میں بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ بعض ناپاک فطرت گامیوں پر اتر آئے اور چار حصے اس کتاب کے جو طبع ہو چکے تھے کچھ تو مختلف قیمتوں پر فروخت کئے گئے تھے اور کچھ مفت تقسیم کئے گئے تھے۔ پس جن لوگوں نے قیمتیں دی تھیں اکثر نے گالیاں بھی دیں اور اپنی قیمت بھی واپس لی۔ اگر وہ اپنی جلد بازی سے ایسا نہ کرتے تو اُن کے لئے اچھا ہوتا۔ لیکن اس قدر دیر سے اُن کی فطرتی حالت آدمائی گئی۔

اس دیر کا ایک یہ بھی سبب تھا کہ ماخدا تعالیٰ اپنے بندوں پر ظاہر کرے کہ یہ کاروبار اُس کی مرضی کے مطابق ہے اور یہ تمام الہام جو براہین احمدیہ کے حصوں سابقہ میں لکھے گئے ہیں یہ اُسی کی طرف سے ہیں نہ انسان کی طرف سے۔ کیونکہ اگر یہ کتاب خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق نہ ہوتی اور یہ تمام الہام اُس کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ امر خدائے عادل احمقوں کی عادت کے برخلاف تھا کہ جو شخص

مہینہ بار اول

ولیعن انتصرو بعد ظلمنا و انما علیہم من سبیل واحد
جو شخص مظلوم ہو گے بدلہ لے اس پر کوئی الزام نہیں

سیرت حکیم

آیہ و ہرم

مطبع ضیاء لاہور لاہور حکیم فضل دین مالا مطبع

کی امتاعت چھپے

بیزارتہ ہو جاتے تو کوئی بھی پنڈت اُن کو بُرا نہ کہتا۔ اب تو ہوا صاحب ان پنڈتوں کی نظر میں کچھ بھی نہیں دیکھ کے مکتذب ہو گئے۔

قولہ - یہ کب جاسکتا ہے کہ انہوں نے دیدوں کو نہ سنانا دیکھا۔ کیا کریں جو سننے اور دیکھنے میں آوے تو بڑے مان لوگ جو کہ ہنسی درہ گریے نہیں دے سب سمجھ دای والے بیدست میں آجاتے ہیں۔ یعنی نانک وغیرہ اس کے سکھوں نے نہ دیدوں کو سنانا دیکھا کیا کریں؟ سننے یا دیکھنے میں آوں تو جو عقائد متعصب نہیں وہ فوراً اپنی ٹھگ بدیا چھوڑ کر وید کی ہدایت میں آجاتے ہیں۔ اقول: اس تمام تقریر سے پنڈت صاحب کا مطلب صرف اتنا ہے کہ ہوا تا تک صاحب اور اُن کے پیرو ٹھگ ہیں انہوں نے دنیا کے لئے دین کو فریج دیا مگر چند یہ تو سمجھ ہے کہ ہوا تا تک صاحب نے وید کو چھوڑ دیا اور اس کو گمراہ کرنے والا طور سمجھا لیکن پنڈت صاحب پر لازم تھا کہ یوں ہی ہوا صاحب کے گرد نہ ہو جاتے اور ٹھگ اور مکار اُن کا نام نہ رکھتے بلکہ اُن کے وہ تمام عقیدے جو گرتھ میں درج ہیں اور مخالفت وید میں اپنی کتاب کے کسی صفحہ کے ایک کالم میں لکھ کر دوسرے کالم میں اس کے مقابل پر وید کی تعلیمیں درج کرتے م عقلند خود مقابلہ کر کے دیکھ لیتے کہ ان دو تعلیموں سے سچی تعلیم کونسی معلوم ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ صرف گالیاں دینے سے کام نہیں نکلتا۔ ہر ایک حقیقت مقابلہ کے وقت معلوم ہوتی ہے اور ناحق گالیاں دینا سفلیوں اور کمینوں کا کام ہے۔

قولہ - نانک جی بڑے دھناڑ اور رئیس بھی نہ تھے۔ پر نہ تو اُن کے چیلوں نے نانک چند دوسے پور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے بڑے اور بڑے بشرح واسے لکھے ہیں۔ نانک جی برہما دی سے ملے بڑی بات چیت کی سب نے ان کا مان کیا۔ نانک جی کے دواہ میں گھومتے۔ رتھ ہاتھی موٹا چاندی موٹی پنا دی رتھوں سے بڑے ہوئے پڑاوار تھا لکھا ہے۔ بھلا یہ کیوں سے نہیں تو کیا ہے۔ یعنی نانک جی کہیں کے مالدار اور رئیس نہیں تھے۔ مگر اُن کے چیلوں نے پوتھی نانک چند دوی اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے دو تہمند اور بھگت کر کے لکھا ہے

تقویۃ الایمان

کشتیوں

پڑھنے اور مرنے کو پاکسکا وہ ایسا ہو کہ باوجود وہ مرنے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ
 دور ہو۔ اور باوجود ایک ہونے کے اسکی تجلیات لگ لگ ہیں۔ انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ
 کی تبدیلی اللہ میں آئے تو اسکے لئے وہ ایک نیا خدا بنجاتا ہو۔ اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اسکی مساطہ
 کرتا ہو۔ اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہو مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آجاتا
 ہے بلکہ وہ ازل سے غیر تغیر اور کمالی نام رکھتا ہو۔ لیکن انسانی تغیر اسکے وقت حسب نیک کی طرف
 انسان کے تغیر چھتے ہیں۔ تو خدا بھی ایک نئی تجلی کو سامنے ظاہر ہوتا ہو۔ اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت
 کے وقت ہر انسان کو ظہر میں آتی ہے خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے
 وہ خلاق عادت قدرت اسی جگہ دکھلاتا ہے جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہو۔ خوارق اور
 معجزات کی بھی جوڑ ہے۔ یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلے کی شرط ہے۔ اس پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے نفس پر
 اور اپنے آرزوں پر اور اپنے کل تعلقات پر ہمسکو مقدم رکھو۔ اور عملی طور پر پیادری کے ساتھ اس کی
 راہ میں صدق وہ فادہ کھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عز و دل پر ہمسکو مقدم نہیں رکھتی مگر تم ہمسکو
 مقدم رکھو تا تم آسمان پر اسکی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلا تا قدیم خود کی عادت ہو۔
 مگر تم اس حالت میں اس عادت کو حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ تبدیلی آئے ہے اور تمہاری مرضی
 اسکی مرضی اور تمہاری خواہشیں اسکی خواہشیں جو جائیں۔ اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت
 میں وہ باقی احد تا عبادی میں اس کے آستانہ پر پڑا ہے بنا جو چاہے ہو کہ ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں
 وہ خدا ظاہر ہو گا جس نے تم کو اپنا چہرہ چھپایا ہو۔ کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اسکی
 رضا کا طلب ہو جائے اور اسکی عضا و قدر پر ناراض نہ ہو۔ سو تم صحبت کو دیکھو اور بھی قدم لگے کہو
 کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اسکی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت کے کوشش کرو
 اور اسکے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبانِ باہرہ یا کسی حد سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے
 کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر کبر نہ کرو گویا پناہ تحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گروہ کھل دیتا ہے غریب
 اور علم اور نیک نیت اور مخلوق کے عہد بنجاؤ تا قبل کے جاؤ۔ بہت ہیں جو ظلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اللہ سے

تو مناسب تھا کہ وہ اس بحث میں اپنے تئیں نہ ڈالتے اور چپ ہی رہتے اور خواہ مخواہ پہننے
 موجودہ وید کی پر 2000 درمی نہ کرتے۔ جو کچھ وید نے اپنا فلسفہ اور علم طبعی ظاہر کیا ہے
 وہ یہی ہے کہ ہندوؤں کے پریشد کو ایک انسان کا فرزند قرار دیتا ہے اور
 کہتا ہے کہ انہر آریوں کا پریشد کشتیا کا بیٹا ہے۔
 اور نیز یہ کہ عنانہ اور اجرام سماویہ سب پریشد ہی میں اور نیز وہ تعلیم دیتا ہے کہ ان
 تمام چیزوں سے مراد میں مانگی جائیں اور نیز یہ تعلیم جو نہایت گندکی اور قابل شرم تعلیم ہے
 یعنی یہ کہ پریشد نرف سے دس انگلی نیچے ہے (سمجھنے والے سمجھ لیں،
 ہم یہ نہیں سمجھتے کہ کسی پہلے زمانہ میں یہی وید تھا۔ بلکہ ہماری رائے یہ ہے کہ یہ ایک محرف متبدل
 کتاب ہے کچھ تو باعتبار الفاظ کے اور کچھ باعتبار معنوں کے۔ اور ہمارے نزدیک ممکن اور اغلب
 ہے کہ کوئی اصل کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے جوئی پھر کچھ کم کی گئی ہے اور کچھ زیادہ کی گئی۔ اور
 صورت بدلائی گئی ہے اور موجودہ وید بلاشبہ ایک گمراہ کن نروالی کتاب ہے۔
 جس میں پریشد کا بھی پتہ نہیں ملتا اور اس قدر مخلوق چیزوں کی اس میں پریشد کی تعلیم ہے
 کہ گو یا وہ مخلوق پرستی کی ایک دوکان ہے جس جگہ ہم وید پر کوئی حملہ کرنے میں یا کسی
 شخص کے فلاح پریشد کرتے ہیں، اس جگہ ہی موجودہ وید مراد ہے جو سراسر محرف متبدل
 ہے نہ وہ اصل وید جو کسی زمانہ میں خدا کی طرف سے آیا تھا اور ہم خدا کی تمام کتابوں پر
 ایمان لاتے ہیں اور ایسا ہی اس وید پر جو کسی زمانہ میں ملک ہند کے کسی نبی پر نازل ہوا ہوگا
 مگر موجودہ وید کی نسبت ہم اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتے کہ جس قدر گند سے فرتے
 مخلوق پرستوں کے اس ملک میں پھیلے ہوئے ہیں یہ سب وید کی ہی مہربانی ہے اور
 انسانی پاکیزگی کی نسبت جو کچھ وید نے سکھایا ہے اس کا عمدہ نمونہ نیوگ ہے۔ یہ نیوگ
 کی ہی پاک کازروانیوں میں سے ہے کہ آریہ قوم میں اس بات کا ثبوت ملتا مشکل
 ہے کہ کون آریہ صاحب اصل باپ کے لطف میں سے ہے۔ اور کون آریہ

ایک محفل کو کہہ کر میں وہ وہیں جاتی دوسری شادی کر نہیں سکتا کہ ویدکا آمد سے حرام ہے آخر شوگر
 کی شہرتی ہے یا دوسری مشہور دیتے ہیں کہ لاہ صاحب رنگ کر لے اور لاہ بہت ہو جائیگی ایک
 لون نکلے کہ ہر رنگ جو سی ملے ہی رہتا ہے اس کام کے بہت ہیں ہے اور بہاری مال نے اس سے
 ٹھیک کیا تھا اور لکھنؤ اور گنڈاپور اور لاہور اور بھارتیہ کا نام سکر مانا بنانے ہو گیا۔ لاہ صاحب آپ ہی نے
 سب کام کرنے میں تو ہر سنگ کا وقت بھی نہیں۔ ہمدان شریہ نفس بولے کہ ان ہم سمجھیں گے
 مدت کو اجالے گا۔ ہر سنگ کو شریہ گئی وہ ملے میں ایک مشہور قد بڑا اول زید کا پر معاش اور حرام اور سقا
 سننے ہی بہت خوش ہو گیا اور انہیں اسوں کو وہ چاہتا تھا پھر اس سے زیادہ اس کو کیا چاہیے تھا۔ ایک
 خزانہ عورت اور پھر خواہش تمام ہوتے ہی آسودہ ہوا۔ لاہ صاحب نے پہلے ہی خطہ عنوان کی طرح ایک
 کو شریہ میں زہرہ بستی کا رکھا تھا اور کہہ دو وہ اور خطہ ابھی وہ توں میں سونے کی طرح میں رکھا دیا تھا مگر
 بیورانا کو صنعت ہو تو کھلی لیا ہو۔ پھر کیا تھا اتنے ہی سیرجہ ہا، نے لاہر توشت کے نام ان کا شیشہ توڑ
 دیا اور وہ بدخت عورت تمام ہرات اس سے منہ کا آرائی دیا اور اس بلید نے جو صورت کا ملا تھا نہرت
 کال شرم اس عورت سے کہتے ہیں کہ وہ لاہ صاحب کے دلان میں آسودے اور تمام بات اپنے کانوں سے سیرجائی
 کرتا تھا سنتے رہے بلکہ نفس کی رانوں سے مشابہ بھی کرتے رہے۔ صبح وہ نجیٹ بھی طرح لکھتی تاکہ
 کٹ کر کو شری سے ہار شکار اور آسودہ شری تھے کہہ کر اس کی طرف دوٹے اور ٹے سے لاپ سے اس بلید
 چہاں کو کہا اور صاحب مدت کیا نجیٹ گندی اس ٹھکر کر بیلک باوری اور اشادوں میں جتا
 دیا کہ اس شریہ لاکھ خوش ہوئے اور کہا کہ جے تو اسی دن سے آپ پرستین ہو گیا تھا
 جبکہ میں نے بہاری اول کے گھر کی نجیٹ تھی اسی اور پھر کہا وہ نجیٹ میں وہاں سے بھرا ہوا ہے کیا
 عورت پر کسی ہے جو خطہ گئی۔ ہر سنگ نے کہا کہ ان لاہ صاحب سب کچھ ہے کیا ویدکی آگیا کسی خطہ
 بھی ہاتی ہے تو آئی باتوں کے خیال سے وید کو مست و ذیائل کا چنگ بناں ہوں اور حاصل
 چر سنگ ایک شہرت پرست تھی تھا۔ اس کو کسی وید شاستر اور شرتی شوک کی پیمانہ تھی اور نہ ان
 ڈوٹ ہے جو ہم نے کھنڈر خانہ میں لکھا ہے کسی کی پروردگار اس لئے ہم نے ہوں کسی تہہ کر کے لیا ہے

کچھ اعتقاد رکھتا تھا اُس نے صرف لارورٹ کی حفاظت کی باتیں نہ کر اُس کے خوش کرنے کے لئے ہاں
 میں اہل مادی گمراہی میں بہت ہنسنا کہ اس وقت کی پٹر لینے کے لئے کہاں تک نوبت پہنچ گئی
 پھر اس کے بعد ہر سنگ تو رخصت ہوا اور لارورٹ کی طوت خوش خوش کیا اور اُس سے یقین تھا کہ اُس کی
 اہستی و اہم دہی بہت ہی خوشی کی حالت میں ہوگی کیونکہ مراد پوری ہوئی۔ لیکن اُس نے اپنے گمان کے
 برخلاف اپنی عورت کو روٹے پایا اور اس کو دیکھ کر تو وہ بہت ہی رونی رہا تاکہ کہ یہ نہیں عمل گئیں۔
 اور چکی آئی شروع ہوئی۔ لارورٹ نے حیران سا ہو کر اپنی عورت کو کہا کہ "ہے بھانجوان آج تو خوشی کا دن
 ہے کہ دل کی مرادیں پوری ہوئیں اور بیچ بچہ گھبرا گیا پھر تو روٹی کیوں ہے اور بولی میں کیوں نہ روؤں تو نے
 سارے کتبہ میں میری ہنسی پیدا کی اور اپنی ناک کاٹ ڈالی اور ساتھ ہی میری ہنسی اس سے بہتر تھا کہ
 میں پہلے ہی مر جاتی۔ لارورٹ بولا کہ یہ سب کچھ ہوا مگر اب بچہ ہونے کی بھی کس قدر خوشی ہوگی وہ
 خوشیاں ہیں تو تو ہی کہے گی مگر رام دہی شاید کوئی نیک عمل کی تھی اُس نے توت جو اب دیا کہ حرام
 کے پھر کوئی حرام کا ہی ہو تو خوشی سناوے لارورٹ تیز ہو کر بولا کہ ہے بے کیا کہد یا یہ تو دیا گیا ہے
 عورت کو یہ بات سن کر آنگ گئی بولی میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کیسا ایدید ہے جو دکاری سکھاتا اور زنا
 کاری کی تعلیم دیتا ہے یوں تو دنیا کے غلاب ہزاروں باتوں میں اختلاف رکھتے ہیں مگر کبھی نہیں سنا
 کہ کسی مذہب نے عید کے تمام تعلیم بھی دی ہو کہ اپنی پاک لہن عمرتوں کو دوسروں سے بہتر کراؤ۔ آخر
 غلاب اپنی سکھانے کے لئے ہوتا ہے نہ دکاری اور لہن کاری میں ترقی دینے کے لئے۔ جب
 رام دہی یہ سب باتیں کہہ چکی تو لارورٹ نے کہا کہ چپ و چو اب جو ہا سو ہوا ایسا نہ ہو کہ شریک نہیں اور
 میرا کہ کا میں عام دہی ہے کہ اسے یہ کیا بھی ایک تیرا تک تیرے منہ پر باقی ہے ساری رات
 جو شریک نے جو تیرا سہا یہ اور تیرا کچھ شمس ہے تیری سہروں کی مہا ہا اور عورت کے خاندان والی
 سے تیرے ہی بہتر چلے کر تیرے ہی مگر میں غرابی کی اور ہر ایک ہاگ حرکت کے وقت جتا بھی دیا کہ
 میں نے فہم بدل لیا سو کیا اس بے فہمی کے بعد بھی تو جتا ہے۔ کاش تو اس سے پہلے ہی مرا ہوتا
 اب وہ شریک اور پھر دشمن باتیں بنانے اور بٹھانے کے سے کب باز رہے گا بلکہ وہ تو کہہ گیا ہے

کہ میں اس فتحِ عظیم کو چھپا نہیں سکتا کہ جو آج وساطتِ اہل کے مقابل پر مجھے حاصل ہوئی۔ میں ضرور راقمِ دلی کا سارا نقشہ محلہ کے ڈوں پر نظر کروں گا سو یاد رکھو کہ وہ ہر ایک مجلس میں تیرا ناک کاٹنے کا اور ہر ایک لڑائی میں بی قصہ تجھے جتنے گا اور اُس سے کچھ تعجب نہیں کہ وہ دعوے کر دے کہ رام دلی میری ہی عورت ہے کیونکہ وہ اشہد سے یہ کہہ بھی گیا ہے کہ آئندہ بھی میں تجھے کبھی نہیں چھوڑ دوں گا۔ لاکھ روپے نے کہا کہ نکاح کا دعویٰ ثابت ہونا تو مشکل ہے بلکہ تیرا ناک کا اظہار کرے تو کرے تا جہاری اور بھی رسوائی ہو بہتر تو یہ ہے کہ ہم دوش ہی چھوڑ دیں۔ بیٹا ہونے کا خیال تھا وہ تو ایشہ نے دے ہی دلی بیٹے کا نام سُنکر محبت زہرِ خندانہ پھیلائی اور کہا کہ تجھے کس طرح اور کیونکر یقین ہوا کہ ضرور بیٹا ہوگا اول تو بیٹہ ہونے میں ہی شک ہے اور پھر اگر بھی تو اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ بڑا کا ہی ہوگا کیا بیٹا ہونے کسی کے خستیدار میں رکھا ہے کیا ممکن نہیں کہ حمل ہی خطا جالے یا لڑکی پیدا ہو لالہ روپے نے کہا کہ اصل خطا کیا تو میں کہوں کہ جو اسی مجلس میں رہتا ہے بڑا کے لئے بگڑا ہونے کا دعویٰ ثابت خاص سے ہوئی کہ اگر بڑا بڑا سنگ بھی کہے نہ کرے گا تو پھر کیا کریگا لالہ بڑا کہ تو جانتی ہے کہ تو اس سنگ بھی ان دونوں سے کہ نہیں اس کو بلا لاؤں گا پھر اگر ضرورت پڑی تو جیتیں سنگ۔ ہنسنا سنگ۔ بڑا سنگ۔ جیتوں سنگ۔ قصور سنگ۔ خزان سنگ۔ راجن سنگ۔ رام سنگ۔ کیشن سنگ۔ خیال سنگ۔ سب اس مجلس میں رہتے ہیں اور زہر اور قوت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر میں میرے کہنے پر سب حاضر ہو سکتے ہیں عورت دلی کہ میں اس سے بہتر تجھے صلاح دیتی ہوں کہ مجھے بالار میں ہی بیٹھا سے تیرا دوش میں کیا چیزوں کو اکھوں آ سکتے ہیں منہ پر کالا جو ہونا تھا وہ تو ہر کا گریا دیکھ کر بیٹا ہوں پھر یہی اپنے منہ میں نہیں اور آگ ہو بھی تو تجھے اُس سے کیا جس کا وہ لطف ہے تاخود اسی کا ہوگا اور اسی کی خوب بولنے گا کیونکہ درحقیقت وہ اسی کا بیٹا ہے اس کے بعد رام دلی نے کچھ سوچ کر پھر بیٹا شروع کیا اور دُور دُور تک آواز گئی اور آواز سن کر ایک چمٹت نہال چند نام دھڑا آیا اور آتے ہی کہا کہ لالہ سنگ تو ہے یہ کیسی رونے کی آواز آئی۔ لالہ سنگ کٹا ہوا تھا تو نہیں تھا کہ نہال چند کے آگے قصور بیان کرے مگر اس خوف سے کہ رام دلی اس وقت غصہ میں ہے اگر میں بیان نہ کروں تو وہ ضرور بیان کر دے گی کچھ کھسیلا سا جو کہ زبان دیکر

کہنے لگا کہ مہاراج آپ جانتے ہیں کہ وید میں وقت ضرورت نیوگ کیلئے لگایا ہے۔ اس
 میں نسبت دنوں سوچ کر رات کو نیوگ کر لیا تھا۔ ہم سے یہ غلطی ہوئی کہ میں نے نیوگ کے لئے
 مہر سنگ کو بولا۔ نیوگ کے معلوم ہوا کہ وہ میرے دشمن کو مہر سنگ کا لاشا اور نہایت شری آدمی ہے۔ وہ مجھے
 اور میری بہتری کو ضرور خراب کریگا۔ اس لئے وہاں سے فرمایا کہ میں یہ ساری کیفیت خوب شایع کروں گا
 نہال چند لہجہ کہ درحقیقت بڑی غلطی ہوئی اور پھر بولا کہ وسا حال تیری کچھ پر نہایت ہی افسوس ہے
 کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ نیوگ کے لئے پہلا حق پرہیزوں کا ہے اور خالص یہ بھی تم پر پرستیدہ نہیں ہوگا
 کہ اس محل کی تمام کھترانی حرمیں مجھ سے ہی نیوگ کرتی ہیں اور میں دن رات اسی سیوا میں لگا ہوا
 ہوں۔ پھر اگر تجھے نیوگ کی ضرورت تھی تو مجھے بلا لیا ہوتا۔ سب کام سہل ہو جاتا اور کوئی بات نہ بھگتی
 اس محل میں ایسا سنگین ہنر کے قریب ہندو عورتوں نے نیوگ کر لیا ہے مگر کیا کہی تم نے اس کا ذکر
 بھی سنا ہے۔ پرہے کی باتیں ہیں سب کچھ ہوتا ہے پھر ذکر نہیں کیا جاتا لیکن مہر سنگ تو ایسا نہیں کریگا
 ذرہ در ذرا گنہوں تک دیکھنا کہ سارے شہر میں رام دئی کے نیوگ کا شور و غوغا ہوگا۔ لالہ دیوت
 لہجہ کہ درحقیقت مجھ سے سخت غلطی ہوئی اب کیا کروں۔ اس وقت شری پرنٹھ نے قریباً عرض نہ
 ہونے پر پرنٹھ کے رام دئی کو دیکھ چکا تھا کہ جوان اور خوش شکل ہے نہایت ہی کا جواب دیا کہ
 اگر اسی وقت رام دئی مجھ سے نیوگ کرے تو میں قند وار ہوں کہ مہر سنگ کے قندہ کو میں نہیں
 لوں گا۔ یہ سارا عمل ایک سنگی بات ہے اب پہر حال تبتی ہو جائے گا تب وسا حال دیکھتے تو اس
 بات پر بھی راضی ہو گیا مگر رام دئی نے سسکر سخت گالیاں اس کو نکالیں تب وسا حال نے پرنٹھ
 کو کہا کہ مہاراج اس کا یہی حال ہے اگر نیوگ کرنا نہیں چاہتی پہلے بھی شکل سے کر لیا تھا جس کو
 یوگ کے جنگ لڑا ہی ہے کہ میرا سہہ کا کیا لگایا ہے تو اس نے صوفیوں ماری تھیں جن کو آپ سنگر
 دھڑکے تب وہ شہوت بہت پرنٹھ وسا حال کی یہ بات سن کر رام دئی کی طرف متوجہ ہوا اور
 کہا نہیں سہا گن نیوگ کی باتیں مانتا چاہیے یہ وہاں لگتا ہے مسلمان بھی تو عورتوں کو طلاق دیتے
 ہیں اور وہ عورتیں کسی دوسرے سے نکاح کر لیتی ہیں سو جیسے طلاق جیسے نیوگ بات ایک ہی ہے

۴۴

ایک بکارت کو خوف ہوتا تھا کہ اگر وہ فحش پیشہ اختیار کرے گی تو اُسے قانون دکھائی کی سخت آزمائش بھی برداشت کرنی پڑے گی۔ بہت سی عورتیں اسی خوف کی وجہ سے اپنی زندگی خراب کرنے سے بچ رہتی تھیں۔ اس زمانہ میں جبکہ دکھائی کا طریق بند ہے۔ مرض آنکھ کے ادویات کے اشتہارات کثرت سے شائع ہوتے ہیں۔ جو اس امر کا کافی ثبوت ہیں کہ ملک میں مرض آنکھ بہت پھیلا ہوا ہے اول تو ہمیں اس خراب فرقہ کے وجود سے ہی سخت احتیاط ہے مگر ایسے زمانہ میں جبکہ اخلاق اور مذہب کی سخت کمزوری ہو رہی ہے یہ امید کرنا فضول ہے کہ یہ شیطانی فرقہ نیست و نابود ہو جائے گا۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اُن کے لئے کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس سے یہ اخلاق اور مذہب کو بگاڑنے کے علاوہ عوام کی صحت کو ہمیشہ کے لئے خراب کرنے کے قابل نہ رہ سکیں اور وہ قانون صرف قانون دکھائی ہی ہے۔ ہم نہایت شکر گزار ہوں گے اگر دوبارہ ہند میں قانون دکھائی جاری کیا جاوے گا۔ مگر یہ شرط ضرور ساتھ ہے کہ گورنوں کے لئے یورپین ریٹریاں ایم پیو پنچائی سہاویں۔ یقین ہے کہ گورنمنٹ ہند اور معزز مہتممان اس معاملہ پر ضرور توجہ اور غور فرمادیں گے۔

دین دوزیا میں ان کی خواری ہے	جن کو رسم نیوگ پیاری ہے
عقل و تہذیب سے وہ حلّی ہے	میں کے دین میں ہے ایسی بے شرمی
اُن کی شیطان نے عقل مٹائی ہے	جن کو آتی نہیں نیوگ سے عدلی
اب تو ماتحت کی پردہ داری ہے	بید کی کھل گئی حقیقت کُل
وہ تو اک نمٹ کی پٹاری ہے	جس کے ہاٹ یہ گندگی پھیلی
جبکہ رسم نیوگ جاری ہے	دوسرا بیابا کیوں حرام نہو
اس کے اظہار میں تو خواری ہے	کیوں نہ پوشیدہ ہو نیوگ کی رسم
آریوں کا اصول بھاری ہے	چکے چکے حرام کروانا
بید کے خادموں میں ساری ہے	اُد سے یہ خمیٹ اور بدرسم

زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں	جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
ہاجی سوختن ہیں اُن کے مرد	اُن کی ناری ہر ایک ناری ہے
وہ ما کیا وہم ہے کیا ایمان	جس میں واجب حرام کھاری ہے
آریو! دل میں غور سے سوچو	شرم وغیرت کہاں تھاری ہے
جس کو کہتے ہیں آریوں میں نیوگ	تاگ کے کاٹنے کی آری ہے
کچھ نہیں سوچتے یہ دشمن شرم	کہ یہ پوشیدہ ایک یاری ہے
ترکب اس کا ہے بلا دیوث	اعتقاد اس پہ بد شکاری ہے
تعمیر مردوں سے مانگنا لطف	سخت تجربت اور تابکاری ہے
غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے	وہ نہ بیوی زن بزاری ہے
ہے وہ چندال وشت اور پانی	جنت اس کی کوئی چھاری ہے
ہیں کڈوں نیوگ کے بچنے	آریہ دیس میں یہ خزاری ہے
ایسی اولاد پر خدا کی نار	یہ نہ اولاد تمہارے باری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے	ساری شہوت کی بیقراری ہے
پیشاپیشا پکارتی ہے غلط	یار کی اس کو آہ و نزاری ہے
وہ سے کروا سکی زنا لیس	پاک دامن ابھی بچاری ہے
لہ صاحب بھی کیسے امتحان ہیں	اُن کی لالی نے عقل ماری ہے
گھر میں لستے ہیں اس کے یاد کو	ایسی جھڑکی پاسداری ہے
اس کے یاروں کو دیکھنے کے لئے	مہربان اُن کی باری ہے
جھڑکی پر فضا ہیں یہ جی سے	وہ تنگی پہ اپنے دلہی ہے
شرم وغیرت ذرا نہیں باقی	کس قدر اُن میں بد باری ہے
ہے قوی مرد کی کاٹش انہیں	طوب جھڑکی حق گزارا ہے

ضمیمہ پانچواں حصہ

حصہ چہم

کہہ ہیں اس لئے وہ باوجود اپنے طور کے وجود اور رقص اور اشعار خوانی اور سرود وغیرہ کے رحیم خدا کے تعلق سے سخت بے نصیب ہوتے ہیں اور اس نطفہ کی طرح ہوتے ہیں جو آنک کی میادی یا اجزام کے عارضہ سے جل جائے اور اس قابل نہ رہے کہ رحم بھی تعلق کر سکے۔ پس رحم اور رحیم کا تعلق یا عدم تعلق ایک ہی بنا پر ہے صرف مدحی اور جسمانی عوامل کا فرق ہے۔ اور جیسا کہ نطفہ بعض اپنے ذاتی عوامل کی رُو سے اس وقت نہیں رہتا کہ رحم اس سے تعلق کر سکے اور اس کو اپنی طرف کھینچ سکے ایسا ہی حالت خشوع جو نطفہ کے درجہ پر ہے بعض اپنے عوامل ذاتیہ کی وجہ سے جیسے تکبر اور عجب اور دیا یا اور کسی قسم کی ضلالت کی وجہ سے یا شرک سے اس وقت نہیں رہتی کہ رحیم خدا اس سے تعلق کر سکے پس نطفہ کی طرح تمام فضیلت مدحی وجود کے اول مرتبہ کی جو حالت خشوع ہے رحیم خدا کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے جیسا کہ تمام فضیلت نطفہ کی رحم کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے۔ پس اگر اس حالت خشوع کو اس رحیم خدا کے ساتھ حقیقی تعلق نہیں اور نہ حقیقی تعلق پیدا ہو سکتا ہے تو وہ حالت اس گندے نطفہ کی طرح ہے جس کو رحم کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا نہیں ہو سکتا اور یاد رکھنا چاہیے کہ نماز اور یاد الہی میں جو کبھی انسان کو حالت خشوع پیشتر آتی ہے اور وہ خود ذوق پیدا ہو جاتا ہے یا لذت محسوس ہوتی ہے یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس انسان کو رحیم خدا سے حقیقی تعلق ہے جیسا کہ اگر نطفہ اندام نہانی کے اندر داخل ہو جائے اور لذت بھی محسوس ہو تو اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اس نطفہ کو رحم سے تعلق ہو گیا ہے بلکہ تعلق کے لئے طغیہ آثار اور علامات ہیں۔ پس یاد الہی میں ذوق محسوس کو دوسرے نطفوں میں حالت خشوع کہتے ہیں نطفہ کی اس حالت سے مشابہ ہے جب وہ ایک صورت انمول پکار کر اندام نہانی کے اندر گر جاتا ہے اور اس میں گیا شک ہے کہ وہ جسمانی عالم میں ایک کمال لذت کا وقت ہوتا ہے لیکن تاہم فقط اس قحط و منی کا اندازہ کرنا اس بات کو مستلزم نہیں

۴۵

ضمیمہ برائے احمدیہ

حصہ عجم

کہ رحم سے اس نطفہ کا تعلق بھی ہو جائے اور وہ رحم کی طرف کھینچا جائے پس ایسا ہی روحانی ذوق شوق اور حالت خشوع اس بات کو مستلزم نہیں کہ رحیم خدا سے ایسے شخص کا تعلق ہو جائے اور اس کی طرف کھینچا جائے بلکہ جیسا کہ نطفہ کسی حرام کاری کے طور پر کسی زندگی کے اندام نہانی میں پڑتا ہے تو اس میں بھی زندگی لذت نطفہ ڈالنے والے کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اپنی بیوی کے ساتھ پس ایسا ہی بہت پرستوں اور مخلوق پرستوں کا خشوع و خضوع اور حالت فقر و شوق زندگی باذن سے مشابہ ہے یعنی خشوع اور خضوع مشرکوں اور بن لوگوں کا جو محض اغراض دنیویہ کی بنا پر خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اس نطفہ سے مشابہت رکھتا ہے جو حرام کاریوں کے اندام نہانی میں جا کر باعث لذت ہوتا ہے۔ بہر حال جیسا کہ نطفہ میں تعلق کرنے کی استعداد ہے حالت خشوع میں بھی تعلق کرنے کی استعداد ہے مگر وہ حالت خشوع اور وقت اور سوز اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ وہ تعلق ہو بھی گیا ہے جیسا کہ نطفہ کی صورت میں جو اس روحانی صورت کے مقابل میں یہی مشابہہ ظاہر کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے محبت کرے اور یہی صورت کے اندام نہانی میں داخل ہو جائے اور اس کو اس فعل سے کمال لذت حاصل ہو تو یہ لذت اس بات پر دلالت نہیں کر سکتی کہ عمل ضرور ہو گیا ہے پس ایسا ہی خشوع اور سوز و گداز کی حالت گودہ کیسی ہی لذت اور سرور کے ساتھ ہو خدا سے تعلق پکڑنے کیلئے کوئی لازمی علامت نہیں ہے یعنی کسی شخص میں نماز اور ایوار الہی کی حالت میں خشوع اور سوز و گداز کے ساتھ پیدا ہونا ضروری ہے یا نہ کہ ابتدائی حالت میں خشوع اور وقت کے ساتھ طور کے ساتھ کام میں ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ تجربی روئے کے ساتھ ہوتا ہے اور بات بات میں ڈر جانا اور خشوع اور کھار اختیار کرنا ہے مگر اس میں نہیں کے زمانہ میں جھکا سنا بہت سے لغویات میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور سب سے پہلے لغویات اور لغو کاموں کی طرف ہی رغبت کرتا ہے اور اکثر لغو کلمات اور لغو طور پر کونٹا اور چھٹا ہی اس کو پسند آتا ہے جس میں بسا اوقات اپنے جسم کو بھی کوئی حد پر پہنچا دیتا ہے اس کا ہر ہے کہ انسان کی زندگی کا دار میں نظر آئے پہلے لغویات ہی آتے ہیں اور غیر اس مرتبہ کے گھر کے دست مرتبہ تک پہنچا ہی نہیں سکتا۔ پس جھکا سنا سزاؤں اور کاموں کے لغویات کے پھر کرنا ہے جو اس حالت ہے کہ سب سے پہلا تعلق انسانی مرثت کو لغویات سے ہی ہوتا ہے۔ منہ

شعبہ برائین احمدیہ

حصہ پنجم

شعروں کے سننے اور مردوں کی تاثیر سے رقص اور وجد اور گریہ و زاری شروع کر دیتے ہیں اور اپنے رنگ میں لذت اٹھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مل گئے ہیں۔ مگر یہ لذت اس لذت سے مشابہ ہے جو ایک زانی کو حرامکار عورت سے ہوتی ہے۔

اور پھر ایک اور مشابہت خشوع اور نطفہ میں ہے اور وہ یہ کہ جب ایک شخص کا نطفہ اس کی بیوی یا کسی اور عورت کے اندر داخل ہوتا ہے تو اس نطفہ کا اندام نہانی کے اندر داخل ہونا اور انزال کی صورت پر لڑ کر وہاں ہو جانا یعنی نہ روکنے کی صورت پر ہوتا ہے

جیسا کہ خشوع کی حالت کا نتیجہ بھی رونما ہی ہوتا ہے۔ اور جیسے بے اختیار نطفہ داخل کر صورت انزال اختیار کرتا ہے۔ یہ صورت کمال خشوع کے وقت رونے کی ہوتی ہے کہ کونسا آنکھوں کو بند کرے اور جی انزال لذت کی حالت میں طوہر ہوتی ہے جبکہ اپنی بیوی کا ان سے صحبت کرتا ہے کہ کبھی رام طوہر ہو کر لند کی

حرام کار عورت سے صحبت کرتا ہے۔ یہی صورت خشوع اور سوز گداز اور گریہ و زاری کی ہے یعنی کبھی خشوع اور سوز گداز بعض خدا کے واحد لا شریک کے لئے ہوتا ہے جس کے ساتھ کسی بدعت اور شرک کا رنگ نہیں ہوتا۔ پس وہ لذت سوز گداز کی ایک لذت حلال ہوتی

ہے مگر کبھی خشوع اور سوز گداز اور اس کی لذت بدعات کی آمیزش سے یا مخلوق کی پرستش اور بتوں اور دیویوں کی پوجا میں بھی حاصل ہوتی ہے مگر وہ لذت حرامکاری کے جوار مشابہ ہوتی ہے۔ غرض بجز خشوع اور سوز گداز اور گریہ و زاری اور اس کی لذتیں تعلق باہد کو مستلزم

نہیں بلکہ جیسا کہ بہت سے ایسے نطفے میں جو منسلح جاتے ہیں اور رحم ان کو قبول نہیں کرتا۔ ایسا ہی بہت سے خشوع اور تقصیر اور زاری ہیں جو بعض آنکھوں کو کھوتا ہے اور حیم خدا ان کو قبول نہیں کرتا غرض حالت خشوع کو جو روحانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے نطفہ ہونے کی حالت میں

جو روحانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے ایک کھلی کھلی مشابہت ہے جس کو ہم تفصیل سے لکھ چکے ہیں اور یہ مشابہت کوئی معمولی امر نہیں ہے بلکہ صلح قدیم جٹسانہ کے خاص اداہ سے ان دونوں میں کمال اور اتم مشابہت ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی کتاب میں بھی لکھا گیا ہے کہ

ایک برس تک انتظار کریں۔ اور یا مبالغہ کر لیں۔ ششم۔ اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی سچیں تو مجھ سے

کیا تم میں ایک بھی سوچنے والا نہیں جو اس بات کو سوچے۔ کیا تم میں ایک بھی دل نہیں جو اس بات کو سمجھے۔ زمین نے عزت دی۔ آسمان نے عزت دی اور قبولیت پھیل گئی۔

پانچواں وہ امر جو مبالغہ کے بعد میرے لئے عزت کا موجب ہوا۔ علم قرآن میں اتمام حجت ہے۔ میں نے یہ علم پا کر تمام مخالفوں کو کیا جہد الحق کا گروہ اور کیا بطاوی کا گروہ۔ غرض سب کو بلند آواز سے اس بات کے لئے مدعو کیا کہ مجھے مسلم عقائد اور معارف قرآن دیا گیا ہے۔ تم لوگوں میں سے کسی کی مجال نہیں کہ میرے مقابل پر قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کر سکے۔ سو اس اعلان کے بعد میرے مقابل ان میں سے کوئی بھی نہ آیا۔ اور اپنی جہالت پر جو قسم ذاتوں کی بیڑ ہے انہوں نے ٹہر لگا دی۔ سو یہ سب کچھ مبالغہ کے بعد ہوا۔ اور اسی زمانہ میں کتاب کرامت الصادقین لکھی گئی۔ اس کرامت کے مقابل پر کوئی شخص ایک حرف بھی نہ لکھ سکا۔ تو کیا اب تک عبدالحق اور اس کی جماعت ذلیل نہ ہوئی۔ اور کیا اب تک یہ ثابت نہ ہوا۔ کہ مبالغہ کے بعد یہ عزت خدا نے مجھے دی۔

چھٹا امر جو مبالغہ کے بعد میری عزت اور عبدالحق کی ذلت کا موجب ہوا۔ یہ ہے کہ عبدالحق نے مبالغہ کے بعد اشد استہارہ کیا تھا کہ ایک فرزند اُس کے گھر میں پیدا ہوگا۔ اور میں نے بھی خدا تعالیٰ سے الہام پا کر یہ اشتہار افوازا لاسلام میں شائع کیا تھا کہ خدا تعالیٰ مجھے عطا کرے گا۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میرے گھر میں تو لڑکا پیدا ہو گیا۔ جس کا نام سترین احمد ہے اور قریباً پونے دو برس کی عمر رکھتا ہے۔ اب عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہیے کہ اس کا وہ مبالغہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔ کیا اللہ ہی اندر میٹ میں تحصیل پا گیا یا پھر رحمت بھری کر کے نطفہ بن گیا۔ کیا اس کے سوا کسی اور چیز کا نام ذلت ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ پورا نہ ہوا۔ اور جو کچھ میں نے خدا کے الہام سے کہا خدا نے اس کو پورا کر دیا۔ چنانچہ ضیاء الحق میں بھی اسی شکے کا ذکر لکھا گیا ہے۔

ساتواں امر جو مبالغہ کے بعد میری عزت اور قبولیت کا باعث ہوا خدا کے راستہ باز بندوں کا وہ مخلصانہ بخشش ہے جو انہوں نے میری خدمت کے لئے دکھ لایا۔ مجھے کسی یہ طاقت نہ ہوگی کہ میں خدا کے ان انعامات کا شکر ادا کر سکوں۔ جو روحانی اور جسمانی طور پر مبالغہ کے بعد میرے وار و حال ہو گئے۔ روحانی انعامات کا نمونہ میں لکھ چکا

پندرہ روزہ

یعنی خدا تعالیٰ میرے اٹھ سے وہ نشان ظاہر کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے

کہ جنتی نے مبارک کے بعد کوئی عزت دین میں پائی۔ کوئی قبولیت اس کی لوگوں میں پھیلی۔ کونے مالی فتوحات کے دروازے اس پر کھلے۔ کون سی علمی انضیلت کی بگڑی بس کو پہنچائی گئی۔ ہون فتول لڑائی کے طور سے ایک سزا ہونے کا دعویٰ کیا تھا کہ تازی مبارک کا اثر سمجھا جائے۔ مگر اس کی بدعتی سے وہ دھمنے بھی باطن نکلا۔ اور اب تک اس کی عصمت کے پریش میں سے ایک چھوٹی بھی پیدا نہ ہوگا مگر اس کے مقابلہ میں مذاققلے نے میرے اہام کو لورا کر کے مجھے لڑا کھلایا۔

یہ دو سس برس میں مبارک کی ہیں جو میں نے لکھی ہیں۔ پھر کیسے خیبت نہ لوگ میں جس اس مبارک کو بے اثر سمجھتے ہیں۔ فعلیہم ان یتدرون او یفکرون انی صلنا العشرۃ الکاملۃ۔
بلاخرہ وہ بارہ ہر ایک مخالف کفر کذب پر ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مبارک کے میدان میں آویں اور جینا بھیں کہ جس طرح خدا قلنے نے جملہ خلق کے مبارک کے بعد یہ دس قسم کا ہم پر انعام و اکرام کیا۔ اور اس کو ذلیل کیا۔ اور اس کا بیٹے کا دعویٰ بھی چھوٹا کھلا۔ اور کوئی عزت اس کو حاصل نہ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کے تمام دعویٰ کو رد کیا۔ اس سے زیادہ کوش مبارک میں ہوگا۔ میں نے اس روز بد و عدا نہیں کی کیونکہ وہ ناگوار دینی عقائد اور اس کی جہالت اس کو قابل رحم شہر آتی تھی مگر اب میں بد و عدا کروں گا۔ سو پابینہ کہ ہر ایک مبارک کی درخواست کرنے والا اپنی طرف سے چہا ہوا اشتہار شائع کرے۔ اور بیخوردی ہوگا کہ مبارک کرنے والا صرف ایک نہ ہو۔ بلکہ کہ سے کم دس تا بیس ہوں۔ اور ہر ایک مبارک کے لئے ہر ایک شخص بنایا گیا ہے خواہ پنجاب کا ہو یا ہندوستان کا۔ یا عرب کا یا بلاد فارس کا۔ اس لئے یہ مشقت محانتوں پر جاننا نہیں رکھی گئی کہ وہ وہ روز سفر کر کے پہنچیں بلکہ حسب مطلق و ما جعل علیہم الذین من حرج۔ یبید اللہ بکم الیسس ولا یزید بکم الحسما۔ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہر ایک شخص اشتہار ارات کے ذریعہ سے مبارک حاصل کرے۔ مگر یہ شرط ضروری ہے کہ جو الہامات میں نے رسالہ انجام اتہم میں صفحہ ۶۲ سے صفحہ ۶۷ تک لکھے ہیں۔ وہ کل الہامات اپنے اشتہار مبارک میں لکھے۔ اور بعض حوالہ نہ دے۔ بلکہ الہامات صفحات مذکورہ کے اشتہار میں درج کرے۔ اور پھر بعد اس کے عبارت ذیل کی ڈراماں اشتہار میں لکھے۔ اور وہ یہ ہے

دعا

اے فضلے عظیم غیر میں جو فلاں میں فلاں ساکن قصبہ فلاں ہوں اس شخص کو

میں نے اشتہار مبارک میں لکھے ہیں کہ جو الہامات میں نے رسالہ انجام اتہم میں صفحہ ۶۲ سے صفحہ ۶۷ تک لکھے ہیں۔ وہ کل الہامات اپنے اشتہار مبارک میں لکھے۔ اور بعض حوالہ نہ دے۔ بلکہ الہامات صفحات مذکورہ کے اشتہار میں درج کرے۔ اور پھر بعد اس کے عبارت ذیل کی ڈراماں اشتہار میں لکھے۔ اور وہ یہ ہے

جملہ خلقی نے شہادت سے کہ اس اعلیٰ کی مبارک کو جو ہے جس سے کوشہ پڑ گئی ہے۔ وہ کہ اشتہار مبارک میں لکھے ہیں۔

حقیقت الہوی

نمبر

۱۳۲

نہ اٹھایا مگر پادریوں کی اطاعت کا جوا اٹھا لیا۔ پس ان معنوں کے رُو سے بھی وہ اُبتر ٹھہرا۔ پھر
 جیسا کہ بیان کر چکا ہوں ان معنوں کے رُو سے بھی اُبتر ہوا کہ اُس وقت سے جو اسکی نسبت خدا
 تعالیٰ نے فرمایا کہ اِن شانِ نیکِ ہوا لایا تو گویا اُنسی دم سے خدا تعالیٰ نے اُسکی بیوی کے رحم پر
 مہر لگا دی اور اُسکو یہ الہام کھلے کھلے لفظوں میں سنایا گیا تھا کہ اب موت کے دن تک تیرے گھر
 میں اولاد نہ ہوگی اور نہ اُنکے سلسلہ اولاد کا چلنے گا اور یقیناً اُنسے اس الہام کو توڑنے کے لئے
 اولاد حاصل کرنے کی غرض سے بہت کوشش کی ہوگی مگر وہ کوشش ضائع ہو گئی۔ آخر نامراد مر۔
 اور اُبتر کے ہر ایک معنی اُس پر صادق آگئے۔ اور دوسری طرف جو میری نسبت وہ بار بار بددعا میں
 کرتا تھا کہ شیخ شخص مغتری ہے ہلاک ہو جائیگا اور اولاد بھی مرتگی اور جماعت متفرق ہو جائیگی۔ اسکا
 نتیجہ یہ ہوا کہ اس الہام کے بعد یعنی الہام اِن شانِ نیکِ ہوا کا بناؤ کے بعد میں لڑکے میرے
 گھر میں پیدا ہوئے اور تین لاکھ سے زیادہ جماعت ہو گئی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور کئی عیسائی اور
 ہندو میری دعوت سے مسلمان ہوئے۔ پس کیا یہ نشان نہیں اور کیا یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور
 یہ کہنا کہ سعد اللہ کے لڑکے کی عبدالرحیم کی دختر سے نسبت ہو گئی ہے اور شادی ہو جائے گی اور
 اولاد بھی ہوگی یہ ایک خیالی پلاؤ ہے اور محض ایک گپ ہے۔ جو ہنسی کے لائق ہے اور اس کا
 جواب بھی یہی ہے کہ خدا کے وعدے ٹل نہیں سکتے۔ یہ بات تو اُس وقت پیش کرنی چاہیے کہ
 جب شادی ہو جائے اور اولاد بھی ہو جائے۔ بالفعل تو ایمان داری کا یہ تقاضا ہے کہ اِس بات
 کو غور سے سوچیں کہ جیسا کہ قرآن منتر لہیف کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ اِن شانِ نیکِ ہوا کا بناؤ

مجھ حاشیہ۔ یہ اسی طرح کی امید جو جیسا کہ عبدالحق خزوی شہر قسری نے مباہلہ کے بعد اِسی نسبت مباہلہ کا
 اثر یہ ظاہر کیا تھا کہ میرا بھائی مر گیا ہوا اور اِسکی بیوی کو میں نے نکاح کیا ہوا اور اُسکو محل ہو گیا ہوا اور اب اُسکو لڑکا
 پیدا ہوا گا اور وہ مباہلہ کا اثر سمجھا تھا مگر اُس محل کا انجام یہ ہوا کہ کچھ عرصے میں پیدا نہ ہوا اور اب تک وہ باوجود
 گذرنے چودہ برس کے نامرادی اور ذلت کی زندگی بھگت رہا ہے اور بصلاح اسکے مباہلہ کے بعد میرے گھر میں کئی لڑکے
 پیدا ہوئے اور کئی لاکھ انسان نے نبوت کی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور دنیا کے کفار دن تک عورت کے ساتھ میری شہرت
 ہو گئی اور اکثر دشمن مباہلہ کے بعد مر گئے اور ہزار ہا نشان آسمانی میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ منصف

ڈائٹیل طبع اول

المحدث والمنته كبرياءه وتفريق كل نعم المولى ونعم النصير وعنايات
آن ذات جليل وعظيم وكبير حصداولى الكتاب لاجواب سوم به

آئینہ مکالمات اسلام

حسن کاؤڈ و سرانام دافع الوساوس مجی

بمآه فروری سنہ ۱۸۹۳ء

مطبع ریاض ہند قادیان میں باہتمام شیخ نور احمد مہتمم

و مالک مطبع طبع ہو کر شائع ہوا

مرد و معین ہو۔ خداوند اول کی حاجت براری کے بارے میں جو عورتوں کی فطرت میں ایک نقصان پایا جاتا ہے جیسے آیام حمل اور حیض نفاس میں یہ طریق بابرکت اس نقصان کا تدارک تام کرتا ہے اور جس حق کا مطالبہ مرد اپنی فطرت کی رُو سے کر سکتا ہے وہ اسے کثرت تاجر۔ ایسا ہی مرد اور کئی وجوہات اور موہبات سے ایک سے زیادہ بیوی کرنے کیلئے مجبور ہوتا ہے۔ مثلاً اگر مرد کی ایک بیوی تفسیر عمر یا کسی بیماری کی وجہ سے بد شکل ہو جائے تو مرد کی قوتِ فاعلیٰ جیسے سارا مدار عورت کی کارروائی کا ہے بیکار اور معطل ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر مرد بد شکل ہو تو عورت کا کچھ بھی حرج نہیں کیونکہ کارروائی کی کل مزد کو دیکھتی ہے اور عورت کی تسکین کرنا مرد کے ہاتھ میں ہے۔ ماں اگر مرد اپنی قوتِ مردی میں قصور یا بجا بگڑھتا ہے تو قرآنی حکم کے رُو سے عورت اس کی طلاق لے سکتی ہے۔ اور اگر پوری پوری تسلی کرنے پر قادر ہو تو عورت یہ غمزد نہیں کر سکتی کہ دوسری بیوی کیوں کی ہے۔ کیونکہ مرد کی ہر روزہ حاجتوں کی عورت ذمہ دار اور کارِ برار نہیں ہو سکتی۔ اور اس سے مرد کا استحقاقِ دوسری بیوی کرنے کے لئے قائم رہتا ہے۔ جو لوگ قوی الطاقت اور متقی اور یارِ طبع ہیں ان کیلئے یہ طریق نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ بعض اسلام کے مخالف نفسِ آمارہ کی پیروی سے سب کچھ کرتے ہیں مگر اس پاک طریق سے سخت نفرت رکھتے ہیں کیونکہ بوجہ اندرونی بے قیدی کے جو ان میں پھیل رہی ہے ان کو اس پاک طریق کی کچھ پروا اور حاجت نہیں۔ اس مقام میں عیسائیوں پر سب سے بڑھ کر انکسوس ہے کیونکہ وہ اپنے مسلم التبتوت انبیاء کے حالات سے انکھ بند کر کے مسلمانوں پر ناحق دانت پیسے جلاتے ہیں۔ بشرم کی بات ہے کہ جن لوگوں کا اقرار ہے کہ حضرت مسیح کے جسم اور وجود کا خمیر اور اصل بڑھ اپنی ماں کی جہت سے وہی کثرتِ ازدواج ہے جس کی حضرت داؤد (مسیح کے باپ) نے نہ دو نہ تین بلکہ سو بیوی تک نوبت پہنچائی تھی وہ بھی ایک سے زیادہ بیوی کرنا نہ کر کے کی اشد کھتے ہیں اور اس پر خُبت کلمہ کا نتیجہ جو حضرت صلیم

مَدِیْنَةُ مَدِیْنَةُ مَدِیْنَةُ

مَدِیْنَةُ مَدِیْنَةُ مَدِیْنَةُ

انوار الاسلام

مَدِیْنَةُ مَدِیْنَةُ مَدِیْنَةُ

تعداد اشاعت (۳۰۰۰)

بلکہ مراد صحت دل دور دشمن اسلام را اور مسیح کو برا اور خدا ہی کی تائید ہے۔ پھر اگر ہم اسی وقت بلا وقت حد ہزار
رومیرہ ہندویں تو ہم پر صفت اور ہم جھوٹے اور ہمارا اہتمام جھوٹا اور ہمارے خدا شراقتہ قسم نہ کہلے۔ اتم کی شریعت
کے اندر دیکھئے کہ ہم کچے اور ہمارا الہام سچا۔ پھر کئی اگر کوئی تکلم ہے ہمارا ہی تکلم کیسے اور اس مہار
کی طرف متوجہ نہ ہوں اور تخی سبائی پر پردہ نکالتا ہے تو بے شک وہ ولد الحلال اور نیک ذات
نہیں ہوگا کہ خواہ خواہ حق سے روگردان ہوتا ہے اور اپنی شیفت سے گامکش کر لہے
کہ کچے جھوٹے ہو جائیں۔

اب اس سے زیادہ صاف اور کون فیصلہ ہوگا کہ ہم دو کھول کے سول میں خود اوست سر میں
جا کر دیندار رہتے ہیں۔ مسٹر عید اللہ شہزاد اور حقیقت مجھے کا وہ سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ
ایک ذرہ بھی اس نے اسلام کی عظمت کی طرف رجوع نہیں کیا اور خود بلا وقت جلدت مذکورہ بالا کے
آواز کو سے گا کر کتاب تہہ اپنے تہہ سے جان چکا کہ میں جھوٹا ہوں اور حق کی مخالفت کو اس نے متناہ
کر لیا پھر اس مخالف سے اس کو کیا خوف ہے کیا میں نے ہندو ہینول میں مسیح زندہ تھا اور مسٹر عید اللہ
شہزاد کا نکتہ کر سکتا تھا اور اب مر گیا ہے اس نے نہیں کر سکتا جبکہ عیسائیوں نے اپنے شہزاد میں
تاکہ کے اعلان دیا ہے کہ خداوند مسیح نے مسٹر عید اللہ شہزاد کی جان بچائی اور ہم بھی خداوند مسیح جان
بچائے گا۔ کوئی جو معذور نہیں ہوئی کہ اب مسیح کے خداوند تادینو نے کی نسبت مسٹر عید اللہ شہزاد کو کہ شک
دار تر د پیدا ہو جائے۔ پہلے وہ شک نہ ہو بلکہ اب تو بہت عین چلے کہ اس کی خداوندی امد
تکلیف کا تجربہ ہو چکا اور نیز ملک سے گھسٹ کا تجربہ۔ ایکسی یاد رکھو کہ مسٹر عید اللہ شہزاد نے دل میں
طوب جانکے کہ وہ سب تین جھوٹ ہیں کہ اس کو سچے بچایا ہو خود چکا رہا کہس کہ پامکندے اور
مرگاہہ تاد رکھو کہ اور خدا کو کیا بلکہ تر ہے کہ سچے اور کمال خدا کے نعت نے اس کو بچایا اگر اب
۱۵۸۱ میں سبائیوں کی تحریک سے جینک ہو جائے گا تو پھر میں کمال خدا کی طرف سے بیانی کا فرہ کچے
گائیں اب ہم نے فیصلہ کی صاف صاف تادینو تادینو اور جھوٹے سچے کے لئے ایک میا پیش کر دیا۔
اب وہ شخص اس صاف فیصلہ کے برضا و رغبت اور خدا کی راہ سے کہ اس کوے گا اور اپنی شہادت
سے اور اب کچے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچے شہزاد جیہ کو کلام نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جوہارے
اس فیصلہ کا اصرار کی رو سے جواب دے سکے انکہ اور زمان اور اندری سے باز نہیں آئے گا
اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا دے گا کہ اس کو ولد الحرم بننے کا شوق ہے
اور حال تادہ نہیں پس حلال تادہ بننے کے لئے واجب یہ تھا کہ اگر وہ مجھے جھوٹا جانتا ہے اور

ومنح لي من النعم الظاهرة والباطنة وجعلني من المجدوبين. وكنت شاباً
وقد شغفت وما استفتحت باباً الا فتحت. وما سألت من نعمة الا اعطيت
وما استكشفت من امر الا كشفت. وما ابتهلت في دعاة الا اجيبته.
وكل ذاك من حبى بالقرآن وحب سیدی وامامی سید المرسلین۔ اللہم
صل وسلم علیہ بعد نجوم السموات وذرات الارضین ومن اجل هذا المحبت
الذی کان فی فطرقی کان اللہ معی من اول امری حین ولدت و حین كنت
ضریعاً عند ظمیدی و حین كنت اقرئ فی المتعلمین۔ وقد حیب الی منذ ذنوت
العشرین ان انصر الدین۔ و اجادل البراهمة والقسیسین۔ وقد الفت
فی هذه المناظرات مصنفات عديدة۔ ومؤلفات مفيدة منها کتابی
البراهین۔ کتاب نادر مانع علی منواله فی ایام خانیة فلیقرأ من كان
من المترابین۔ قد سلنت فیہ صوارم الحجیة القطیة علی اقوال الملحذین۔
وزمیت بشبهها الشیاطین المبطنین۔ قد خفض هام کل معاند بذالك
السيف المسلول۔ وتبینت فظیحتهم بین ارباب المنقول والمعقول۔ و بین
المصنفین۔ فیہ دقائق العلوم وشواردها والالهامات الطیبة الصمیحة و
الكشوف الجلیلة ومواردها۔ ومن كل ما یجلی درر معارف الدین المتین و لی
کتاب اخری تشابهه فی الکمال۔ منها الکحل والتوضیح والازالة: ففتح الاسلام
و کتاب آخر سبق کلها الفقه فی هذه الايام اسمه دافع الوسوس هو نافع جداً
للذین یریدون ان یروحسوا الاسلام۔ و یکتفون افواه الخالفین۔ تلك کتب
ینظر الیها کل مسلم بعین المحبة والمودة ینتفع من معارفها یتقبلنی ویصدق

دعوتی۔ الاذریۃ البخایا الذین ختم اللہ علی قلوبہم فہم لا یقبلون۔ ولما
 بلغت اشد عمری وبلغت اربعین سنة جاء تنی نسیم الوھی بریا عنایات
 ربی لیزید معرفتی و یقینی و یرتفع حجبی و اكون من المستیقنین فاؤل ما
 فتح علی بابہ هو الرؤیا الصالحة فکنت لا اری رؤیا الا جاءت مثل فلنق
 الصبح و انی رايت فی تلك الايام رؤیا صالحة صادقة قریبا من القیین او
 اکثر من ذلك۔ منها محفوظة فی حافظتی و کثیر منها نسیتها۔ ولعل
 اللہ یکررها فی وقت اخر ونحن من الآملین۔ ورايت فی غلواء شیابی
 وعند دواعی التصابی کافی دخلت فی مکان وفيه حفدی وخدمی فقلت
 طهروا فرأشئ فان وقتی قد جاء ثم استیقظت و خشیت علی نفسی
 و ذهب و هلی الی اننی من الماتئین۔ ورايت ذات لیلۃ و انا غلام
 حدیث السن کافی فی بیت لطیف نظیف یذكر فیها رسول اللہ صلی اللہ
 علیه وسلم فقلت آتھا الناس ابن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فاشاروا
 الی حجرۃ قد خلئت مع الداخلین۔ فبش بی حین واقیتہ۔ و حیاتی باحسن
 ما حییتہ و ما انسی حسنه و جماله و ملاحظته و تحننه الی یومی هذا۔ شغفت
 حباً و جذبتی بوجه حسین قال ما هذا بیمینک یا احمد فنظرت فاذا
 کتاب بیدی الیمنی و خطر بقلبی انه من مصنفاتی قلت یا رسول اللہ
 کتاب من مصنفاتی قال ما اسم کتابک فنظرت الی الکتاب مرة اخرى
 و انا کالمتحیرین۔ فوجدته یشابه کتاباً کان فی دار کتبی و اسمه
 قطبی قلت یا رسول اللہ اسمه قطبی قال ار فی کتابک القطبی فلما

(۳۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت سیح موعود علیہ السلام قادیان سے گوردا سپور جاتے ہوئے شمال مغیر سے دہاں کو ہی جہان جو آپ کی تلاش میں قادیان سے ہوتا ہوا شمال داپس آیا تھا آپ کے پاس کچھ پھل بطور تحفہ لایا۔ پھلوں میں انگور بھی تھے۔ آپ نے انگور کھائے۔ اور فرمایا انگور میں ترشی ہوتی ہے۔ مگر یہ ترشی نزل کے لیے مضر نہیں ہوتی۔ پھر آپ نے فرمایا ابھی میرا دل انگور کو چاہتا تھا۔ سو خدا نے بھیج دینے۔ فرمایا۔ کئی دفعہ میں نے تجربہ کیا ہے۔ کہ جس چیز کو دل چاہتا ہے۔ اللہ اُسے بہیا کر دیتا ہے۔ پھر ایک واقعہ سنایا۔ کہ میں ایک سفر میں جا رہا تھا۔ کہ میرے دل میں پونڈے گنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ مگر وہاں راستہ میں کوئی گنا میسر نہیں تھا۔ مگر اللہ کی قدرت کہ نعمت ٹری دیر کے بعد ایک شخص ہم کو مل گیا جس کے پاس پونڈے گنے تھے۔ اس سے ہم کو پونڈے گنے۔

(۳۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ انہاں میں ایک دفعہ حضرت سیح موعود علیہ السلام کو موت دوزخ پڑا۔ کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا افضل احمد کو بھی اطلاع دی۔ یہی اور دوزخ آگئے۔ پھر ان کے سامنے بھی حضرت صاحب کو دوزخ پڑا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس وقت میں نے دیکھا۔ کہ مرزا سلطان احمد تو آپہی چار پانی کے پاس غاسوشی کے ساتھ بیٹھے رہے۔ مگر مرزا افضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا۔ اور ایک جاتا تھا اور وہ کبھی اُدھر جاتا تھا۔ اور کبھی اُدھر۔ کبھی اپنی بچڑی آتا کہ حضرت صاحب کی ٹانگوں کو بانڈھتا تھا۔ اور کبھی پاؤں ڈبانے لگ جاتا تھا۔ اور گہرا مٹ میں کے اٹھ کاہتے تھے۔

(۳۷) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی سزا دی دوسری جگہ ہو گئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت صاحب کی سخت مخالفت کی اور فلاں کو کشش کرتے رہے اور سب نے

احمد بیگ والد محمدی بیگم کا ساتھ دیا اور خود کو شش کر کے لڑائی کی شادی دوسری
 جگہ کرادی۔ تو حضرت صاحب نے مرزا سلطان احمد اور مرزا افضل احمد دونوں کو
 الگ الگ خط لکھا کہ ان سب لوگوں نے میری نعت مخالفت کی ہے اب ان کے
 ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور ان کے ساتھ اب ہماری قبریں بھی اکٹھی
 نہیں ہو سکتیں لہذا اب تم اپنا آخری فیصلہ کر دو اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا
 ہے۔ تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہوگا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے
 ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا۔ میں اس صورت میں تم کو عاق کرتا ہوں۔
 والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ مرزا سلطان احمد کا جواب آیا کہ مجھ پر تائی صاحبہ کے
 احسانات ہیں۔ ان سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔ مگر مرزا افضل احمد نے لکھا
 کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب
 نے مرزا افضل احمد کو جواب دیا کہ اگر یہ دوت ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر کو
 دو نعت مخالفت تھی اور مرزا احمد بیگ کی لہجائی تھی، طلاق دے دو۔ مرزا
 افضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھ کر حضرت صاحبہ کے پاس روانہ کر دیا۔ والدہ
 صاحبہ فرماتی ہیں۔ کہ پھر فضل احمد باہر سے آکر ہائے پاس ہی ٹھہرتا تھا مگر اپنی
 دوسری بیوی کی فتنہ بردازی سے آخر پھر آہستہ آہستہ اُدھر جا ملا۔ والدہ
 صاحبہ فرماتی ہیں۔ کہ فضل احمد بہت شہریلا تھا۔ حضرت صاحبہ کے سامنے
 آئے کہ نہیں اٹھاتا تھا۔ حضرت صاحبہ اسکے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ فضل احمد
 سیدھی طبیعت کا ہے۔ اُداس میں محبت کا ادہ ہے۔ مگر دوسروں کے ہر سٹاپ
 سے اُدھر جا ملا ہے۔ نیز والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ جب فضل احمد کی وفات کی
 خبر آئی۔ تو اس رات حضرت صاحبہ تو بیا ساری رات نہیں سوئے۔ اور دو تین دن
 تک منوم سے رہے۔ خاک رنے پوچھا کہ کیا حضرت صاحبہ نے کچھ فرمایا ہے
 تھا؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ صرف اس قدر فرمایا تھا۔ کہ ہمارا اسکے ساتھ تعلق تو
 نہیں تھا۔ مگر مخالفت اسکی موت کو بھی اعتراض کا نشانہ بنا لیجئے۔ خاکسار عرض

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لِحَمْدِكَ وَنِصَلَةٍ

کَلِمَاتِ اللّٰهِ الْجُمْهُرِ بِالسُّوْمِ وَالْقَوْلِ الْاَمْنِ ظَلَمَ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًا عَلِیْمًا ۝

اشتہار نصرت دین و قطع تسلیق

از آقارب مخالف دین

عَلَّمَ لَنَا بِاِزْهَابِ حَمِیْنِنَا

چہل بدنندان تو کہے او قتلہ بان آن نہ زندانی بکن ای استاد

ناظرین کو یاد ہو گا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصوصیت کے پیش آجانے کی وجہ سے ایک نشان کے مطالبہ کے وقت اپنے ایک قریبی میرزا احمد بیگ ولد میرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں کی نسبت حکم و الہام الہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا آملے کی طرف سے یہی مقدر اور قریب افتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی ہا کہ ہرنے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔ چنانچہ تفصیل ان کل امور مذکورہ بالا کی اس اشتہار میں درج ہے۔ اب باعث تحریر اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرزا بیگ سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے اور اس کی مائی صاحبہ جنہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے، وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ اور یہ سدا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے۔ اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفت کا ردوائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں

دینی دینے کی کیا ضرورت اور کیا غرض تھی۔ اربلی تھا۔ اور وہی اسس کو اپنے فضل و کرم سے ظہور میں لایا۔ مگر اس کام کے مدارالمہام وہ لوگ جو گئے جن یہاں عاجز کی طاقت فرما تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکید کی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا مگر انہوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا۔ اور بکلی مجھ سے بیزار بن گئی۔ اگر ان کی طرف سے ایک تیز بخارا بھی مجھے زخم پہنچتا تو ہندوستان میں اس پر صبر کرتا۔ لیکن انہوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دے کر مجھے بہت مستحیا۔ اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عسدا چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔ اول یہ کہ اسس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مخالفت کرنی چاہی۔ اور یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفتوں کا حملہ ہو۔ اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک فیصلہ رکھی ہے اس امید پر کہ یہ بھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہوگی۔ اور مخالفتوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا۔ اور اس نادان نے نہ سمجھا کہ مسلمانانہ تقویٰ و غیرت اس دین کا حامی ہے اور اس عاجز کا بھی حامی۔ وہ اپنے بندہ کو کبھی ضایع نہ کریگا۔ اگر سارا جہان مجھے بہاد کرنا چاہے تو وہ اپنی رحمت کے ہاتھ سے مجھ کو تمام لے گا۔ کیونکہ میں اسس کا ہوں اور وہ میرا۔ دوم سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں سخت تاجیز قسم مار دیا اور میری مخالفت پر کمر باندھی اور قوی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کھال تک پہنچایا۔ اور میرے دینی مخالفتوں کو مدد دی اور اسلام کی ہتک بدل جان منظر رکھی۔ سوچو کہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی۔ اور ایسا ہی اس کی دونوں والدہ نے کیا۔ سو جبکہ انہوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اب ان کا

کسی قسم کا تعلق مجھ سے ہوا ہے۔ اور ڈرتا ہوں کہ ایسے رنجی دشمنوں سے پیوند رکھتے میں معصیت نہ ہو۔ لہذا میں آج کی تاریخ کو دوسری منی سرائفہ ہے۔ عوام اور خواص پر بے نیاید اشتہار بنانا ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے۔ اور وہ تجرید جو اس لڑکی کے ناطق اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں اس کو موقوف نہ کر دیا۔ اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کے لئے تجرید کیا ہے اس کو رد نہ کیا بلکہ اسی شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محمود الارث جوگا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرت سے طلاق ہے۔ اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو اور طلاق نہ لے لے تو پھر وہ بھی عاق اور محمود الارث جوگا۔ اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا۔ اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خونی و قرابت و ہمدردی دور ہو جائے گی۔ اور کسی نیکی۔ بری۔ رنج۔ راحت شادی اور ماتم میں ان سے شراکت نہیں رہے گی۔ کیونکہ انہوں نے آپ تعلق توڑ دیئے اور توڑنے پر راضی ہو گئے۔ سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی فیجوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن و قویٹ نہیں ہوتا۔

چوں نہ بود خویش را دیانت و تقے قطع و دم بہ از مودت قربے

وانت کلامی لمن اتیم الہدایے

المشہور

مرزا غلام احمد لویانہ

حقیقی پیرایوں، اسیانہ

ہرمی سرائفہ

القصیدہ

غیر ذول اسب

وقل تمت الاخبار والاعمال تبهر

یہ تمام حسن بنیاد کے روضے میں شمس کا ازاد کر رہا ہے جو نہاں بادشاہ کی طرف سے آیا ہوا اور غیر میں پوری قومیں اندھا بن چکا ہے

وذلك في القرآن تبا مكررا

اور یہ مکرر تو قرآن میں کئی مرتبہ آچکی ہے۔

كتاب خبيث كالعقوب يا بس

وہ خبیث کتاب اور عقوب کی طرح شیش زہر۔

لعنت بلعون فانتم تدمر

تو ملعون کیسے ملعون ہو گئے ہیں قیامت کے دن ان کی لعنت ہوگی

وكل امرء عند التخاصم يستل

اور ہر ایک آدمی خصم کے وقت آؤٹا یا جاتا ہے۔

تقولت فاعلم ان ذبلي مظهر

بنایا ہوا ہے جس کی کمر اور اس میں غیبت ہے بلکہ

سيدى لك الرحمن ما انت تنكر

خدا صغیر ہے تیرے ہونے کا ظاہر ہے مگر جس پر کافر نے ٹھکانا کیا

ففاضت دموع العيون القلب يضجر

تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل بھرقا تھا۔

اهذا هو الاسلام يا متكبرا

کیا یہی اسلام ہے اے متکبر۔

ففر الى وجانبوا البغوا حذرا

پس میری طرف بھاگو اور نافرمانی چھوڑ دو اور ڈرو

وما كان ان يطوى ويلقى ويجبر

اور کبھی نہیں ہلکا ہوا تو کسی کا ہاتھ باطل کی اور وہ کھینچا

اتصون بغيا من اتي من ملئكم

کیا تم حسن بنیاد کے روضے میں شمس کا ازاد کر رہا ہے جو نہاں بادشاہ کی طرف سے آیا ہوا اور غیر میں پوری قومیں اندھا بن چکا ہے

وقد قيل منكم ياتين ااما مكم

اور تم میں سے ہے جو کہ تمہارا امام تم میں سے ہی آئے گا

انلني كتاب من كذوب يزور

مجھے ایک کتاب کتاب کے خون سے پہنچی ہے۔

فقلت لك الولايات يا ارض جود

پس میں نے کہا کہ اسے گواہ کی زمین تجھ پر لعنت

تلكم هذا النكس كالتزمع شاتما

اس فرمایا نے کہیہ لوگوں کی طرح گل کے ساتھ بات کی

انزع يا شيخ الضلالة اني

کیا تو اے گمراہی کے شیخ یہ گلن کرنا جو کہ جس نے غیبت

انتكر حقا جاء من خالق السما

کیا تو اس حق سے انکار کرتا ہے جو آسمان سے آیا۔

اذا ما رأينا ان قلبك قد غسا

جب ہم نے دیکھا کہ تیرا دل سیاہ ہو گیا۔

أخذتم طريق الشرك مكرهينكم

تم نے شکر کے طریق کو اپنے دین کا رکھنا کیا۔

وما انا الا نائب الله والورى

اور میں مخلوق کے لئے خدا کا نائب ہوں۔

وان فصلكم الله يأتى من السماء

اور خدا کی تقدیر آسمان سے آئے گی۔

تو ملعون کیسے ملعون ہو گئے ہیں قیامت کے دن ان کی لعنت ہوگی

یہ تمام حسن بنیاد کے روضے میں شمس کا ازاد کر رہا ہے جو نہاں بادشاہ کی طرف سے آیا ہوا اور غیر میں پوری قومیں اندھا بن چکا ہے

القصيدہ

نمبر زوال المسیح

وان كان عيسى او من الرسل اخر
 خواہ عیسیٰ ہو یا کوئی اور نبی ہو
 وما كان شرك الناس شيئا يغير
 اور شرک کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کو بدلایا جائے
 الام كفتيان الوغى تنمرو
 کب تک مرد ہیں جنک کہ طرح پلنگ دکھائیگا
 وذلك رأي لا يراه المفكر
 یہ تو کسی عقلمند کی رائے نہ ہوگی۔
 وان خلتها تخف على الناس تظهر
 اور اگر تو خیال کئے کہ وہ شیشے کا تونہ ہرگز پریشان نہ ہے گا
 ومن لا يوقر صادقاً لا يوقر
 اور جو شخص صادق کیسے عزت کرے گا جو وہ خود بہت عزت دے گا
 رأيتم فاعرضتم وقلتم تسرؤس
 تم نے وہ نشان دیکھے اور انکار کیا اور کہا کہ مجھ کو بولتے
 لنكتب اشعاراً بما الآي تسعرو
 تاہم یہ چیز شو رکھیں جن کو تمہیں یہ نشان معلوم ہو جائے
 وهذا هو الاقحام متى ففكر
 اور یہی میرے طرف سے اتمام حجت ہے۔

على مشهالهم نطلع في مكرم
 ان تمام عیبوں کیلئے دوستوں میں نظر نہیں پائی جاتی۔
 ففكر اهدا كلكه كان باطلا
 پس سوچ لیا یہ تمام کارروائی باطل تھی۔
 الا لا ائسى عار النساء ابا الوفا
 مے عورتوں کے عار نشاء اللہ
 اردت الهوى من بعد ستين حجة
 کیا میں نے ساٹھ برس کی عمر کے بعد ہوا پرستی کو اختیار کیا
 اريناك آيات فلا عذر بعد ها
 ہم تمھے آیتوں کیلئے برا اور اس کے بعد کوئی ذریعہ باقی نہ رہا
 اردت بعد ذلتي فرأيتها
 تو نے مقامِ تم میں میری ذلت کو دیکھا پس خود ذلت اٹھائی۔
 وكأين من الآيات قد مر ذكرها
 اور بہت سے نشان ہیں جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔
 فعن لنا بعد التجارب حيلة
 پس ہم نے تمھارے بہت تجارب کے بعد ایک حیلہ ظاہر ہوا۔
 فهذا هو التبكيك من فاطر السما
 پس اسکا ذریعہ تمھارا منہ خدا بند کرنا چاہتا ہے۔

لفظ سبوت کاتب سے کہی کا لفظ چھوٹ گیا ہے۔ اصل ترجمہ ہند ہو گا۔ ”ہم تمھے کسی ایک نشان
 دکھاتے ہیں“ (عس)

﴿يُسْتَعْمَلُ لَفْظُ كَأَيْنَ كَمَا يُسْتَعْمَلُ كَأَيْنَ فِي لِسَانِ الْعَرَبِ - مِنْهَا﴾

دین المعارضین المذکورین۔ شیخ خلیل بطاوی۔ وجہ امر غوی۔ یقال له
 دیکے از اعتراض کنندگان شیخ گمراه ساکن بلاد است کہ بسایه گمراه است۔ اورا
محمد حسنین۔ وقد سبق الكل في الكذب والمين۔ وانه ابی
 محمد حسین سے گویند۔ واز بہرہ دروغ واداستی بیعت بہہ است۔ واد انکار کرد
 واستکبر۔ وانشاع الکبر واطهر حقی قیل انه امام المستکبرین۔ و سر تیس
 ویکبر نمود۔ ویکبر را شیخ گمراه و ظاہر ساخت تا آنکہ گفتہ شد کہ او امام مجتہدین است۔ و رئیس
 المعتدین۔ و رئیس الغاویں۔ هو الذی کفر فی قبل ان یکفر الاخرین۔ و اعترض
 تجرد کتبہ گن۔ و سر گمراہان است۔ او یہاں شخص است کہ پہلی از بہرہ مرا کا فرگفت۔ و یہ کتابہائے
 علی کتبی واطهر جملہ المکنون۔ فقال ان تلك کتب مشحونة من الاعطال
 میں اعتراض کرد۔ و پہل خود ظاہر نمود۔ پس گفت کہ این کتابہا از عقلی لبرہر ہستند و در عمل
 و ساقطہ فی وحل الاعطال۔ و لیست کما ہمعین۔ وان هذا الرجل من
 اعطال فواء قادمہ اند۔ و یہ جو آب صافی نیست۔ و این شخص از جہلان است
 الجاہلین۔ و کما یوجد فی کتبہ من جملہا و قیامہا۔ فلیس قرینتہ حجر
 و ہرچہ از کلمات تمکین و قافیہ ہا در کلام او یافتہ می شود۔ پس آن بے عزاد او
 اثابہا بل تلك کلم خرجت من اقلام الاخرین۔
 و سب طبیعت تو نیست بلکہ میں کلمات از ہماہائے دیگران برآمدہ اند۔
 فقلت یا شیخ النونکی۔ وعدو العقل والنهی۔ ان کتبی مبروءۃ مما
 پس گفتم کہ نہ شیخ اعتقاد و دشمن عقل و نہی۔ بہ تحقیق کتاب ہائے من آنچه گمراہ کہ
 زحمت۔ و مبروءۃ عما ظننت۔ الا صہو الکاتبین۔ لو زید القلم بتغافل منی لا
 برہا ہستند۔ و از آنچه زعم قسمت منزہ ہستند۔ مگر صہو کاتب یا کجی قلم از تقاضای من نہ منہا ہستند

من صہو کاتب و الصواب منزهة - فرس

ثم اعلم ايها الشيخ الضال - والدجال البطل - ان الثمانية الذين هم

باز سے شیخ گمراہ و دجال بطل دیکھو ان ہشت کہ

ثأر عودك - ووقود ووقودك - الذين أدخلوا في القسعة المخاطبين فمهم

یہ وہ آئے شاخ کو - ویزم آتش افزہ تو ہستند - آنا کھورہ مخاطبین داخل اندر میں یکے از آہنا

شيخك الضال الكاذب نذير المبتشرين ثم الدهلوي عبد الحق

شیخ گمراہ و مدعو توست کہ نذیر صیحہ است کہ بشارت یافتگان را می ترساند - باز عبدالحق دہلوی کہ

رئيس المتصلفين ثم عبد الله التونكي ثم احمد علي السهرازغوري المقلدين

رئیس لاف زنی است - باز عبد اللہ تونکی - باز احمد علی سہرازغوری از مقلدان

ثم سلطان المتكبرين - الذي اضاع دينه بالكبر والتوهين - ثم الحسن

باز مولوی سلطان الدین صیہوی است کہ از تکبر و توہین دین خود را ضائع کرد - باز محمد حسن

الامرودي الذي اقبل علي اقبال من ليس الصفاقة - ونظم الصداقة

امرودی کہ سوئے سن بچو بے حیا جان متوجر شد - و از راستی خود را دور افکند -

الحاشية - هذا الرجل لا يحسب العربية المباركة ام الالسته - بل هي

میں شخص عربی مبارک را ام اولستہ نمی پندارد - بلکہ عربی

عندنا مستخرجة من العبرية - التي هي لها كالفنائة - ويستيقن ان اثبات

نزویک اد از عربی خارج کرہ شدہ است - حالانکہ عربی عربی را کل فنائتہ است - و این شخص یقینی کہ

هذه الخطاة عقداً مستصعبة الافتتاح - او کز ندانہ مستحسراً الافتتاح - محاماً

کہ عربی را ام اولستہ قرار دہوں گاہے شکل است کہ نتواند شد - یا حل سکے است کہ انان آتش بر آتش نتواند شد

فروغنا من فتح هذا الميدان - في كتابنا من الرحمن - وسون

حال آنکہ ما از فتح این میدان فراغت یافتیم - و این فراغت در کتاب

واعلقت الظفارة بعرضي كالذياب - ومغليه بثولي كالكلاب - ونطق بكلم

واذن ايسر كقولهم ابرو من آويجت - ويخبر نحو سكان بجامة من در آويجت - ومغلت في بر زبان خود

لا ينطق بمثلها الا الشيطان لعين - وانعروهم الشيطان الاعمي - والغول الاغوي -

كقوله في بحر شيطان لعين ايسر بلان كونه تكلم بكلمه - وانهم في آخر شيطان كوراست ودلو گراه

يقال له رشيد الجنجوشي - وهو شقي كالامروهي - ومن الملعونين -

كقوله رشيد احمد مکتوبی سے گویند - وادبجو کلمه حسن اردی بد نعت است وزیر نعت خدا تعالی است -

فغولاً تسعة رهط كفرنا وسبونا وكافوا مفسدين - ونذكر معهم الشينيين

پس این نه شخص اند که تکفیر کردند در شانها وادند - وان مفسدان بنهند - واما اوشان در مشهور شیخ ما

المشهورين - يعني الشينيه الله بمحش التونسوي والشينج غلام نظام الدين

بزرگ می گویند - یعنی شیخ الرعیش تونسوی و شیخ غلام نظام الدین بریلوی

يشاع في الديار والبلدان - فيومئذ تسود وجوه المنكرين - وانا نعوذنا في افكارنا -

منى الرحمن شه است - وبقرب این کتاب در شهرها شاخ کرده خواهد شد - پس بدان معنی که منکرین سید

وایدنا فی انظارنا - من الله رب العالمين - ودر سناخیه کل دوس - الذين يقولون

خواهد گردید - واد در فکرهای خود و نظرهای خود از خدا تعالی تأیید یا فتنم - وانا انما کریم گویند که عربی

ان العربیة ما سبق غیره بطوس - بل هي كاللباس المستبدل او الوعاء

در حسن خود بر غیر خود سبقت نبرد است - بلکه آن مثل لباس کا آمده یعنی کهنه و ظرف مستعمل یعنی

المستعمل وكشي وهو سقط صلفه غير معين -

بیکار است و مثل چیزه دی که سود است که هیچ نفع نه بخشد در آن کتاب بخوبی پامال گردیم -

وانا اثبتنا دعوتنا حق الاثبات - وارينا الله والدين هيات - مصيدين غير مستقلين -

و ادعوی خود را چنانکه حق ثابت گردی است آثبات گردیم - و امر مقصود را مثل برهینات نمودیم - و

حقیقۃ الہی

تہ

ویسا ہی یہ پیشگوئی بھی ظہور میں آگئی جو خدا تعالیٰ نے میرے ذریعے سے ظاہر فرمائی۔ کیونکہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں اسی روز سے جبکہ خدا تعالیٰ نے اسکی نسبت مجھے یہ خبر دی کہ اتن شانہ شرف ہوا لابتوحہ جس کو آج تک بارہ برس گزر گئے اسی وقت سے اولاد کا دروازہ سعادت پر بند کیا گیا اور اُس کی بددعاؤں کو اسی کے منہ پر مار کر خدا تعالیٰ نے تین لڑکے بعد اس الہام کے مجھ کو دیئے اور کروڑ ہا انسانوں میں مجھے عزت کے ساتھ شہرت دی اور اس قدر نالی فتوحات اور آمدنی افتخار و جنس اور طرح طرح کے تحائف مجھ کو دیئے گئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی کوٹھے اُن سے بھر سکتے تھے۔ سعادت چاہتا تھا کہ میں اکیلا رہ جاؤں کوئی میرے ساتھ نہ ہو پس خدا تعالیٰ نے اس آرزو میں اُسکو نامراد رکھ کر کئی لاکھ انسان میرے ساتھ کر دیا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ لوگ میری مدد نہ کریں مگر خدا تعالیٰ نے اُسکی زندگی میں ہی اُسکو دکھلا دیا کہ ایک جہان میری مدد کیلئے میری طرف متوجہ ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے وہ میری مدد کی کہ صد ہا برس میں کسی کی ایسی مدد نہیں ہوئی۔ اور وہ چاہتا تھا کہ مجھ کو کوئی عزت نہ ملے مگر خدا نے ہر ایک طبقہ کے ہزار ہا انسانوں کی گردنیں میری طرف جھکا دیں اور وہ چاہتا تھا کہ میں اُسکی زندگی میں ہی مرجاؤں اور میری اولاد بھی مرجائے مگر خدا تعالیٰ نے میری زندگی میں اُسکو ہلاک کیا اور الہام کے دن کے بعد تین لڑکے اور مجھ کو عطا کئے۔ پس یہ موت اُسکی بڑی نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہوئی۔ اور یہی پیشگوئی میں نے کی تھی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری ہو گئی۔

اور وہ پیشگوئی جس میں میں نے لکھا تھا کہ نامرادی اور ذلت کے ساتھ میرے رُو برو وہ مرے گا۔ وہ انجامِ آفتخام میں عربی شعر حل میں ہے اور وہ یہ ہے :-

غَوْلًا لَعِينًا نَظْفَةُ السَّفْهَاءِ	وَمِنَ اللَّكَّامِ أَرَى رُجِيلًا فَاسِقًا
کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نظفہ	اور لکھوں میں سے ایک ناست آدمی کو دیکھتا ہوں
مَحْسُومٌ يَسْتَعِدُّ فِي الْجَهْلَاءِ	شَكْسٌ خَبِيثٌ مُفْسِدٌ وَمُزَوَّرٌ
محسوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعادت رکھا ہے	جو گویا اٹھتا ہے زبردست اور مٹوٹ کوئی کہے دکھلانے والا

✓ میں لکھ چکا ہوں کہ یہ چند شعرا سزاقتِ صحتِ نبوت سے لکھے گئے جبکہ یہ تمہیں سعادت کی بظاہر بتا رہے ہیں۔ زیادہ گورائی تمہیں۔ منہ

چشمہ سبھی

بدی کی گئی۔ مگر جو کوئی عقو کرے اور اس عقو میں کوئی اصلاح مقصود ہو تو اس کا اجر خدا کے پاس ہے۔ یہ تو قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ مگر انجیل میں بخیر کسی شرک کے ہر ایک جگہ عقو اور دگندہ کی ترغیب دی گئی ہے اور انسانی دوسرے مصالح کو بن پر تمام سلسلہ قدت کا چل رہا ہے پامال کر دیا ہے اور انسانی قوی کے دخت کی تمام شاخوں میں سے صرف ایک شاخ کے بڑھے پر زور دیا ہے اور باقی شاخوں کی حالت تھا ترک کر دی گئی ہے۔ پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود انخلاق تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیر کے دخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اُس پر بددعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھلایا۔ اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو۔ مگر خود اس تعدد بزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو دلدرا حرام تک کہہ دیا اور ہر ایک دغظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور بڑے بڑے من کے نام رکھے۔ انخلاق معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ انخلاق کر لیں دیکھا دے پس کیا ایسی تعلیم ناقص جس پر انہوں نے آپ بھی عمل نہ کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے؟ پاک اور کامل تعلیم قرآن شریف کی ہے جو انسانی دخت کی ہر ایک شاخ کی پودہ ش کوئی ہے اور قرآن شریف صرف ایک پہلو پر زور نہیں ڈالتا بلکہ کسی تو عقو اور دگندہ کی تعلیم دیتا ہے مگر اس شرط سے کہ عقو کرنا قرآن مسلمات ہو لہذا کبھی مناسب محل اور دخت کے مجرم کو مزا دینے کے لئے فرماتا ہے۔ پس وہ حقیقت قرآن شریف خدا تعالیٰ کے اس قانون قدت کی تصویر ہے جو ہمیشہ ہماری نظر کے سامنے ہے۔ یہ بات نہایت معقول ہے کہ خدا کا قلم اور نعل دونوں مطابق ہونے چاہئیں۔ یعنی جس رنگ اور طرز پر دنیا میں خدا تعالیٰ کا نعل نظر آتا ہے صرفہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی کتاب اپنے نعل کے مطابق تعلیم کرے۔ نہ

قرآن شریف نے بناؤہ عقو اور دگندہ کو جائز نہیں رکھا کیونکہ اس سے انسانی انخلاق بڑھتے ہیں اور شیطان نقصہ ہم پر ہم ہوجاتا ہے بلکہ اس عقو کی عبادت ہی ہے جس سے کوئی اصلاح ہو سکے۔ نہ

آسانی فیصلہ

کرائی بھی اور بنا لوی کی کوئی بدگونی میاں صاحب کو کر وہ معلوم نہ ہوئی اور میاں صاحب کے مکان میں بیٹھ کر ایک اور اشتہار تکبر کا بھرا ہوا بنا لوی نے لکھا۔ اسمیں اس عاجز کی نسبت یہ فقرہ مندرج تھا کہ یہ میرا شکار ہو کہ بد قسمتی سے پھر دہلی میں میرے قبضہ میں آ گیا اور میں خوش قسمت ہوں کہ بھاگا ہوا شکار پھر مجھے مل گیا۔ ناظرین!! انصافاً کہو کہ یہ کیسے سفلہ بن کی باتیں ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ کے ہندب ڈوم اور نقال بھی تھوڑا بہت جیگہ کو کام میں لاتے ہیں اور پشتوں کے سفلے بھی ایسا کیلنگی اور شیخی سے بھرا ہوا تکبر اپنے حقیقت شناس کے سامنے زبان پر نہیں لاتے۔ اگر میں بنا لوی صاحب کی شکار ہوتا تو اسکے استاد کو دہلی میں کیوں جا چکا پڑتا۔ کیا شکار استاد سے بڑا ہو۔ جب استاد ہی چڑیا کی طرح میرے پیچھے میں گرفتار ہو گیا تو پھر ناظرین سمجھ لیں کہ کیا میں بنا لوی کا شکار ہوا یا بنا لوی میرے شکار کا شکار۔ بنا لوی کی شوخیوں انتہا کو پہنچ گئی ہیں اور اس کی کھوپری میں ایک کیڑا ہو جسکو ضرور ایک دن خدائے تعالیٰ نکال دیگا انفسوس کہ آج کل ہمارے مخالفوں کا جھوٹ اور بہانوں پر ہی گزارہ ہو اور فرعونی رنگ کے کتبہ سے اپنی عزت بنانی چاہتے ہیں۔ فرعون اس روز تک جو مدہ اپنی لشکر کے غرق ہو گیا یہی سمجھتا رہا کہ مرنے اُس کا شکار ہو آخر دو ذلیل نے دکھا دیا کہ واقعی طور پر کون شکار تھا۔ میں نادم ہوں کہ نا اہل حریف کے مقابلہ نے کسی قدر مجھے درشت الفاظ پر مجبور کیا ورنہ میری فطرت اس پر دور ہے کہ کوئی تلخ بات منہ پر لاؤں۔ میں کچھ بھی بولنا نہیں چاہتا تھا مگر بنا لوی اور اسکے استاد نے مجھے بلایا۔ اب بھی بنا لوی کیلئے بہتر ہے کہ اپنی پالیسی بدل لیسے اور منہ کو لگام دیوے ورنہ جان و نون کو رو رو کے یاد کر گیا۔ بادرو کشاں ہر کہ در افتاد در افتاد و ما علینا الا البلاغ المبین۔

۵ گندم از گندم بروید جو ز جو از مکافات عمل غافل مشو

جو لوگ اُن جھوٹے اشتہارات پر خوش ہوئے ہیں جنہیں میاں نذیر حسین کی مصنوعی فتح کا ذکر ہے میں خالصاً لہذا لکھو نصیحت کرتا ہوں کہ اس دروغگوئی میں ناحق کا گناہ اپنے ذمہ نہ لیں۔ میں ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۶ء کے اشتہار میں مفصل بیان کر چکا ہوں کہ میاں صاحب ہی بھوت کرفے سو گریز کر گئے یہ کیا شہزاد اور بے حیائی کا بہتان ہے کہ میری نسبت اڑایا گیا ہو کہ گویا میں میاں نذیر حسین سو ڈر گیا خود بالند میں ہرگز اُن سے نہیں ڈرا اور کیوں ڈرتا میں اُس بعصیرت کے

من افتوى على الله كذبا - تنزيل من الله العزيز الرحيم - لتتذروا قومًا
ما اتذروا أباهم ولتتدعو قومًا آخرين - عسى الله ان يجعل
بينكم وبين الذين عاديتهم مودة - يخشون على الاذقان مجددا ربنا
اغفر لنا انا كنا خاطئين - لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم - و
هو ارحم الراحمين - انى انا الله فاعبدنى ولا تشفى واجتهد ان
تصلنى واسئلى ربك وكن سئولا - الله ولى حنان - علم القرآن - نبأ
حديث بعدة تحكمون - نزلنا على هذا العبد رحمة - وما
ينطق عن الهوى - ان هو الا دحي يوحى - دنى فتدنى فكان قاب
قوسين او ادنى - ذرني والمكذبين انى مع الرسول اقوم - ان يوحى
لفصل عظيم - وانك على صراط مستقيم - وانا نرسيتك بعض الذى
نعدهم اونوفيتك - دانى رافعتك الى - وياتيك نصرتى - انى
انا الله ذو السلطان - ترجمه :- اور کہتے ہیں کہ یہ بناوٹ ہے اور یہ شخص
دین کی بیخ کنی کرتا ہے۔ کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ کہہ اگر یہ امر خدا کی طرف
سے نہ ہوتا تو تم اس میں بہت سا اختلاف پاتے یعنی خدا تعالیٰ کی کلام سے اس
کے لئے کوئی تائید نہ ملتی اور قرآن جو راہ بیان فرماتا ہے یہ راہ اس کے مخالف ہوتی
اور قرآن سے اس کی تصدیق نہ ملتی اور دلائل حتمہ میں سے کوئی دلیل اس پر قائم نہ
ہو سکتی اور اس میں ایک نظام اور ترتیب اور علمی سلسلہ اور دلائل کا ذخیرہ جو
پایا جاتا ہے یہ ہرگز نہ ہوتا اور آسمان اور زمین میں سے جو کچھ اس کے ساتھ
نشان جمع ہو رہے ہیں ان میں سے کچھ بھی نہ ہوتا۔ اور پھر فرمایا خدا وہ خدا
ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور
تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔ ان کو کہہ دے کہ اگر میں نے انفر کیا ہے تو

انوار خلافت

انوار المصنوع جلد ۳۰

اور کچھ نصابِ زہد اللہ تعالیٰ سمجھائے کروں۔ لیکن آخر کار میری توجہ اس طرف پھری کہ جہاں نصیحتوں اور دیگر باتوں کی ضرورت ہے۔ وہاں یہ بھی ضرورت ہے کہ احباب کو ان مسائل سے بھی واقف کیا جائے جن سے انہیں روزمرہ واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے میں نے چاہا کہ ان کو بھی مختصر آبیان کر دوں۔

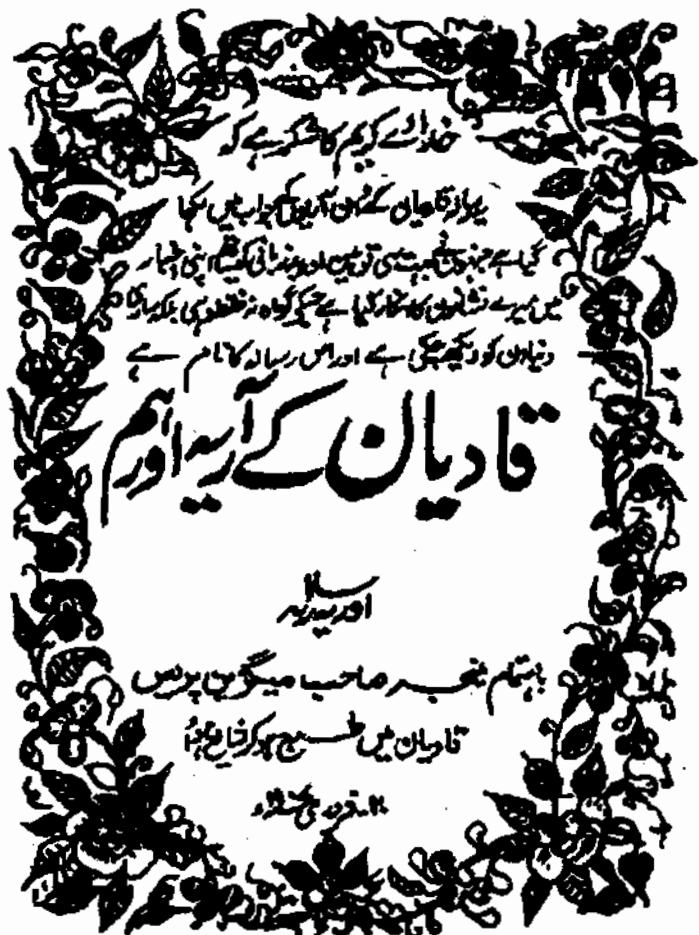
اس وقت جماعت احمدیہ میں اختلاف کی وجہ سے بہت جھگڑا پیدا ہو گیا پیغامیوں کی بد زبانی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ قریب ثانی نے تہذیب اور شرافت کو بالکل ترک کر دیا ہے اور ہمیں اس قدر گالیاں دی ہیں کہ غیر احمدی اخباروں نے بھی آج تک نہیں دی تھیں۔ میری نسبت اس وقت تک جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ تو ایک بہت بڑی فحش ہے جس کا اس مختصر وقت میں بیان کرنا مشکل ہے لیکن اس میں سے کسی قدر میں بتانا ہوں۔ وہ عام طور پر اور کثرت سے مجھے نوح کا بیٹا کہتے ہیں یعنی وہ جو حضرت نوح کے کشتی پر سوار ہونے کے وقت باوجود حضرت نوح کے بلانے کے ان کے پاس نہ آیا اور ان کو اس نے قبول نہ کیا اور طوفان میں غرق ہو گیا اور وہ جو کافروں میں سے تھا بلکہ کفار کا سردار تھا اور جو شرافت میں اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ قرآن کریم میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور اپنے قول کی وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ حضرت سبوح و موعود علیہ السلام کا نام چونکہ خدا تعالیٰ نے نوح رکھا ہے اور تم ان کے بیٹے ہو پس تم نوح کے بیٹے ہو۔ ہم کہتے ہیں حضرت سبوح و موعود کو تو ابراہیم بھی کہا گیا ہے جن کا بیٹا اسماعیل تھا تو اگر تمہاری ہی دلیل درست ہے تو پھر مجھے اسماعیل کیوں نہیں کہتے پھر وہ میری نسبت کہتے ہیں کہ یہ دجال ہے، کذاب ہے، مفتری ہے، خائن ہے لوگوں کے مال کھا جاتا ہے، خدا سے دور ہے، پوپ ہے وغیرہ وغیرہ۔ غرض یہ اور اسی قسم کے اور بہت سے الفاظ ہیں جو میری نسبت وہ استعمال کرتے ہیں لیکن مجھے ان کے اس طرح کہنے سے کچھ گھبرائٹ نہیں اور میرا دل ذرا بھی ان کی باتوں سے متاثر نہیں ہوتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جب انسان دلا کر سے شکست کھاتا اور ہار جاتا ہے تو گالیاں دینی شروع کر دیتا ہے اور جس قدر کوئی زیادہ گالیاں دیتا ہے اسی قدر اپنی شکست کو ثابت کرتا ہے۔ آپ لوگوں نے کئی دفعہ دیکھا ہو گا کہ ایک کمزور شخص مار تو کھاتا جاتا ہے لیکن گالیاں بھی دے رہا ہوتا ہے تو اب چونکہ ہم ان کو شکست پر شکست دے رہے ہیں اور وہ ہار پر ہار کھاتے چلے جا رہے ہیں اس لئے وہ گالیوں پر اتر آتے ہیں ان کے آدمی ہم میں آکر مل رہے ہیں اور وہ دن بدن کم ہو رہے ہیں۔ ان کے

بیزار نہ ہو جاتے تو کوئی بھی پنڈت ان کو بڑا نہ کہتا۔ اب تو باوا صاحب ان پنڈتوں کی نظریں
کچھ بھی نہیں دیکھ کے کذب ہو گئے۔

قولہ - یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے دیدوں کو نہ سنا نہ دیکھا۔ کیا کریں جو سننے اور دیکھنے
میں آصے تو بڑے مان لوگ جو کہ ہنسی درہ گبے نہیں دے سب سمجھو ای والے بید مت
میں آجاتے ہیں۔ یعنی نانک و غیرہ اس کے سکھوں نے نہ دیدوں کو سنا نہ دیکھا کیا کریں
سننے یا دیکھنے میں آویں تو جو عقائد متعصب نہیں وہ فرما اپنی ٹھگ بدیا چھوڑ کر دید کی ہدایت
میں آجاتے ہیں۔ اقول اس تمام تقریر سے پنڈت صاحب کا مطلب صرف اتنا ہے کہ
باوا نانک صاحب اہل ان کے پیر و ٹھگ ہیں انہوں نے دنیا کے لئے دین کو بچ دیا مگر چند
یہ تو سچ ہے کہ باوا نانک صاحب نے دید کو چھوڑ دیا اور اس کو گراہ کرنے والا مواد سمجھا لیکن پنڈت
صاحب پر لازم تھا کہ یوں ہی باوا صاحب کے گرد نہ ہو جاتے اور ٹھگ اور مکار ان کا نام
نہ رکھتے بلکہ ان کے وہ تمام عقیدے جو گرتھ میں درج ہیں اور مخالفت دید میں اپنی کتاب
کے کسی صفحہ کے ایک کالم میں لکھ کر دوسرے کالم میں اس کے مقابل پر دید کی تعلیمیں درج
کرتے یا عقائد خود مقابلہ کر کے دیکھ لیتے کہ ان دو تعلیموں سے سچی تعلیم کونسی معلوم ہوتی
ہے۔ ظاہر ہے کہ صرف گالیاں دینے سے کام نہیں نکلتا۔ ہر ایک حقیقت مقابلہ کے وقت
معلوم ہوتی ہے اور باقی گالیاں دینا سفلیوں اور کمینوں کا کام ہے۔

قولہ - نانک جی بڑے دھنڈا اور رئیس بھی نہ تھے۔ پرنتو ان کے چیلوں نے نانک چند دوسے
اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے بڑے اور بڑے ایشرج والے لکھے ہیں۔ نانک جی برہما دی سے
بڑی بات حیرت کی سب نے ان کا مان کیا۔ نانک جی کے دواہ میں گھوڑے۔ رتھ
باتھی سونا چاندی موتی پنا ادا رتوں سے جڑے جو سنے پار اوار تھا لکھا ہے۔ جیسا یہ
گھوڑے نہیں تو کیا ہے۔ یعنی نانک جی کہیں کے مالدار اور رئیس نہیں تھے۔ مگر ان کے
چیلوں نے پوتھی نانک چند ودی اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے دوتھند اور بھگت کر کے لکھا ہے

غورنہ ٹائٹل بار اول



قادیان کے آریہ اور ہم

اور پیر

پہلے نمبر صاحب میگزین پریس

قادیان میں طبع ہر کتابچہ

۱۱۰۰ جی پی

تواؤ کی چار رو
 قیمت ۲۰ روپے

تکلیفوں کے آدھے لودہ

دکھ درد کے ہیں جھگڑے سب ماجرا یہی ہے
 دیوانہ مت کہو تم عقلیں رسا یہی ہے
 مت کہہ کہ کئی تزلانی تجھ سے لجا یہی ہے
 عاشق جہاں پہ مرتے وہ کہ بلا یہی ہے
 طاعت بھی ہے ادھوری ہم پر بلا یہی ہے
 ہم جا پڑے کنارے جائے بکا یہی ہے
 پر تو ہے فضل داک ہم پر کھٹہ یہی ہے
 کہتے ہیں جس کو مدد نہ جاں گرا یہی ہے
 سینہ پر دشمنوں کے پتھر پڑا یہی ہے
 ظلم جو حق کا دشمن وہ سوچتا یہی ہے
 جو مہستی ہے دیں کو وہ آسیا یہی ہے
 سب خشک ہو گئے ہیں ٹھونڈا پھلا یہی ہے
 سرور سے معرفت کے ایک سرور سا یہی ہے
 سب جو ہوں کو دکھانے میں جچا یہی ہے
 بنتا ہے جس سے سونا وہ کیسا یہی ہے
 وہ گایوں پہ اترے دل میں پڑا یہی ہے
 جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا یہی ہے

اس راہ میں اپنے قصے تم کو میں کیا سناؤں
 دل کر کے پارہ پارہ چاہوں میں اک نظارہ
 لے میرے یاد جانی کر خود ہی مہر بانی
 فرقت بھی کیا مہی ہے ہر دم میں جاگنی ہے
 تیری زخا ہے پوری ہم میں ہے عیب دوری
 تجھ میں وفا ہے پیارے سچے ہیں عہد سارے
 ہم نے نہ عہد پالا یاری میں رخصت ڈالا
 لے میرے دل کے حلال ہیں تیرا سوزاں
 یک دین کی آفتاب کا غم کھا گیا ہے مجھ کو
 کیونکر تیرے وہ عودے کیونکر فنا وہ ہووے
 ایسا زمانہ آیا جس نے غضب کے ڈھایا
 شلابی و طاقت اس دین کی کیا کہوں میں
 آنکھیں ہر ایک دین کی بے نور ہم نے پائیں
 لعل میں بھی دیکھے درّ عدلن بھی دیکھے
 نکلا کر کے اس سے پھینکا ڈگے بہت تم
 پر آریوں کی آنکھیں اندھی ہوئیں میں ایسی
 بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زبان ہے

۱۱

المهله متاثلثة اشهر للمعارضين فان لم يبارزوا ولم يبارزوا فاعلموا
 تین ہفتہ کی مدت ہے اور اگر مقابل پر نہ آویں اور ہرگز نہ آؤ گے پس یقیناً جاز
 انهم كانوا من الكاذبين۔
 کہ وہ جھوٹے ہیں۔

واعلموا ان هذا الانعام في صورة اذا اتوا برسالة كمثل رسالتنا ومجالاة
 اور یاد رکھنا چاہیے کہ یہ انعام اس صورت میں ہے کہ جب با تقابل رسالہ پہنچے ہمارے اس رسالہ کے
 كمثل مجالتنا واتموا انفسهم كما تثلين ومشابهين۔ واما اذا ابوا ودلوا
 مشابہ ہو اور مخالفت اور مشابہت کو ثابت کریں۔ لیکن اگر بتانے سے انکار کریں
 الدبر كالشعالب ما استطاعوا على هذه المطالب وما تركوا عادة توهين القران
 اور گونہگاروں کی طرح پیٹھیں دکھلا دیں اور ان مطالب پر قدرت نہ پائیں اور نہ توہین قرآن شریف کی
 وما امتنعوا من قذح كتاب الله الفرقان وما تابوا من ان يسموا انفسهم مولويين
 عادت کو چھوڑی اور کتاب اللہ کی جرح و قدر سے باز نہ آویں

وما ازدجروا من سب رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين ما ازدجروا
 اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشنام دہی سے رکیں اور نہ اس بیچوگے کو اپنے نہیں
 من تولهم ان القرآن ليس بفضيم وما تركوا سبيل التحقير والتوهين فعليهم
 روکیں کہ قرآن فصیح نہیں ہے اور نہ توہین اور تحقیر کے طریق کو چھوڑیں یہی سب پر خاتمالی
 من الله الف لعنة فيقل القوم كلهم امين۔
 کہ ان سے ہزار لعنت ہے پس پہنچے کہ تمام قوم کے کہ آمین۔

- | | | | | | |
|---------|---------|---------|---------|---------|---------|
| 1 لعنت | 2 لعنت | 3 لعنت | 4 لعنت | 5 لعنت | 6 لعنت |
| 7 لعنت | 8 لعنت | 9 لعنت | 10 لعنت | 11 لعنت | 12 لعنت |
| 13 لعنت | 14 لعنت | 15 لعنت | 16 لعنت | 17 لعنت | 18 لعنت |
| 19 لعنت | 20 لعنت | 21 لعنت | 22 لعنت | 23 لعنت | 24 لعنت |

۲۵	لعنت	۲۶	لعنت	۲۷	لعنت	۲۸	لعنت	۲۹	لعنت	۳۰	لعنت	۳۱	لعنت
۳۲	لعنت	۳۳	لعنت	۳۴	لعنت	۳۵	لعنت	۳۶	لعنت	۳۷	لعنت	۳۸	لعنت
۳۹	لعنت	۴۰	لعنت	۴۱	لعنت	۴۲	لعنت	۴۳	لعنت	۴۴	لعنت	۴۵	لعنت
۴۶	لعنت	۴۷	لعنت	۴۸	لعنت	۴۹	لعنت	۵۰	لعنت	۵۱	لعنت	۵۲	لعنت
۵۳	لعنت	۵۴	لعنت	۵۵	لعنت	۵۶	لعنت	۵۷	لعنت	۵۸	لعنت	۵۹	لعنت
۶۰	لعنت	۶۱	لعنت	۶۲	لعنت	۶۳	لعنت	۶۴	لعنت	۶۵	لعنت	۶۶	لعنت
۶۷	لعنت	۶۸	لعنت	۶۹	لعنت	۷۰	لعنت	۷۱	لعنت	۷۲	لعنت	۷۳	لعنت
۷۴	لعنت	۷۵	لعنت	۷۶	لعنت	۷۷	لعنت	۷۸	لعنت	۷۹	لعنت	۸۰	لعنت
۸۱	لعنت	۸۲	لعنت	۸۳	لعنت	۸۴	لعنت	۸۵	لعنت	۸۶	لعنت	۸۷	لعنت
۸۸	لعنت	۸۹	لعنت	۹۰	لعنت	۹۱	لعنت	۹۲	لعنت	۹۳	لعنت	۹۴	لعنت
۹۵	لعنت	۹۶	لعنت	۹۷	لعنت	۹۸	لعنت	۹۹	لعنت	۱۰۰	لعنت	۱۰۱	لعنت
۱۰۲	لعنت	۱۰۳	لعنت	۱۰۴	لعنت	۱۰۵	لعنت	۱۰۶	لعنت	۱۰۷	لعنت	۱۰۸	لعنت
۱۰۹	لعنت	۱۱۰	لعنت	۱۱۱	لعنت	۱۱۲	لعنت	۱۱۳	لعنت	۱۱۴	لعنت	۱۱۵	لعنت
۱۱۶	لعنت	۱۱۷	لعنت	۱۱۸	لعنت	۱۱۹	لعنت	۱۲۰	لعنت	۱۲۱	لعنت	۱۲۲	لعنت
۱۲۳	لعنت	۱۲۴	لعنت	۱۲۵	لعنت	۱۲۶	لعنت	۱۲۷	لعنت	۱۲۸	لعنت	۱۲۹	لعنت
۱۳۰	لعنت	۱۳۱	لعنت	۱۳۲	لعنت	۱۳۳	لعنت	۱۳۴	لعنت	۱۳۵	لعنت	۱۳۶	لعنت
۱۳۷	لعنت	۱۳۸	لعنت	۱۳۹	لعنت	۱۴۰	لعنت	۱۴۱	لعنت	۱۴۲	لعنت	۱۴۳	لعنت
۱۴۴	لعنت	۱۴۵	لعنت	۱۴۶	لعنت	۱۴۷	لعنت	۱۴۸	لعنت	۱۴۹	لعنت	۱۵۰	لعنت
۱۵۱	لعنت	۱۵۲	لعنت	۱۵۳	لعنت	۱۵۴	لعنت	۱۵۵	لعنت	۱۵۶	لعنت	۱۵۷	لعنت
۱۵۸	لعنت	۱۵۹	لعنت	۱۶۰	لعنت	۱۶۱	لعنت	۱۶۲	لعنت	۱۶۳	لعنت	۱۶۴	لعنت
۱۶۵	لعنت	۱۶۶	لعنت	۱۶۷	لعنت	۱۶۸	لعنت	۱۶۹	لعنت	۱۷۰	لعنت	۱۷۱	لعنت
۱۷۲	لعنت	۱۷۳	لعنت	۱۷۴	لعنت	۱۷۵	لعنت	۱۷۶	لعنت	۱۷۷	لعنت	۱۷۸	لعنت
۱۷۹	لعنت	۱۸۰	لعنت	۱۸۱	لعنت	۱۸۲	لعنت	۱۸۳	لعنت	۱۸۴	لعنت	۱۸۵	لعنت
۱۸۶	لعنت	۱۸۷	لعنت	۱۸۸	لعنت	۱۸۹	لعنت	۱۹۰	لعنت	۱۹۱	لعنت	۱۹۲	لعنت
۱۹۳	لعنت	۱۹۴	لعنت	۱۹۵	لعنت	۱۹۶	لعنت	۱۹۷	لعنت	۱۹۸	لعنت	۱۹۹	لعنت
۲۰۰	لعنت	۲۰۱	لعنت	۲۰۲	لعنت	۲۰۳	لعنت	۲۰۴	لعنت	۲۰۵	لعنت	۲۰۶	لعنت
۲۰۷	لعنت	۲۰۸	لعنت	۲۰۹	لعنت	۲۱۰	لعنت	۲۱۱	لعنت	۲۱۲	لعنت	۲۱۳	لعنت
۲۱۴	لعنت	۲۱۵	لعنت	۲۱۶	لعنت	۲۱۷	لعنت	۲۱۸	لعنت	۲۱۹	لعنت	۲۲۰	لعنت
۲۲۱	لعنت	۲۲۲	لعنت	۲۲۳	لعنت	۲۲۴	لعنت	۲۲۵	لعنت	۲۲۶	لعنت	۲۲۷	لعنت
۲۲۸	لعنت	۲۲۹	لعنت	۲۳۰	لعنت	۲۳۱	لعنت	۲۳۲	لعنت	۲۳۳	لعنت	۲۳۴	لعنت
۲۳۵	لعنت	۲۳۶	لعنت	۲۳۷	لعنت	۲۳۸	لعنت	۲۳۹	لعنت	۲۴۰	لعنت	۲۴۱	لعنت
۲۴۲	لعنت	۲۴۳	لعنت	۲۴۴	لعنت	۲۴۵	لعنت	۲۴۶	لعنت	۲۴۷	لعنت	۲۴۸	لعنت
۲۴۹	لعنت	۲۵۰	لعنت	۲۵۱	لعنت	۲۵۲	لعنت	۲۵۳	لعنت	۲۵۴	لعنت	۲۵۵	لعنت
۲۵۶	لعنت	۲۵۷	لعنت	۲۵۸	لعنت	۲۵۹	لعنت	۲۶۰	لعنت	۲۶۱	لعنت	۲۶۲	لعنت

۲۶۲	۲۶۳	۲۶۴	۲۶۵	۲۶۶	۲۶۷	۲۶۸	۲۶۹	۲۷۰	۲۷۱
۲۷۲	۲۷۳	۲۷۴	۲۷۵	۲۷۶	۲۷۷	۲۷۸	۲۷۹	۲۸۰	۲۸۱
۲۸۲	۲۸۳	۲۸۴	۲۸۵	۲۸۶	۲۸۷	۲۸۸	۲۸۹	۲۹۰	۲۹۱
۲۹۲	۲۹۳	۲۹۴	۲۹۵	۲۹۶	۲۹۷	۲۹۸	۲۹۹	۳۰۰	۳۰۱
۳۰۲	۳۰۳	۳۰۴	۳۰۵	۳۰۶	۳۰۷	۳۰۸	۳۰۹	۳۱۰	۳۱۱
۳۱۲	۳۱۳	۳۱۴	۳۱۵	۳۱۶	۳۱۷	۳۱۸	۳۱۹	۳۲۰	۳۲۱
۳۲۲	۳۲۳	۳۲۴	۳۲۵	۳۲۶	۳۲۷	۳۲۸	۳۲۹	۳۳۰	۳۳۱
۳۳۲	۳۳۳	۳۳۴	۳۳۵	۳۳۶	۳۳۷	۳۳۸	۳۳۹	۳۴۰	۳۴۱
۳۴۲	۳۴۳	۳۴۴	۳۴۵	۳۴۶	۳۴۷	۳۴۸	۳۴۹	۳۵۰	۳۵۱
۳۵۲	۳۵۳	۳۵۴	۳۵۵	۳۵۶	۳۵۷	۳۵۸	۳۵۹	۳۶۰	۳۶۱
۳۶۲	۳۶۳	۳۶۴	۳۶۵	۳۶۶	۳۶۷	۳۶۸	۳۶۹	۳۷۰	۳۷۱
۳۷۲	۳۷۳	۳۷۴	۳۷۵	۳۷۶	۳۷۷	۳۷۸	۳۷۹	۳۸۰	۳۸۱
۳۸۲	۳۸۳	۳۸۴	۳۸۵	۳۸۶	۳۸۷	۳۸۸	۳۸۹	۳۹۰	۳۹۱
۳۹۲	۳۹۳	۳۹۴	۳۹۵	۳۹۶	۳۹۷	۳۹۸	۳۹۹	۴۰۰	۴۰۱
۴۰۲	۴۰۳	۴۰۴	۴۰۵	۴۰۶	۴۰۷	۴۰۸	۴۰۹	۴۱۰	۴۱۱
۴۱۲	۴۱۳	۴۱۴	۴۱۵	۴۱۶	۴۱۷	۴۱۸	۴۱۹	۴۲۰	۴۲۱
۴۲۲	۴۲۳	۴۲۴	۴۲۵	۴۲۶	۴۲۷	۴۲۸	۴۲۹	۴۳۰	۴۳۱
۴۳۲	۴۳۳	۴۳۴	۴۳۵	۴۳۶	۴۳۷	۴۳۸	۴۳۹	۴۴۰	۴۴۱
۴۴۲	۴۴۳	۴۴۴	۴۴۵	۴۴۶	۴۴۷	۴۴۸	۴۴۹	۴۵۰	۴۵۱
۴۵۲	۴۵۳	۴۵۴	۴۵۵	۴۵۶	۴۵۷	۴۵۸	۴۵۹	۴۶۰	۴۶۱
۴۶۲	۴۶۳	۴۶۴	۴۶۵	۴۶۶	۴۶۷	۴۶۸	۴۶۹	۴۷۰	۴۷۱
۴۷۲	۴۷۳	۴۷۴	۴۷۵	۴۷۶	۴۷۷	۴۷۸	۴۷۹	۴۸۰	۴۸۱
۴۸۲	۴۸۳	۴۸۴	۴۸۵	۴۸۶	۴۸۷	۴۸۸	۴۸۹	۴۹۰	۴۹۱
۴۹۲	۴۹۳	۴۹۴	۴۹۵	۴۹۶	۴۹۷	۴۹۸	۴۹۹	۵۰۰	۵۰۱

اقبال لوہام

حصہ دوم

اب تم خود سمجھ سکتے ہو کہ اس حدیث سے صلوات معلوم ہوتا ہے کہ جب جبل بود بے ایمانی اور ضلالت جھوٹے سببی مدعیوں میں دستان کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے دنیا میں پہیل جہانے کی اہل زمین میں حقیقی ایمان ناری ایسی کم ہو جائے گی کہ گویا وہ آسمان پر اٹھ گئی ہوگی اور قرآنی کریم اور مسرتو تک ہو جائے گا کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا ہوگا۔ تب منور ہے کہ فارس کی اصل سے ایک شخص پیدا ہوا اور ایمان کو شریا سے لے کر پھر زکریاؑ تا نائل ہو۔ سو تیسرا شخص تھا۔ تاکہ نائل ہونے والا لکن مریم ہی ہے جس نے عیسیٰ بن مریم کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ و اللذرومانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدا نش کا موجب نظر تھا۔ تب خدا تعالیٰ خود اس کا متولی ہوا۔ اور قرابت کی کن رمس لیا اور اس اپنے بچے کا نام لکن مریم رکھا۔ کیونکہ اس نے مخلوق میں سے اپنی روحانی والدہ کا تو منہ کھا جس کے ذریعہ سے اس نے قلب سلیم پلایا لیکن حقیقت اسلام کی اس کو خیر انسانوں کے ذریعہ کے حاصل ہوئی تب وہ وجود روحانی پاکر خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے امرا سے اس کو موت دے کر اپنی طرف اٹھایا اور پھر ایمان اور مراد کے دو خیمہ کے ساتھ خلق اللہ کی طرف تلال کیا۔ سو وہ رسول اور عرفان کا شریا سے دنیا میں تحفظ لیا اور زمین جو شمس کی بڑی تھی اور تاریک تھی اس کے روشن اور آبلو کرنے کے فکر میں لگ گیا لیکن مثالی صورت کے طور پر یہی۔ لیکن مریم ہے جو خیر باب کے پیدا ہونا کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے۔ کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلسلہ اربعہ میں کوئی سلسلہ میں داخل ہو چکا ہے اگر یہ آئن مریم نہیں تو کون ہے؟

اور اگر اب بھی تمہیں شک ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ مسلمانوں کے ساتھ جرنی اشتکات کی وجہ سے لغت ہلائی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن تعان نہیں ہوتا۔ لیکن ایک طریق بہت آسان ہے اور وہ درحقیقت قائم مقام مہابہ ہی ہے جس سے کاذب اور ضلوق کو قبول اور وہی تفریق ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ ہے جو قبل میں موفی قلم سے لکھتا ہوں۔

ساتھ باوجود اپنے ضعف اور بیماری زمین پر سوتا ہوا دریں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چار پائی پر قبضہ کرتا ہوا
تا وہ اسپر بیٹھ نہ جاسے تو میری حالت پر افسوس ہوا اگر میں نہ اٹھوں اور محنت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چار پائی ناسک
نہ دھوا اور اپنے کو فرش زمین پسند نہ کر لے اگر میرا بھائی بیمار ہوا تو کسی دروس کو لا چار ہوا تو میری حالت پر محبت ہو اگر
میں اُسکے مقابل پر اس کو سوسہوں اور اُسکے کو جہاں تک میرے بس میں جو آرام دہائی کی تدبیر نہ کر دیا اور اگر کوئی
میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ کو کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر محبت ہو اگر میں بھی یہ دُعا سنتے اس
سختی سے پیش آؤں بلکہ مجھے چاہیے کہ میں اُسکی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نماز میں اُسکے کو رورور کر کے دعا کروں کہ وہ
میرا بھائی ہو اور روحانی طور پر بیمار ہو اگر میرا بھائی سادہ ہو یا علم یا سادگی کو کوئی اُٹھا اس سے مراد ہوتا ہے میں
چاہیے کہ میں اس کو ششما کروں یا میں پر نہیں ہو کہ تیزی دکھاؤں یا بدبیتی ہو اسکی عیب گیری کروں یہ سب ہلاکت
کی راہیں ہیں کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جینک سکا دل نرم نہ ہو جینک وہ اپنے تئیں ہر ایک ذلیل نہ نہ سمجھے اور
سارے جنتیوں سے دور نہ ہو جائے خادم القوم ہونا عہد و پیمانے کی نشانی جو اور غریبوں کو نرم ہو کر اور جسک کہ
بات کرنا مقبول الہی ہو سکی عظمت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعاد کے آثار میں اور غصہ کو کھالینا اور
تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جود فردی ہو سکا میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں بھی
بلکہ بعض میں ایسی ہے تہذیبی ہو کر اگر ایک بھائی خند سے اسکی چار پائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اسکو اٹھا لیا جاتا
ہے ہاں اگر نہیں اٹھنا تو چار پائی کو اٹھا دیا ہوا اور اسکو نیچے گرا دیتا ہے پھر وہ سراسیمہ فرقی نہیں کرتا اور وہ اسکو گندی گا لیاں دیتا ہوا اور
تمام نکالات نکالتا ہوا یہ حالات ہیں جو اس شخص میں مشاہدہ کرتا ہوں تب دل کیاب ہوتا اور جلتا ہوا اور یہ اختیار
دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہو کہ اگر میں درندوں میں ہوں تو ان ہی آدم کو اچھا ہو پھر میں کس خوشی کی اویسے لوگوں کو
جلسے کیلئے لکھے کہوں یہ دنیا کے تقاضوں میں ہو کوئی تاشا نہیں اچھی تک میں جانتا ہوں کہ میں اکیلا ہوں بجز ایک مختصر
گروہ فریقوں کے جو دنیا کے کسی قدر زیادہ ہیں جسبہ خدا کی خاص رحمت ہے جنہیں سوا دل دور جو پر میرے خالص دوست اور حب
مولوی حکیم نور الدین صاحب اور چند اور دوست ہیں رنگ میں جانتا ہوں کہ وہ صرف خدا تعالیٰ کیلئے میرے ساتھ اطلاق
محبت رکھتے ہیں اور میری باتوں اور نصیحتوں کو تعظیم کی نظر سے دیکھتے ہیں اور انکی آخرت پر نظر ہے سو وہ افشار اللہ
دونوں جہانوں میں میرے ساتھ ہیں اور میں اُنکے ساتھ ہوں۔ میں اپنے ساتھ ان لوگوں کو کیا سمجھوں جنکے دل میرے ساتھ نہیں
ہاں یہ باتیں ہر طرف سے اچھی عریض جانتے ہیں بلکہ انھیں سمجھتے ہیں دوسرا کوئی عجز نہیں کہ کسی کام لیکر اٹھتا کہ وہ کہے ورنہ وہ
سب سے ڈھکے گناہ اور تندرستی کی راہ اختیار کر لیا۔

نگارہ حجب تک نہیں زندہ ہوں، جہاں تک میری طاقت ہے میں تیرا ساتھ دوں گا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۶-۱۸۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۰-۱۱۱)

”یہ سب مضمون ابوطالب کے قصہ کا اگرچہ کتابوں میں درج ہے مگر یہ تمام عبارات الہامی ہے جو خدا نے تعالیٰ نے اس عاجز کے دل پر نازل کی۔ صرف کوئی کوئی فقیر و تشریح کے لئے اس عاجز کی طرف سے ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۶، ۱۸ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲ حاشیہ)

۱۸۹۱ء ”مسیح مسلم میں یہ جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح و مشن کے منارہ سفید شرقی کے پاس اتریں گے.... و مشن کے لفظ کی تعبیر میں میرے پرغائب اللہ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبہ کا نام و مشن رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلیدی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں.... پھر میری ظاہر کیا گیا ہے کہ و مشن کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ و مشن والی مشور و خا حقیقت پائی جاتی ہے اور خدا نے تعالیٰ نے مسیح کے آتے کی جگہ جو و مشن کو بیان کیا تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح سے مراد وہ اصلی مسیح نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی بلکہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اپنی روحانی حالت کی نود سے مسیح سے اور نیز امام حسین سے بھی مشابہت رکھتا ہے کیونکہ و مشن پائے تخت یزید ہو چکا ہے اور یزید یوں کا منصوبہ گاہ جس سے ہزار طرح کے ظالمانہ احکام نافذ ہوئے وہ و مشن ہی ہے.... سو خدا تعالیٰ نے اس و مشن کو جس سے ایسے پر ظلم احکام ملتے تھے او جس میں ایسے سنگ دل اور سیاہ دلوں کو پیدا ہو گئے تھے اس غرض سے نشانہ بنا کر لکھا کہ اب قبیل و مشن عدل او ایمان پھیلانے کا بیڑا کو اڑ رہا کیونکہ اکثر نبی ظالموں کی ہستی میں ہی آتے رہے ہیں اور خدا تعالیٰ لعنت کی جگہوں کو برکت کے مکانات بنا کر رہا ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ ۶۳ تا ۶۴ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۳-۱۳۶ حاشیہ)

۱۸۹۱ء ”قادریان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ

أخیر جبرئیلہ الیزیدیون

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔“ (ازالہ اوہام صفحہ ۶۳ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۸ حاشیہ)

۱۸۹۱ء (۱) ”ایک صاف اور صریح کشف میں مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ ایک شخص عارث نام یعنی عزت آنے والا جو

سے عارث کے معنی زمیندار کے ہیں اور عزت سے مراد بڑا زمیندار ہے اور یہ بات حضرت مسیح و موجود علیہ السلام میں پائی جاتی ہے۔ (رتب)

برائین احمدیہ حصہ پنجم

کے لئے ہے۔ لیکن بیعت سے مراد وہ بیعت نہیں جو صرف ذہن سے ہوتی ہے اور دل اس سے غافل بلکہ مدگردان ہے بیعت کے معنی بیچ دینے کے ہیں پس جو شخص وہ حقیقت اپنی جان اور مال اور آبرو کو اس راہ میں سمیٹتا نہیں جس سے کچھ کہتا ہوں کہ وہ خدا کے نزدیک بیعت میں داخل نہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بیعت ایسے ہیں کہ نیک نیتی کا مادہ بھی سنوئے ان میں کالی نہیں اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلا کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں۔ اور بعض بد قسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور دیرگمانی کی طرحیے دڑتے ہیں جیسے گناہ مردہ کی طرف۔ پس میں کیونکر کہوں کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں مجھے وقتاً فوقتاً ایسے کو میوں کا علم بھی دیا جاتا ہے مگر لظن نہیں دیا جاتا کہ ان کو مطلع کروں۔ کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے۔ پس مقام خوف ہے۔

اسی طرح براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام ابراہیم بھی دکھایا گیا ہے جیسا کہ فرمایا۔
 سلامہ علیک یا ابراہیم دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸ یعنی اے ابراہیم تجھ پر سلام۔ ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے بہت برکتیں دی تھیں اور وہ ہمیشہ دشمنوں کے حملوں سے سہولت رہا۔ پس میرا نام ابراہیم رکھ کر خدا تعالیٰ یہ اشارہ کرتا ہے کہ ایسا ہی اس ابراہیم کو برکتیں دی جائیں گی۔ اور مخالف اس کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔ جیسا کہ اسی براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں اللہ تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے جو برکت یا احمد وکان ما بولك الله فيك حقانیک یعنی اے احمد! تجھے مبارک کیا گیا اور میرا ہی حق تھا۔ اور انہیں حصص سابقہ براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ ایک جگہ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ میں تجھ میں تقدیر برکت و نیکو کاروں کا بلاشا ترے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور جس طرح ابراہیم سے خدانے خاندان شروع کیا وہی طرح اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میری نسبت فرماتا ہے۔ سبحان الله زاد مجدك۔ ينقطع اباءك وبيد عمنك۔ یعنی خدا پاک ہے جس نے تیری بڑی بڑی کو

خدمت اور دعا کشی کا یہ انداز کہ نہ تبت تک یہ جلسہ قرآن مجید سے معلوم نہیں ہوتا حالانکہ دل تو یہی چاہتا ہے کہ مباحین
مصلحت مند ہو کر کہے تو اس انداز میں صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے مباحین کو کہہ دے کہ موت کا اعتبار نہیں میرے
لوگ کیسے جو مباحین کو غامدہ ہو کر کچھ حقیقی طور پر دینی دیکھتا ہے جو جسکے ساتھ دین کو تماش کرنا جو اور فقط دین کو چاہتا
ہو گیا۔ یا کہ نیت اور گناہ آنا چھوڑتا ہے کہ جس جلسہ پر نہ تو تبت نہیں بلکہ وہ کھڑے قندیل میں وہ فرصت اور فراغت سے
باتیں کر سکتے ہیں اور یہ جلسہ ایسا تو نہیں جو کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ مخواہ التعمیر ان لوگ اور ہم جو بلکہ اس کا اعتقاد صحیح نیت
اور حسن نیت پر موقوف ہے۔ ورنہ بغیر اسکے بیچ اور جسکے یہ علوم نہ ہوا اور تجربہ شہادت نہ تبت کہ مباحین جلسہ کو یہی غامدہ
یہ ہوا اور گناہ کی چال چلین اور مطلق پر اس کا یہ اثر تو تنگ ایسا جلسہ صحت اصول ہی نہیں بلکہ اس علم کے بعد کہ اس اجتماع
سے تنگ ایک پیدا نہیں ہے بلکہ معصیت اور طریق ضلالت اور بدعت شنیعہ ہی میں ہرگز نہیں چلتا حال کے بعض
پیر اور مکی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کیلئے ایسے مباحین کو انکاروں بلکہ وہ ملت غالی جیسے لوگوں میں جلا کا تھا
ہمیں اس طرح خلق اللہ جو پھر اگر کوئی امر یا انتظام موجب اصلاح نہ ہو بلکہ موجب فساد ہو تو مخلوق میں جو میرے جیسا
اسکے کوئی دشمن نہیں اور اعلیٰ کرم حضرت مولیٰ نور اللدین صاحب سیرۃ اللہ تعالیٰ بارہم سویتا کہ کہہ چکے ہیں کہ
ہماری جامعہ کے اکثر لوگوں نے تنگ کوئی خاص اہمیت نہ تہذیب اور پگنالی اور یہ میرا گوارا ہے اور یہی محبت باہم پیدا
ہوئی ہے کہ سوئیں دیکھتا ہوں کہ مولیٰ صاحب موصوفت کا یہ قول بالکل صحیح ہے جو مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت
میں داخل ہو کر وہ اس جامعہ کو سمیت کر سکا اور وہ خود انصوح کر کے پھر بھی ویسے کے دل میں کہ اپنی جامعہ کے ممبروں
بغیر ان کیلئے دیکھتے ہیں وہ ملت کے سیرے سے سوالیہ مملکت نہیں کر سکتے جو جانیگ خوش خلقی اور ہمدردی
چیزیں آپس اور انہیں بخلا اور خود غرض مستعد دیکھتا ہوں کہ وہ اولیٰ ہوتی خود غرضی کی بنا پر ملت اور ایک دوسرے
سے دست بردا من ہوتے ہیں اور ناگوارا ہوا تو دل کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے جو ایک ایسا اور امت کا ایسا تنگ نیت
ہے جسکی ہوا اور جوں میں کچھ پیدا کر لیتے ہیں انہیں کھلنے پھیلنے کی تسلیں یا نفسانی بخشش ہوتی ہیں اور اگر وہ سب اور ہمد
بھی ہمدردی جماعت میں بہت۔ بلکہ بقینا دوسرے زیادہ ہی ہیں جنہوں نے امتالی کا فعل ہے جو وہ سمجھتے ہیں کہ تنگ نیت اور
حاقبت کو مقدم رکھتے ہیں اور انکے دلوں پر بصورت کا عجیب اثر ہوتا ہے جو کہ جسکی نبی اللہ تعالیٰ نے کجیوں کو ذکر کرنا چاہا اور
ہیں جیوان ہوتا ہے کہ خدا یا کیا مال ہے جو کسی جماعت کے جو میرے ساتھ جو نفسانی مانچلے یا کیوں انکے دل گرسے جا
ہیں ان کیوں ایک بھائی دوسرے بھائی کو ستا تا اور انکے ہندی جاہلہ ہو نہیں سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز
درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آقا مہی اپنے بھائی کا آرام حق الودیع مقدم نہ ٹھہرائے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے

تھے۔ مگر حضرت صاحب کے چہرہ پر بالکل اطمینان تھا چنانچہ ہم سب تاربان چھٹے
 بعد میں جسے سنا کہ جمشید نے سرٹیفکیٹ پر بڑی جمع کی اور بہت تسلایا اور ڈاکٹر
 کو شہادت کے لیے بلایا مگر اس ڈگری ڈاکٹر نے کہا کہ میرا سرٹیفکیٹ بالکل درست ہے۔
 یہی اپنے فن کا باہر جوں اسپر سے فن کی مدد سے کوئی اعتراض نہیں کر سکتا
 اور میرا سرٹیفکیٹ تمام اعلیٰ عدالتوں تک چلتا ہے۔ جمشید بڑبڑاتا رہا مگر کچھ
 پیش نہ گئی۔ پھر اسی وقت میں اس کا گورنر سپور سے تہاولہ ہو گیا۔ اور تیز کسی نظر ہوا
 نا معلوم وہ سے اس کا تنزل بھی ہو گیا۔ یعنی وہ اسی۔ اے۔ سی سے منصف کر
 دیا گیا۔ خاکسار عرض کرتے ہیں کہ غالباً اس سرٹیفکیٹ کا نام چند لال تھا اور وہ صحیح
 ہے اس وقت پر حضرت صاحب نے پیش ہونا تھا۔ غالباً ۱۶ فروری ۱۹۷۷ء ہی ہے۔
 بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا تجھ سے قاضی امیر حسین صاحب نے کہ ایک دفعہ
 ہم نے حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ حضور حدیث میں آتا ہے کہ سب نبیوں
 نے بکریاں چرائی ہیں کیا کبھی حضور نے بھی چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں
 ایک دفعہ ہر گھنٹوں میں گیا۔ وہاں ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا اس نے کہا کہ میں
 ذرا ایک کام جاتا ہوں آپ میری بکریوں کا خیال رکھیں۔ مگر وہ ایسا گیا کہ بس
 شام کو واپس آیا اور اس کے گٹے تک نہیں اسکی بکریاں چرائی پڑیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اول فرماتے
 تھے کہ میں نے اسلام تو بیچ مرام شایع ہوئے۔ تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں
 اور اب مخالف شخص کے پاس بیچ گئی تھیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو
 اب یہ تو ذرا عجب ہے کہ یعنی بکری مرزا صاحب سے علیحدہ کیے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ
 میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ کہ مولوی صاحب! کیا نبی کریم صلعم کے بعد بھی کوئی نبی
 ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں اس نے کہا اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے۔ تو میرے
 پاس نہ آئے گا۔ تو پھر ہم یہ دیکھنے لگے کہ کیا وہ صادق اور راست باز ہے یا نہیں۔ اگر
 صادق ہے تو پھر اس کے پاس مسکرات کو قبول کرینگے۔ میرا جواب سن کر وہ بولا۔

دعوت الایمیر

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

جائیں۔

آپ کے دعوے کے دلائل

آپ کے دعوے کو مختصر الفاظ میں بیان کر دینے کے بعد میں اصولاً اس امر کے متعلق کچھ بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ ایک مأمور من اللہ کے دعوے کی صداقت کے کیا دلائل ہوتے ہیں اور پھر یہ کہ ان دلائل کے ذریعہ سے آپ کے دعوے پر کیا روشنی پڑتی ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مأمور من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام وعادی پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے کیونکہ عقل سلیم اس امر کو تسلیم نہیں کر سکتی کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کا مأمور بھی ہو اور لوگوں کو دعوہ کا دے کر حق سے رو بھی لے جاتا ہو اگر ایسا ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے علم پر ایک سخت حملہ ہو گا اور ثابت ہو گا کہ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ اس لے اپنے انتخاب میں سخت غلطی کی اور ایک ایسے شخص کو اپنا مأمور بنا دیا جو دل کا ناپاک اور گندہ تھا اور بجائے حق اور صداقت کی اشاعت کے اپنی بڑائی اور عزت چاہتا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر اپنے نفس کو مقدم کرتا تھا۔

علاوہ اس کے کہ یہ عقیدہ عقل سلیم کے خلاف ہے قرآن کریم بھی اس کو باطل کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ مَا كَانِ لِنَبِيِّ أَنْ يُثْبِتَ لِلَّهِ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ۝ وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَالِيكَ وَالنَّبِيِّنَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝^{۱۰} یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ کتاب اور حکم اور نبوت دے کر بیعہ اور پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ خدا تعالیٰ کے ہو جاؤ بسبب اس کے کہ تم اللہ تعالیٰ کا کلام لوگوں کو سکھاتے اور پڑھتے ہو اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایسا آدمی لوگوں سے یہ کہے کہ فرشتوں یا نبیوں کو رب سمجھ لو کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ وہ کوشش کر کے لوگوں کو مسلمان بنائے اور پھر ان کو کافر کر دے۔

فرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی مأموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں؟ اگر اس کی

صد اقت ثابت ہو جائے تو اس کے تمام دعوای کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے اور اگر اس کی سچائی ہی ثابت نہ ہو تو اس کے متعلق تنبیہات میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔ پس میں اسی اصل کے مطابق آپ کے دعوے پر نظر کرنی چاہتا ہوں تاکہ جناب والا کو ان دلائل سے مختصر آگاہی ہو جائے جن کی بناء پر آپ نے اس دعوے کو پیش کیا ہے اور جن پر نظر کرتے ہوئے لاکھوں آدمیوں نے آپ کو اس وقت تک قبول کیا ہے

پہلی دلیل

ضرورت زمانہ

سب سے پہلی دلیل جس سے کسی ماسور کی صداقت ثابت ہوتی ہے وہ ضرورت زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ بے عمل اور بے موقع کوئی کام نہیں کرتا جب تک کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی وہ اسے نازل نہیں کرتا اور جب کسی چیز کی حقیقی ضرورت پیدا ہو جائے تو وہ اسے روک کر نہیں رکھتا۔ انسان کی جسمانی ضروریات میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے مہیا نہ کیا ہو چھوٹی سے چھوٹی ضرورت اس کی پوری کر دی ہے پس جب کہ دنیاوی ضروریات کے پورا کرنے کا اس نے اس قدر اہتمام کیا ہے تو یہ اس کی شان اور اس کی رفعت کے متافی ہے کہ وہ اس کی روحانی ضروریات کو نظر انداز کر دے اور ان کے پورا کرنے کیلئے کوئی سامان پیدا نہ کرے حالانکہ جسم ایک فانی شے ہے اور اس کی تکالیف عارضی ہیں اور اس کی ترقی محدود ہے اور اس کے مقابلے میں انسانی روح کیلئے ابدی زندگی مقرر کی گئی ہے اور اس کی تکالیف ایک ناقابل شمار زمانے تک تمتد ہو سکتی ہیں اور اس کی ترقی کے راستے انسانی عقل کی حد بندی سے زیادہ ہیں۔

جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی صفات پر اس روشنی کی مدد سے نظر ڈالے گا جو قرآن کریم سے حاصل ہوتی ہے وہ کبھی اس بات کو باور نہیں کرے گا کہ بنی نوع انسان کی روحانی حالت تو کسی مصلح کی محتاج ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا سامان نہ کیا جائے جس کے ذریعے سے

صدقہ دل اور اخلاص اور جوش و فاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہیں عنایت خاص کا مستحق ہوں۔ لیکن یہ سب اور گورنمنٹ عالیہ کی توجہات پر چھوڑ کر باض ضروری استغاثہ یہ ہے کہ مجھے متواتر اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض حاسد بداندیش جو بوجہ اختلاف عقیدہ یا کسی اور وجہ سے مجھ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں یا جو میرے دوستوں کے دشمن ہیں میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت خلاف واقعہ اور گورنمنٹ کے معزز حکام تک پہنچاتے ہیں اس لئے اندیشہ ہے کہ ان کی ہر روز کی مغزبانہ کارروائیوں سے گورنمنٹ عالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہو کر وہ تمام جانفشانیوں پر اس سالہ میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضیٰ اور میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی جن کا ذکر مسکای چھٹیات اور سولہ پہل گورنمنٹ کی کتاب تاریخ زمین پنجاب میں ہے اور نیز میری قوم کی وہ خدمات جو میرے اظہار سال کی تالیقات سے ظاہر ہیں سب کی سب ضایع اور برباد نہ جائیں اور خدا نخواستہ سرکار انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور نیر خواہ خاندان کی نسبت کوئی تکرر خاطر اپنے دل میں پیدا کرے۔ اس بات کا علاج تو غیر ممکن ہے کہ ایسے لوگوں کا منہ بند کیا جائے کہ جو جھوٹا مذہبی کی وجہ سے یا نفسانی حسد اور بغض اور کسی ذاتی غرض کے سبب سے جھوٹی مخبری پر کڑتے ہو جاتے ہیں۔ صرف یہ التماس ہے کہ سرکار و اقتدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربے سے ایک وفادار بھائی نشانہ خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے ایسی چھٹیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پختہ نیر خواہ اور خدمت گزار ہیں اس خود کا شہرہ لوہ کی نسبت نہایت سزاوار اور امتیاز اور تہنیتی اور قومی سے کام لے ادا اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور زہر بانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب

۴

ایک ظلم عظیم ہے۔ میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھاجن کو دہار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گلین صاحب کی تاریخ ریسیان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۶ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ لیکن پچاس سو اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدار کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو جیشیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں مگر تین جیشیات جو مدت سے چھپ چکے ہیں ان کی نقلیں ماشیہ میں مدح کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات

نقل مُراسلہ

(دلسن صاحب)

نمبر ۲۵۲

تہجرت پناہ شجاعت و شگاہ مرزا غلام مرتضیٰ

رئیس قادیان حفظہ

عزیز شاہ مشعر بریادو ان خدمات و حقوق

خود و خاندان خود کو بلا نظر حضور پنجاب درآمد

مانوب سیدانیم کہ بلا شک و شاک و خالان شہانہ

ابتداءً دخل و حکومت سرکار انگریزی جان شہانہ

وفاکیش ثابت قدم مانڈو اید۔ و حقوق

شہاد و اصل قابل قدر اند۔ بہر نیکی تسلیم

و لکشی دادید۔ سرکار انگریزی حقوق

Translation of Certificate of
J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan
Chief of Qadian

I have perused your application reminding me of your and your family's past services and rights I am well aware that since the introduction of the British Govt. you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the

کے بعد میرا بڑا اجماعی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں معروف رہا۔ اور جب تینوں کے گند پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی

خدمات شاخو رو توجہ کر رہے تھا ہر شد۔
 باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ وہ جان نثار
 سرکار انگریزی بمانند کہ دریں امر خوشنودی
 سرکار و بیہودی شا متصور است۔ فقط
 المرقوم ۱۱ جون ۱۸۶۹ء متعلقہ امور انگریزی

British Govt. will never forget your family's rights and services which will receive due consideration when a favourable opportunity offers itself.

You must continue to be faithful and devoted objects as in it lies the satisfaction of the Govt. and your welfare.

11.6.1849 Lahore.

نقل مراسلہ

در بارہ کث صاحب بہادر کشن لاکھو
 تہجد و شہادت و نگاہ منرا غلام مرتضیٰ
 رئیس قادیان بیافیت باشند۔

میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم
سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ

ان کا نام برہم مفسدہ بندوستانی موقوفہ
۱۸۵۷ء سے از جانب آپ کے رفاقت و غیر غوی
دو دو ہی سرکار دو تھوڑا انگلیشی درباب
نگاہداشت سولان و بیہرسانی اسمان
بخوبی بندو نظر رہوئی اور شروع مفسدہ
سے آج تک آپ جمل ہوا خواہ سرکار بچے
اور باعث خوشنودی سرکار ہوا پسند
بجملہ دی اس غیر غوی اور خیر سگال کے
خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے
آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب شاہ پیش
صاحب چین کشتہ سپاہ در نمبری ۵۷۶
مورثہ ۱۸۵۸ء کے پیمانہ پنا
باظہار خوشنودی سرکار و نیک نامی و
وفاداری تمام آپ کے لکھا جاتا ہے۔
موقوفہ تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء

Translation of
Mr. Robert Cast's Certificate

To,
Mirza Ghulam Murtaza Khan,
Chief of Qadian.

As you rendered great help in
enlisting sowars and supplying
horse to Govt. in the mutiny of
1857 and maintained loyalty since
its beginning upto date and
thereby gained the favour of Govt.
a *Khalat* worth Rs. 200/- is
presented to you in recognition of
good services, and as a reward for
your loyalty.

Moreover in accordance with
the wishes of Chief Commissioner
as conveyed in his no. 576 dt.
10th August 58. This parwana is
addressed to you as a token of
satisfaction of Govt. for your
fidelity and repute.

ہمارا کوئی الہام پیش کرنا چاہیے۔ اجتہادی غلطی نبیوں اور رسولوں سے بھی ہو جاتی ہے۔
 سپروہ قائم نہیں رکھے جاتے۔ ذرہ میچ بخاری کو کھولو اور حدیث ذہب دہلی کو غور
 سے پڑھو۔ ایسا اعتراض کرنا جو دوسرے پاک نبیوں پر بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی
 وہی اعتراض آئے۔ مسلمانوں اور نیک آدمیوں کا کام نہیں ہے بلکہ لعنتیوں اور شیطانوں
 کا کام ہے۔ اگر دل میں فساد نہیں تو قوم کا تفرقہ دُور کرنے کے لئے ایک جلسہ کرو۔ اور
 مجلس عام میں میرے پرائمرس کرو کہ فلاں پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ پھر اگر حاضرین نے قسم کی کہ
 کہہ دیا کہ فی الواقع جھوٹی نکلی اور میرے جو اب کو سسٹکر تبدیل بیان اور شرعی دلیل سے متہ
 کر دیا تو اسی وقت میں تو بیکرونگلہ ورنہ چاہیے کہ سب توبہ کر کے اس جماعت میں داخل
 ہو جائیں اور درنگی اور بدزبانی چھوڑ دیں۔

اے مسلمانوں کی ذریت! میں نے آپ لوگوں کا کیا گناہ کیا ہے کہ آپ لوگ انواع
 انعام کے منصوبوں سے میری ایذا کے درپے ہو گئے تم میں سے جو مولوی ہیں وہ ہر وقت ہپی
 وعظ کرتے ہیں کہ یہ شخص کافر سیدیں و جہاں ہے اور انگریزوں کی سلطنت کی حد سے زیادہ
 تعریف کرتا ہے اور رومی سلطنت کا مخالف ہے۔ اور تم میں سے جو ملازمت پر مشہ ہیں وہ
 اس کو شش میں ہیں کہ مجھے اس حسن سلطنت کا باغی ٹھہراویں۔ میں سنتا ہوں کہ ہمیشہ خلافت
 واقفہ نمبر میری نسبت پہنچانے کے لئے ہر طرف سے کوشش کی جاتی ہے۔ سلا کہ آپ
 لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ میں باغیانہ طریق کا آدمی نہیں ہوں۔ میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت
 انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے جماعت جہاد اور انگریزی ملاحمت کے
 بارے میں اس قدر گستاہیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں لکھی
 کی جائیں تو پچاس لاکھ روپے سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابیں لکھی ہیں کہ تمام ممالک عرب اور
 مصر اور شاہ اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس
 سلطنت کے بچے خیر خواہ ہو جائیں اور ہمدی تھی اور سیخ تھی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے

خوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ انکے دلوں سے محدود ہوجائیں پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا پتہ نامہ ہوتا یا کوئی باجائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت میں پھیلاتا جبکہ میں جس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیکھا رہا۔ اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کر دوں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن کہ معتقد ہیں مل سکتا ہے نہ ہینڈ میں۔ اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن بنوں اگر اس سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ دل میں حقیقی رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں سے ایسے بد خیال بہاد اور بناوٹ کے دلوں میں فتنی رکھتے ہوں میں انکو سختی نلوان اور قہر مت عظیم بھتا ہوں۔ کیونکہ ہم اس بات کو گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کہہ دو۔ گامیاں نکالو۔ یا چھنے کی طرح کانفرنس کا فتویٰ لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دل میں بغاوت کے خیالات رکھنا۔ یا ایسے خیال میں سے بغاوت کا احتمال ہو سکے سخت بد ذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتر ہے ایسے مسلمان ہیں جن کے دل کبھی صاف نہیں ہوں گے جب تک ان کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ غنی جہدی اور غنی مسیح کی حدیثیں تمام فسانہ اور کہانیاں ہیں۔

اے مسلمانو! اپنے دین کی بھاری تو اختیار کرو مگر سچی حمد دی۔ کیا اس مقبولیت کے زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں کیا جبر کرنا اور زور اور تہمتی سے اپنے دین میں داخل کرنا اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ بیہودہ الزام دین اسلام پر مت لگایو کہ اس فتح جہاد کا مسئلہ سکھایا ہے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اسکی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ ہرگز

پوش دلانے والے مسائل جو اھمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ انکے دلوں سے صلہ ہو جائیگی
 پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بدخواہ ہوتا یا کوئی ناجائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت
 میں پھیلاتا جبکہ میں جس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا اور اپنے
 مریدوں میں یہی دہاتیں جاری کرتا رہا۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہزیمتوں کے برخلاف
 کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ سلا لکھ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے
 خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس
 سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مگر مظفر میں مل سکتا ہے نہ دہریہ میں۔ اھ
 نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن بنوں۔ اگر اس
 سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ دل میں مخفی رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں سے
 ایسے بد خیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں مخفی رکھتے ہوں میں انکو سخت نالاں اور ہزیمت
 ظالم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہم اس بات کو گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے
 امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کہہو۔ گالیوں نکالو۔ یا پھلے کی طرح کانفر
 کا فتویٰ لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دل میں بغاوت کے خیالات رکھنا۔ یا
 ایسے خیال میں سے بغاوت کا احتمال ہو سکے سخت بد ذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتر ہے
 ایسے مسلمان ہیں جن کے دل کبھی صاف نہیں ہوں گے جب تک ان کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ غوثی جہاد
 اور غوثی مسیح کی حدیثیں تمام افسانہ اور کہانیاں ہیں۔

اے مسلمانو! اپنے دین کی بھروسہ تو اختیار کرو مگر تجھی جہاد دی۔ کیا اس مستحیبت کے
 زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں کیا جبر کرنا اھ زور
 اور تعدی سے اپنے دین میں داخل کرنا اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی
 طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ بیہودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ مگر اس نسل جہاد کا
 مسئلہ کھایا ہے اور زبردستی اپنے ذہن میں داخل کرنا اسکی تعلیم ہے۔ عاذا للہ ہرگز

اس جماعت کو تسلیم دی جاتی ہے اور اس طرح بار بار اُن کو تائید میں کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے پتے خیر خفا، اور طبع ریں اور تمام انواع کے ساتھ بلا امتیاز مذہب و ملت کے انسان اور دم اور جملہ دنیا سے پیش آویں یہ سچ ہے کہ میں کسی ایسے ہمدی ہاشمی قرشی ثونی کا قائل نہیں ہوں جو دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد میں نبی فاطمہؑ میں سے ہوگا اور زمین کو کفار کے خون سے بھر دے گا میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیرہ و لا نعمت جانتا ہوں۔ اُن میں اپنے نفس کے لئے اس کی سچ و سادہ کا ادعا کرتا ہوں جو حضرت علیؑ علیہ السلام کی طرح عورت کے ساتھ زندگی بسر کرے گا اور لڑائیوں اور جنگوں سے بیزاد ہوگا اور نرمی اور صلحکاری اور امن کے ساتھ قبولی کو اس پتے ذوالجلال خدا کا چہرہ دکھائے گا جو اکثر قوموں سے چھپ گیا ہے۔ میرے اصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں کوئی امر جنگجویی اور فساد کا نہیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرنے پر نہیں گئے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے یہ سچ اور ہمدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ میں بار بار اعلان دے چکا ہوں کہ میرے بڑے اصول پانچ ہیں اول یہ کہ خدا تعالیٰ کو واحد لا شریک اور ہر ایک منقصت سوت اور بیاری اور لپاری اور وہ اور وہ اور وہ اور دوسری ناقص صفات سے پاک سمجھنا دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کے سلسلہ نبوت کا خاتم اور آخری شریعت لانے والا اور نجات کی حقیقی راہ بتلانے والا حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین رکھنا۔ تیسرے یہ کہ دین اسلام کی دعوت محض دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانیوں سے کرنا اور خیالات خانیا اور جہاد اور جنگجویی کو اس زمانہ کے لئے قطعی طور پر حرام اور ممنوع سمجھنا اور ایسے خیالات کے پابند کو مرتع غلطی پر قرار دینا۔ چوتھے یہ کہ اس گورنمنٹ کی نسبت جس کے ہم نوا رہے ہیں ایسے گورنمنٹ انگلشیہ کوئی مفید اندہ خیالات دل میں نہ رکھنا اور غلطوں میں سے اس کی

جہاد جہاد کے بطلان نہایت سرگرمی سے میرے پیرو فاضل مولوں نے ہر روز یاد رکھنا تھا تقسیم کیا ہے اور کہ ہے جس کا بہت بڑا اثر ہے۔ مدد

میں تو دلوں کو اندر رہی اندر دیدی ہے بہر حال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اس قوم میں سو ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اسلئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرحی مجلس اور غیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارا ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شے سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شے اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جسا کہ خدا نے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک ہی سری ہو سکتے ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض امتوں اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد ہے کہ یہ سوال انکا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جسکے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جسکو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس سے امن قائم کیا ہے جو جس نظاموں کے ہاتھ سے اپنے سامنے میں ہیں پتہ دہی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو انھوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن ان مذہبی امور کو جو عینت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

میر محمد گلاب پور

۷۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
لِحَمْدِہٖ وَتَعَلُّیْ عَلَیْ سَؤْلِہِ الْکَرِیْمِ

دینی جہاد کی ممانعت کا فتوے منہج موعود کی طرف سے

دیں کیسے حرام ہے اب جنگ اور قتل
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ منقول ہے

ابھی دو جہاد کا اسے دوستوں
اب آ گیا سیح جو دین کا امام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے

نوٹ ۱۔ (ایک زبردست الہام اور کشف) آج دو جون ۱۹۰۰ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر
دیکھ کے وقت مجھے تھوڑی سی فزولگی کے ساتھ ایک درق جو نہایت مفید تھا دکھایا گیا۔ اسکی آخری سطر
پڑھا تھا اقبال۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آفس میں یہ فقط کہتے تھے الہام کی طرف اشارہ تھا یعنی انجام
اقبال ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ الہام پڑا کہ کاروان نمودار ہو گئے۔ کافر جو کہتے تھے کہ گرفتار ہو گئے
اس کے ہر سترے سجھائے گئے کہ غریب کچھ ایسے زبردست نشان ظاہر ہو جائینگے جس سے
کافر کچھ دے جو کچھ کافر کہتے تھے اسلام میں جس جانتیگے اور خوب پکڑے جائیں گے اور کوئی گریز کا جگہ
نہ کئے گا، ان میں سے کسی۔ یہ پیش گوئی ہے۔ ہر ایک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے۔
اس کے بعد ۲۰ جون ۱۹۰۰ء کو وقت ساڑھے گیارہ بجے یہ الہام پڑا کہ کافر کہتے تھے کہ کوئی ناسار
ہو گئے جنہے تھے سب ہی گرفتار ہو گئے۔ یعنی کافر کچھ دلوں پر خدا کی رحمت میں پھرتے ہو
گئے کہ میں کیسے کوئی غلطی کی جگہ نہ رہی۔ یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے کہ غریب ایسا ہو گا اور کوئی ایسی
چکنی ہوئی دلیل ظاہر ہو جائیگی کہ قیصلہ کر دے گی۔ منہ

<p>منکری کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس غیث کو کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر یعنی مسیح جگوں کا کر دے گا اتنا جگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر شانے گا کہیں گے پتھر پانوں سے بے خوف وہ بے گزند بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفتنگ کا وہ کافروں سے سمت ہزیمت اٹھائے گا کافی بے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے کرے گا ختم آ کے وہ دی کی لڑائیاں اب قوم میں ہمداری وہ تاب و تواں نہیں وہ سلطنت وہ رعیت وہ شوکت نہیں رہی وہ عزیز مقبول وہ ہمت نہیں رہی وہ نور و نور چاند سی طاقت نہیں رہی خلق خدا پر شفقت و رحمت نہیں رہی حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی کسل آ گیا ہے دل میں جلالت نہیں رہی وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی اب تم کو غیر قوموں پر سلطنت نہیں رہی ظلمت کی کچھ بھی حد نہایت نہیں رہی نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی</p>	<p>دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد کیوں چھوڑتے جو لوگوں کی کی حدیث کو کیوں بھرتے جو تم یہ منجم الحوب کی خبر فرما چکا ہے سید کوین مصطفیٰ جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لے گا یوں لگے ایک گھاٹ پہ شیرازہ گو سپند یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جلنے گا اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے القصد یہ مسیح کے آنے کا ہے نشان ظاہر میں خود نشان کہ نہاں وہ نہاں نہیں اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی وہ نام وہ نمود وہ دوست نہیں رہی وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی وہ مدد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی دل میں تمہارے بار کی اُلفت نہیں رہی حق آ گیا ہے سر میں وہ عظمت نہیں رہی وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی دنیاؤں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی وہ انس و شوق و دیدار وہ طاقت نہیں رہی ہر وقت جھوٹ سچ کی تو علوت نہیں رہی</p>
---	---

ضرورت الامام

بادا صاحب کے ہاتھوں کی یاد گار ہے۔ اور گزشتہ کے مشبہ تو بہت پیچھے سے اکٹھے کئے گئے ہیں۔ جس میں محققوں کو بہت کچھ کلام ہے۔ خدا جانے اس میں کیا کیا تصرفات ہوئے ہیں۔ اور کن کن لوگوں کے کلام کا ذخیرہ ہے۔ خیر یہ قصداً اس جگہ کے لائق نہیں ہے۔ ہمارا اصل مطلب یہ ہے کہ یہی نوع انسان کا ایمان تازہ رکھنے کیلئے تازہ الہامات کی ہمیشہ ضرورت ہے۔ اور وہ الہامات اقتداری قوت سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ خدا کے سوا کسی شیطان جن بھوت میں اقتداری قوت نہیں ہو۔ اور امام الزمان کے الہام سے باقی الہامات کی صحیح ثابت ہوتی ہے۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ امام الزمان اپنی جبلت میں قوتِ امانت رکھتا ہے اور دستِ قدرت نے اسکے اندر پیشرو کی کا خاصہ چھونکا ہوا ہوتا ہے۔ اور یہ سنت اللہ ہے کہ وہ انسانوں کو متفرق طور پر چھوڑنا نہیں چاہتا۔ بلکہ جیسا کہ اُس نے نظام شمسی میں بہت سے ستاروں کو داخل کر کے سورج کو اس نظام کی بادشاہی بخشی ہو۔ ایسا ہی وہ عام مومنوں کو ستاروں کی طرح حسب مراتب روشنی بخش کر امام الزمان کو انکا سورج قرار دیتا ہے اور یہ سنت الہی یہاں تک اسکی آفرینش میں پائی جاتی ہے کہ شہد کی مکعبوں میں یہی نظام موجود ہے کہ ان میں بھی ایک امام ہوتا ہے جو بحسب کھلاتا ہے۔ اور جہانی سلطنت میں بھی یہی خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک قوم میں ایک امیر اور بادشاہ ہو۔ اور خدا کی لعنت ان لوگوں پر ہے جو تفرقہ پسند کرتے ہیں۔ اور ایک امیر کے تحت حکم نہیں چلتے۔ حالانکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ **أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ** اولی الامر سے مراد جہانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔ اور جہانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے۔ اسی لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سوائے مطیع رہیں۔

لئے النساء: ۶۰

بعض اعتراضوں کے جواب

حقیقۃ الہی

کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم اسرائیل مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں۔ جس شخص کو اس فقرہ سے غیظ و غضب ہو اسکو اختیار ہو کہ وہ اپنے غیظ سے مر جائے۔ مگر خدا نے جو چاہا ہے کیا اور خدا جو چاہتا کر لے کیا انسان کا مقدر ہے کہ وہ اعتراض کرے کہ ایسا تو نے کیوں کیا۔

۱۵۱

اس جگہ یہ بھی یاد ہے کہ جب کہ مجھ کو تمام دنیا کی اصلاح کیلئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے۔ اس وجہ سے کہ ہمارا آقا اور محمد و تمام دنیا کیلئے آیا تھا تو اس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ کے اٹھانے کیلئے ضروری تھیں اور وہ ممکن اور نشان بھی دے گئے ہیں جو گویا جانا تمام جہتوں کے لئے مناسب وقت تھا۔ مگر ضروری یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ کو وہ معارف اور نشان دیئے جاتے۔ چنانچہ کیونکہ اسوقت انکی ضرورت نہ تھی اسلئے حضرت عیسیٰ کی سرشت کو صرف وہ قوتیں اور طاقتیں دی گئیں جو یہودیوں کے ایک تصور سے فرقی اصلاح کیلئے ضروری تھیں اور ہم قرآن شریف کے وارث ہیں جسکی تعلیم جامع تمام کمالات ہے اور تمام دنیا کیلئے ہو مگر حضرت عیسیٰ صرف توریث کے وارث تھے جسکی تعلیم ناقص اور ناقص العلوم ہے وہی وہ جسے انجیل میں انکو وہ باتیں تاکہ کے ساتھ بیان کرنی پڑیں جو توریث میں معنی اور مستور تھیں لیکن قرآن شریف سے ہم کوئی امر زیادہ بیان نہیں کر سکتے کیونکہ اس کی تعلیم اتم اور اکمل ہے اور وہ توریث کی طرح کسی انجیل کا محتاج نہیں۔

پھر جس حالت میں یہ بات ظاہر اور بدیہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی قدر روحانی قوتیں اور طاقتیں دی گئی تھیں جو فرقہ یہودی کی اصلاح کیلئے کافی تھیں تو بلاشبہ انکے کمالات بھی اسی پیمانہ کے لحاظ سے ہونگے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا جَعَلْنَا خَلْقَهُ نَوْمًا وَنَعْمَةً إِلَّا بَعْدَ ذَلِكَ نَوْمٌ**۔ یعنی ہر ایک چیز کے پہلے پاس خزانے ہیں مگر ہم قدر ضرورت

شعبہ ششم: انکوئی کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ زندہ کون تھے یہ گفتار نشان انکو دیا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ وہ واقعی طور پر مردہ کا زندہ ہونا قرآن شریف کی تعلیم کے برخلاف ہے ہاں جو مردہ کے طور پر مارتے مگر انکو زندہ کیا تو اس جگہ سے ایسے مردہ زندہ ہوئے ہیں اور پہلے ہی میں تھے۔ یہ جیسے الٹا سنی ہے۔ مگر عظیم الشان نشان اور جہن کو خدا دکھلا رہا ہے اور دکھلائے گا۔ منہ علی

اور پھر دوسرا شکر یہ ہے کہ وہ خدا جو کبھی اپنے وجود کو بے دلیل نہیں چھوڑتا۔ وہ جیسا کہ تمام نبیوں پر نازل ہوا۔ اور ابتداء سے زمین کو تاریکی میں پا کر روشن کرتا آیا ہوا اُس نے اس زمانہ کو بھی اپنے فیض سے محروم نہیں رکھا۔ بلکہ جب دنیا کو آسمانی روشنی سے دور پایا۔ تب اُس نے چاہا کہ زمین کی سطح کو ایک نئی معرفت سے منور کرے۔ اور نئے نشان دکھائے۔ اور زمین کو روشن کرے۔

سو اُس نے مجھے بھیجا

اور میں اُس کا شکر کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جس نے دی۔ جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر لگایا میں سے شکر واجب ہے۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصر ہند

کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجم پذیر ہو رہے ہیں۔ ہرگز ممکن نہ تھا۔ کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجم پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔

اب میں حضورِ مکہ منظر میں زیادہ مصدع اوقات ہونا نہیں چاہتا۔ اور اس دعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں۔ کہ

اے قادر و کرم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ مظہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایہٴ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان معروضات پر کو ایمانہ توجہ کرنے کے لئے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت مجھی کو ہے۔

امین ثم امین

الم

نخاکستار۔ میرزا غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپورہ پنجاب

پبلشر ہجر مشورہ اشاعت کادیان

چکے اور اپنی اسی کتاب میں جسکی اشاعت انکا شمار روزی فرض ہو وہ صاف درج کر چکے ہیں کہ گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے آسمانی برکت کا حکم

حاشیہ اصل کلام مؤلف یہ جو اس کتاب کے حصہ سعید و چہارم سے یہ تعین نقل کیا جاتا ہے۔

حصہ سعید کے ابتدائی اوراق میں آپ فرماتے ہیں مسلمانوں پر میں امور کا اپنی اصلاح حال کیلئے اپنی بہت اور کوشش و انجام دینا لازم ہے۔ وہ انہیں فکر اور غور کے وقت آپ ہی معلوم ہو جائیں گے حاجت بیان و تشریح نہیں۔ مگر اس بلکہ ان امروں میں یہ امر قابل تذکرہ ہو چہ گورنمنٹ انگلشیہ کی عنایات اور توجہات موقوف ہیں کہ گورنمنٹ مدد کے دل پر ابھی طرح یہ امر مردگانہ چاہیے کہ مسلمان ہند ایک وفادار رعیت ہے کہ گورنمنٹ نادوخت انگریزوں نے خود ساختہ ڈاکٹر صاحب نے جو کیشن تعین کے اب پر ریڈنٹ ہیں ایسے ایک مشہور تصنیف میں اس دعویٰ پر بہت اصرار کیا ہے کہ مسلمان لوگ سرکار انگریزی کے دل خیر خواہ نہیں ہیں اور انگریزوں سے جہاد کو نافرض سمجھتے ہیں گو یہ خیال ڈاکٹر صاحب کا شریعت اسلام پر نظر کرنے کے بعد ہر یک شخص پر محض عقل اور خلاف واقع ثابت ہو گا لیکن انہوں نے کہ بعض کو ہستانی اور بے تیز سبھا کی تالیف حرکتیں اس خیال کی تائید کرتی ہیں اور شاید اپنی اتفاقی مشاہدات ڈاکٹر صاحب صوف کا وہ ہم بھی شک ہو گیا ہو کیونکہ کبھی کبھی جاہل لوگوں کی طرف سے اس قسم کی حرکات صادر ہوتی رہتی ہیں لیکن محقق پر یاہر پوٹہ نہیں وہ سنا کہ اس قسم کے لوگ اسلامی تہذیب دور و جہد میں اور ایسے ہی مسلمان ہیں جیسے مکین مینائی تھا۔ پس ظاہر ہے کہ انکی یہ ذاتی حرکات ہیں نہ شرعی یا ہندی سے۔ اور انکے مقابل پر ان ہزار مسلمانوں کو دیکھنا چاہیے جو ہمیشہ خیر خواہی دولت انگلشیہ کی کرتے ہے۔ جن اور کہتے ہیں حقیقتہ میں جو کچھ فساد ہوا اس میں بجز جہاد اور جہلیں لوگوں کے اور کوئی شائبہ اور نیک بخت مسلمان جو با علم اور باتیر تھا ہرگز مفہدہ میں شامل نہیں ہوا بلکہ پنجاب میں بھی غریب مسلمانوں نے سرکار انگریزی کو اپنی طاقت سے زیادہ مدد چنانچہ ہائے والی صاحب رحمہ نے بھی باوصف کم استطاعت کے لپٹا انھیں اور جوش اور خیر خواہی سے پاس گھٹے ہیں کہ وہ سوخند کو کہہ دیا جس منہ باوا۔ لافن سپاہی

برکتی جو خداوند تعالیٰ نے اس سلطنت کو مسلمانوں کیلئے ایک دارالامین بنانے کے لیے بھیجا اور اس سلطنت کی طرف سے اور
 جہاد کو ناقصی حرام ہے۔ اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں کہ مسلمانوں کی قیامی سلطنت کا تخت رکھا سکا

یقیناً یہ ہم پہنچا کر سوار میں بطور مدد کے خد کئے اور اپنی فریاد مانگتے بڑے حکم فرما رہی وہ کھٹائی اور جو
 مسلمان صاحب دولت و مالک و زمین کو بڑی بڑی فحشیاں عیاں آد اکیں۔ اب ہم پھر اس
 تقریر کی طوٹ متوجہ ہوتے ہیں کہ مسلمانوں کی طوٹ، خلاص اور فواد کی بڑے بڑے نمونہ
 ظاہر ہے کہ جسی مگر اکثر صاحب مسلمانوں کی ذہنی کیوں جو ان تمام فواد اور یہی نظر انداز
 کر دیا اور نتیجہ نکلنے کی وقت ان مخلصانہ خدمات کو نہ بچتے تیا سکتے صغریٰ میں جگہ دی اور نہ کفر
 میں۔ پھر حال ہمارے مسلمانوں پر لازم ہے کہ گورنمنٹ پر اُنکے دھوکوں کو سنا کر جوئے سو
 پہلے بد طور پر اپنی فریاد ہی ظاہر کریں جس حالت میں شریعت اسلام کا یہ وضع مسلک جو پھر تمام
 مسلمانوں کا اتفاق ہو کہ یہی سلطنت لڑائی اور جہاد کا جسکے زیر سایہ مسلمان لوگ مل اور عافیت اور
 آزادی کو زندگی بسر کرتے ہیں اور جسکے علیحدگی مسمون منت اور چون اسی ہی ہوں اور جسکی مبدل
 سلطنت حقیقت میں ہی اور ہدایت پھیلانے کیلئے کاس مدد ہے جو بھی حرام ہو تو پھر بڑے انسان کی
 ہاتھ کا ہمارا اسلام اپنے محمدی اتفاق ہو اور مسئلہ کو ایسی طرح شائع ذکر کے نفاذ وقت لوگوں کی۔ ان
 اور ہم کو سوراہت اس ہونے سے ہی احتراضوں کیلئے دین کی سنتی پائی جائے اور انکی اُنکا کو ناسخ
 ضرور ہے۔ سواں ماجا کی دولت میں قرآن مجید کی کئی اسلامیہ لاجور و کلت و دینی وغیرہ
 بندہ است کریں کہ خدا ہی مولیٰ صاحبان جسکی نصیحت اور علم اور زہاد و تقویٰ اکثر لوگوں کی نظر
 میں ستر اللہوت ہوا میں اور کیلئے ہیں لہذا ہاویں کاطراف اکناف کے اہل علم کو جو اپنے مسکن کے
 نواح میں کسی قدر شہرت لکھتے ہوں اپنی اپنی حالت تحریر میں نہیں و بطریق شریعت حقہ سلطنت
 انگلیش سے مسلمانان ہند کی مرئی و مسمون ہو جہاد کرنے کی صاف ممانعت ہو۔ ان علماء کی خدمت
 میں شہرت سواہر بھیج دیں کہ جو بوجب قرار داد بالا اس خدمت کے لئے متوجہ کئے ہیں اور جب
 خطوط بھیج ہو ہاویں تو یہ جو بد قطعہ جاو کتوات ضمار ہندہ موسوم ہو کتا جو کسی فرخفظ مطبع میں

احسان اٹھائے۔ اُسکے ظلِ حمایت میں باطن و آسائش رکھو ایسا مقصود تھا کہ اُسکے انعامات متواتر
پرورش یا بے پھر اسی پر عقرب کی طرح نیش چلاؤ۔ اور دُعا سے بھی انھوں نے اس گورنمنٹ کو بہت دفعہ

یقیناً بہت نام بھرا جائے اور پھر دس دس سے اُسکے گورنمنٹ میں دو دو فی ستمات متفرق موافق پنجاب
بندوستان منسکو نہ جڑی ملکوں میں تقسیم کئے جائیں۔ یہ سچ ہے کہ بعض عمودِ رسما لوں و اکثر منبرِ مساجد
خیالات کا لکھا ہو گا۔ اور جو مسلم نوجوان جمہوری رو کا ہرگز قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ بلاشبہ
جمہوری رو کا یہ آثار توئی اور یہ رو ہو گا جس میں اکثر صاحب کی تمام غلطیوں میں خاک سے لجا بیگی اور
بعض واقعات مسلمان بھی اپنے سچے اور پاک عمل کو بخوبی مطلع ہو جائیں گے اور گورنمنٹ انگلینڈ پر بھی
صاف باطنی مسلمانوں کی اور غیر خرابی اس عیت کی کیا قدر کھل جاوے گی اور بعض کو بستان کی مہلا کے
خیالات کی اصلاح بھی بند رہے اسی کن کے دُعا و نصیحت کے ہوتی رہیں گی۔ بالآخر یہ بات بھی ظاہر کرنا
اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بظن ان احسانات کے کہ جو
سلطنت انگلینڈ سے اسکی حکومت اور آرام بخش حرکت کے ذریعہ سوائے مرغلانہ پر وارد ہیں سلطنت
مہدو کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور اس اور انعام الہی کے اسکا شکر بھی ادا کریں لیکن پنجاب کے
مسلمان بڑے ناشکر گنہگار ہونگے اگر وہ اس سلطنت کو جو آئے جس میں تہائی ایک عظیم الشان رحمت
نعمتِ عظمیٰ یقین نہ کریں۔ انکو سوچنا چاہیے کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پر مملکت میں تھے
اور پھر کیسے امن و امان میں آگئے۔ پس فی الحقیقت یہ سلطنت ان کیلئے ایک آسانی برکت کا حکم کھتی
ہے جسے آئے سو سب نہیں سمجھیں اور ہوں اور ہر یک قسم کے ظلم و تعدی سے نجات حاصل ہوئی اور
ہر یک زبا جو روک اور مزاحمت آزادی عیسائی کوئی ایسا مانع نہیں کہ جو کمونیک کام کرنے سے
روک سکے یا ہماری آسائش میں خلل ڈال سکے۔ پس حقیقت میں خداوند کریم و مہربان نے اس
سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک بارانِ رحمت بھیجا ہے جسکی پودہ اسلام کا پھر اس ملک
پنجاب میں سرسبز ہونا چاہیے اور جسکی فواید کا اقرار حقیقت میں خدا کے احسانوں کا اقرار ہے۔ یہی
سلطنت ہے جسکی آزادی ایسی یا ایسی اور مسلم القوت ہے کہ بعض دوسرے ملکوں کو مظلوم مسلمان رحمت کے

یاد کیا ہے، اپنی آخری دعا انکے اشتہار مطبوعہ ریاض ہند پر پریس امرتسر میں جسکی میں ہزارکانی چھپوا کر
ہند اور انگلینڈ میں انھوں نے شائع کرنی چاہی، یہ کلمات عاریہ مرقوم ہیں۔ انگریز جسکی شایستہ اور جہد ساز

بقیہ حاشیہ اس ملک میں آنا بدل و جان بستہ کرنے ہیں۔ جس صفائی کو اس سعادت کی نظر جانستہ میں مسلمانوں کی
اصلاح کیلئے اور انکی بدعات مخلوط دور کرنے کیلئے وعظ ہو سکتا ہے اور جن تقریبات کے علماء اسلام کو
ترویج دین کیلئے اس کو فرسٹ میں جوش پیدا ہوتے ہیں اور فکڑ اور نظر سواغلی درجہ کا کام پڑتا ہے اور
عمیق تحقیقات کو تاہم دین تین میں تالیف ہو کر حجت اسلام مخالفین پر پوری ہی جاتی ہے وہ میری
دانست میں آجکل کسی اور ملک میں ممکن نہیں۔ یہی سلطنت ہے جسکی عادلانہ حمایت کے علماء کو بد توں کے
بعد گو یا صد ہا سال کے بعد یہ موقع ملا کہ سبہ دھڑک بدعات کی آلودگیوں اور شرک کی خرابیوں سے
اور مخلوق پرستی کے فسادوں کو نادان لوگوں کا مطلع کریں اور اپنے رسول مقبول کا صراط مستقیم
کھول کر بتلا دیں۔ کیا ایسی سلطنت کی بدخواہی جسکی زیر سایہ تمام مسلمان امن اور آزادی کو باسر
کرتے ہیں اور فرائض دین کو کا حقہ بجالاتے ہیں اور ترویج دین میں سب ملگھل سو زیادہ مشغول ہیں
جائز ہو سکتی ہے جو حاشا و بھگتا ہرگز جاری نہیں اور نہ کوئی نیک اور دیندار آدمی ایسا بد خیال دلیں لاسکتا
ہے۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ دنیا میں آج یہی سلطنت ہے جسکے سایہ عاطفت میں بعض بعض اسلامی
مقاصد ایسے حاصل ہوتے ہیں کہ جو دوسرے ممالک میں ہرگز ممکن الحصول نہیں شیعہوں کے ملک
میں جاؤ تو وہ سعادت جماعت کے و غفلوں کو فروختہ ہوتے ہیں اور سنت جماعت کے ملکوں میں شیعہ
اپنی رائے ظاہر کرنے سے مخالفت ہیں۔ ایسا ہی مقلدین موحیدین کے شہروں میں اور موحیدین مقلدین
کے بلاد میں دم نہیں مار سکتے اور گو کسی بدعت کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیں منہ سے بات نکالنے کا موقعہ
نہیں رکھتے آخر یہی سلطنت ہے جسکی پناہ میں ہر ایک فرقہ امن اور آرام سے اپنی رائے ظاہر کرتا ہے اور
یہ بات اہل حق کیلئے نہایت ہی مفید ہے کہ جو ملک میں اس کے کرنے کی گنجائش ہی نہیں نصیحت دینے کا
حوصلہ ہی نہیں اس ملک میں کیونکر راستی پھیل سکتی ہے۔ راستی پھیلانے کیلئے وہی ملک مناسب ہے
جس میں آزادی و اہل حق و عطا رکھتے ہیں۔ یہی سمجھنا چاہیے کہ دینی جہاد کے اصلی غرض آزادی کا نام

بارجم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لئے دلی جوش
بخشا ہے کہ ہم اُن کے دین و دنیا کیلئے دلی جوش سے بیہوشی اور سلامتی چاہیں تا اُن کے گورسے و سپید

بقیہ حاکم کرنا اور ظلم کا دور کرنا تھا اور یہی جہاد اُنھیں ملکوں کے مقابلہ پر ہوئے تھے جنہیں وہ اُنھیں کو
اپنے وعظ کے وقت جان کا اندیشہ تھا اور جنہیں امن کے ساتھ وعظ ہونا قطعاً محال تھا۔
اور کوئی شخص طریقہ حق کو اختیار کر کے اپنی قوم کے ظلم سے معفو نہ نہیں رہ سکتا تھا لیکن
سلطنت انگریزی کی آزادی نہ صرف ابن خرابیوں کو خالی ہو بلکہ اسلامی ترقی کی بدرجہا نسبت
ناصرا اور نوید سے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس نغز اور نصرت کی قدر کریں اور اُن کے قدیمہ
اپنی دینی ترقیات میں قدم بڑھاویں۔

اور حصہ چہارم کے ابتدائی اوراق میں آپ فرماتے ہیں۔ تمہارا عرصہ گزرا ہے کہ
بعض صاحبوں نے مسلمانوں میں اِس مضمون کی بابت کہ جو حصہ سیدوم کے ساتھ گورنمنٹ
انگریزی کے مشکو کے بارے میں شامل بر اعتراف کیا اور بعض نے خطوط بھی بھیجے اور
بعض نے سخت اور درشت لفظ بھی لکھے کہ انگریزی عہداری کو دوسری عہداریوں پر کیوں
ترجیح دی۔ لیکن ظاہر ہے کہ جس سلطنت کو اپنی شائستگی اور حسن انتظام کے لئے ترجیح ہو
اُسکو کیونکر چھپا سکتے ہیں۔ غریبی باعتبار اپنی ذاتی کیفیت کے خوبی ہی ہے گو وہ کسی گورنمنٹ
میں پائی جائے الحکمة ضالۃ الامم من الہ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ اسلام کا ہرگز یہ
اصول نہیں ہے کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اُس کا احسان اٹھائے اُس کے
خل حمایت میں باسن آسائش رکھو اپنا رذق مقصوم کھائے اُس کے انعامات متواڑو کو پرورش
پائے پھر اُس پر عقرب کی طرح نمیش پلائے اور اُس کے سلوک اور مروت کا ایک ذرہ مشکو بھانہ
لائے بلکہ ہمارے خداوند کریم نے اپنے رسول مقبول کے ذریعے سے یہی تعلیم دی ہے کہ ہم
نیکی کا مساو نہ بہت زیادہ نیکی کے ساتھ کریں اور نعم کا شکر جلاویں اور جب کبھی ہم کو جو قدرے
نوابی گورنمنٹ سے بدنی صدق کمال ہمدردی سے پیش آویں اور طبیب خاطر معروت اور واجب طور پر

مُنہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں۔ فتمثل اللہ تعالیٰ
خیرہم فی الدنیا والآخرۃ۔ اللہم اھدھم و ایدھم بصرح منک و اجعل لہم حفظاً
کثیراً فی دینک۔ الخ

پھر ایسے شخص پر یہ بہتان کہ اُسکے دل میں گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت ہے اور اسکی کتاب
کی نسبت یہ گمان کہ وہ گورنمنٹ کے مخالفت ہے پر لے سوسے کی بے ایمانی اور شرارتِ شیطانی
نہیں تو کیا ہے۔ خیر خواہان سلطنت و پیروان مذہب اسلام ان یا وہ گو حاسدوں کی
ایسی باتیں ہرگز نہ سنیں اور اس کتاب یا مولف کی طرف سے سوء ظنی کو اپنے دلوں میں جگہ نہ دیں
گورنمنٹ سے تو ہم پہلے ہی مطمئن ہیں کہ وہ ان باتوں کو مولف کی نسبت ہرگز نہ سنئے گی۔ بلکہ جو
ان باتوں کو گورنمنٹ تک پہنچائیگا اُسکو اسی دروغگوئی پر سسر زلفش کر دیگی *

بقیہ حاشیہ اطاعت اُمّایں۔ سو اس عاجز نے جس قدر عمدہ سوسم کے پوچھ مشورہ میں انگریزی گورنمنٹ کا
شکر ادا کیا ہے وہ صرف اپنے ذاتی خیال سے ادا نہیں کیا بلکہ قرآن شریف اور احادیث
نبوی کی ان بزرگ تاکیدوں نے جو اس عاجز کے پیش نظر ہیں مجھ کو اس شکر ادا کرنے پر مجبور
کیا ہے۔ سو ہمارے بعض ناکجھ بھائیوں کی یہ افراط ہے جس کو وہ اپنی کوتاہ اندیشی اور
بخل فطری سے اسلام کا بجز کچھ بیٹھے ہیں۔

اسے جفاکیش نہ عذر است طریق عشاق

ہرزہ بدنام کئی چند نکو نامے را

(برہاہن احمدیہ)

مطبوعہ پنجاب پریس سیالکوٹ

رسالہ مبارکہ

ستارہ فیض

از تصنیف منیف

حضرت غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جسے

مینجربک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان پیشتر

نے شائع کیا

ڈیزین ہند پوسٹ امرتسر میں باہتمام بحال آباد سنگھ میڈیو پرنٹر چھپا

دسمبر ۱۹۲۵ء

بجزو عالی شان قیصر ہند ملکہ معظمہ

شہنشاہ ہندوستان و انگلستان

ادام لقباً لہا

سب سے پہلے یہ دعویٰ ہے کہ خدائے قادر مطلق اس تباری عالیجاہ قیصر ہند کی عمر میں بہت بہت برکت بخشے۔ اور اقبال اور باد و جلال میں ترقی لے لے۔ اور عزیزوں اور فرزندوں کی عافیت سے آنکھ نمندی رکھے۔ اس کے بعد اس عرصہ کے کھینے والا جس کا نام میرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان نام میں رہتا ہے۔ جلا پور سے ٹھیکاً بغاوت شتر میل مشرق اور شمال کے گوشہ میں واقع و گورداسپورہ کے ضلع میں ہے۔ یہ عرض کرتا ہے۔ کہ اگرچہ اس ملک کے عوام نام نہنے داول کو جوہ ان ارامول کے جو حضور قیصر ہند کے عدل عام اور رعایا پروری اور درگاہ گسترگی حاصل ہو رہے ہیں۔ اور جوہ ان تدابیر امن عامہ اور تجاویز اساسیہ جمیع طبقات رعایا کے جو کر ڈیا رہو یہ کہ خرچ اور بے انتہا فیاضی سے ظہور میں آئی ہیں جناب ملکہ معظمہ و ام قبالہ سے بقدر اپنی فہم اور عقل اور شناخت اس کا درجہ بدرجہ محبت اور دلی اطاعت ہے۔ اور بجز بعض قبیل اور وجود افراد کے جو میں گمان کیا ہوں کہ درپردہ کچھ اور بھی ہیں۔ جو حشیوں اور درندوں کی طرح بہہ کرتے ہیں لیکن ان عاجز کو جو بس معرفت اور علم کے جو اس گورنمنٹ عالیہ کے حلقہ آکسبیت مجھے حاصل ہے۔ جس کے میں اپنے رسالہ

سارہ قیصر

تختہ قیصر یہ بن نفل کچھ بچوں کے ہاتھی درجہ کا انعام اور محبت اور جوش اطاعت
 حضور مکہ معظمہ اند اس کے عودا فسترد کی نسبت حاصل ہے۔ جو میں ایسے الفاظ نہیں
 بیان کرتا۔ جن میں اس انعام کا اندازہ بیان کر سکوں ایسی سچی محبت اور انعام کی سزا کیسے
 جشن شصت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک سالہ حضرت قیصرہ ہند دام قبا لہا
 نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام تختہ قیصر یہ رکھ کر جناب سرور کی خدمت میں
 بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا۔ اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب مجھے
 عزت ہی جائیگا اور امید سے بڑھ کر میری سر فرازی کا موجب ہو گا۔ اور اس امید
 اور یقین کا موجب حضور قیصرہ ہند کے وہ اطلاق فاضلہ تھے۔ جن کی تمام ماکاہ مشرف
 میں مہوم ہے۔ اور جناب مکہ معظمہ وسیع مآب کی طرح وسعت اور کشادگی میں
 ایسے پیشل ہیں۔ جو ان کی نظیر دوسری جگہ تلاش کرنا خیال محال ہے۔ مگر مجھے نہایت
 تعجب ہے۔ کہ اب تک خبر سنا ہوا ہے کہ وہی میں ممنون نہیں کیا گیا اور میرا کائناتیں ہرگز اس
 بات کو قبول نہیں کرنا۔ کہ وہ یہ عاجزانہ یعنی رسالہ تختہ قیصر یہ حضور مکہ معظمہ میں پیش
 ہوا۔ اور پھر میں اس کے جواب میں ممنون نہ کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور باعث ہے
 جس میں جناب مکہ سارہ قیصرہ ہند دام قبا لہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کچھ دخل نہیں
 لہذا اس خیر ظن نے جو میں حضور مکہ معظمہ دام قبا لہا کی خدمت میں رکھتا ہوں۔ مدد ہوا
 مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ تختہ قیصر یہ کی طرف جناب سرور کو توجہ دلاؤں
 اور شاہانہ مستوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔ ایسی عرض سے یہ
 سوا قیصرہ روانہ کرنا ہوں۔ اور میں حضور علی حضرت جناب قیصرہ ہند دام قبا لہا
 کی خدمت میں یہ چند الفاظ بیان کرنے کے لئے جو ان کرنا ہوں کہ میں پنجاب کے ایک سزا
 فاندان مغلیہ میں سے ہوں اور سکھوں کے زمانہ سے پہلے میرے بزرگ ایک
 خود مختار ریاست کے دالی تھے۔ اور میرے پردادا صاحب مرزا گل محمد استغوا وانا

ستارہ قصہ

مذہب اور عالی ہمت اور نیک مزاج اور ملکداری کی خوبیوں کو صورت تھے۔ کہ جب
 دہلی کے چغتائی بادشاہوں کی سلطنت جماعت تالیقنی اور عیاشی اور سستی اور کم ہمتی کے
 کمزور ہو گئے۔ تو بعض دوزار اس کو شش میں لگے تھے کہ مرزا صاحب مسون کو جو تمام شاہ
 بیدار مغزی اور رعایا پروری کے اپنے اندر رکھتے تھے اور خاندان شاہی میں سے تھے
 دہلی کے تخت پر بٹھایا جائے لیکن چونکہ چغتائی سلاطین کی قسمت اور عمر کا پالہ لبریز
 ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ تجویز عام منظوری میں نہ آئی اور ہم پر سکوتوں کے عہد میں بہت سی
 سختیاں ہوئیں اور ہمارے بزرگ تمام دیہات ریاست سے بے دخل کر لئے گئے اور
 ایک سلطنت بھی اس کی کہیں گدڑی تھی اور انگریزی سلطنت کے قدم مبارک آگے
 آنے سے پہلے ہی ہماری تمام ریاست خاک میں مل چکی تھی اور درہنہ بیچ گاڈلٹی راجہ
 اور میرے داد صاحب مرزا غلام مرغنی مرحوم جنہوں نے سکوں کے عہد میں
 بڑے بڑے سد مات دیکھے تھے۔ انگریزی سلطنت کے آنے کے ایسے قتل تھے
 جیسا کہ کوئی سخت سیاسی بانی کا منظر ہوتا ہے۔ اور پھر جب گورنمنٹ انگریزی کا اس
 ملک پر دخل ہو گیا۔ تو وہ اس نعمت یعنی انگریزی حکومت کی قائمی سے ایسے خوش ہوئے
 کہ گویا ان کو ایک جو اہرات کا خزانہ مل گیا۔ اور وہ سرکار انگریزی کے جسے غیر خواہ
 نثار تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے ایام قدر مشتمل ہونے میں کھائیں کھوتے مع سواران ہم
 پہنچا کر سرکار انگریزی کو بطور مدد لئے تھے۔ اور وہ بعد اس کے ہی ہمیشہ اس بات
 کے لئے مستعد رہے۔ کہ اگر پھر بھی کسی وقت ان کی مدد کی ضرورت ہو تو بدل و جان اس
 گورنمنٹ کو مدد دیں۔ اور اگر سیکھنے کے غدار کا کچھ اور بھی طول ہوتا تو وہ سوسائٹک اور
 ہی مدد دینے کو تیار تھے۔ غرض اس طرح ان خاندانی گدڑی۔ اور پھر ان کے انتقال کے
 بعد یہ عاجز دنیا کے مشنوں سے کلی علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور پھر سے
 سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی۔ وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب

کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلادِ اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی حقن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سبکی اطاعت کرے۔ اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں میں اردو فارسی عربی میں تالیف کر کے مسلمانوں کے تمام ملکوں میں چھپا دیں۔ جہاں تک کہ اسلام کے دو بڑے شہر دہلی اور مدینہ میں بھی شائع کر دیں۔ اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاط امپراطوری اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی جس کا نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے مفہوم و غلط خیالات چھوڑ دیئے۔ جو تاہم قادیان کی قبلیہ سے ان کے دلوں میں نظر۔ یہ ایک ایسی خدمت تھی جسے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اسکی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔ اور میں سفدر خاں سے کہتا تھا کہ جو بائسن میں لڑ کر مارا نہیں اس میں گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرنا کہ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک کھے کے ملتے ہوئے تھوڑے سے نجات پائی ہے۔ اس کو ہمیں مست لپٹنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ہوں گے یا آپنی اس مبارک نصیرہ ہندو ام کلہا کو دیر گاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ۔ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی دعا کا ساتھ شامل حال فرما۔ اور اس کے اقبال کے دن بہت بے گھر

میں نے تحفہ قیصر یہ میں جو حضور قیصرہ ہند کی خدمت میں بھیجا تھا۔ یہی حالت اور خدمات اور دعوات گزارش کئے تھے۔ اور میں اپنی جناب ملک مسعود کے اخلاق و سیرت پر نظر رکھ کر ہر روز جواب کا امیدوار ہوتا۔ اور اب بھی ہوں۔ یہ سیکہ خیال میں یہ غیر ممکن ہے کہ جیسے جیسے دعا گو کا وہ عاجز اور ناتوانہ جو ہر حالِ خلاص خون دل سے نکھانگا تھا اگر وہ حضور ملک مسعود قیصرہ ہند ام اقبالہا کی خدمت میں پیش ہوتا۔ تو اس کا جواب یہ آتا کہ

مفتوحہ آتا ہے اور آتا۔ اس لئے مجھے بوہاں یقین کے کہ جناب فیروز ہند کے پرہیزگار
 اہل حق پر کمال و وثق سے حامل ہے اس بارہ بانی کے عہدے کو لکھنا پڑا اور اس عہدے
 کو نہ صرف میرے ہاتھوں نے لکھا بلکہ مسیٹر ڈول نے یقین کا بھرا ہوا ذرا ڈال کر
 اہل حق کو اس پر اداوت خطا کے لکھنے کے لئے چلا گیا ہے، میں نے عاکر تاجپوں کو شہر اور قلعہ
 اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس خطا کو حضور فیروز ہند و امام اقبالیہ کی خدمت میں
 پہنچا دیا۔ اور پھر جناب محمد وحید کے دل میں ابھام کر کے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے
 اخلاص کو جو حضرت محمد صوفی کی نسبت یسے دل میں ہے اپنی پاؤں فراموشی سے شناخت
 کریں۔ اور رعیت پروردی کے رو سے مجھے پرہیزگار سے مستحق فراموشی اور
 اپنی عالی شان جناب ملکہ معظمہ فیروز ہند کی عالی خدمت میں اس خوشخبری کو پہنچانے کیلئے
 بھی سوچوں کہ جیسا کہ زمین پر اور زمین کے اسباب سے خدا تعالیٰ نے اپنی کھال
 رحمت اور کھال صلحت سے ہماری فیروز ہند و امام اقبالیہ کی سلطنت کو اس ملک اور
 دیگر ملک میں قائم کیا ہے۔ تاکہ زمین کو مدلل اور زمین سے بھرے۔ ایسا ہی اس نے آسمان
 سے ارادہ فرمایا ہے کہ اس شہنشاہ و مبارک فیروز ہند کے دلی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے
 جو عدل اور امن اور آسودگی عامہ خلافتی اور دفع فساد اور تہذیب اخلاق اور دنیا دارانہ امور
 دور کرنا ہے۔ اس کے عہد مبارک میں اپنی طرف سے اور غیر سے اور آسان ہو کر کوئی ایسا مدنی
 انتظام قائم کرے۔ جو حضور ملکہ معظمہ کے دلی اغراض کو مدد دے اور جس میں اور عافیت
 اور صلح کاوی کے باعث کو آپ لکھا یا چاہتی ہیں۔ سوائے آبیاشی سے اس میں مدد فرمائیے
 سو اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت خدا تعالیٰ نے
 مجھے بھیجا ہے تا میں اس مرد مذکور کے رنگ میں ہو کر جو بیت لحم میں پیدا ہوا اور عمرو میں
 پرورش پائی۔ حضور ملکہ معظمہ کے نیک اور بابرکت معاہدہ کی اعانت میں مشغول ہوں
 اس لئے مجھے قیامتہا برکتوں کے ساتھ بھیجا اور پاسا سج بنایا اور ملکہ معظمہ کے پاک

انراض کو خود آسمان سے مدد ہے

لئے قیصرہ مبارک خدا تجھے سلامت رکھے۔ اور تیری عمر اور اقبال اور کامرانی سے ہمارے دنوں کو خوشی پہنچائے۔ اس وقت تیرے عہد سلطنت میں جو نیک نیتی کے نور سے بھرا ہوا ہے۔ مسیح موعود کا آنا خدا کی طرف سے یہ گواہی ہے کہ تمام سلاطین میں سے تیرا وجود امن پسندی اور امن انتظام اور ہمدردی رہا اور عدل اور داد کمتری میں بڑھ کر ہے۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں اس وقت کو اس بات کو مانتے ہیں۔ کہ مسیح موعود آنے والا ہے۔ مگر اسی زمانہ اور عہد میں جبکہ بھیڑ یا اور بڑی ایک ہی جگہ میں پائی پہنچے اور سانچہ ہی سے بنے نہیں گئے۔ سوائے ملکہ مبارک معظمہ قیصرہ ہندو تیرا ہی عہد اور تیرا ہی زمانہ ہے جس کی انھیں پوری دیکھی اور جو تعجب کے خالی ہو۔ وہ سمجھ لے اے ملکہ معظمہ یہ تیرا ہی عہد سلطنت ہے۔ جس نے درندوں اور غریب چرندوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ راست باز جو بچوں کی طرح ہیں وہ شریر سانچوں کیسا تو کھلتے ہیں اور تیرے پرامن سایہ کے نیچے کچھ بھی ان کو خوف نہیں۔ اب تیرے عہد سلطنت کے زیادہ پرامن اور کونسا عہد سلطنت ہوگا جس میں مسیح موعود آئے گا۔ اے ملکہ معظمہ تیرے وہ پاک ارادے ہیں جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے جس سے آسمان زمین کے ساتھ زمین کی طرف جھکتا جاتا ہے اس لئے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے۔ جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے سوزن ہو سوزنا تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا۔ کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے اے مبارک اور اقبال ملکہ زمان جن کتابوں میں مسیح موعود کا آنا لکھا ہے۔ ان کتابوں میں مزاج تیرے پرامن عہد کی طرف اشارہ پائے جاتے ہیں مگر ضرور تھا کہ اسی طرح مسیح موعود دنیا میں آنا جیسا کہ ایلیا نبی یوحنا کے لباس میں آیا تھا یعنی یوحنا ہی اپنی خداداد طبیعت سے خدا کے نزدیک ایلیا بن گیا۔

ستارہ قیصرہ

سوس جگہ بھی ایسا ہی ہوا کہ ایک کو ترے بابرکت زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی خواہ
 طبیعت دی گئی۔ اس لئے وہ مسیح کہلایا اور ضرور تھا کہ وہ آگاہی گنہگار کے پاک دستوں
 کا فنا ممکن نہیں اسے ملکہ مظلومے تمام رعایا کی فرتیبہ قدیم سے عادت اشد ہے کہ جب
 شاہ وقت نیک نیت اور رعایا کی بھلائی چاہنے والا ہو تو وہ جب اپنی طاقت کو مرنے میں
 عمار اور نیکی پھیلانے کے انتظام کر چکنا ہے اور رعیت کی امداد کی پاک تبدیلیوں کے لئے
 اس کا دل درد مند ہوتا ہے۔ تو آسمان پر اس کی مدد کے لئے رحمت آبی جوش رانی جوڑ
 اس کی ہمت اور خواہش کے مطابق کوئی ردمانی انسان زمین پر بھیجا جاتا ہے اور
 اس کا دل ریفاد مر کے وجود کو اس عادل بادشاہ کی نیک نیتی اور بہت اور ہمدردی عامہ
 طلاق پیدا کرتی ہے۔ یہ تب ہوتا ہے کہ جب ایک عادل بادشاہ ایک نئی نبی کی سورت
 میں پیدا ہو کر اپنی کمال ہمت اور ہمدردی ہی نوع کے دوسرے طبعا ایک آسمانی نبی کو
 چاہتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح السلام کے وقت میں ہوا کہ کچھ اٹھ وقت کا قیصر روم
 ایک نیک نیت انسان تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ زمین پر ظلم ہو اور انسانوں کی بھلائی اور نجات
 کا طالب تھا۔ تب آسمان کے خدا نے وہ روشنی بخشنے والا چاند ناصرہ کی زمین سے پر عیا
 عیسیٰ عیسیٰ مسیح۔ تا جیسا کہ ناصرہ کے لفظ کے معنی جراتی میں طراوت اور تازگی اور سرسبز
 ہے۔ یہی حالت انسانوں کے دلوں میں پیدا کرے سو آگاماری پیاری قیصر ہند خاں تھے
 درگاہ تک سلامت رکھو۔ تیری نیک نیتی اور رعایا کی سچی ہمدردی اس قیصر روم سے کم
 نہیں ہے۔ بلکہ کم ندر سے کہتے ہیں۔ کہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ تیری نظر کے نیچے
 جس قدر غریب رعایا ہے جس کی تواسے مظلوم قیصر ہمدردی کرنا چاہتی ہے۔ اور جس طرح تو ہر
 ایک پہلو سے اپنی مابود رعیت کی خیر خواہ ہے۔ اور جس طرح تو نے اپنی خیر خواہی اور
 رعیت پروردی کے نونے دکھلاتے ہیں۔ یہ کمالات اور برکات گذشتہ قیصروں میں سے
 کسی میں بھی نہیں پائے جلتے۔ اس لئے تیرے ہاتھ کے کام ہر امر نیکی اور فیاضی

ستارہ قیصر

زمین میں۔ سب سے زیادہ اس بات کو چاہتے ہیں کہ جس طرح تو لے کر مسئلہ اپنی تمام رعیت کی نجات اور بھلائی اور آرام کے لئے درد مند ہے اور رعیت پر ہی کی تہیہ و تیاری میں مشغول ہے۔ اسی طرح خدا بھی آسمان سے تیرا ہاتھ بنا لے۔ سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا۔ تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے۔ خدا نے تیرے حمد و عظمت میں دنیا کے درد مندوں کو یاد کیا اور آسمان سے اپنے مسیح کو بھیجا اور وہ تیرے ہی ملک میں اور تیری ہی صدقہ میں پیدا ہوا۔ دنیا کے لئے یہ ایک گواہی ہو کہ تیری زمین کے سلسلہ عدل نے آسمان کے سلسلہ عدل کو اپنی طرف کھینچا اور تیرے رحم کے سلسلہ نے آسمان پر ایک رحم کا سلسلہ بپا کیا اور چونکہ اس مسیح کا پیدا ہونا ہی تیری اور میں کی تفریق کے لئے دنیا پر ایک آخری حکم ہے۔ جس کے ذریعے مسیح موعود حکم کھلتا ہے اس ناصرہ کی طرح جس میں تازگی اور سرسبزی کے زمانہ کی طرف اشارہ تھا اس مسیح کے گاؤں کا نام اسلام پور قاضی ماہی رکھا گیا۔ تا قاضی کے لفظ سے خدا کے اس آخری حکم کی طرف اشارہ ہو جس سے برکات و بھلائی کی بشارت ملتی ہے اور تاریخ موعود کا نام جو حکم ہے اس کی طرف بھی ایک لطیف ایما ہو اور اسلام پور قاضی ماہی اس وقت اس گاؤں کا نام رکھا گیا تھا۔ جبکہ ابراہیم بادشاہ کے عہد میں اس ملک ماہج کا ایک بڑا علاقہ حکومت کے طور پر میرے بزرگوں کو ملا تھا اور پھر رفتہ رفتہ یہ حکومت خود مختار ریاست بن گئی۔ اور پھر کثرت استعمال سے قاضی کا لفظ قادی سے بدل گیا اور پھر بھی تیسرا پارہ قادیوں ہو گیا۔ غرض ناصرہ اور اسلام پور قاضی کا لفظ ایسا بڑے پُر معنی نام ہیں۔ جو ایک ان میں سے روحانی سرسبزی پر دلالت کرتے ہیں اور وہ بڑے روحانی فیصلے پر جو مسیح موعود کا کام ہے اور مکملہ معجزہ قیصرہ ہند خدا نے اقبال اور خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عہد حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری ہمدردی رعایا اور نیک نیتی کی گواہی ہے۔

ستارہ قیصرہ

کو فرشتے صاف کہتے ہیں۔ تیرے مدد کے لطیف تمہارا تبادلوں کی طرح اٹھ سہے میں
 تا تمام ملک کو رشک بہار بنا دیں۔ بشر یہ ہے وہ انسان جو تیرے عہد سلطنت کا قدر
 نہیں کرتا۔ اور بد ذات ہے۔ وہ نفس جو تیرے حصاروں کا شکر گزار نہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ
 تحقیق شدہ ہے۔ کہ دل کو دل سے ماہ ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے ہنر توڑ نہیں کہ میں اپنی
 زبان کی لغافی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ کے دلی محبت رکھتا ہوں۔ اور میرے
 دل میں غام غور پر آپ کی محبت اور عظمت ہے۔ ہماری دن رات کی تمنا میں آپ کے لئے
 آپ رواں کی طرح جاری ہیں۔ اور ہم نہ سیاست قہری کے نیچے ہو کہ آپ کے مطیع ہیں
 بلکہ آپ کی افواج و اقسام کی خوبیوں نے ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ لے
 بابرکت قیصرہ ہند تھے یہ تیری عظمت اور نیک تابی مبارک ہو۔ خدا کی تمنا میں اس ملک
 پر میں۔ جس پر تیری تمنا ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس غایا پہ ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری
 ہی پاک نبیوں کی سوچیکے خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا پر ہیز گاری اور نیکسا خدائی اور
 صلحکاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔ اے عالی جناب قیصرہ ہند مجھے
 قدر تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے۔ کہ ایک عیب مسلمانوں میں اور ایک عیب مسلمانوں
 میں ایسا ہے۔ جس سے وہ سچی روحانی زندگی سے دور پڑے ہوئے ہیں اور وہ عیب انکو
 ایک مجبے نہیں دیتا۔ بلکہ ان میں باہمی چوٹ ڈال رہا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں
 میں یہ دو سنگے نہایت خطرناک اور سراسر غلط ہیں کہ وہ دیں گئے تو ار کے جہاد کو
 اپنے مذہب کا ایک مگن سمجھتے ہیں اور اس جنون سے ایک بے گناہ کو قتل کر کے ایسا
 خیال کرتے ہیں کہ گویا انہوں نے ایک بڑے بڑے کام کیا ہے۔ اور گو اس ملک کے نفس
 انڈیا میں یہ عقیدہ اکثر مسلمانوں کا بہت کچھ اصلاح پذیر ہو گیا ہے۔ اور ہزار ہا مسلمانوں
 کے دل میری بائیس تیس سال کی کوششوں سے صاف ہو گئے ہیں۔ لیکن میں میں
 کچھ شک نہیں۔ کہ بعض غیر ممالک میں یہ خیالات اب تک سرگرمی سے پھیل جاتے

ہیں۔ گویا ان لوگوں نے اسلام کا سزا اور عطر لڑائی اور جبر کو ہی سمجھ لیا ہے۔ لیکن یہ راستے
 ہرگز صحیح نہیں ہے۔ قرآن میں صاف حکم ہے۔ کہ دین کے پھیلانے کے لئے تلوار
 مت اٹھاؤ۔ اور دین کی ذاتی حربوں کو پیش کرو۔ اور نیک نیتوں سے اپنی طرف
 کھینچو۔ اور بہت خیال کرو کہ ابتدا میں اسلام میں تلوار کا حکم ہوا کیونکہ وہ نوازین کو پھیلا گیا ہے
 کہ نہ کسی نئی تھی۔ بلکہ دشمنوں کے صلوں سے اپنے آپ کو پھیلنے کے لئے اور یا امن قائم کرنے کے
 لئے کہیں کسی تھی۔ یہ عود دین کے لئے تیر کرنا کسی مقصد نہ تھا۔ افسوس کہ یہ عیب غلط کار
 مسلمانوں میں اب تک موجود ہے۔ جس کی اصلاح کے لئے میں نے پچاس ہزار کلمے
 زیادہ اپنے رسالے اور بیسویں کتاب میں اور اشتہارات اس کتاب اور غیر ملکوں میں
 میں شائع کئے ہیں اور اسید رکھتا ہوں۔ کہ جلد تر ایک زمانہ آنے والا ہے کہ اس عیب سے
 مسلمانوں کا دامن پاک ہو جائے گا۔

دوسرا عیب ہماری قوم مسلمانوں میں یہ بھی ہے۔ کہ وہ ایک ایسے خونِ مسیح
 اور خونِ مہدی کے منتظر ہیں۔ جو ان کے زعم میں دنیا کو خون سے بھر دیگا۔ مالاخبرہ
 خیال سراسر غلط ہے۔ ہماری مسیبت کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کوئی ذاتی نہیں ہوگا
 اور نہ تکرار اٹھائے گا۔ بلکہ وہ تمام باتوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کے خواہ مخواہ
 اور ان کے زمانے کا ایسا رنگین ہوگا۔ کہ گویا ہو ہو رہی ہوگا۔ یہ دو غلطیاں حال کے
 مسلمانوں میں ہیں۔ جن کی وجہ سے اکثر ان کے دوسری قوموں سے بھڑکتی ہیں۔ مگر ہر
 نسلے اس لئے بھیجیے۔ کہ ان غلطیوں کو دور کر دوں۔ اور قاضی یا حکم کا لفظ جو مجھے عطا
 کیا گیا ہے۔ وہ اسی فیصلہ کے لئے ہے۔

اور ان کے مقابل پر ایک غلطی عیسائیوں میں بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ مسیح
 جیسے مقدس اور بزرگوار کی نسبت میں کہا جیل شریف میں فور کہا گیا ہے۔ نوزاد بائیس
 کا لفظ لطلاق کرتے ہیں۔ اور وہ نہیں جانتے کہ نعم اور نعمت ایک لفظ عربی اور عربی میں سرکاری

جس کے یہ معنی ہیں کہ ملعون انسان کا دل خدا سے بھلی برگشتہ اور دور اور مجبور ہو کر عیب آگے اور ناپاک ہو جائے جس طرح جذا مہ سے جسم گندہ اور خراب ہو جاتا ہے اور عربیاً اور عبرانی کے اہل زبان اس بات پر متفق ہیں کہ ملعون یا لعنتی صرف اسی حالت میں کسی کو کہا جاتا ہے۔ جب کہ اس کا دل درحقیقت خدا سے تمام تعلقات محبت اور معرفت اور اطاعت کے توڑنے اور شیطان کا ایسا تاج ہو جائے کہ گویا شیطان کا فرزند ہو جائے اور خدا کا سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو جائے۔ اور خدا اس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہو جائے وہی لئے لعین شیطان کا نام ہے۔ پس وہی نام حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے تجویز کرتا اعدان کے پکسا اور سورہ دل کو نفوذ بائند شیطان کے تار یک دل سے شاپہت زینا اور وہ جو بقل ان کے خدا سے نکلا ہے اور وہ جو سراسر نور ہے اور وہ جو آسمان ہے اور وہ جو علم کا دروازہ اور خدا شناسی کی راہ اور خدا کا دارث ہے اسے کی نسبت نفوذ بائند خیال کرنا کہ وہ لعنتی ہو کر یعنی خدا سے مردود ہو کر اور خدا کا دشمن ہو کر اور دل سیاہ ہو کر اور خدا سے برگشتہ ہو کر اور معرفت الہی سے نا مینا ہو کر شیطان کا دارث بن گیا اور اس لقب کا مستحق ہو گیا۔ جو شیطان کے لئے خاص ہے یعنی لعنت۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے۔ کہ اس کے سننے سے دل پاش پاش ہوتا ہے۔ اور بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ کیا خدا کے سبح کا دل خدا سے ایسا برگشتہ ہو گیا جیسے شیطان کا دل؟ کیا خدا کے پکس سبح پر کوئی ایسا زمانہ آیا جس میں وہ خدا سے بیزار اور درحقیقت خدا کا دشمن ہو گیا۔ یہ بڑی غلطی اور بڑی بے عقلی ہے ذیجہ جڑ آسمان سے ٹوٹنے ٹوٹے ہوئے غرض سلفوں کے جادو کا حقیقہ مطلق کوئی نہیں کہتے اندیشی جو اور عیب آگے یہ عقیدہ خود خدا کے حق میں بے اندیشی ہے مگر یہ ممکن ہے کہ توڑ کے ہوتے ہی اندھیل ہو جائے۔ تو یہ بھی ممکن ہے کہ نفوذ بائند کسی وقت سبح کے دل نے لعنت کی ذہن ناک کیفیت آئے اندر حاصل کی تھی۔ اگر انسانوں کی نہات اسے بے مادی پر موت ہے۔ تو بہتر ہے کہ کسی کی بھی نہات نہ ہو۔ کیونکہ تمام گنہگاروں کا مرتابہ نسبتاً سب سے بچتا

ہے کہ سچ جیسے نور اور نورانی کو گمراہی کی تاریکی اور عنایت اور خدا کی عداوت کے گنہ میں ڈوبنے والا قرار دیا جائے۔ سو میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ مسلمانوں کا وہ عقیدہ اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ اصلاح پذیر ہو جائے اور میں شکر کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ان دونوں اردوں میں کامیاب کیا ہے۔ چونکہ میرے ساتھ آسمانی نشان اور خدا کے سہرا تھے۔ اس لئے مسلمانوں کے قائل کرنے کے لئے مجھے بہت محنت ملانی نہیں پڑی۔ اور ہزار مسلمان خدا کے عجیب اور فوق العادہ نشانوں کو دیکھ کر کیسے تابع ہو گئے۔ اور وہ خطرناک عقائد انھوں نے چھوڑ دیئے۔ جو دشمنانہ طور پر ان کے دلوں میں تھے۔ اور اگر وہ ایک سچا خیر خواہ اس گورنمنٹ کا بن گیا جو برٹش انڈیا میں سب سے اول درجہ پر اس اطاعت دل میں رکھتے ہیں۔ جس سے مجھے بہت خوشی ہے۔ دو عیسائیوں کا یہ عجیب دور کرنے کے لئے خدا نے میری وہ مدد کی جو جو میرے پاس الفاظ نہیں۔ کہیں شکر کرکوں اور وہ یہ ہے کہ بہت سے فلسفی دلائل اور نہایت پختہ وجوہ سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ خدا نے اس پاک نبی کو صلیب پر بچا لیا۔ اور آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ مر کر بلکہ زندہ ہی قبر میں غشی کی حالت میں داخل کئے گئے۔ اور پھر زندہ ہی قبر سے نکلے جیسا کہ آپ نے انجیل میں خود فرمایا تھا کہ میری حالت یونس نبی کی حالت سے مشابہ ہوئی۔ آپ کی انجیل میں الفاظ یہ ہیں کہ یونس نبی کا سمجھوہ میں دکھلاؤں گا۔ سو آپ نے یہ سچوہ دکھلایا کہ زندہ ہی قبر میں داخل ہوئے۔ اور زندہ ہی نکلے۔ یہ وہ باتیں ہیں۔ جو انجیلوں سے نہیں معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ ایک بڑی خوشخبری جو ہمیں ملی ہے وہ یہ ہے کہ اہل قاطعہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نچوٹھیر میں موجود ہے اور یہ امر ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ آپ یہودیوں کے ملک سے بھاگ کر نصیبین کی راہ سے افغانستان میں آئے۔ اور ایک مدت تک وہ مغان میں رہے اور پھر کشمیر

ستارہ قصہ

میں آئے ماورائیک سو میں اس کی عمر باک سری محرمیں آپ کا انتقال ہوا اور سرنگر ملک
خان یار میں آپ کا مزار ہے جہاں چھ اس بابے میں میں نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا
نام ہے مسیح ہندوستان میں۔ یہ ایک بڑی نئی ہے۔ مجھے حاصل ہوئی ہے
اور میں جانتا ہوں۔ کہ جلد تریا کچھ دیر سے اس کا یہ نتیجہ ہو گا۔ کہ یہ دو بزرگوں میں عیسائیوں
اور مسلمانوں کی جو مدت کے بھڑی ہوئی ہیں۔ باہم مشیر و شکر ہو جائیں گی۔ اور ہر ایک
نزاہوں کو خیر باد بھکر محبت اور دوستی سے ایک دوسرے سے اہلقت ملائیں گی
چونکہ آسمان پر یہی ارادہ قرار پایا ہے۔ اس لئے ہماری گورنمنٹ انگریزی کو بھی تو سوں کے
اتفاق کی طرف بہت توجہ ہو گئی ہے۔ بیسیا کہ قاذب سڈیشن کے بعض دفعات کے
ظاہر ہے اصل عہد یہ ہے۔ کہ جو کچھ آسمان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عیاری
ہوتی ہے۔ زمین پر بھی ویسے ہی خیالات گورنمنٹ کر دل میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ غرض
ہماری ملکہ سطر کی نیا کینٹی کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے آسمان سے یا سب پیدا
کر لئے ہیں۔ کہ دونوں قوموں عیسائیوں اور مسلمانوں میں وہ اتحاد پیدا ہو جانے
کہ پھر ان کو دو قوم نہ کہا جائے :

اب اس کے بعد مسیح علیہ السلام کی نسبت کوئی عقل مند یہ عقیدہ ہمسرہ نہیں
دیکھے گا کہ منوفا یا مذہبی وقت ان کا دل لعنت تک زہر ناک کفریت سے زہکین ہو گیا
تھا۔ کیونکہ لعنت مصلوب پہننے کا نتیجہ تھا۔ پس جبکہ مصلوب ہونا ثابت نہ ہوا۔ بلکہ یہ
ثابت ہوا کہ آپ کی ان دعاؤں کی برکت سے جو ساری مانتیں میں کی گئی تھیں۔ اور
فرشتے کی اس منشا کیونکہ جو چاہوں کی بری کے خواب میں حضرت مسیح کے بچاؤ کی
سفارش کے لئے ظاہر ہوا تھا۔ اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کی اس مثال کیونکہ جو اپنے
پوشن ہی کا تین دن پھیل کے پیٹ میں رہنا اپنے انجام کار کا ایک نونہ ٹھہرایا تھا
آپ کو خدا تعالیٰ نے صلیب اور اس کے پھل سے جو لعنت ہو جنات کینٹی اور آپ کی

یہ بیان کسی طرح نبول کے لائق نہیں۔ اور اس امر کو کسی دانشمند کا کاشش قبول نہیں کرے گا کہ خدا تعالیٰ کا تو یہ لادہ
ہمسرہ ہو کہ کچھ کو جاسی سے عروس کا دستہ خود نکھارے تاکہ کچھ چھوڑے کے لئے تریا پھر کسی چاہوں کے دل کی
بھوکا رحمت ڈالے اور اس کے منہ سے یہ کھلا ہو کہ کس سورج کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا۔ اور یہی چاہوں کی بری کے پاس

یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے

تاریخ

یہ دردناک آواز کہ ایل ایل بستی تھی۔ جناب اہلی سنی گئی یہ وہ کھلا کھلا ثبوت ہے جس سے ہر ایک حق کے طالب کا دل بے اختیار خوشی کے ساتھ اچھل پڑے گا سو باخبر تھی ملکہ منظور قیصر ہند کی برکات کا ایک پھل ہے جس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے دامن کو تھمنا میں سواروں کی بیجا ہمت سے پاک کیا ۔

اب میں مناسب نہیں دیکھتا کہ اس عہدہ نیاز کو طول دوں۔ گو میں جانتا ہوں کہ جس قدر میرے دل میں جوش تھا کریں اپنے اخلاص اور اطاعت اور نیک گزاری کو حضور قیصر ہند دام ملکہ میں عرض کروں۔ پھر سے طور پر میں اس جوش کو دانا نہیں کر سکا۔ ناچار دماغ پر ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان کا مالک اور نیک کاموں کی نیک جزا دیتا ہے۔ وہ آسمان پر سے اس تختہ قیصر ہند دام ملکہ کو ہماری طرف سے نیک جزا دے اور وہ فضل اس کے شامل حال کرے جو حضرت دنیا کے صلہ ہو۔ بلکہ سچی اور دائمی خوشحالی جو آخرت کا جوئی وہی عطا فرمائے۔ اس کو خوش رکھے۔ اور ابدی طوشی پانے کے اس کے لئے سامان مہیا کرے اور اپنے فرشتوں کو حکم کرے۔ کہ تا اس مبارک قدم ملکہ منظور کو کہ اس قدر منلوقات پر نظر رحم کیلئے والی ہے اپنے اس اہام سے منور کریں۔ جو بجلی کی چمک کی طرح ایک دم میں دل میں نازل ہوا اور تمام صحن سینہ کو روغن کرتا۔ اور لوق اخیال تبدیلی کر دیتا ہے۔ یا آپھی ہماری ملکہ منظور قیصر ہند کو ہمیشہ ہر ایک پہلو سے خوش رکھ۔ اور ایسا کر کہ تیری طرف سے ایک بالائی طاقت اس کو تیرے ہمیشہ کے نوردوں کی طرف دیکھ کر لیجائے اور دائمی اور ابدی مسرت میں داخل کرے کہ تیرے آگے کوئی بات آہوئی نہیں۔ آمین۔ اور سب کہیں کہ

آمین

۲۰ اگست ۱۸۹۹ء

الملقن :- خاکسار مرزا غلام محمد از قادیان ضلع گوندابڑ پنجاب

✽ پھر یہ ہے کہ میرے خدا سے ہمہ خدا تو نے کیوں بے جھوڑیا رہنا

بعض اعتراضوں کے جواب

صفحہ 105

اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ یہ پچیس برس کا اہام ہے جو براہین احمدیہ میں لکھا گیا۔ اور ان دنوں میں پورا ہو گا جس کے کان سننے کے ہیں وہ سننے۔

یہ تو ہم نے وہ دو تین پیشگوئیاں لکھی ہیں جن پر ہمارے مخالف مولوی اور انہیں کانیا چیلنج عبدالکیم خان بار بار اعتراض کرتے ہیں۔ اب ہم ان کے مقابلہ یہ دکھلانا چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے آسمانی نشان ہماری شہادت کیلئے کس قدر ہیں لیکن انفس کہ اگر وہ سب لکھے جائیں تو ہزار جزو کی کتاب میں بھی انکی نجائش نہیں ہو سکتی اس لئے ہم بعض بطور نمونہ کے ایک سو چالیس نشان ان میں سے لکھتے ہیں۔ ان میں سے بعض وہ پہلے نبیوں کی پیشگوئیاں ہیں جو میرے حق میں پوری ہوئیں۔ اور بعض اس وقت کے اکابر کی پیشگوئیاں ہیں اور بعض وہ نشان خدا تعالیٰ کے ہیں جو میرے ہاتھ پر ظہور میں آئے اور چونکہ میری پیشگوئیوں پر ان پیشگوئیوں کو تقدیم نہ مانی ہے اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ تحریری طور پر بھی انہیں کو مقدم دکھا جائے اور یہ تمام پیشگوئیاں ایک ہی سلسلہ میں نمبر وار لکھی جائیں گی۔ اور وہ یہ ہیں:-

(۱) پہلا نشان۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله معت هذه الامة عند اموئ من خلق الله من عباده لهاديها۔ رواه ابو داؤد وغيره خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس ہمت کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اس کیلئے دین کو تازہ کرے گا۔ اور اب اس صدی کا چوبیسواں سال جانا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلف ہو۔ اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیوں کے مجددوں کے نام بتلاویں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث

مخبر خدا تعالیٰ نے جسے صحت ہی فرمیں وہ کہہ گا کہ نبیوں میں زلزلے وغیرہ آیت آئی گی جو تکرمی صحت پر جا کے لئے مبعوث نہیں ہوا بلکہ جہاں تک دنیا کی آبادی ہے اس کی اصلاح کیلئے مبعوث ہوں ہیں جس کا یہ کہتے ہیں کہ یہ آفتیں اور یہ زلزلے صحت پر جا کے مخصوص نہیں ہیں بلکہ تمام دنیا ان آفات سے صدمگی اور جیسا کہ میرے دیگر کتبہ بہت سے تہہ ہو چکے ہیں وہی گھر کی دیوار کے لئے درجش ہو چکا ہے جو ناک دہ پنجاب اور ہندوستان اور ہر ایک حصہ ایشیا کے لئے مقدر ہے جو شخص زندہ رہے گا وہ دیکھے گا۔ صحت ہے

حقیقۃ الہی

بعض اعتراضات کے جواب

علماء اہل سنت میں مسلم علی آئی ہے اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو وضعی بھی قرار دیا جائے
 تو ان مولوی صاحبوں سے یہ بھی سچ ہے جس کا بر محمد میں نے اپنے اپنے زمانہ میں خود مجدد ہونے
 کا دعویٰ کیا ہے۔ بعض نے کسی دوسرے کے مجدد بنانے کی کوشش کی ہے۔ پس اگر یہ حدیث
 صحیح نہیں تو انہوں نے دیانت سے کام نہیں لیا اور ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام
 مجددین کے نام ہیں یا ہوں یہ علم محیط تو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے ہمیں عالم الغیب ہونے کا
 دعویٰ نہیں مگر ہستی قدر جو خدا بتلاوے ماسوا اسکے یہ امت ایک بڑے حقہ دنیا میں پھیلی ہوئی
 ہے اور خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک میں مجدد پیدا کرتی ہے اور کبھی کسی ملک میں۔ پس خدا کے
 کاموں کا کون پورا علم رکھ سکتا ہے اور کون اُس کے غیب پر احاطہ کر سکتا ہے۔ بھلا یہ تو بتلاؤ
 کہ حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک قوم میں نبی کئے گئے گزرے ہیں۔
 اگر تم یہ بتلا دو گے تو ہم مجدد بھی بتلا دیں گے۔ ظاہر ہے کہ عدم علم سے عدم شے لازم
 نہیں آتا۔ اور یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے
 جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ نتیجہ طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں یہود و نصاریٰ
 دونوں قومیں ہر ایک اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے اگر چاہو تو پوچھ کر دیکھ لو۔ مری پڑھی ہو کر نہ لے
 آ رہے ہیں۔ ہر ایک قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع ہیں پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟ اور صلوات
 اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور جو دھوس ہندی میں سے بھی تیس سال گذر گئے
 ہیں۔ پس یہ قوی دلیل اس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور میں ہی وہ ایک شخص
 ہوں جسکی اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا۔ اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جسکی دعوے
 پر پچیس برس گذر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں اور میں ہی وہ ایک ہوں جسکی عیسائوں اور
 دوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ لازم کیا ہے۔ جب تک میرے اس دعوے کے مقابل پر
 انصاف منصفانے کے ساتھ کوئی دوسرا دعویٰ پیش نہ کیا جائے تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ
 مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں۔ زمانہ میں خدا نے نویتیں رکھی ہیں۔

REGD. No. L-7774

GRAM : LADICHOH

BY PERMISSION OF THE GOVERNMENT OF PAKISTAN
MINISTRY OF JUSTICE

VOL. XXVI

No. 8

The Supreme Court Monthly Review

COMPRISING OF SUPREME COURT CASES

Editors :

KHAWAJA MUHAMMAD ASAF, B.A., LL.B.

MR. MUHAMMAD ZUBAIR SAEB, B.A., LL.B.

— AUGUST, 1993 —

Citation : 1993 S C M R 1687

[pp. 1557—1793]

SUPREME COURT MONTHLY REVIEW

35-NABHA ROAD, LAHORE

(Phones : 213497/214883)

★

Printed and Published by Malik Muhammad Saad at the Pakistan
Educational Press, Lahore.

Monthly for regular subscribers Rs. 40/-
For non-subscribers Rs. 50/-

Annual Subscription : Rs. 400/-
(Postage/carrriage extra)

1993]

Zaheruddin v. State
(Abdul Qadeer Chaudhry, J)

1777

praise him. Therefore, if anything is said against the Prophet, it will injure the feelings of a Muslim and may even incite him to the breach of peace, depending on the intensity of the attack. The learned Judge in the High Court has quoted extensively from the Ahmadi literature to show how Mirza Ghulam Ahmad belittled also the other Prophets, particularly, Jesus Christ, whose place he wanted to occupy. We may not, however, repeat that material but two examples may suffice. Mirza Ghulam Ahmad wrote:

‘The miracles that the other Prophets possessed individually were all granted to Muhammad (p.b.u.h.). They all were then given to me as I am his shadow. It is for this reason that my names are Adam, Abraham, Moses, Noah, David, Joseph, Solomon, John and Jesus Christ...’ (Malfoozat, Vol. 3, page 270, printed Rabwah).

About Jesus Christ he stated:

‘The ancestors of Jesus Christ were pious and innocent? His three paternal grandmothers and maternal grandmothers were prostitutes and whores and that is the blood he represents.’

(Appendix Anjaame Atham, Note 7).

Qur’an on the other hand, praises Jesus Christ, his mother and his family. (See 3: 33-37, 3:45-47, 19: 16-32). Can any Muslim utter anything against Qur’an and can anyone who does so claim to be a Muslim? How can then Mirza Ghulam Ahmed or his followers claim to be Muslims? It may also be noted here that, for his above writings, Mirza Sahib could have been convicted and punished, by an English Court, for the offence of blasphemy, under the Blasphemy Act, 1679, with a term of imprisonment.

84. Again, as far the Holy Prophet Muhammad (p.b.u.h.) is concerned:

‘every Muslim who is firm in his faith, must love him more than his children, family, parents and much more than any one else in the world.’

(See Al-Bukhari, Kitabal Eeman, Bab Hubbul Rasool Min-al-Eeman).

Can then anyone blame a Muslim if he loses control of himself on hearing, reading or seeing such blasphemous material as has been produced by Mirza Sahib?

85. It is in this background that one should visualise the public conduct of Ahmadis, at the centenary celebrations and imagine the reaction that it might have attracted from the Muslims. So, if an Ahmadi is allowed by the administration or the law to display or chant in public, the Shaair-e-Islam, it is like creating a Rusudi out of him. Can the administration in that case guarantee his life, liberty and property and if so at what cost? Again, if this permission is given to a procession or assembly on the streets or a public place, it is like permitting civil war. It is not a mere guesswork. It has happened, in

fact many a time, in the past, and had been checked at cost of colossal loss of life and property (For details, Munir's report may be seen). The reason is that when an Ahmadi or Ahmadis display in public on a placard, a badge or a poster or write on walls or ceremonial gates or bunting, the 'Kalima', or chant other 'Shaa'ere Islam' it would amount to publicly defiling the name of Holy Prophet (p.b.u.h.) and also other Prophets, and exalting the name of Mirza Sahib, thus infuriating and instigating the Muslims so that there may be a serious cause for disturbance of the public peace, order and tranquillity and it may result in loss of life and property. The preventive actions, in such situations are imperative in order to maintain law and order and save loss or damage to life and property particularly of Ahmadia. In that situation, the decisions of the concerned local authorities cannot be overruled by this Court, in this jurisdiction. They are the best judges unless contrary is proved in law or fact.

86. The action which gave rise to the present proceedings arose out of the order of the District Magistrate, passed under section 144, Cr.P.C. The Ahmadia community who are the predominant residents of Rabwah were informed of the order of the District Magistrate through their office-bearers, by the Resident Magistrate and directed to remove ceremonial gates, banners and illuminations and further ensure that no further writing will be done on the walls. The appellants could not show that the above practices are essential and integral part of their religion. Even the holding of centenary celebrations on the roads and streets was not shown to be the essential and integral part of their religion.

87. The question whether such a requirement is a part of freedom of religion and if they are subject to public safety, law and order etc. has already been discussed in detail, in the light of the judgments from countries like Australia, and the United States, where the fundamental rights are given top priority. We have also quoted judgments even from India. Nowhere the practices which are neither essential nor integral part of the religion are given priority over the public safety and the law and order. Rather, even the essential religious practices have been sacrificed at the altar of public safety and tranquillity.

88. It is stated by the appellants that they wanted to celebrate the 100 years Ahmadia movement in a harmless and innocent manner, inter alia; by offering special thanks-giving prayers, distribution of sweets amongst children, and serving of food to the poor. We do not find any order stopping these activities, in private. The Ahmadis like other minorities are free to profess their religion in this country and no one can take away that right of theirs, either by legislation or by executive orders. They must, however, honour the Constitution and the law and should neither desecrate or defile the pious personage of any other religion including Islam, nor should they use their exclusive epithets, descriptions and titles and also avoid using the exclusive

1993]

Zabeeruddin v. State
(Saleem Akhtar, J)

1779

names like mosque and practice like 'Azan', so that the feelings of the Muslim community are not injured and the people are not misled or deceived as regards the faith.

89. We also do not think that the Ahmadis will face any difficulty in coining new names, epithets, titles and descriptions for their personages, places and practices. After all Hindus, Christians, Sikhs and other communities have their own epithets etc., and are celebrating their festivals peacefully and without any law and order problem and trouble. However, the executive, being always under a duty to preserve law and order and safeguard the life, liberty, property and honour of the citizens, shall intervene if there is a threat to any of the above values.

90. It may be mentioned here that the learned single Judge has passed a detailed and well-reasoned order and has sagaciously and candidly taken into consideration judgments from such foreign jurisdictions which would infuse confidence in this hypersensitive, non-Muslim minority, i.e. Ahmadis. Therefore, we instead of further burdening the record, would adopt his reasoning also. The Ordinance is thus held to be not ultra vires of the Constitution. The result is that we find that neither is Article 20 of the Constitution attracted to the facts of the case nor is there any merit in this appeal. The appeal is dismissed.

91. As a result of the above discussion, the connected appeals are also dismissed.

(Sd.) Abdul Qadeer, Ch. J

(Sd.) Muhammad Afzal Lone, J

(Sd.) Wali Muhammad Khan, J

SALEEM AKHTAR, J.—The appellants have claimed protection of their right under Articles 19, 20 and 25 on the basis of being a minority as declared by the Constitution. They admit to be a minority in terms of the Constitution as distinguished from the Muslims. Their claim being that they should be treated equally under law like other minorities enjoying freedom of speech and expression and they should be allowed to profess, practise and propagate their religion. The first claim is covered by Articles 19 and 25 while the second one is based on Article 20.

2. Law permits reasonable classification and distinction in the same class of persons, but it should be founded on reasonable distinction and reasonable basis. Reference can be made to Government of Balochistan v. Azizullah Memon PLD 1993 SC 314. The Qadianis/Ahmadis on the basis of their faith and religion as elucidated by my learned brother Abdul Qadeer Chaudhry, J. vis-a-vis Muslims stand at a different pedestal as compared to other minorities. Therefore, considering these facts and in order to maintain public order it was felt necessary to classify them differently and promulgate the impugned law to

ZZ

AAA

عقیدہ سے رجوع کر لوں گا۔ سواب تم بھی اس وقت اپنا ارادہ بیان کرو کہ اگر تم خدا تعالیٰ کے نزدیک کاذب ٹھہرے اور کچھ لعنت اور عذاب کا اثر تم پر وارد ہو گیا تو تم بھی اپنے اس تکفیر کے عقیدہ سے رجوع کرو گے یا نہیں۔ فی اللغو عبد الحق نے صاف جواب دیا کہ اگر میں اپنی اس بددعا سے توبہ اور بندہ اور توبہ بھی ہو جاؤں۔ تب بھی میں اپنا یہ عقیدہ اختیار ہرگز نہ پھیندوں گا اور کافر کا فرق کرنے سے باز نہیں آؤں گا۔ تب حاضرین کو نہایت تعجب ہوا کہ جس مباحہ کو حق اور باطل کے آسنے کے لئے اس نے میاں ٹھہرایا تھا اور جو قرآن کریم کی رو سے بھی حق اور باطل میں فرق کرنے کے لئے ایک مصلح ہے کیونکہ اور کس قدر جلد اس مصلح سے یہ شخص پھر گمراہ اور زیادہ تر ظلم اور تعصب اس کا اس سے ظاہر ہوا کہ وہ اس بات کے لئے تو تیار ہے کہ فریق مخالفت پر مہالہ کے بعد کسی قسم کا عذاب نازل ہو اور وہ اس کے اس عذاب کو اپنے صادق ہونے کے لئے بطور دلیل اور حجت کے پیش کرے۔ لیکن وہ اگر آپ ہی خود عذاب ہو جائیں تو پھر مخالفت کے لئے اس کے کاذب ہونے کی یہ دلیل اور حجت نہ ہو۔ اب خیال کرنا چاہیے کہ یہ قول عبد الحق کا کس قدر لمانت اور دیانت اور ایمان داری سے دُور ہے گیا مہالہ کے بعد ہی اس کی امدادنی حالت کا مستح ہونا کھل گیا۔ یہودی لوگ جو مورد لعنت ہو کر بندہ اور توبہ ہو گئے تھے۔ ان کی نسبت بھی تو بعض تفسیریوں میں یہی لکھا ہے کہ بظاہر وہ انسان ہی تھے لیکن ان کی باطنی حالت بندوں اور سردوں کی طرح ہو گئی تھی۔ اور حق کے قبول کرنے کی توفیق بکلی اُن سے سلب ہو گئی تھی۔ اور مستح شدہ لوگوں کی یہی تو صلاحت ہے کہ اگر حق کھل بھی جائے تو اس کو قبول نہیں کر سکتے جیسا کہ قرآن کریم اسی طرف اشارہ فرما کر کہتا ہے۔ وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِحُفْمِمْ فَخَلِيلًا مَا يُؤْمِنُونَ۔ وَقَوْلُهُمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِطَصْمِهِمْ فَلَئِمَّا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا۔ یعنی کافر کہتے ہیں کہ ہمارے دل غلاف میں ہیں۔ ایسے رفیق اور پیوستہ دل نہیں کہ حق کا اشتہاد دیکھ کر اس کو قبول کریں۔ اللہ جیسا نہ اس کے جواب میں فرماتا ہے

عرض ناشر

اللہ رب العزت کا شکر ہے جس نے ہمیں افضل الانبیاء، امام الانبیاء، خاتم الانبیاء، قائد الانبیاء، خطیب الانبیاء، سید المرسلین، سید الاولین والآخرین، شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین، محبوب رب العالمین رضی اللہ عنہم کا امتی بنا کر انکی شفاعت کبریٰ کا امیدوار بنایا اور پھر رب العالمین کا بے حد احسان ہے جس نے ہمیں ان عظیم ہستیوں سے جوڑا ہے جو واقعی فانی الرسول ﷺ ہیں میری مراد سیدی حضرت اقدس سید نفیس الحسنی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ، استاذی المکرم سید ختم نبوت مولانا منظور احمد چشتی نور اللہ مرقدہ اور ان کے اساتذہ و مشائخ ہیں۔ جنہوں نے اسلام کی پہلی درس گاہ صفحہ سے امام الانبیاء خاتم النبیین و المعصومین رضی اللہ عنہم کی تعلیمات جو اسلام کے درخشندہ ستاروں صحابہ کرام علیہم الرضون کے ذریعہ ان تک پہنچیں، کے امین و محافظ بنے رہے اور اپنی جسمانی و روحانی اولاد کو بھی یہی مشن سونپ گئے۔ علماء حق علماء دیوبند نے انگریز کے سوسالہ جبر و استبداد کے دور میں بھی اعلاء کلمۃ اللہ نہ چھوڑا بلکہ آخر دم تک جہاد فی سبیل اللہ جاری رکھا اور دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھ کر (جماد اکبیراً) کا آغاز کیا۔ یہی قافلہ حریت کبھی مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، شیخ الہند رحمہ اللہ، کبھی شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اور کبھی امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ علیہ کی شکل میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے کوشاں نظر آتا ہے اور کبھی شاطی کے میدان میں اور کبھی بالا کوٹ کی سنگلاخ وادیوں میں نبوی مشن کو زندہ کرنا نظر آتا ہے۔

انگریز استعمار نے جب قوم کے دلوں سے جذبہ جہاد اور محبت رسول اکرم ﷺ نکالنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی سے نبوت کا دعویٰ کرایا تو سب سے پہلے علماء لدھیانہ نے اس کا تعاقب کیا اس کے بعد تمام علماء حق اس فتنے کی سرکوبی کے لیے سرگرم ہو گئے۔ اس میں کوئی سزا کوئی ملامت ان کو اس مشن سے نہ روک سکی اور انگریزی دور میں ہی مقدمہ بہاولپور میں رئیس الحدیث علامہ سید انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی اور ذریت کے کفریہ اور گستاخانہ عقائد کو واضح کیا۔ اس مقدمہ میں حکومت برطانیہ نے بھی قادیانیوں کے حق میں فیصلے کے لیے دباؤ ڈالا لیکن ناموس نبی کے پاسداروں نے اسے مسترد کر دیا اور بہاولپور کی عدالت کے محمد اکبر نامی جج نے دلائل کے ساتھ قادیانیوں کے کفر پر مہر ثبت کر دی، پھر پاکستان کی قانون ساز قومی اسمبلی نے 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ 1984ء میں صدر ضیاء الحق نے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے ذریعے قادیانیت کی تبلیغ اور شعائر اسلامی کے استعمال پر پابندی عائد کی جو کہ مسلمانوں کا قانونی، شرعی و اخلاقی حق ہے۔

انگریزی نبی کی چالاک جماعت نے جب چناب نگر (ربوہ^x) کو اپنا مرکز بنایا تو اپنے

اسلاف کی تحفظ ختم نبوت کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے سفیر ختم نبوت حضرت چنبیوی رحمہ اللہ میدان میں آئے اور ہر میدان میں منکرین ختم نبوت کو چاروں شانے چت کیا اور اب آپ کے جانشین اس مشن میں منہمک ہیں۔ اللہ رب العزت قبولیت سے نوازے اور استقامت عطا فرمائے۔ (آمین)

روس نے جب غیور انفانوں کو انکی سرزمین پر ظلم و قہر کا نشانہ بنایا تو خانقاہ رائے پوری کے ایک نواہے پیارے نبی کے پیارے نواہے سید انور نقیس الحسینی (رحمہ اللہ تعالیٰ) حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمہ اللہ حضرت شاہ اسلمعلیل شہید رحمہ اللہ اور حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کے وارث جہادنی سبیل اللہ کے لیے ان سنگلاخ پہاڑوں میں کفر سے ٹکرائے جنہوں نے مجاہدین اسلام و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جہادی سنتوں کو زندہ کیا کہ دن کو میدان جہاد کے شہ سوار بنے رات کو مصلیٰ پر کھڑے ہو کر قادر مطلق کو مدد کے لیے راضی کر لیا۔

جب منکرین ختم نبوت و منکرین جہاد نے سراٹھایا تو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ختم نبوت کا ایک سپاہی بن کر اس مشن میں بھرپور حصہ لیا اور 1974ء کی تحریک میں آپ شریک ہوئے اور قربانیاں دے کر اپنی قائدانہ صلاحیتوں کا دینی حلقوں میں لوہا منوایا۔

یوں پوری زندگی مشن ختم نبوت سے وابستہ ہو گئے اور پھر تاحیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر بن کر منکرین ختم نبوت کی سرگرمیوں نظر رکھتے رہے اور خاتم المرسلین ﷺ کی ختم نبوت پر کبھی آنچ نہ آنے دی۔ آپ عشق نبوت میں اس قدر ڈوبے ہوئے تھے کہ جب بھی ذکر محبوب ﷺ ہوتا تو بے ساختہ آنسوؤں کی برسات شروع ہو جاتی جو مجلس کو معطر و معمور کر دیتی۔ آپ کی مجلس میں جب ذکر حبیب ﷺ چھڑتا تو آپ کے چہرے پر ایک رونق، بناشت و دق نظر آنے لگتی۔ مجلس کا ہر فرد محبت نبوی ﷺ سے اپنے قلب کو منور پاتا۔ حضرت کا نعتیہ کلام کا مجموعہ اس کی بڑی دلیل ہے۔ خصوصاً حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ علیہ کا درج ذیل کلام رہتی دنیا کے لیے محبت نبوی میں ڈوبی ایک تصویر ہے۔

اے رسول! میں ﷺ، خاتم المرسلین ﷺ، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقین، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کاش میرے محبوب کی دھرتی، مجھ یہ نفیس یہ شفقت کرتی اپنے اندر مجھ کو سموتی؛ صلی اللہ علیہ وسلم

میرا قلم بھی ہے ان کا صدقہ، میرا ہنر پر ہے ان کا سایہ حضور خواجہ معین الدین، میرے قلم کا، مرے ہنر کا سلام پہنچے

ختم نبوت کے بارے میں حضرت شاہ صاحب کا مکتوب:
اس وقت دینی کاموں میں دفنِ ختم نبوت - سب سے بڑا دینی کام ہے۔

خالق کائنات کا کرشمہ:

جہاد فی سبیل اللہ کے بڑے امراء اور اہل حق کی تینوں جماعتوں کے سربراہان کا اصلاحی تعلق بھی حضرت اقدس سید نفیس الحسنی رحمہ اللہ سے تھا۔

تحریک ختم نبوت کے مشن کو زندہ رکھنے والے مجاہد ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب نے باقاعدہ خانقاہ سید احمد شہید میں عشرہ بھر قیام فرمایا اور حضرت سے اصلاح قلب کرواتے رہے۔ راقم کو بھی مشن تحفظ ختم نبوت میں حضرت چنیوٹی رحمہ اللہ نے لگایا، لیکن مشن میں اشہاک حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی توجہ سے ہی نصیب ہوا بلکہ اخلاص فی المشن حضرت شاہ جی رحمہ اللہ کا ہی فیضان ہے۔

مصنف کے بارے میں:

محترم بھائی ستین خالد صاحب زید معالیہ و محامد سے شناسائی استاذ مکرم مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسٹیٹ بینک میں برادر مکرم بھائی طاہر عبدالرزاق صاحب کے ذریعہ سے ہوئی۔ مشن میں اشتراک کی وجہ سے بھائی ستین خالد صاحب سے محبت بڑھتی گئی۔ ان کی کتب خاص طور پر ”تحفظ ختم نبوت اہمیت و فضیلت“، ”نبوت حاضر ہیں“ اور ”احمدی دوستو! تمہیں اسلام بلاتا ہے“ کی وجہ سے محبت بڑھ گئی۔ بندہ نے امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ مولانا عبدالحمید کی مدظلہ کی اجازت سے بھائی ستین خالد صاحب سے گزارش کی کہ آپ کی کتاب ”احمدی دوستو! تمہیں اسلام بلاتا ہے“ اپنی جماعت کی طرف سے شائع کرنا چاہتا ہوں جس کو انہوں نے نہ صرف کمال محبت سے قبول کیا بلکہ اعلیٰ اخلاق اور وسعت ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوری کتاب کی ٹریسنگ اور کاپیاں جڑوا کر میرے پاس پہنچادیں۔ جس سے میں مزید ان کا مداح ہو گیا ہوں۔ بندہ اور میرے دوستوں نے اس کتاب کو آرٹ پیپر پر اس لیے شائع کرنے کا فیصلہ کیا کہ شاید یہ امر بھی ”حکمت اور موعظت حسنہ“ کا حصہ بن جائے۔ مصنف نے اپنی صلاحیتیں خوب صرف کی ہیں اور قادیانی والوں اور ہردو گروہوں کو پوری امت کی طرف سے دعوت الی الاسلام کا حق ادا کر دیا ہے۔

کچھ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے بارے میں:

اس جماعت کی منظوری مکہ مکرمہ میں خواجہ خاجگان قطب الاقطاب حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ العالی نے دی۔ پھر کندیاں شریف میں ایک اجلاس بلا کر اس فیصلہ کی توثیق فرمائی اور دعاؤں کے

ساتھ ساتھ ایک تائیدی خط بھی تحریر فرما دیا۔ حضرت کی دعاؤں کی برکت ہے کہ یہ جماعت دنیا کے بہت سے ممالک میں عقیدہ ختم نبوت کے حوالہ سے اپنا خوب تعارف رکھتی ہے۔

جماعت کے بانیان:

غیر ختم نبوت فاتح (ریوڈ X) جناب نگر حضرت مولانا منظور احمد چنبوٹی رحمہ اللہ، خطیب ایشیا حضرت مولانا ضیاء القاسمی رحمہ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبد الحفیظ مکی خدیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ ہیں جو کہ جماعت کے وجود امیر بھی ہیں۔ جبکہ ڈاکٹر علامہ خالد محمود مدظلہ، مولانا محمد علی مجازی مدظلہ اور مولانا اسحاق خان کشمیری مدظلہ اس کے پیشینی بانی ہیں۔ حضرت چنبوٹی رحمہ اللہ کی وجہ سے اس جماعت کو امام الحرمین الشریفین امام عبداللہ ابن سہیل کی دعاؤں اور مالی معاونت سے تائید حاصل ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

جماعت بیرون ممالک میں اور اندرون ملک پاکستان میں بہت ساری خدمات سرانجام دے رہی ہے اور دیتی رہے گی۔ (انشاء اللہ)۔ آپ کے ہاتھوں میں جماعت کی طرف سے یہ پانچویں کتاب ہے۔

(۱) تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ

(۲) علامہ اقبال اور قادیانیت

(۳) قادیانیوں کی ناکامیوں کی مختصر روئیداد

(۴) جماعت ہر سال ختم نبوت ڈائری کی اشاعت کا اہتمام کرتی ہے جو کہ بہت مقبول ہوئی۔

(۵) جماعت کا ترجمان ایک رسالہ ماہ نامہ "انوار ختم نبوت" جو مسلسل اشاعت پذیر ہے۔ رسالہ کا دفتر جامع مسجد نیاز سردار چپل چوک بلال گنج لاہور میں واقع ہے۔

ہماری دعوت:

ہماری تمام مسلمان بھائیوں کو دعوت ہے کہ آپ چاہے کسی بھی طبقہ زندگی سے تعلق رکھتے ہیں، کسی بھی سیاسی و مذہبی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں مشن ختم نبوت میں ہمارے ساتھی اور رکن بن کر ختم نبوت کے سپاہی بن جائیں اور شفاعت نبی ﷺ کے امیدوار بنیں۔

والسلام

قاری محمد رفیق

مرکزی ناظم نشر و اشاعت و رابطہ سیکریٹری
انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ، پاکستان۔

احمدی دوستوں

تینوں امام باقی

آپ حضرات صرف اسی نکتہ پر سوچنے پر اکتفا نہ کیجئے کہ مرزا غلام احمد صاحب آپ کے نبی یا مجدد ہیں۔ اس لئے ان کا لکھا ہوا ایک ایک لفظ حرف مقدس ہے بلکہ آپ انتہائی غیر جانبداری، خالی ذہن، ٹھنڈے دل اور انصاف کی نظر سے مرزا غلام احمد صاحب کی تعلیمات اور عقائد پر از سر نو غور کریں اور بغیر کسی دباؤ، لالچ، ترغیب اور خوف کے صرف اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق صراط مستقیم اختیار کریں۔ خدا نے عقل و شعور اس لیے دیا ہے کہ اسے استعمال کر کے سچ اور جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ اسلام ہی وہ سچا دین ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ آپ مسلمانوں کی متاع گم شدہ ہیں۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر واپس آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ آپ بد قسمتی سے بھٹک گئے۔ آپ احمدیت کو ”اسلام“ سمجھ کر اس کے دام فریب میں آ گئے۔ لیکن ابھی مہلت ہے اور رحمت خداوندی کا دروازہ بند بھی کھلا ہے۔ دیکھئے! یہ دنیاوی زندگی نہایت مختصر اور فانی ہے۔ نجانے زندگی کا سفینہ کب ڈوب جائے، موت کا فرشتہ پروانہ لے کر آجائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ آخرت میں اعمال کی کمی بیشی پر شاید معافی ہو سکتی ہو لیکن غلط عقیدہ کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہذا باطل عقائد و نظریات کی بناء پر اپنی عاقبت تباہ نہ کریں اور اس کتاب میں موجود حوالہ جات کو غور سے پڑھیں، جہاں آپ کو کوئی شبہ پیش آئے، اسے دریافت کریں، جواب دینے کے لیے ہم ہر وقت حاضر ہیں۔ کسی دن چناب نگر (ربوہ) کی مرکزی خلافت لائبریری میں جا کر انہیں سیاق و سباق کے ساتھ چیک کریں اور پھر ان کے غلط یا درست ہونے کا فیصلہ بغیر کسی تعصب کے اپنے ضمیر سے لیں۔ جو حضرات آپ کو ان حوالہ جات کے دیکھنے سے منع کریں یا غلط تاویلات میں الجھائیں، انہیں اپنا دشمن سمجھیں اور یقین کر لیں کہ وہ آپ کو راہ حق دیکھنے سے روکتے ہیں اور اندھا بنا کر جہنم میں گرانا چاہتے ہیں، جبکہ ہم خلوص دل سے آپ کے ایمان کی خیر خواہی چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صراط مستقیم پر چلنے اور حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن اقدس سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

INTERNATIONAL KHATM-E-NABUWAT MOVEMENT

Street 11-13 Georges Road, Forest Gate London # 7-U.K
Ph: 01814708551

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان

جائے مسجد نیاں، سردار نذیر چوک، بلال کالج، لاہور

فون: 0300-4241359, 0333-4037803